

تاریخ ابنِ خلدون

حصہ چہارم

خلافتِ بنو عباسؓ



ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین عثمانی

نفیس اکیڈمی - کراچی

تاریخ ابنِ خلدون

حصّہ چہارم

خلافتِ بنو عبّاس رضؓ

حصّہ دوم

اس جلد میں علامہ ابن خلدون نے زوال بغداد کی ابتدا سے اس وقت تک کے واقعات اور حوادث کو اپنی خداداد قابلیت اور حقیقت شناسی سے بیان کیا ہے جب کہ زوال اپنی انتہا کو پہنچکر ہلاکو خاں کی صورت میں بغداد میں نمودار ہوا اور خواجہ نصیر الدین طوسی کی آتش انتقام بھڑک کر سوا پانچسو سال کے پرانے تمدّن و تہذیب کو خاک سیاہ کر گئی

تصنیف:- رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ:- علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی ترتیب تبویب شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ - کراچی ۱

قیمت مجلد: ۱۲ روپے

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ملوک التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ کا اردو ترجمہ

بہ اہتمام ———— خالد اقبال گاہندری

اشاعت اوّل —— نفیس اکیڈمی کراچی —— اگست ۱۹۶۶ء

اشاعت دوم —— نفیس اکیڈمی کراچی —— جولائی ۱۹۶۹ء

اشاعت سوم —— نفیس اکیڈمی ۔ کراچی —— فروری ۱۹۷۱ء

ٹیلی فون نمبر ———— ۵۱۳۳۰۳

مطبوعہ

انٹرنیشنل پریس کراچی

زوالِ خلافتِ بنو عبّاس

از: محمّد اقبال سلیم گاھندری،

تاریخ بنی عباس کا یہ دوسرا حصّہ جو آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ علاّمہ ابن خلدون کی شہرۂ آفاق تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر کا وہ حصّہ ہے جو زوالِ بغداد تک کے حالات، واقعات حوادث و عبر پر مشتمل ہے۔ خلافت بنی عباس جو ابوالعباس السفاح کے ہاتھوں ۱۳۲ھ میں قائم ہوئی۔ وہ ۶۵۶ھ میں ہلاکو خاں، چنگیزی کے ہاتھوں بلکہ اور زیادہ صحیح الفاظ میں خواجہ نصیر الدین محقق طوسی کے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ اور ایسی بُری طرح تباہ ہوئی کہ بقول سعدی شیرازیؒ

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین
بر زوال تخت مستعصم امیر المومنین

اس وقت عباسیوں کا آخری اور بے اختیار خلیفہ المستعصم باللّٰہ مسند نشین تھا اور ابوالعباس کا یہ نام لیوا اب اتنا گیا گزرا ہو چکا تھا، کہ بقول بعض بلّی سے بھی ڈرتا تھا۔

ہلاکو خاں، چنگیزی، فتنہ تاتار کا سب سے بڑا جبروتی فرماں روا تھا، خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس کے مزاج میں اس قدر دخل حاصل کر لیا تھا کہ ہلاکو خاں کے مدار المہام بن گئے تھے۔ ہلاکو خاں لامذہب تاتاری تھا مگر تھا بڑا سخت وہمی، پانچ مہینے تک وہ انکار کرتا رہا کہ بغداد پر حملہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، نہ خلیفہ کے قبضہ میں اب کوئی ملک ہے اور نہ ایسی بڑی دولت و خزانہ۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی پیشوا ہے۔ اس کو دُکھ دینے سے مجھ پر اور میرے خاندان پر عذاب نہ آجائے۔ خواجہ نصیر الدین بڑے ذہین اور قابل آدمی تھے، یہ اُسے سمجھاتے رہے کہ یہ باتیں وہم کی ہیں۔

خدا نے تو اس دن بھی عذاب نازل کیا جب کہ حادثۂ کربلا پیش آیا۔ غرض یہ کہ خواجہ نے ہلاکو خاں کو راضی کر لیا۔ اور خلیفہ مستعصم کو قتل کر دے۔ ستر لاکھ کی آبادی کے شہر بغداد میں قتل عام کر دیا گیا۔ آگ لگا دی گئی اور پانچ مہینوں تک بغداد کے کتب خانوں سے کتابیں نکال نکال کر جلائی جاتی رہیں جو بھاگ سکے بھاگ گئے۔ باقی مارے گئے۔ مولانا حالی کہتے ہیں ع

بہا لے گئی سیلِ تاتار جس کو

اس جلد میں علامہ ابن خلدون نے زوال بغداد کی ابتدا سے اس وقت تک کے واقعات، حوادث اور عبر کو اپنی خداداد قابلیت اور حقیقت شناسی سے بیان کیا ہے، جب کہ زوال اپنی انتہا کو پہنچ کر ہلاکو خاں کی صورت میں بغداد آ پہنچا، اور خواجہ نصیر الدین طوسی کی آتش انتقام بھڑک کر سوا پانچ سو سال کے پرانے تمدن و تہذیب کو خاک سیاہ کر گئی۔

نفیس اکیڈمی، تاریخ ابن خلدون کے ترجمہ کو نئی تہذیب و تزئین کے ساتھ شائع کر رہی ہے یہ کتاب ہماری جدید ترتیب کے بموجب تاریخ ابن خلدون کی چوتھی جلد قرار پاتی ہے۔

(۱) رسول و خلفائے رسول
(۲) خلافت معاویہ و آل مروان
(۳) خلافت بنی عباس (حصّہ اوّل)
(۴) خلافت بنی عباس (حصّہ دوم)
(۵) امیران اندلس اور خلفائے مصر
(۶) غزنوی اور غوری سلاطین
(۷) سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین
(۸) قبل از اسلام (حصّہ اوّل)
(۹) قبل از اسلام (حصّہ دوم)

علاوہ ازیں مقدمہ ابن خلدون مکمل دو حصّوں میں۔

ہم امید کرتے ہیں، ہماری اشاعتی مساعی کی داد اہل علم حضرات اس کتاب سے بیش از بیش استفادہ کے ذریعہ دیں گے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہ

فہرست خلافت بنو عباس حصہ دوم

تاریخ ابن خلدون

باب ۳۱

احمد بن مقتدی مستظہر باللہ

۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

باب ۳۴

یوسف بن مقتفی مستنجد باللہ
۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ

الحسن بن مستنجد باللہ مستضی بامر اللہ
۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

خلافت بنو عباس حصہ دوم

اسمائے خلفا اور زمانۂ حکومت

۱- احمد بن موفق معتضد باللہ
۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

۲- علی بن معتضد مکتفی باللہ
۲۷۹ھ تا ۲۹۵ھ

۳- جعفر بن معتضد المقتدر باللہ
۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

۴- ابو منصور محمد القاہر باللہ
۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

۵- محمد بن مقتدر الراضی باللہ
۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

۶- ابراہیم بن مقتدر المتقی اللہ
۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

۷- عبداللہ بن مکتفی مستکفی باللہ
۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ

۸- عبدالکریم بن مطیع الطائع للہ
۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

۹- احمد بن اسحاق قادر باللہ
۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

۱۰- عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ
۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

۱۱- عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ
۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

۱۲ احمد بن مقتدی مستظہر باللہ
۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

۱۳- فضل بن مستظہر مسترشد باللہ
۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

۱۴- منصور بن مسترشد راشد باللہ
۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

۱۵- یوسف بن مقتفی مستنجد باللہ
۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ

۱۶- الحسن بن مستنجد باللہ مستضی بامر اللہ
۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

۱۷- احمد بن مستکفی الناصر الدین اللہ
۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

۱۸- محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ
۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

۱۹- منصور بن ظاہر مستنصر باللہ
۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

۲۰- عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ
۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

۲۱- احمد بن ظاہر مستنصر باللہ
۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

۲۲- احمد بن ابوبکر بن علی حسن حاکم بامر اللہ
۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

۲۳- سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ
۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ

۲۴- ابراہیم بن محمد واثق باللہ
۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ

۲۵- احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی
۷۴۱ھ تا ۷۵۳ھ

۲۶- محمد بن معتضد متوکل علی اللہ
۷۵۳ھ تا ۷۸۵ھ

۲۷- عمر بن ابراہیم واثق باللہ
۷۵۵ھ تا ۷۸۸ھ

۲۸- ذکریا بن ابراہیم
۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

۲۹- محمد بن معتضد متوکل علی اللہ
۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ

باب ۲۰

احمد بن موفق معتضد باللہ

۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتمد علی اللہ پہلا خلیفہ ہے جس نے پھر بغداد کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ اس نے تمام زمانہ خلافت نہایت مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ ختم کیا۔ اس کا بھائی موفق اس پر حاوی تھا۔ اور وہ خود کسی کام میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ گورنروں کی تقرری اور تنزلی اور کل احکامات موفق کے جاری و ساری تھے۔ یہ نام کا خلیفہ تھا۔ اور درحقیقت موفق خلافت کر رہا تھا۔ جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بجائے اس کے اس کا بیٹا ابو العباس احمد معتضد باللہ ولی عہدی کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے بھی معتمد کے دائرہ حکومت کو وسیع نہ ہونے دیا۔ اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا۔ پہلے تو خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہدی میں معتضد پر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد جعفر کو معزول کر کے تمام ممالک محروسہ و بلادِ اسلامیہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہو گا۔

بیعتِ خلافت

اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتمد کی وفات ہوئی اور اس کے انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اعیان دولت نے معتضد کی خلافت کی بیعت کی۔ خلیفہ معتضد نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے غلام بدر نامی کو پولیس کی افسری دی۔ عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اور محمد بن شاری بن ملک کو دستہ فوج جان نثاران پر مامور فرمایا۔

عمرو بن لیث کو خراسان کی سندِ حکومت

خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں عمرو بن لیث کا وفد آیا اور عمرو بن لیث کی طرف سے ہدیے و تحائف پیش کئے اور حکومت خراسان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سند گورنری لکھ دی اور خلعت روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں نصر بن احمد سامانی راہی ملک عدم ہوا اور اس کا

بھائی اسمٰعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

رافع بن ہرثمہ کا قتل

رافع بن ہرثمہ والی خراسان نے شاہی قصبات کو جو رَے میں تھے دبا لیا تھا۔ خلیفہ معتضد نے سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ شاہی قصبات سے دست کش ہو جاؤ اور اپنا قبضہ و تصرف اٹھا لو۔ رافع نے کچھ خیال نہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان شعر اخراج رافع روانہ کیا۔ چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے رافع بن لیث کو لڑ کر رَے سے نکال دیا۔ رافع بن لیث اس شکست کے بعد جرجان کی طرف چلا گیا۔ ۲۸۳ھ میں نیشاپور پہنچا عمرو سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر رافع شکست کھا کر ابیورد کی طرف بھاگا۔ اس اثناء میں عمرو نے اپنے برادر زادگان معدو لیث پسران علی بن لیث کو اس کے پنجۂ ظلم سے چھوڑا لیا۔ ان دونوں کا تذکرہ اس سے پیشتر اُوپر ہو چکا۔

اس کے بعد رافع نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ عمرو کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے سرخس میں پہنچ کے ناکہ بندی کر لی۔ رافع یہ خبر پا کر تنگ و دشوار گذار راہوں سے نیشاپور کو لوٹا۔ عمرو بھی سرخس سے نیشاپور آ رہا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں رافع کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے سازش کر لی۔ اور رافع سے علیحدہ ہو کر عمرو سے جا ملے۔ اس سے رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے مایوسی اور پے در پے ناکامی و شکست کے بعد اسے محمد بن زید کا خیال آ گیا۔ فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا۔ مگر محمد بن زید نے ایفاء وعدہ نہ کیا۔ اس اثناء میں رافع کے مصاحبین، احباب اور غلاموں نے ترک رفاقت کی۔ محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہو کر احمد بن اسمٰعیل کے پاس بخارا چلا گیا۔ رافع نے چند سپاہی اور مال و اسباب و آلات حرب ساتھ لے کر خوارزم کا راستہ لیا۔ خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی۔ اس نے اپنے گورنر ابو سعید درغانی کو لکھ بھیجا کہ یہ شکار اچھا ہے جس طرح ممکن ہو دم پٹی دے کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ابو سعید نے رافع کو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا، خلوص و محبت کا اظہار کیا۔ اور بحالتِ غفلت میں سر اتار کے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

ابو جوزہ کا ظہور

خوارج موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے مساور کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ جیسا کہ خوارج کے حالات آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں۔ اس کے بعد ۲۸۰ھ میں بنی زہیر سے محمد[1] بن عبادہ معروف بہ ابی جوزہ نے قبر اثا القعاء سے

---

[1] یہ بھی خارجی المذہب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۴

ہارون کی مخالفت پر کمر باندھی۔ ابی جوزہ ایک غریب و مفلس شخص تھا اور نہایت عسرت سے بسر اوقات کرتا۔ اس کی اور اس کے بیٹوں کی گذر اوقات اس پر منحصر تھی۔ کہ جنگل سے لکڑیاں چن اور شہر میں ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ غرض اس کے وسائل معاش اس قسم کے تھے۔ مگر دین داری اور زہد کو خوب ظاہر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کا میلان اس کی جانب ہوا۔ اس نے لوگوں کو مجتمع کر کے ایک گروہ قائم کر لیا۔ اور ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں قرب وجوار کے دیہاتی بھی اس کے پاس آنے لگے۔ جس سے قوت اور بڑھ گئی۔ پھر کیا تھا۔ ہاتھ پاؤں نکالے اور صوبہ موصل کا زکوٰۃ و عشر وصول کر لیا۔ مال اسباب اور جن چیزوں سے اس کو مدد مل سکتی تھی۔ ان کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کر لیا۔ اور اس میں اپنے بیٹے ابو ہلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ٹھہرایا۔

ابو جوزہ اور ہارون شاری میں جنگ

ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو مجتمع کر کے مشورہ کیا اور ان کی متفقہ رائے سے قلعہ کو جا گھیرا، ان دنوں ابو جوزہ قبراثا میں تھا۔ قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی۔ آمد و رفت قطعاً مسدود کر دی گئی۔ تھوڑے ہی دنوں میں قلعے کے فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہارون کے ہمراہ تھے۔ جب انھوں نے اس امر کا احساس کر لیا۔ کہ قلعہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہے تو قلعہ میں جس قدر بنی زہیر تھے۔ ان کو امان دے دی مگر امان دہی سے پیشتر ابو ہلال کا مع چند آدمیوں کے کام تمام کر دیا گیا تھا۔

ابو جوزہ کا قتل

ہارون نے کامیابی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ حاصل کر کے ابو جوزہ کی طرف قدم بڑھایا۔ فریقین نے مقام قبراثا میں صف آرائی کی۔ پہلے حملہ میں تو ہارون کو شکست ہوئی، مگر اس نے پلٹ کر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ ابو جوزہ کے قدم میدان سے اکھڑ گئے۔ اور وہ شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگا ایک ہزار چار سو آدمی مارے گئے۔ ہارون نے اس کی لشکر گاہ پر پہنچ کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اور اس کے مال و اسباب کو اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ ابو جوزہ اس شکست فاش کے بعد آمد پہنچا، احمد بن عیسیٰ ابن شیخ والی آمد سے ہم نبرد ہوا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابو جوزہ کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کی کھال کھنچوا لی اور وہ مر گیا۔

بنی شیبان کی اطاعت

(ماہ صفر ۲۸۰ھ) میں خلیفہ معتضد نے دار الخلافہ بغداد سے بقصد بنی شیبان سرزمین جزیرہ کی جانب کوچ کیا بنی شیبان، موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پا کے مرعوب ہو کر روپوش ہو گئے۔ خلیفہ معتضد نے قریب متن بادیہ نشینان عرب کے ایک گروہ پر

جو دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ حملہ کیا اور زیر وزبر کر کے موصل کی جانب مراجعت کی، اس واقعہ سے بنی شیبان بے حد خائف ہوئے اور وہ اظہار اطاعت کی غرض سے نقد و جنس فراہم کر کے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معذرت کی اور بطور فعل ضامنی کے لوگوں کو حوالہ کیا۔ خلیفہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور لشکریوں کو دارالخلافت کی جانب مراجعت کا حکم دیا اور بغداد میں پہنچ کے احمد بن عیسےٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں جس قدر ابن کنداجق کا مال و اسباب تمہارے ہاتھ آیا ہو بارگاہِ خلافت میں بھیج دو۔ چنانچہ احمد نے وہ سب مال و اسباب اور تحائف و نذرانے روانہ کر دئے۔

ماردین پر قبضہ

چونکہ حمدان بن حمدون کی نسبت یہ پرچہ گزرا تھا۔ کہ یہ ہارون شاری خارجی کی جانب مائل ہو گیا ہے، اور وہ اس کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا۔ بادیہ نشینان بنی تغلب مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے پہلے ہی معرکہ میں منہ کی کھا کر بھاگے۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ بہت سے نابا میں ڈوب کر مر گئے۔ خلیفہ معتضد نے موصل کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں یہ خبر لگی کہ حمدان ماردین چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اور اپنے بیٹے کو قلعہ میں ٹھہرا گیا ہے۔ خلیفہ معتضد نے اسی وقت ماردین پر دھاوا بول دیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر گیا اور ابن حمدان کو بلند آواز سے پکار کے دروازہ کھولنے کو کہا۔

ابن حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا۔ دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو منہدم کر دو۔ باقی رہا حمدان اس کی گرفتاری اور اس کا مال و اسباب ضبط کرنے کو ایک دستہ فوج مامور کر کے بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

مکتفی بحیثیت گورنر اصفہان

۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی مکتفی کو رَے، قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمدان اور دینور کی حکومت پر مامور فرمایا۔ حسن بن علی معروف بہ کورہ جو رافع بن لیث کی طرف سے رَے کا عامل تھا۔ اس نے مکتفی کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی مکتفی نے امان دے دی۔ اور اس کو اپنے باپ کے پاس دارالخلافہ میں بھیج دیا۔

حمدان کی طلبی

۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد موصل کی جانب روانہ ہوا، اسحٰق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے فرمان لکھے۔ اسحاق نے حاضر ہو کر شرفِ حضوری حاصل کیا مگر حمدان نے سرکشی کی اور اپنے مال و اسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار بسر گروہی وصیف موشگیر اور نصر قشوری

سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ سرزمین موصل مقام دیر زعفران کی طرف ہو کر اس لشکر ہمایوں کا گزر ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لیے حسن بن علی کورمع حسین بن حمدان کے موجود تھا۔ حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر وصیف سے امان کی درخواست کی۔ وصیف نے امان دے کے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

حمدان کی گرفتاری خلیفہ معتضد نے دیر زعفران کے منہدم کر دینے کا حکم صادر فرمایا، باقی رہا حمدان اس کے تعاقب میں وصیف روانہ ہوا۔ مقام باسورین میں مڈبھیڑ ہو گئی، اور حمدان کو شکست ہوئی دجلہ کو جانب غربی سے عبور کرکے دیار ربیعہ کی طرف بھاگا، عساکر شاہی نے بھی دجلہ عبور کیا ایک مقام پر پہنچ کے مقابلہ ہو گیا۔ حمدان مال و اسباب چھوڑ کر تن تنہا بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکریوں کے مال و اسباب پر قبضہ کر کے پھر تعاقب کیا حمدان نے تنگ آ کر اسحٰق بن ایوب کے خیمہ میں جائے پناہ لی۔ جو کہ خلیفہ معتضد کی لشکر گاہ میں نصب تھا۔ اسحٰق بن ایوب نے اس کو دربار خلافت میں پیش کر دیا۔ خلافت پناہی نے حکم دیا کہ حمدان کو نظر بند کر دو۔ اور چند لوگوں کو اس کی حفاظت اور نگرانی پر مامور کر دو۔

ہارون خارجی کی سرکشی خلیفہ معتضد نے اس مہم سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ فارغ ہو کے استحصال خراج اور تقرری عمال کی غرض سے نصر قسوری کو موصل میں ٹھہرا کے معاودت کی چنانچہ ایک عامل[۵۱] نصر کے حکم سے اطراف موصل میں گیا اور ہارون خارجی کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے موقع پا کے رات کے وقت حالت غفلت میں نصر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ ہارون کے ہمراہیوں میں سے ایک نامور[۵۲] شخص اس ہنگامہ میں مارا گیا ہارون کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ اور فساد کی تحریک ہوئی۔ دفعۃً اطراف موصل میں آتش فتنہ و فساد روشن کر دی گئی۔ نصر نے ہارون کو ڈانٹ کر ایک خط تحریر کیا ہارون نے اس سے زیادہ تہدید کا جواب دیا۔ اور خلیفہ معتضد کے ذکر کی طرف توجہ تک نہ کی۔ نصر نے اس خط کو اپنی عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد اسے دیکھ کے آگ بگولا ہو گیا

---

۵۱ معلثایا کا یہ عامل تھا۔ خراج وصول کرنے کو معلثایا جا رہا تھا۔

دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷

۵۲ اس شخص کا نام جعفر تھا۔ ہارون کے سر برآوردہ احباب سے تھا۔

دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷

فوراً جنگ ہارون کی تیاری کا حکم صادر فرمایا۔

ہارون خارجی کی شکست

موصل کی حکومت پر ان دنوں بجتم طاتشمر تھا۔ اس کو معزول وقید کر کے حسن بن علی کورہ کو حکومت موصل کی سند عنایت کی اور کل بلاد اسلامیہ کے گورنروں کو اس کی اطاعت کی ہدایت فرمائی۔ حسن بن علی نے لشکر آرائی کی اور موصل کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا۔ شہر اور کیمپ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں، غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ فراہم کرایا۔ اس اثناء میں وہ وقت آ گیا کہ کاشت کاروں نے کھیت کھلیان بھی اُٹھا لئے تب حسن نے بسم اللہ کر کے مع اپنے لشکر کے زاب کو عبور کیا۔ معلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں کا کام تمام ہو گیا۔ بالآخر ہارون کو شکست ہوئی اکثر حصہ اس کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ باقی ماندہ حصہ کثیر آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا۔ ہارون بخوف جان بیابان میں جا چھپا۔ اس کے نامی نامی مصاحبین اور مشیروں نے امان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے سب کی درخواستیں منظور کر لیں۔

ہارون خارجی کا خاتمہ

پھر ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ تکریت پہنچا۔ حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا۔ اور اس کی درخواست پر یہ اقرار کر لیا۔ کہ اگر ہارون گرفتار کر لیا جائے گا۔ تو اس کے باپ کو قید سے رہا کر دیا جائے گا۔ حسین کے ہمراہ اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے۔ رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک پایاب مقام پر پہنچ کے ٹھہر گیا۔ وصیف سے مخاطب ہو کر بولا "دیکھو یہ پایاب مقام ہے۔ ممکن ہے کہ ہارون اسی مقام سے دریا عبور کرے اتم یہاں سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آ جاؤں۔ یا تم کو یہ خبر معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کر دیا ہے" وصیف مع چند آدمیوں کے اس مقام پر ٹھہر گیا۔ اور حسین بقیہ سواروں کو لئے ہوئے ہارون کی جستجو میں روانہ ہوا۔ دو ایک منزل کے بعد ہارون سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ پہلے ہی حملہ میں ہارون شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے چند ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ وصیف کو اس وقت تک تین روز ہو گئے تھے۔ ہنوز کوئی خبر حسین اور ہارون کے معرکہ کی مسموع نہیں ہوئی تھی۔ انتظار کرنے سے اُکتا گیا تھا۔ حسین کی تلاش میں کوچ کر دیا۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست کھائے ہوئے پہنچا۔ اور اسی پایاب مقام سے دریا عبور کر گیا۔ اسی اثنا میں حسین بھی پہنچ گیا۔ وصیف کو اس مقام پر نہ دیکھ کر گھبرایا۔ لیکن پھر مطمئن ہو کر ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچا۔ جہاں کہ ہارون پناہ گزین ہوا تھا۔ ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ بتا دیا۔ حسین نے پہنچ کر ہارون کو گرفتار کر لیا۔ اور پابہ زنجیر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لا کے حاضر کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے ماہ ربیع الاوّل سنہ مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد کی جانب مراجعت فرمائی، دارالخلافت میں پہنچ کر حسین کو اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں عنایت کیں۔ حسب وعدہ اس کے باپ حمدان کو رہا کیا اور انعامات مرحمت فرمائے۔ ہارون کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ اسے ہاتھی پر جبراً سوار کرا کے شہر میں پھرایا گیا۔ آگے آگے نقیب ندا کرتے جاتے تھے "لاحکم الاللہ ولو کرہ المشرکون" تشہیر کے بعد پھانسی دے دی۔ اور جھگڑا ختم ہو گیا۔ یہ صفری تھا۔

عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی اطاعت

اس واقعہ سے پیشتر ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا کرخ پہنچا، عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف یہ خبر پا کے بھاگ گیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا عمرو بن عبدالعزیز کے پاس ایک نایاب جواہر تھا۔ خلیفہ معتضد کا دانت اس پر لگا ہوا تھا لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی اسے فوراً بھیج دے۔ چنانچہ عمرو بن عبدالعزیز نے بھیج دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس رَے روانہ کیا۔ اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبدالعزیز کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے امان کی درخواست کی اور حکم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی وزیر السلطنت نے اس کو اور اس کے خاندان کو خلعتیں عنائت کیں۔

بکر بن عبدالعزیز کی سرکشی

عمرو بن عبدالعزیز کے امان حاصل کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبدالعزیز وزیر السلطنت اور بدر[1] سے امان حاصل کر چکا تھا۔ اور انھوں نے اس کو عمرو بن عبدالعزیز کے صوبہ کی سند حکومت عمرو بن عبدالعزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے دے دی تھی جب عمرو بن عبدالعزیز نے حاضر ہو کر امان حاصل کر لی تو وزیر السلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہم نے اس وقت تم کو سند حکومت دی تھی جب کہ تمہارا بھائی سرکش اور باغی تھا۔ اب چونکہ اس نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے تم کو بھی سند حکومت دے دی ہے۔ لہٰذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں آدمی منصب احکامات کے لئے دربار خلافت میں جا کے حاضر ہو جاؤ۔ بکر یہ سن کے اہواز کی طرف بھاگ گیا، اور عمرو بن عبدالعزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مامور ہوا، وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی عرضداشت اس واقعہ کی دربار خلافت میں روانہ کی اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کی غرض سے رَے کا راستہ لیا۔

بکر بن عبدالعزیز کی پسپائی

خلیفہ معتضد نے وصیف موشکیر کو بکر بن عبدالعزیز کی طرف اہواز کو

---

[1] یہ خلیفہ معتضد کا ایک آزاد غلام تھا لیکن ناک کا بال ہو رہا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۸

روانہ کیا۔ چنانچہ حدود فارس میں بکر سے دوچار ہوا۔ بکر رات کے وقت چھپ کر اصفہان کو روانہ ہو گیا۔ اور وصیف نے جھلا کے بغداد کی جانب مراجعت کر دی۔ تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا۔ بدر نے اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ اطراف اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بکر نے عیسیٰ کو شکست فاش دے دی۔ پھر ۲۸۴ھ میں عیسیٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی، اطراف اصفہان ہی میں فریقین میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح نصیب ہوئی بکر کی لشکرگاہ لوٹ لی گئی۔ وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مرگیا۔

حرث ابولیلیٰ کی سرکشی

عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابولیلیٰ تھی گرفتار کر کے قلعہ زرد میں اپنے ایک خادم شفیع نامی کے زیر نگرانی قید کر دیا تھا۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ معتضد ان اطراف میں آیا۔ اور عمرو نے امان حاصل کر لی۔ اور بکر بھاگ گیا تو قلعہ زرد مع جملہ مال و اسباب کے شفیع کے قبضہ میں رہ گیا۔ ابولیلیٰ نے شفیع سے اپنی رہائی کی نسبت کچھ کہا سنا جسے شفیع نے منظور نہ کیا۔ ابولیلیٰ خاموش ہو گیا۔ شفیع روزانہ شب کو ابولیلیٰ کے پاس عجیب و غریب داستان سننے کو آتا۔ اور نصف شب کے قریب واپس ہوتا تھا۔ ایک روز شفیع حسب دستور ابولیلیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور قصہ سن رہا تھا۔ کہ اتفاق سے قضاء حاجت کی ضرورت پیش آ گئی اور وہ اٹھ کے چلا گیا۔ ابولیلیٰ کو موقع مل گیا۔ اس نے بجائے اپنے لکڑی کے ایک انسان کا مجسمہ فرش پر لٹا کر چادر سے ڈھانپ دیا۔ اور ایک لونڈی کو یہ ہدایت کر کے کہ شفیع قضاء حاجت سے واپس آئے تو کہہ دینا "ابولیلیٰ سو گیا" گوشہ مکان میں جا چھپا۔ اپنے پاؤں کی اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے قریب جا کر روپوش ہو گیا۔

ابولیلیٰ کا خاتمہ

جب نصف شب سے زیادہ گزر گئی۔ اور چاروں طرف سناٹے کا عالم طاری ہو گیا تو وہ آہستہ آہستہ دربانوں کی نظروں سے بچتا ہوا شفیع کی خواب گاہ میں پہنچا اور اس کی تلوار جو اس کی خواب گاہ میں اس کے سرہانے رکھی تھی اٹھائی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ یکایک شور و غل مچا تو مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے۔ ابولیلیٰ نے ڈانٹ کر کہا "آنکھیں بلند نہ ہوں۔ میں نے شفیع کو قتل کیا ہے جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو میرے مقابلہ پر آئے۔ اگر تم لوگ سہولت اور اطمینان سے رہو۔ تو میں تم کو امان دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں۔ خدام یہ سن کر سہم گئے۔ ابولیلیٰ نے تشفی آمیز کلمات سے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس عرصہ میں اکراد بھی آ کے جمع ہو گئے ابولیلیٰ نے سب سے رفاقت کا عہد و پیمان لیا۔ اور علم عباسیہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری

کی جانب خروج کر دیا۔ عیسٰی نے مدافعت کی غرض سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ اثنائے جنگ میں ابولیلیٰ کے گلے میں ایک تیر پیوست ہو گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اس کے سب ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ عیسٰی نے اس کا سر اُتار کے اصفہان بھیج دیا۔ اور اصفہان سے بغداد روانہ کر دیا گیا۔

آمد کا محاصرہ

۲۸۵ھ میں احمد بن عیسٰی بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو دبا لیا تھا۔ انتقال ہوا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکرِ جرار مرتب کر کے چڑھائی کر دی[1] اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی مکتفی بھی شریک تھا وہ موصل ہوتا ہوا آمد پہنچا۔ اور محاصرہ ڈال کر موقعہ موقعہ سے منجنیقیں نصب کر دیں اور سنگباری کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر محمد بن احمد نے طول حصار سے تنگ آ کر اپنے نیز اہلِ آمد کے لئے امان کی درخواست کی اور عذر خواہی کو دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے قلعہ کی فصیلوں اور شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد ہی یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ محمد بن احمد کی نیت بدل گئی ہے اور وہ بھاگنے کی فکر میں ہے۔ اسے فوراً مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا گیا۔

ابن ابی الساج کی اطاعت

ہم اُوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند گورنری مرحمت ہوئی تھی۔ اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کے مراغہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور اس کے بعد کل صوبۂ آذربائیجان پر متصرف و قابض ہو گیا تھا۔ اور ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو حمیرہ کی جانب فتح (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ یوسف بجائے اس کے کہ فتح کی کچھ امداد کرتا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ معتضد نے تنبیہہ کا فرمان لکھا۔ اس پر محمد نے بطور فعل ضمانی اور آئندہ کی اطاعت و خیر خواہی کے ثبوت کے لئے چند آدمیوں کو دربارِ خلافت میں روانہ کیا۔ اور ان کے ہمراہ تحائف اور نذرانے بھی بھیجے۔

بحرین میں قرامطہ کا آغاز

۲۸۱ھ میں ایک شخص یحیٰی بن مہدی نامی قطیف (مضافات بحرین) میں وارد ہو کر علی بن معلی بن حمدان (یہ زیاد یمن کا آزاد غلام تھا) کے مکان میں فروکش ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا ایلچی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب

[1] ماہ ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے فوج کشی کی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵

وہ بھی خروج کیا چاہتے ہیں۔ علی شیعہ تھا اس نے شیعانِ قطیف کو مجتمع کر کے مہدی کا خط جو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔ تاکہ مضافات بحرین میں اس خبر کی شہرت ہو جائے۔ شیعان قطیف نے نہایت خلوص و اطاعت شعاری سے اس کو سنا۔ اور بوقت ظہور مہدی، خروج کا وعدہ کیا انہیں شیعان قطیف میں ابوسعید جنانی بھی تھا اہلِ قطیف میں یہ ایک سربرآوردہ اور معزز شخص تھا۔

یحییٰ بن مہدی

اس واقعہ کے بعد یحییٰ تھوڑے دنوں کے لئے غائب ہو گیا اور واپس آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہل قطیف کی اطاعت و اقرار رفاقت کا شکریہ لکھا ہوا تھا۔ اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے۔ شیعان قطیف نے بطیب خاطر اس حکم کی بھی تعمیل کی پھر غائب ہو گیا پھر کچھ عرصہ بعد آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو۔ شیعان قطیف نے اس کی بھی فوراً ہی تعمیل کی۔ غرض یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آتا جاتا اور ہر بار ایک خط یہ کہہ کر کہ یہ مہدی امام زمان کی جانب سے ہے۔ پیش کرتا رہا۔

ابوسعید جنانی

اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنانی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا۔ گرد و نواح میں جس قدر قرامطہ تھے آ کے مجتمع ہو گئے۔ اور وہ قرب جوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر کے بقصد بصرہ قطیف کی طرف روانہ ہوا (احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی والی بصرہ نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی۔ خلیفہ معتضد نے بصرہ کی محافظت کے خیال سے شہر پناہ بنانے کا حکم صادر فرمایا جس کی تعمیر میں چودہ ہزار دینار صرف ہوئے) جس وقت ابوسعید بصرہ کے قریب پہنچا دارالخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی جو فارس کا والی تھا (اور بضرورت جنگ قرامطہ یمامہ و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لئے ہوئے بصرہ کی حفاظت کے لئے آ پہنچا۔ علاوہ اس دو ہزار فوج رضا کار پیادوں اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔

عباس بن عمر کی شکست و گرفتاری

بصرہ کے باہر ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی صبح سے شام تک بڑے زور شور کی لڑائی ہوتی رہی جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی۔ تو فریقین نے لڑائی موقوف کر دی۔ ابوسعید مع بنی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے بصرہ کی جانب لوٹا اور عباس اپنے لشکر گاہ میں آیا، دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں ابوسعید کو فتح نصیب

۱ے مضمون میں مابین خطوط ہلالین بغرض ربط عبارت تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷، صفحہ ۹۱ سے میں نے لیا ہے (مترجم)

ہوئی۔ اور عباس گرفتار ہو گیا۔ لشکر گاہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کے لوٹ لیا، اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا۔ سب کے سب جل گئے۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۷ھ کا ہے۔

عباس بن عمر کی رہائی

اس جنگ سے فارغ ہو کر ابو سعید نے ہجر کا قصد کیا۔ اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہلِ ہجر کو امان دے دی بعد ازاں پھر بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اہل بصرہ نے منہزمون کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں، بنو اسد نے سواریوں کو ضبط کر لیا اور سواروں کا کام تمام کر دیا۔ اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیلی، اہل بصرہ جلا وطن ہو جانے پر آمادہ ہوئے۔ لیکن واثقی (امیر بصرہ) نے روکا۔ کچھ عرصہ بعد ابو سعید نے عباس کو رہا کر دیا۔ اور وہ سوار ہو کے ابلہ پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا۔ خلافت پناہی نے خلعت خوشنودی عنایت کیا۔

شام میں قرامطہ کا ظہور

ملک شام میں قرامطہ کا ظہور یوں ہوا کہ اس کا داعی ذکرویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس یہ ظاہر کرنے گیا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کے بھیجا ہے۔ اور ان کا خط بھی میں لایا ہوں۔ اس امر کا احساس کر کے قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض سے پیہم فوجیں سواد میں آرہی ہیں، بادیہ نشینان بنی اسد وطے کے پاس چلا گیا۔ اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ تب ذکرویہ نے اپنے لڑکوں کو کلب بن وبرہ میں بھیجا انہوں نے بھی رد کر دیا۔ مگر ان میں سے ایک گروہ قلیص بن ضمضم بن عدی بن جناب اس مذہب کی جانب مائل ہو گیا۔ اور اس نے ذکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی[۱]

ذکرویہ بن مہرویہ

ذکرویہ کا نام یحییٰ تھا ابو القاسم کنیت تھی اس کے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کرتے تھے۔ اس کا دعوےٰ تھا کہ میں اسمٰعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد ہوں۔ اور میں ہی یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ بن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعوےٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں۔ اور میرا ناقہ جس پر میں سوار ہوتا ہوں مامور ہے۔ جو شخص اس کے ہمراہ ہو گا وہ فتحیاب ہو گا۔ شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے ذکرویہ پر حملہ آور ہوا، اتفاق وقت سے ذکرویہ فتحیاب ہوا اور شبل مارا گیا۔ تب شبل (یہ احمد بن محمد طائی کا غلام تھا) نے فوج کشی کی لڑائی ہوئی

---

[۱] یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے۔ بیعت اطراف سماوہ میں ہوئی تھی۔

(دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی اور قرامطہ کا ایک سردار[1] گرفتار ہو گیا شبل نے اسے دربار خلافت میں پیش کیا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی سردار کی گفتگو

خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "کیا تمہیں یہ زعم ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور معاصی سے محفوظ رہتے ہو۔ اور اعمال صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے" اس نے جواب دیا "اگر ہم میں روح اللہ حلول کی ہوئی ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو مذاکرات کو نظر انداز کیجئے۔ جو مفید امر ہو اس کا تذکرہ کیجئے۔ خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا تمہیں ان باتوں کو چھیڑو جس سے فائدہ و نفع کی اُمید ہو۔ وہ بولا "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ اس وقت تمہارے مورث اعلےٰ عباس بن عبد المطلب بقید حیات تھے، مگر حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے۔ اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی۔ بعد ازاں ابو بکرؓ نے وفات پائی۔ اور عمرؓ کو اپنا جانشین بنا گئے۔ اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمرؓ کے پیش نظر تھے۔ مگر عمرؓ نے نہ تو عباس کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب حل و عقد میں شامل کیا۔ ارباب حل و عقد میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور بعید کے بھی آدمی تھے۔ یہ امر بالاجماع و بالاتفاق ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا مورث اس کا مستحق نہ تھا۔ یا کم از کم ابو بکر و عمر نے تمہارے مورث کو اس مہتم بالشان کام کا مستحق نہ تصور کیا۔ پھر کس استحقاق سے تم لوگ دعوے دار خلافت اور خلیفہ بنے ہو۔" خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا، جھلّا اٹھا۔ حکم دیا۔ اس کی کھال کھینچ کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو۔" خدام خلافت نے تعمیل شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی دمشق میں غارت گری

جس وقت شبل نے سواد کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ بعد اختتام جنگ شام کی جانب روانہ ہو گئے رفتہ رفتہ دمشق پہنچے، ان دنوں دمشق کی گورنری پر طغج بن جف، از احمد بن طولون ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مامور و متعین تھا۔ قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت اور عام خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔ طغج نے کئی بار قرامطہ سے معرکہ آرائی کی بدفعات حملہ آور ہوا۔ مگر قرامطہ نے ہر حملہ میں شکست دی۔

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں، اس وقت ہم اس سے عنان قلم دوسری جانب منتقل کرتے ہیں، تا آنکہ ان کے حالات بیان کرنے کا وقت آئے۔ اس وقت ہم ان کے تذکرہ کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب

---

[1] اس سردار کو ابو الفوارس کہتے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

میں التزام کیا ہے۔ بسط وتحقیق سے احاطۂ تحریر میں لائیں گے انشاءاللہ تعالٰے۔

اسمٰعیل سامانی کا خراسان پر قبضہ

عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ اور اس کا سر اُتار کے خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ حکومت خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی۔ سند گورنری بھیج دی۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے اسمٰعیل بن احمد والی ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کی سرداری دی اور مشہور تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے والی ماوراء النہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محمّد دریائے جیحوں کو عبور کر کے آمد پہنچا، اسماعیل کو اس کی خبر لگی تو وہ آمادۂ جنگ ہو کر آ پہنچا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ محمد مع چھ ہزار فوج کے مارا گیا باقی فوج نے بھاگ کے عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا۔ عمرو نے دوبارہ لشکر مرتّب کر کے بقصد جنگ اسماعیل بلخ کا راستہ لیا۔

معرکۂ نہر بلخ

اسماعیل نے عمرو کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا۔

" بھائی صاحب! میں ایک گوشہ میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں۔ اور آپ ماشاءاللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں۔ مجھے میرے حال پہ چھوڑ دیجئے۔ ناحق خونریزی کا دروازہ نہ کھولئے"۔ عمرو نے انکار کر دیا۔ چونکہ نہر بلخ اس زمانے میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس اسے عبور کرنے کے لئے کشتیاں کافی نہیں تھیں اس لئے سخت دقّت اور دشواری میں پڑا۔ اسماعیل نے اس امر کا احساس کر کے نہر بلخ کو جانب غربی سے عبور کر کے بلخ کا راستہ روک دیا اور ایسے موقعہ پر اپنا کیمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہو گیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عمرو کو شکست فاش ہوئی اس نے اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ کے ایک سمت کا راستہ لیا۔ اسمٰعیل نے اسے سمرقند بھیج دیا۔ اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے ۲۸۹ھ میں وفات پائی چنانچہ اس کے بیٹے مکتفی نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمرو بن لیث کو قید حیات سے رہا کر دیا اور اسماعیل کو خراسان کی سند حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ عمرو کو اس صوبہ کی مرحمت ہوئی تھی۔

عمرو بن لیث

عمرو بن لیث نہایت مدبّر و منظم شخص تھا۔ بڑے بڑے صوبے اس کے زیر حکومت تھے۔ لشکریوں کی بہت زیادہ خاطر داری کرتا۔ اور سپہ سالاروں کی کامل نگرانی کرتا۔ تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اس کے پرچہ نویس پھیلے ہوئے تھے۔ کوئی حال اور واقعہ

ایسا نہ ہوتا جس کی اطلاع اس کو نہ ہوتی۔ بہت رعب و داب کا آدمی تھا۔ کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پہ ہاتھ اٹھانے کی جرأت کرتا۔ جو شکایت جس کو جس سے پیدا ہوتی اس کے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اس کے روبرو اس قضیہ کو پیش کرتا۔

طبرستان پر قبضہ محمد بن زید علوی والی طبرستان و دیلم کو عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی خبر لگی تو خراسان کی طمع دامنگیر ہوئی۔ یہ خیال کر کے کہ اسماعیل سامانی اپنے حدود حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائے گا، اس نے جرجان کی جانب کوچ کر دیا اسماعیل نے ممانعت کا خط لکھا۔ محمد نے کچھ خیال نہ کیا۔ اسمٰعیل نے اس مہم کے لئے ایک لشکر مرتب کیا۔ اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کو عنایت کی محمد بن ہارون رافع بن لیث کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ مگر امان حاصل کر کے عمرو بن لیث کے پاس آگیا تھا اور پھر جب اسماعیل کو بمقابلہ عمرو بن لیث کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اپنے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ اور اب اُسے ہی جنگ محمد میں اپنے لشکر کا سردار بنا کے میدان کارزار کو روانہ کیا۔

باب خراسان پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی خونریزی کے بعد ابن ہارون کو اولاً شکست ہوئی۔ محمد بن زید کے ہمراہی لوٹنے اور مال غنیمت کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے تو محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ جس سے محمد بن زید کی فتحیابی شکست سے بدل گئی۔ کمال ابتری سے سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ خود بھی زخمی ہوا۔ جس کے صدمہ سے چند دنوں کے بعد مر گیا اس کا لڑکا زید اس معرکہ میں گرفتار ہو گیا۔ جسے اسماعیل نے بخارا کی جیل میں بھیج دیا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراسان کی جانب لوٹا اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور ان کی ایک جدید حکومت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے جس کو ہم اپنی کتاب کی ترتیب کے مطابق علیحدہ آئندہ بیان کریں گے ـــــ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مکتفی کی گورنری خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کو نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں رقہ کی جانب کوچ کیا۔ اس سے پیشتر ہارون بن خمارویہ کے عمال کو یہ لکھا گیا تھا۔ کہ شام و مصر میں تم کو جاگیریں اور حکومت دی جائے گی۔ بشرطیکہ صوبہ قنسرین سے تم اپنا قبضہ اٹھا لو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس

تحریر کے مطابق قنسرین اور عواصم کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا۔ ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جس کا آئندہ لقب مکتفی ہو گا، جزیرہ اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقہ سے طلب کر کے اس کی کتابت (معتمدی) کا عہدہ عنایت کیا۔

راغب کا زوال

اسی سنہ میں خلیفہ معتضد نے راغب (موفق کا آزاد غلام) کو طرسوس سے طلب کر کے قید کر دیا۔ ملنون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا تھا۔ مال و اسباب ضبط ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد قید میں ہی مر گیا۔

راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال ڈالا تھا۔ بدر (خلیفہ معتضد کے آزاد غلام) کے نام کو خطبہ میں دعا کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ احمد بن طوغان کو یہ امر ناگوار گزرا، بحث و مباحثہ کی نوبت آئی، موقعہ نہ تھا احمد خاموش ہو گیا۔ ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ یازمار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مال و اسباب اور تجربہ کار آدمیوں سے مدد پہنچاتا رہا۔ دمیانہ نے اعلانیہ بغاوت شروع کر دی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ راغب کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اس کو طلب نہ کیا طرسوس میں حکومت کرتا رہا۔ تا آنکہ خلیفہ معتضد نے اس کو طرسوس سے بلا بھیجا اور ادبار و بداقبالی اس کے سر پر سوار ہو گئی۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

وصیف کا انجام

راغب کے بعد ابن الاخشید کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی وہ ایک سال بعد ابو ثابت کو اپنا جانشین مقرر کر کے مر گیا۔ ۲۸۷ھ میں ابو ثابت نے بقصد جہاد خروج کیا۔ اثناء جنگ میں کفار نے اسے گرفتار کر لیا۔ تب اہل طرسوس نے بجائے اس کے **علی بن اعرابی** کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں وصیف (محمد بن ابی الساج، والی بردعہ کا خادم) بردعہ سے بھاگ کر ملطیہ پہنچا۔ اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی "میں نے خلافت پناہی کا غاشیہ فرمانبرداری اپنے دوش پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ہے۔ ثغور کی گورنری مجھے مرحمت فرمائی جائے تاکہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت و اقبال میں صرف کروں۔" خلیفہ معتضد نے قاعدہ سے علیحدگی کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ دونوں نے باہم سازش کر لی ہے۔ بظاہر وصیف علیحدہ ہو گیا ہے۔ لیکن جب ثغور کی سند حکومت عطا ہو گی تو یہ اور اس کا آقا محمد بن ابی الساج ابن طولون پر چڑھائی کر دے گا۔ اور مصر کو اس کے قبضہ سے نکال لے گا۔

خلیفہ معتضد نے اس عرضی پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا۔ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ مقام عین زربہ

میں پہنچ کے شاہی لشکر نے وصیف کو گرفتار کر لیا۔ وہ خلیفہ معتضد کے روبرو پیش ہوا۔ تو خلیفہ معتضد نے سزا کے قید کا حکم دیا۔ اور اس کے لشکریوں کو امان مرحمت فرما کے طرسوس کی جانب کوچ کر دیا مصیصہ میں پہنچ کر رؤسائے طرسوس کو طلب کیا جب وہ لوگ آ گئے تو اس الزام میں کہ وہ لوگ وصیف سے خط و کتابت کرتے تھے، گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور دمیانہ کی تحریک سے کشتیوں کو بھی جلا دینے کا حکم دے دیا۔ اس سے فارغ ہو کر اہل ثغور پر حسن بن علی کورہ کو متعین فرمایا۔ انطاکیہ و حلب ہوتا ہوا بغداد پہنچا۔ وصیف کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد خلیفہ مکتفی نے حسن بن علی کورہ کو گورنری ثغور سے واپس کر کے مظفر بن حاج کو مامور کیا۔ اہل ثغور کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی، دربار خلافت میں شکایت کی عرضی پہنچی اس پر خلیفہ معتضد نے مظفر کو معزول کر کے ابوالعشایر بن احمد بن نصر کو ۲۹۰ھ میں ثغور کی گورنری پر متعین فرمایا۔

بدوؤں کی شورش

۲۸۶ھ میں قبیلہ طے نے بادیہ نشینان عرب کو جس قدر ممکن ہوا جمع کر کے حجاج کے قافلہ پر مقام اجیعر میں روک ٹوک کی اور بزور جنگ سوداگروں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کے بعد ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام فرن میں دوبارہ وارد ہوئے۔ اس مرتبہ حجاج نے ان کو نیچا دکھا دیا اور صحیح سلامت نکل گئے۔

ابن لیث کا فارس پر قبضہ

۲۸۸ھ میں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے بلاد فارس کا قصد کیا۔ جیسے نوشری یہاں کا عامل تھا اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہان سے تبدیل کر کے فارس کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ طاہر نے فارس میں پہنچ کر جیسے نوشری کو نکال دیا۔ اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی زمانے میں اسماعیل سامانی والی ماوراءالنہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے سجستان کی حکومت عطا فرمائی ہے۔ میرا قصد سجستان جانے کا ہے، آپ سجستان کے عازم نہ ہوں" طاہر اس خط کو دیکھ کے رک گیا۔ اسی اثنا میں دربار خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کا غلام) والی فارس ہو کر آیا۔ اس کے آتے ہی طاہر کے کل عمال بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے۔ بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا۔ اپنے احکام و قوانین جاری و نافذ کئے۔ خراج و عشر وصول کیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی، اور مقام واسط میں

بدر مارا گیا۔ اور طاہر نے بشرط ادائے خراج خلیفہ مکتفی سے حکومت فارس ۲۹۰ھ میں حاصل کر لی۔

خلیفہ معتضد کے عہد کے عمّال اور اہم واقعات

خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت میں اکثر صوبجات پر امراء لشکر قابض و متصرف ہوگئے تھے اور انھوں نے دربار خلافت سے اپنا قطع تعلق کر لیا تھا۔ مثلاً خراسان و ماوراء النہر پر اسمٰعیل بن احمد سامانی قابض تھا۔ بحرین قرامطہ کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا۔ ابن اغلب افریقیہ کو دبائے ہوئے تھا۔ موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے پیشتر تحریر کر آئے ہیں۔ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے اس پر اور جزیرہ و ثغور شامیہ پر اپنے آزاد غلام فاتک نامی کو مامور کیا۔ بعد ازاں آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کر اپنے بیٹے مکتفی کو متعین فرمایا اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ثغور شامیہ کی بھی حکومت عنایت کی۔ پھر اس کے بعد حسن بن علی کورہ کو متعین کیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد غلام بدر کو دی۔ اسی اثنا میں اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب ثعلبی حدود والی دیار ربیعہ نے وفات پائی خلیفہ معتضد نے اس کے بجائے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔

علویوں کا خروج

۲۸۸ھ میں علویوں میں سے ایک شخص نے برخلاف علم عباسیہ مقام یمن میں خروج کیا۔ اور بات ہی بات میں صنعاء پر قابض ہوگیا۔ بنی یعفر نے مجتمع ہو کر علم خلافت کی حمایت میں صف آرائی کی اور کامیاب ہوئے۔ باغی علوی کا لڑکا گرفتار کر لیا گیا اور علوی مع اپنے پچاس سواروں کے بھاگ گیا۔ اس کے بعد بنی یعفر صنعاء پر قبضہ حاصل کر کے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی۔

ابن ابی الساج کا انتقال

اسی سنہ میں ابی الساج کا انتقال ہوا۔ اس کے ہمراہیوں نے اس کے بیٹے دیوداد کو جانشین کیا۔ یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی ایک گروہ کثیر ساتھ ہو لیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ دیوداد کو باوجود کثرت فوج کے شکست ہوئی۔ اور وہ براہ موصل بھاگ کر بغداد پہنچا۔ اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور سے آذربائیجان میں حکومت کرنے لگا۔ یوسف نے شکست کے بعد دیوداد کو اپنے پاس قیام پذیر رہنے کی اجازت دی تھی۔ مگر دیوداد نے منظور نہ کیا۔

ابوالقاسم کا وزارت پر تقرر

زمانہ خلافت معتضد کے شروع میں دیوان بلاد مشرقیہ کا انچارج بجائے احمد بن محمد بن فرات کے محمد بن داؤد بن جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسےٰ بن داؤد بن جراح تھا۔ اور وزیر السلطنت عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کے مرنے پر اس کے بیٹے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔

بیرونی مہمات

۲۸۵ھ میں راغب موفق کے آزاد غلام نے بلاد کفار پر طرسوس کی جانب سے براہ دریا حملہ کیا۔ اور رومیوں کی متعدد کشتیاں چھین لیں تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے۔ اور کئی کشتیاں جلا دی گئیں۔

۲۸۷ھ میں رومیوں نے پیشقدمی کی اور طرسوس پر چڑھ آئے۔ امیر طرسوس سے لڑائی ہوئی رومی لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ امیر طرسوس جوش مردانگی میں مع معدودے چند سواروں کے نہر رجان تک تعاقب کرتا چلا گیا رومیوں نے اس سے فائدہ اٹھا لیا موقع پا کے گرفتار کر لیا۔

۲۸۸ھ میں حسن بن علی کورہ والی ثغور نے اپنے ایک سپہ سالار نزار بن محمد نامی کو بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ نزار نے متعدد قلعات فتح کئے۔ اس کے بعد قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا۔ رومیوں کو یہ امر شاق گذرا انہوں نے براہ دریا و خشکی کیسوم کی جانب خروج کیا اور اطراف حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔

معتضد کی وفات

خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس سے آپ واقف ہو چکے ہیں نہایت مدبر اور صاحب قوت آدمی تھا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عبید اللہ کا یہ منشاء تھا کہ پسران خلیفہ معتضد کو خلافت سے محروم کر کے خاندان خلافت میں سے اور کسی کو سند خلافت کا وارث بنائے، چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اس امر کی کوشش کی۔ بدر اس کا مخالف ہو گیا اور ابوالقاسم کی کچھ نہ چلی۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی۔ اس وقت بدر فارس میں تھا۔ خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کی سرکوبی اور اس کے قبضہ سے فارس کو نکالنے کے لئے بھیجا تھا۔

باب ۲۱

علی بن معتضد مکتفی باللہ

۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

وزیر السلطنت ابو القاسم نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اس کے بیٹے مکتفی کو مسندِ خلافت پر بٹھایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت لی مگر یہ خوف غالب ہوا کہ مبادا بدر خلیفہ مکتفی تک میرے اس قصد و ارادہ کی خبر پہنچا دے۔ جو کہ میں نے بحالت حیات خلیفہ معتضد کیا تھا۔ اس وجہ سے حکمت عملی کے ساتھ بدر کو قتل کرنے کی فکر کی۔ چونکہ خلیفہ مکتفی بھی خلیفہ معتضد کے زمانہ سے بدر کا مخالف تھا۔ وزیر السلطنت کو اچھا موقع مل گیا۔ اس نے دو چار اِدھر اُدھر کی جڑ دیں اور کئی بے سر و پا الزامات بدر کے سر تھوپ دیئے۔ اور در پردہ ان سپہ سالاروں کو ترکِ رفاقت بدر پر آمادہ کیا جو فارس میں اس کے ہمراہ تھے۔ عباس ابن عمر غنوی، محمد بن اسحاق بن کنداجق اور خاقان وغیرہم علیحدہ ہو گئے۔ خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے۔ بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسط چلا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا۔ اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور یہ حکم دیا کہ اس کا نام پھریروں اور ڈھالوں سے محو کر دیا جائے۔ اس پر بھی قناعت نہ ہوئی تو حسین بن علی کورہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسط کی طرف روانہ کیا۔ حسن بن علی کورہ مقابلہ پر پہنچ کر بدر سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے دار الخلافہ سے تمہیں زیر کرنے کا حکم آیا ہے۔ لیکن میں دیرینہ مراسم کے پیش نظر اجازت دیتا ہوں کہ تم جس طرف چاہو چلے جاؤ۔" بدر نے جواب دیا "میں کبھی اور کسی طرف نہیں جاؤں گا۔ سیدھا اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اور بالمشافہ عرض و معروض کروں گا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم تک بدر کے اس ارادہ کی خبر پہنچی۔ اسے موقع مل گیا۔ اور اس نے خلیفہ مکتفی سے کہہ دیا "کہ بدر کا دار الخلافہ میں آنا قرینِ مصلحت نہیں ہے۔ خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور سازشوں سے غافل نہ رہیں۔

بدر کا انجام ادھر خلیفہ مکتفی وزیر السلطنت ابو القاسم کے کان بھر دینے سے اور زیادہ کھنچ گیا۔ ادھر کسی

ذریعہ سے بدر کے کانوں تک وزیر السلطنت نے یہ خبر پہنچا دی کہ تمہارا مکان اور تمہارے رفقاء اور اہل و عیال حراست میں لئے گئے ہیں بدر کو اس خبر سے سخت دُکھ ہوا۔ اور اس نے خفیہ طور سے اپنے بیٹے ہلال کو بلا بھیجا، وزیر السلطنت نے یہ خبر پا کر ہلال کو بدر تک نہ جانے دیا۔ وزیر السلطنت کو ان چالوں میں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو یہ چال چلی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دے کے بدر کے پاس روانہ کیا۔ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کے خوش ہو گیا۔ اور بہ ہمراہی قاضی ابو عمرو دار الخلافت کو روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے بہ سُن کے ایسے چند لوگوں کو متعین کر دیا۔ جنہوں نے اثناء راہ میں چھٹی رمضان کو بدر کا سر اُتار لیا۔ بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ معظمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق دفن کر دیا۔ قاضی ابو عمرو کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بے حد ملال ہوا۔ مگر اب چارہ کار ہی کیا تھا۔

جنگ محمد بن ہارون و اسمٰعیل سامانی

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بعد ازاں اسمٰعیل بن احمد سامانی والی ماوراء النہر نے اپنے وابستگان دامان دولت میں داخل کر لیا تھا۔ اور محمد بن زید علوی کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ چنانچہ محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اپنی جانب سے اسے طبرستان کی گورنری دے دی۔ کچھ عرصہ بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی سے بغاوت کی اور دولت علویہ کی دعوت دی۔ ابن حسان دیلمی نے اس سے اتفاق کیا۔ اسماعیل کو اس کی خبر لگی۔ اور یہ سُنتے ہی ایک لشکر ابن حسان سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابن حسان مقابلہ پر آیا۔ لیکن شکست کھا کے بھاگا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی جانب سے اغرتمش ترکی متعین تھا۔ اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی اور ظلم و سفاکی کے برتاؤ کئے۔ اہل رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و ستم سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ تم چند آدمیوں کے ہمراہ آ جاؤ۔ ہم تم کو رے پر قبضہ دے دیں گے۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر دوڑ پڑا۔ اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا۔ اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ محمد بن ہارون نے اس کو، اس کے دونوں بیٹوں اور کیغلغ کے بھائی کو جو نامی سپہ سالاروں سے تھا قتل کر ڈالا۔ اور رے پر قابض ہو گیا۔

لے یہ واقعہ ماہ رجب ۲۸۹ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۵

محمد بن ہارون کی گرفتاری

خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو رے کی سند گورنری عنایت کر کے بسر گروہی ایک عظیم الشان لشکر رے کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان رے تک نہ پہنچ سکا۔ تب دارالخلافت سے اسمٰعیل سامانی کے نام رے کی سند گورنری آئی اور اس کے ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہوا اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کر کے رے پر فوج کشی کر دی محمد بن ہارون خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست فاش کھائی اور رے سے بھاگ کے قزوین پہنچا۔ جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو زنجان چلا گیا۔ زنجان میں بھی امان نہ ملی تو طبرستان پہنچا۔ اور دیلم میں پناہ گزین ہوا۔ اسماعیل سامانی نے رے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو۔ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کی اور باہم مصالحت کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ محمد بن ہارون اس دم پٹی میں آ گیا۔ اور دیلم سے بخارا کی طرف مراجعت کی، اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے چند آدمیوں کو بھیج دیا۔ جو اُسے اثناءِ راہ سے گرفتار کر کے لے گئے۔ اسمٰعیل نے جیل میں بھیج دیا۔ اس کے ایک مہینہ بعد ماہ شعبان ۲۸۹ھ میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی سرکوبی

محمد بن سلیمان بنی طولون کا ایک نامور سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا۔ مگر بوجہ بنی طولون سے کشیدہ خاطر ہو کر خاندان خلافت میں آ کے داخل ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل و غارت کر کے زیر و زبر کر رہے تھے اور طولون کے گورنر طغج بن جف کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ خلیفہ مکتفی[لہ] کو ان واقعات کی خبر لگی تو لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقہ میں پہنچ کے محمد بن سلیمان کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے، جس میں بنی شیبان اور حسن بن حمدان جیسے نامی نامی سردار بھی تھے۔ روانہ کیا، حماۃ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی اور قرامطہ کو شکست ہوئی، عساکر شاہی نے کوفہ تک تعاقب کیا۔ راستہ میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ

لہ　خلیفہ مکتفی آخر ۲۹۰ھ میں رقہ پہنچا اور اسی سنہ میں محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ اور لڑائی چھٹی محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی۔ ۶ محرم یوم دوشنبہ کو صاحب الشامہ پابہ زنجیر رقہ پہنچا۔ خلیفہ مکتفی مع اس کے بغداد کو روانہ ہوا۔ اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب الشامہ کو مع اس کے اور ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحات ۲۰۸، ۲۱۰۔

ہاتھ آگیا۔ اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا گیا۔ محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ علم عباسیہ کی خیر خواہی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ قرامطہ کے ایک گروہ کثیر کو اثناء جنگ اور گیرو دار میں نیست و نابود کر کے باقی ماندگان میں سے اکثر کو قید کر لیا۔

امارت بنی طولون کا خاتمہ

اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان نے بغداد کی جانب مراجعت کی، اثناء سفر میں بدر حمامی (ہارون بن خمارویہ کا غلام تھا) اور محمد بن فائق کا خط دمشق سے وارد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ بنی طولون کا آفتاب حکومت لب بام آگیا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے ہیں۔ انتظامی قوت سلب ہو گئی ہے آپ تھوڑی سی فوج لے کے آئیے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے۔ ہم بھی آپ کی مدد کریں گے۔ محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر یہ واقعات عرض کئے۔ خلافت مآب نے اسی وقت فوجیں آراستہ کیں اور سامان سفر جنگ درست کر کے روانگی کا اشارہ فرمایا۔ اور دمیانہ (بازمار کے غلام) کو براہِ دریائے نیل بیڑا جنگی جہازات کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا ادھر دمیانہ براہ دریا اُدھر محمد بن سلیمان براہ خشکی مصر کے قریب پہنچ گئے۔ دونوں نے آمد و رفت کی تمام راہیں بند کر دیں خشکی اور دریا کی طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی سب سے پہلے بدر حمامی نے مصر سے نکل کر امان حاصل کی بعد ازاں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ایک بہت بڑی جماعت نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہارون بن خمارویہ نے اس امر کا احساس کر کے بقصد مقابلہ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا۔ کہ ایک روز ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامہ جنگ برپا ہو گیا تلواریں نیام سے نکل آئیں ہارون بن خمارویہ شور و غل کی آواز سن کر باہر آیا اور سمجھانے بجھانے لگا۔ اتفاق یہ کہ ایک تیر اس کے گلے میں آ کے ترازو ہو گیا تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ اس کے ہمراہیوں اور لشکریوں نے مجتمع ہو کے اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا۔ شیبان نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع بنا لیا اس کے بعد فریق مخالف سے بازار کارزار پھر گرم ہو گیا۔ دو ایک جھڑپوں کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا۔ لشکریوں نے اس کو منظور کر لیا۔ شیبان لشکریوں سے علیحدہ ہو کر روپوش ہو گیا۔ اور جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس وقت شیبان نے خفیہ طور سے امان حاصل کی اور محمد بن سلیمان کے پاس چلا آیا۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان نے کل بنی طولون کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اور دربار خلافت

میں روانہ کیا۔ یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ کل آل طولون کو مع ان کے مدامیوں کے جس قدر بھی مصر و شام میں ہوں گرفتار کر کے بغداد بھیج دو۔ محمد بن سلیمان نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد کو روانہ ہو گیا۔

خلیجی کی بغاوت

دربار خلافت سے عیسٰے نوشری کو مصر کی حکومت مرحمت ہوئی۔ بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی نامی جو محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ میں نائب تھا۔ علم خلافت کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا قرب و جوار کے دیہاتیوں کو مجتمع کر کے اس نے ایک فوج بنالی عیسٰے نوشری نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا مجبوراً وہ مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ اور ابراہیم خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کر ایک عظیم الشان لشکر لبسرافسری فاتک (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) مصر کو روانہ کیا۔ اس مہم میں احمد بن کیغلغ اور بدر حمامی وغیرہ نامی نامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے اور ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے قریب پہنچا۔ احمد بن کیغلغ ایک دستہ فوج اور چند آزمودہ کار سپہ سالاروں کو لے کے آگے بڑھا۔ عریش کے قریب مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو شکست ہوئی، خلیجی کے حوصلے اس سے بڑھ گئے۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو خلیفہ مکتفی نے تیاری کا حکم دیا اور بغداد کے باہر ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ تکریت پہنچا۔ یہاں پر فاتک کا عریضہ ماہ شعبان میں پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ "اس جاں نثار غلام نے متواتر جنگوں کے بعد خلیجی باغی کو شکست فاش دے دی۔ اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا ہے۔ باغی خلیجی بھاگ کر فسطاط مصر میں روپوش ہوا۔ بڑی جدوجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کر گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ مکتفی نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو مع اس کے ہمراہیوں کے فوراً بغداد بھیج دو فاتک نے اس حکم کے مطابق خلیجی کو بغداد روانہ کر دیا۔ اور اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔

امارت بنی حمدان کا آغاز

۲۹۲ھ میں خلیفہ مکتفی نے صوبہ موصل کی گورنری ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان بن حمدون عدوی تغلبی کو مرحمت فرمائی چنانچہ پہلی محرم ۲۹۳ھ میں وہ موصل پہنچا۔ اور اگلے دن نینوی کی یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اکراد ہذبانیہ نے جن کا پیشوا محمد بن بلال ہے، شہر پر شب خوں مارا اور اس کو لوٹ لیا۔ ابوالہیجا نے اسی وقت تیاری کا حکم دیا اور فوراً ایک لشکر مرتب کر کے پل سے مشرقی ساحل کی طرف دریا عبور کیا اور مقام

حاروبہ پر اکراد سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ ابو الہیجا کے ہمراہیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا۔ اس سے ابو الہیجا کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ لڑائی موقوف کر کے موصل کو لوٹ آیا۔

کوہ سلق کا محاصرہ

دربار خلافت میں بغرض امداد عرضی بھیجی اور کمک کے انتظار میں موصل میں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ ۲۹۳ھ گزر گیا۔ اور ماہ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں دربار خلافت سے امدادی فوجیں آ پہنچیں، اس وقت ابو الہیجا نے پھر اکراد ہذبانیہ پر فوج کشی کی۔ اکراد ہذبانیہ کی جمعیت پانچ ہزار خاندان کی تھی۔ مگر ابو الہیجا کی مستعدی سے ڈر کر وہ کوہ سلق میں، جا کے پناہ گزین ہو گیا، جو زاب کے سامنے واقع تھا۔ ابو الہیجا نے پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔ اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ محمد بن بلال نے چالاکی سے ابو الہیجا کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ اور اطاعت اور فعل ضامنی دینے کی شرائط طے کرنے لگا۔ ابھی کوئی امر طے نہ ہوا تھا۔ کہ اپنے چند ہمراہیوں کو آذربائیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا۔ ابو الہیجا کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے فوراً تعاقب کیا۔ اگرچہ ہمراہیان محمد کوہ قندیل پر پہنچ کے پناہ گزین ہو گئے تھے۔ مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے چین سے نہ رہنے دیا۔ ان کا ایک گروہ کام آ گیا۔ باقی ماندگان نے کوہ قندیل کی چوٹی پر جا کے دم لیا۔ اور ابو الہیجا نے مراجعت کر دی۔ اکراد موقع پا کے آذربائیجان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

محمد بن بلال کی اطاعت

ابو الہیجا نے اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی اور لشکر کو موصل کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد دربار خلافت سے ایک تازہ دم فوج کمک پر مزید آ گئی۔ اور اس نے سامان جنگ درست کر کے کوہ سلق کا رخ کیا۔ محمد بن بلال اس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اس اثناء میں سردی کا موسم آ گیا اور برفباری شروع ہو گئی۔ رسد کے آنے کا راستہ تو بند ہی تھا۔ اب غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا۔ محمد بن بلال مجبور ہو کر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ محاصرین سے آنکھ بچا کر محاصرہ سے بھاگ گیا۔ ابو الہیجا نے اس کے مکانات، مال و اسباب اور ان کی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد بن بلال نے امان کی درخواست کی جس کو ابو الہیجا نے نہایت کشادہ پیشانی سے منظور کیا۔ چنانچہ محمد بن بلال شکریہ ادا کرنے کو اپنی اولاد کے ہمراہ ابو الہیجا کی خدمت میں حاضر ہوا ابو الہیجا نے مع محمد بن بلال کے موصل میں واپس ہو کر قیام کیا۔ اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اسی زمانہ میں

اکراد حمید بیہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی، تھوڑے ہی دنوں میں ابو الہیجاء کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

بنی حمدان کی سرکشی

اس کے بعد ۳۰۳ھ میں ابو الہیجا نے علم خلافت کی مخالفت پہ آمادگی ظاہر کی خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر بسرافسری مونس خادم، ابو الہیجا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا کثرت فوج دیکھ کر ابو الہیجا کا مزاج درست ہو گیا۔ اور اس نے خود ہی مونس کے پاس حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن جھکا دی۔ مونس نے مع ابو الہیجا کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا کی معذرت قبول فرمائی۔ اور خلعت خوشنودی مرحمت کیا اس وقت سے ابو الہیجا بغداد ہی میں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ دیار ربیع میں اس کا بھائی حسین بن حمدان ۳۰۳ھ میں باغی ہو گیا۔ شاہی فوج اس کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئی۔ چند دنوں کے بعد وہ گرفتار ہوا اور دربار خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو مع اس کے لڑکوں کے زیر نگرانی زہدان قہرمانہ قید کر دیا۔ ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ...... ابو الہیجا کو بھی مع اپنی اولاد اور بھائیوں کے جیل میں بھیج دیا۔ بعد ازاں ۳۰۵ھ میں وہ رہا ہوا۔

ابن لیث کا فارس پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو خلیفہ مکتفی نے ۲۹۰ھ میں ملک فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اس کی حکومت کو کچھ استقلال و استحکام بھی حاصل ہو گیا تھا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد وہ لہو و لعب اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہوا۔ کہ ایک ساعت کو امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ اسی اثناء میں وہ بغرض تفریح و سیر سجستان چلا گیا۔ اور لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کے فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی، ابو قابوس (یہ طاہر بن محمد کے ہمراہیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سبکری قابض ہو چکے تھے اس لئے ابو قابوس کی کچھ پیش نہ گئی، مجبوراً اس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ مکتفی کی دست بوسی کی اور تمام حالات عرض کئے۔ خلیفہ مکتفی نے انعام مرحمت فرمائے۔ کچھ عرصہ بعد طاہر نے ابو قابوس کی واپسی کی درخواست کی اور واپس نہ ہونے کی صورت میں حساب فہمی کی التجا کی۔ خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔

بیرونی مہمات

انطاکیہ پر حملہ ۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج سے ثغور اسلامیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حدیثہ کا قصد کیا اور

بحالت غفلت میں شہر کو جلا دیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جوان، بوڑھے اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیشقدمی کو روکنے کے لئے طرسوس سے انطاکیہ پر فوج کشی کر دی۔ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور وہ ثغور اسلامیہ کی تباہی سے دست کش ہو کر انطاکیہ کے بچانے کو دوڑے لیکن ناکامیاب رہے۔ عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ انطاکیہ کو فتح کر لیا۔ پانچ ہزار رومی مارے گئے۔ اسی قدر گرفتار ہوئے۔ اور اسی قدر مسلمان قیدیوں نے جو انطاکیہ میں قید تھے، رہائی پائی۔ ساٹھ کشتیاں مع مال و اسباب کے ہاتھ آئیں جو مال غنیمت انطاکیہ کے ساتھ تقسیم کی گئیں ہزار ہزار دینار ایک ایک حصہ میں پڑے۔

ترکوں کا عروج

اسی سنہ میں ترکوں نے ایک غیر محدود جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر کی جانب خروج کیا۔ اسمٰعیل بن احمد سامانی نے اس طوفان کی روک تھام کو ایک عظیم الشان لشکر جس میں رضا کار اور فوج نظام بھی تھی۔ روانہ کیا۔ ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے ایک گروہ کثیر مارا گیا باقیوں میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔

حاکم ثغور کی معزولی

پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر چڑھائی کی، اہل مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔ خلیفہ مکتفی نے ابو العشائر کو حکومت ثغور سے معزول کر کے رستم بن بردو کو متعین فرمایا اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ و معاوضہ ہوا ایک ہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجۂ ظلم سے رہا کرائے گئے۔

قورس پر رومیوں کا حملہ

پھر ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شب خوں مارا۔ اہل قورس باوجود بیخبری کے مسلح و تیار ہو کے مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی لیکن انجام کار مسلمانان قورس کو شکست ملی ایک گروہ کثیر اس جنگ میں کام آگیا۔ رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو جلا دیا۔ اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اسی سنہ میں اسماعیل بن سامان والی ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو بزور تیغ فتح کیا۔

ابن کیغلغ کا رومیوں کے خلاف جہاد

اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلغ نے طرسوس کی طرف سے بلاد رومیہ پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔ اور بزور تیغ چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا۔ رومیوں کے ایک بطریق نے

امان کی درخواست کی اور امان حاصل کرنے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سنہ میں پھر ابن کیغلغ نے بقصد جہاد بلاد کفار کی جانب خروج کیا اور فتح کرتا ہوا شکند تک پہنچا اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد دو چار روز قیام کر کے لیس پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی رومیوں کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لیے گئے۔ اس واقعہ کے بعد بطریق اندرونقس نے جو رومیوں کی طرف سے محافظت حدود پر مامور تھا۔ دربار خلافت میں امان کی درخواست کی، خلیفہ مکتفی نے فوراً امان نامہ لکھ کے بھیج دیا۔

بطریق اندرونقس

بطریق اندرونقس دو سو مسلمان قیدیوں کو لئے ہوئے جو اس کے قلعہ میں محبوس تھے اسلامی لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ والی روم کو اس کی خبر لگ گئی۔ اور اس نے ایک دستہ فوج اندرونقس کی گرفتاری کو بھیج دیا۔ مسلمان قیدیوں نے اس دستہ فوج کو جو اندرونقس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اور جو کچھ مال و اسباب اور آلات حرب تھے سب کچھ لوٹ لیا۔ رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ اور وہ ایک عظیم الشان فوج تیار کر کے بطریق اندرونقس سے لڑنے کو آئے عساکر اسلامیہ نے بھی بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو رومیوں پر حملہ کر دیا۔ اور قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور اس کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ رومی یہ خبر پا کر واپس آ گئے۔ عساکر اسلامیہ میں سے چند دستے بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو قلعہ کی طرف گئے۔ بطریق اندرونقس مع اہل و عیال کے قلعہ سے نکل آیا۔ اور ان کے ہمراہ دارالخلافہ بغداد کو روانہ ہو گیا۔

عمّال

اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مفلحی کو رے کی حکومت عطا ہوئی بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی کو دے دی گئی اور عیسےٰ نوشری مصر کی گورنری پر بعد اختتام بنی طولون مقرر کیا گیا۔ اور ابوالعشائر احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو معزول کیا گیا۔ اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عبید اللہ نے وفات پائی اور قلمدان وزارت عباس بن حسن کے سپرد ہوا۔ بعد ازاں ۲۹۲ھ ابوالعشائر بھی برطرف ہوا اور بجائے اس کے رستم بن بردو کو مقرر کیا گیا۔ ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد کے قبضہ سے نکال لیا اور خلیفہ مکتفی نے خوش ہو کر خلعت اور انعام عنایت کئے۔ اسی سنہ میں ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی۔ اسی سنہ میں قرامطہ کا سفیر یمن و صنعاء میں پہنچا اور اس نے بوجہ طوائف الملوکی

یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شوال میں خلیفہ مکتفی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن کی سند عنایت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن میں پہنچ کے قیام کیا۔

وفات خلیفہ مکتفی باللہ ابو محمد علی بن خلیفہ المعتضد باللہ نے ماہ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے بغداد میں سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا۔ وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنا لیا تھا۔

باب ۲۲

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ

۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

مقتدر کی مخالفت

وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبین سے مشورہ طلب کیا کہ خاندان خلافت میں سے کون شخص مسندِ خلافت کا مستحق ہے۔ محمد بن داؤد بن جراح نے عبداللہ بن معتز کو منتخب کیا۔ اور اس کی عقل و فراست کی بہت ہی تعریف کی ابوالحسین بن محمد بن فرات بحث و مباحثہ اور ردّ و تکرار کے بعد بولا۔ "وزیر السلطنت! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنائیے جس کے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں۔ اور نہ بخیل کو مسند خلافت پر متمکن کیجئے کہ لشکریوں کو تنخواہ کی وصولی میں دقّت پیدا ہو۔ اور نہ لالچی شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ طمع میں آ کے شیرازہ حکومت درہم برہم کر دے۔ امراء دولت اور اراکین سلطنت کے مال و اسباب کی تاک میں رہے۔ اور نہ ایسے شخص کو تاجدار بنائیے جو دین اسلام کی توہین کرتا ہو۔ گناہوں سے محترز نہ ہو۔ کار ثواب کا طالب نہ ہو۔ اور نہ ایسے شخص کو زمام حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات سے آگاہ اور ان کے احوال کا جویا ہو کہ لوگوں کو کھانا پینا، عیش و آرام دشوار ہو جائے۔ میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی .... شخص نہیں ہے۔ یہ شخص مسند خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت رکھتا ہے" وزیر السلطنت نے کہا۔ "تمہیں انتخاب کرتے شرم نہ آئی، وہ تو ابھی لڑکا ہے۔ ابن فرات نے جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو۔ اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو"

بیعتِ خلافت

وزیر السلطنت نے علی بن عیسٰے کی طرف مشورہ کی غرض سے رُخ کیا۔ علی بن عیسٰے نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اسی قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنائیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔ اور زمام خلافت لینے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا۔ جیسا کہ ابن فرات نے رائے دی تھی۔ ابوالحسن کے بھائی خلیفہ مکتفی نے

وصیت کی تھی - اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا - غرض وزیر السلطنت نے صافی حرمی کو جعفر کے لانے کو روانہ کیا۔ جعفر اپنے مکان سے دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بقصد دار الخلافت روانہ ہوا - بوقت واپسی وزیر السلطنت کے مکان کے قریب پہنچ کے صافی کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ شاید وزیر نے جعفر کو قید کر لینے کی غرض سے طلب کیا ہے - جوں ہی یہ خطرہ پیدا ہوا - جعفر کو حراقہ[51] میں چھوڑ کر چپکے سے دار الخلافت میں چلا آیا - اور حاضرین سے بیعت خلافت لے لی - بعد ازاں جعفر کو حراقہ سے لا کر مسند خلافت پر بٹھا دیا اسی اثناء میں وزیر السلطنت اور سرداران لشکر آ گئے - اور ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی - مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے خود کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا - اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار . . . . دے دیا - اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے - وزیر السلطنت نے اس میں سے حق بیعت نکال لیا - اس کے بعد کاروبار سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلنے لگا۔

محمد بن معتز کی حریفانہ کوششیں

خلیفہ مقتدر باللہ کی عمر بوقت تخت نشینی تیرہ برس کی تھی - اس لئے ارا کین دولت کم عمری کی وجہ سے نظر حقارت سے دیکھنے لگے - اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا - وزیر السلطنت ابو القاسم کا دل بھی پھر گیا - وہ خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابو عبید اللہ محمد بن معتز کی خلافت کے لئے تیار ہو گیا خط و کتابت شروع کی - ابو عبد اللہ نے منظور کر لیا - مگر بانتظار آمد فارس حاجب اسماعیل والی خراسان خلیفہ مقتدر کی معزولی اور جدید خلیفہ کی تقرری وقوع پذیر نہ ہوئی - اس واقعہ سے چند ہی دن پیشتر فارس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کی تھی اور اس سے جدا ہو کے بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی تھی اور وزیر السلطنت ابو القاسم نے حاضری کی اجازت دے دی تھی اور اس کے ذریعہ سے خادمان خلیفہ معتضد کو لانے کا قصد کیا تھا - کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ قوی تھا۔

محمد بن معتز کی وفات

اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ فارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی اور اس اثناء میں ابو عبد اللہ محمد بن معتز بجائے

---

۵۱ حراقہ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جس میں دشمنوں پر آتشبازی کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔
اقرب الموارد جلد ۱ صفحہ ۱۸۳۔

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے داعی اجل کو لبیک کہہ کر گوشۂ قبر میں جا پہنچا۔ وزیر السلطنت کی ساری اُمیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس پر بھی اس سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ ابو الحسین بن خلیفہ متوکل کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ اتفاق یہ کہ وہ بھی مر گیا۔ ان واقعات سے بظاہر خلیفہ مقتدر باللہ کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ اور وہ کاروبار سلطنت کو بیدار مغزی سے سرانجام دینے لگا۔

خلیفہ مقتدر کے خلاف سازش

کچھ عرصہ بعد سپہ سالاران لشکر، اراکین دولت اعیان سلطنت، قاضیان و مفتیان شریعت اور سیکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کیں اور خلیفہ مقتدر باللہ کی معزولی پر متفق ہو کے عبداللہ بن خلیفہ معتز سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کی درخواست کی عبداللہ بن معتز نے یہ شرط پیش کی کہ خونریزی اور قتل عام نہ ہو۔ ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا چونکہ ہم لوگ اسی امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ کسی قسم کا اختلاف نہ ہو۔ اور جب اختلاف نہ ہو گا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل اور خونریزی نہ ہو گی۔ اس امر کے بانی مبانی عباس بن حسن وزیر السلطنت؛ محمد بن داؤد بن جراح سیکرٹری، ابو المثنیٰ احمد بن یعقوب؛ قاضی حسین بن حمدان وزیر جنگ بدر عجمی اور وصیف بن صوار تکین سپہ سالاران لشکر تھے۔

عباس بن حسن کا قتل

ابھی یہ مشورہ ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس امر کا احساس کر کے خلیفہ مقتدر کا برتاؤ میرے ساتھ اچھا ہے۔ اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا ہے اس مشورہ اور رائے سے کنارہ کشی کی مگر محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر جمے رہے۔ حسین بن حمدان نے اشارہ کر دیا اور بدر اور وصیف نے وزیر السلطنت کو جب وہ اپنے باغ کی طرف جا رہا تھا، دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ بیسویں ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔

عبداللہ بن معتز کی بیعت

اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کر کے عبداللہ بن خلیفہ معتز کی خلافت کی بیعت کر لی گئی۔ اس وقت خلیفہ مقتدر حلبہ میں چوگان کھیل رہا تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتز کی بیعت خلافت لینے کے حالات سن کر محلسرا میں چلا گیا اور دروازے بند کرا دیئے۔ اس کے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلبہ میں آیا۔ مگر مایوس ہو کر واپس گیا۔ دارالعوام میں پہنچ کر عبداللہ بن خلیفہ معتز کو بلوایا۔ سپہ سالاران لشکر، اعیان دولت اور اراکین سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی۔

مگر ابوالحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔

عہدوں کی تقسیم

عبداللہ بن خلیفہ معتز نے بیعت خلافت لینے کے بعد المرتضٰے باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور محمد بن داؤد بن جراح کو عہدہ وزارت عنایت فرمایا۔ علی بن موسیٰ کو محکمہ دواوین سپرد کر دیا۔ اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے۔ کہ تم دارالخلافہ چھوڑ کر باہر آجاؤ۔ اور خلافت کی ہوس دل سے نکال ڈالو۔ غریب مقتدر نے لکھا۔ مجھے بسروچشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے مگر شام تک کی مہلت عطا کی جائے۔ رات کے وقت مونس خادم، مونس خازن، غریب الخال اور کل خدام حاشیہ نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس سے خلاصی اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کریں۔

حسین بن حمدان کی پسپائی

صبح کو حسین بن حمدان دارالخلافہ کے دروازہ پر گیا۔ خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فصیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ تمام دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ہمراہیوں کو واپسی کا حکم دیا۔ جوں ہی رات کی تاریکی بڑھی، مع اپنے اہل و عیال کے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کے مداحوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ بن معتز پر حملہ کی تیاری کر دی کشتیوں پر سوار ہو کے عبداللہ بن معتز کے مکان کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارہ پر تھا۔ عبداللہ بن معتز کے ہمراہی ان لوگوں کو دیکھ کر کچھ ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہوئے کہ بلا جدال و قتال قبل اس کے کہ وہ کشتیاں کنارے پر آئیں اور وہ لوگ اتریں، بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حسین بن حمدان کے سر یہ الزام تھوپ دیا، کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے سازش کر لی ہے۔

ابن معتز کی روپوشی

عبداللہ بن معتز۔ اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس ظن فاسد کی بنا پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے ضرور ساتھ دیں گے۔ اور غالباً سامراء میں آ ملیں گے۔ جس سے خلیفہ مقتدر کی مدافعت ہم کر سکیں گے، سوار ہو کر راستہ صحرا کا لیا۔ تھوڑی سی مسافت طے کر کے دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے۔ مجبوراً شہر میں واپس آئے اور لوگوں کے مکانات میں روپوش ہو گئے۔ محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی مکان میں جا چھپا اور عبداللہ بن معتز نے مع اپنے خادم کے ابو عبداللہ بن حصاص کے مکان میں پناہ لی ——— بدمعاشوں،

بازاریوں، اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ مار اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ ابن عمرویہ افسر پولیس نے بھی عبداللہ بن معتز کی بیعت کی تھی۔ اہل شہر کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے منادی کرا دی کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور لوگوں کو جمع کر کے عوام الناس کی طرف جھکا۔ عوام الناس سمجھ گئے اور تلواریں نیام سے نکال کر بھڑ گئے۔ ابن عمرویہ بھاگ کر ایک مکان میں جا چھپا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت خازن کو پولیس کی افسری عنایت فرمائی۔ اور اس طوفان کے فرو کرنے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا۔ حامیان علم خلافت شہر میں پھیل گئے۔ باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔ وصیف بن صوارتکین گرفتار ہو کر آیا اور مار ڈالا گیا قاضی ابو عمرو علی بن عیسے اور قاضی محمد بن خلف بھی گرفتار ہو آئے۔ مگر رہا کر دئیے گئے۔ بعد ازاں قاضی ابو مثنےٰ احمد بن یعقوب پابہ زنجیر حاضر کیا گیا۔ حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا جواب دیا" وہ ابھی لڑکا ہے میں اس کی بیعت نہ کروں گا۔ خلیفہ مقتدر نے اشارہ کر دیا۔ اس کا سر اُتار لیا گیا۔ اس کے بعد ابو الحسن بن فرات کو بلا بھیجا یہ عبداللہ بن معتز کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشنودی عنایت کی۔ اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

ابن معتز کا انجام

ابن حصاص کے خادم سوسن نامی نے صافی خرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) سے جا کے خبر کر دی کہ ابن معتز ایک گروہ کے ساتھ میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ صافی خرمی نے خلیفہ مقتدر سے اس کی اطلاع کر دی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دے دیا اور ابن حصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا۔ دروازے توڑ ڈالے گئے۔ ابن معتز گرفتار ہو گیا۔ تمام شب جیل میں رہا۔ صبح کے وقت اس کے دونوں خصیے کاٹ ڈالے گئے اور وہ مر گیا۔ اس کی نعش اس کے اہل وعیال کو دے دی گئی۔ اور ابن حصاص کو اس الزام میں گرفتار کر کے مال کثیر لے کے رہا کر دیا۔

باغیوں کو سزائیں

محمد بن داؤد (عبداللہ بن معتز کا وزیر) بھی روپوش تھا۔ پتہ لگا کے گرفتار کیا گیا۔ اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن عیسے بن علی واسط کی جانب جلاوطن کیا گیا۔ مگر وزیر السلطنت ابن فرات سے مکّہ جانے کی اجازت طلب کر کے براہ بصرہ مکّہ چلا گیا۔ اور وہیں قیام پذیر رہا۔ قاضی ابو عمرو علی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا۔ حسین بن حمدان کی گرفتاری کے لئے ایک لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرویہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلغ وغیرہما کی جان بچی۔ اور فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ خدام دولت اور ہوا خواہان خلافتِ مقتدر انعام اور صلے لینے کو دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور وزیر السلطنت نے عباسیوں، طالبیوں، سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت کو علیٰ قدر مراتب انعامات

اور ملبے دئے۔ بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا حصّہ کثیر تقسیم کر دیا۔

حسین بن حمدان کی اطاعت

اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیما کو سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر متعین فرمایا۔ قاسم بن سیما قرقیسیا اور رحبہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا ابن حمدان (یہ حسین بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو الہیجا قاسم بن سیما اور سپہ سالاران لشکر کے ساتھ حسین کی تلاش میں روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے ملاقات ہو گئی۔ ایک دوسرے سے منصادم ہوا حسین شکست کھا کر بھاگا۔ اور اپنے بھائی ابراہیم کی معرفت دربار خلافت میں امان کی درخواست روانہ کی۔ اسے امان دے دی گئی۔ حسین نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت پناہی نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمر غنوی کو معزول کر کے قم و کاشان کی مسند حکومت دے دی۔ حسین نے رخصت ہو کر قم کا راستہ لیا۔ اس اثناء میں فارس (اسمٰعیل سامانی کا ولماء ولنہر کا غلام) آگیا، خلیفہ مقتدر نے دیار ربیعہ کی گورنری مرحمت کی۔

افریقہ میں شیعہ حکومت

عبید اللہ مہدی (یہ عبیدی ہیں نسبًا اپنے خلیفہ عبید اللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر مصدق ابن محمد مکتوم بن امام اسمٰعیل بن جعفر صادق کی جانب منسوب ہیں۔ اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیے کیونکہ خلیفہ معتضد نے جو خط ابن اغلب کو قیروان میں اور ابن مدرار کو سلجماسہ میں اس کی گرفتاری کے متعلق تحریر کیا تھا۔ جب کہ یہ بلاد مغرب کی طرف چلا گیا تھا۔ وہ اس نسب کی صحت کی شہادت دیتا ہے۔ اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اس کے مؤید ہیں:

الیس الذلّ فی بلاد الاعادی	مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو خلیفہ
وبمصر الخلیفۃُ العلوی	علوی نے ذلیل و خوار کر دیا۔
من ابوہ ابی ومولاہ مولای	اس کا باپ اور میرا باپ اس کا مولیٰ اور
اذا ضامنی البعید القصی	میرا مولا ایک ہی ہے۔ اگرچہ غیر خاندان والے
لفّ عرفی بعرفہ سیدُ الناس	مجھ کو ذلیل سمجھیں۔ میرا سلسلہ نسب اور اس کا
جمیعًا محمد و علی۔	سلسلہ نسب سید الناس محمد و علی سے ملتا ہے۔

اور جو محضر بغداد میں بزمانہ خلافت خلیفہ قادر میں ان عبیدیوں کے نسب کے رد و قدح کے متعلق

لکھا گیا تھا۔ اور اس پر مشاہیر علماء قدوری، صمیری، ابو العباس، ابیوردی، حامد اسفرائینی، ابو الفضل نسوی۔ ابو جعفر نسفی اور علویہ میں سے مرتضیٰ، ابن بطحاوی ابن ازرق اور معتمد علیہ شیعہ ابو عبداللہ بن نعمان کے دستخط بطور شہادت کے ثبت کئے گئے تھے۔ وہ شہادت سمعی تھی۔ دولت عباسیہ میں تقریباً دو سو برس سے ہر جگہ مشہور ہو رہی تھی۔ اور سمعی شہادت ایسے مواقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے جائز ہے۔ ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تعارض بھی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ان کی جانب میلان طبع اور ان کا اپنے دعاوی میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے صحیح ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسبتاً یہودیت یا نصرانیت میں میمون قداح وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کو وہ گناہ کافی ہے، جو اس اختراع پردازی پر عائد ہوتا ہے۔

باقی رہی ان کی دعوت کی کیفیت، اس کو ہم مقدمہ کتاب میں ہدایت شیعہ کے تذکرہ میں بیان کر آئے ہیں۔

زیدیہ اور رافضہ

مذاہب شیعہ اس امر پر اتفاق کر لینے کے بعد حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کل صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہیں۔ زیدیہ اور رافضہ کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔ زیدیہ باوجود تفضیل حضرت علیؓ کے شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کی صحت و امامت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک امامت مفضول کی باوجود موجودگی افضل کے جائز ہے۔ یہ مذہب زید شہید اور ان کے متبعین کا ہے۔ رافضہ خود کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ شیخین سے تبرا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے متعلق علی کے حق میں کی تھی۔ باوجودیکہ اس وصیت کی کسی ایسے طریقے سے روایت نہیں کی گئی جس کے صحیح ہونے پر ذہن ذرا بھی ملتفت پایا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر یقین کیا ہے جو قابل اقتدار ہیں، بے شک اور بلاشبہ یہ رافضہ کی گڑھی اور بنائی ہوئی وصیت ہے۔ جس میں کچھ اصلیت نہیں ہے۔

اثنا عشریہ اور اسمٰعیلیہ

رافضہ کی دو قسمیں ہیں۔ اثنا عشریہ۔ اسماعیلیہ۔ اثنا عشریہ خلافت و امامت کو علی کے بعد حسن۔ حسین۔ علی (زین العابدین) محمد باقر اور جعفر صادق ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان کے بعد ان کی اولاد کی طرف بسلسلہ واحد بارھویں امام تک منتقل کرتے ہیں۔ اور بارھویں امام مہدی ہیں جو ان کے زعم فاسد کے مطابق غار سر من رائے میں

چلے گئے ہیں۔ اور یہ فرقہ اس وقت تک ان کے خروج کے انتظار میں ہے۔ اسمٰعیلیہ کرسی خلافت و امامت پر جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل کو بٹھلاتے ہیں اور اسماعیل کے بعد اسماعیل کے اعقاب کی طرف سلسلہ خلافت و امامت کو منتقل کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے عبیداللہ (یہی عبیداللہ مہدی جس کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے) پر پہنچ کے رُک جاتا ہے اور یہ عبیدیین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبیداللہ بن محمد مکتوم[۱] تک سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں مگر یہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ محمد مکتوم بن اسمٰعیل کا کوئی لڑکا عبیداللہ نامی نہ تھا۔

عبیدیہ ان عبیدیوں کے ہوا خواہ اور گروہ والے مشرق، یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے دو شخص ایک معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی افریقیہ گیا تھا۔ ان دونوں کو انہیں عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ مغرب کی سرزمین شور ہے۔ تم لوگ افریقیہ چلے جاؤ اور کاشت کاری کر کے اس سرزمین کو سرسبز اور باثمر کرو۔ چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقیہ میں پہنچ کر ایک نے سرزمین کتامہ شہر مرجنہ میں میں قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حمار میں مقیم ہوا۔ انہیں دونوں کے ذریعہ سے اس اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں خصوصی طور پر اس مذہب کا شیوع ہوا۔

عبیدیہ اعتقادات ان لوگوں کو یہ زعم تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نصوص جلیہ و ارشادات واضحہ خلافت و امارت کی حضرت علیؓ کے حق میں وصیّت کی تھی۔ جس سے صحابہ رضؓ (عیاذا باللہ) نے اعراض و عدول کر کے حضرت علی کے سوا دوسرے کو خلیفہ بنا لیا۔ اس وجہ سے ان صحابہ سے تبرا کرنا واجب ہے۔ جنہوں نے اس وصیّت سے عدول و انحراف کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت علی نے اپنے بیٹے حسن کو اور پھر حسن نے اپنے بھائی حسین کو حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو، علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو۔ محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو، جعفر الصادق نے اپنے بیٹے امام اسمٰعیل کو، امام اسمٰعیل نے اپنے بیٹے محمد المکتوم[۱] کو محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبیب کو، محمد الحبیب نے اپنے بیٹے عبیداللہ المہدی کو اپنا وصی اور سر پر خلافت و امامت کا جانشین و وارث بنایا تھا۔

---

[۱] محمد کو مکتوم کے لقب سے ملقب اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسمٰعیلیہ بخوف مخالفین انکے نام کو چھپاتے تھے۔

شیعی داعی ابو عبداللہ

یہ وہی عبید اللہ المہدی ہے جس کا ابوعبداللہ[۱] شیعی داعی تھا۔ ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز و بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ و بصرہ و طالقان میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمد الحبیب سرزمین حمص مقام سلمیہ میں رہتا تھا۔ ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر سمت میں جہاں پہنچتے آل محمد کی حمایت اور ان کی محبت کی دعوت دیتے اور آہستہ آہستہ اپنے عقائد کو سکھاتے تھے۔ ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حضرت امام حسین کی قبر کی زیارت کو کربلا آتے اور پھر کربلا سے بغرض زیارت آئمہ جو امام اسمٰعیل کی اولاد سے تھے۔ سلمیہ کو جاتے۔ یمن میں بھی ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم مذہب تھے۔

محمد بن فاضل

محمد بن فضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں لشکری تھا۔ ایک بار انہیں ایام میں امام محمد الحبیب کی زیارت کو آیا ہوا تھا۔ رستم بن حسین بن حوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوفی تھا) اپنے ہمراہیوں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ اور دولت دعوت جلیدیہ کے قائم کرنے کی ہدایت کر دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا۔ کہ عنقریب مہدی موعود خروج کرنے والے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جماعت بڑھالو۔ محمد بن فضل نے مع ہمراہیان رستم یمن میں پہنچ کے قبیلہ بنی موسٰے میں قیام کیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے قلوب کو امام محمد الحبیب کی طرف مائل کرنے لگا۔ بظاہر دعوت کا طریقہ نہایت سادہ اور سیدھا تھا۔ آل محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر کون مسلمان بھلا آمادہ نہ ہوتا۔ تھوڑے ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب والے اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع ہو گئے۔ اور اس نے رفتہ رفتہ یمن کو دبا لیا۔ اور ان لوگوں کے دماغوں میں بھی اپنے زہر آلود خیالات کو بھر دیا۔ ابو عبداللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس سے آپ بھی اوپر تعارف حاصل کر چکے ہیں) امام محمد الحبیب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام محمد الحبیب نے اس کو لائق آدمی خیال کر کے ابوحوشب کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے ابوحوشب کی صحبت میں ایک مدت تک رہ کر علم و کمال حاصل کیا۔ بعد ازاں ابوحوشب نے ابو عبداللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا۔ اور عبداللہ بن ابی ملاحف کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

مہدی موعود کے ظہور کا اعلان

ابو عبداللہ اور عبداللہ نے ایام حج میں پہنچ کے کتامہ کے قافلہ مثلاً حریث جمیلی اور موسٰی بن مکاد وغیرہ سے ملاقات

---

[۱] ابو عبداللہ حسین بن احمد بن محمد بن ذکریا شیعی صنعا کا رہنے والا تھا۔ ابن حوشب بجار کی صحبت میں رہا کرتا تھا جب حلوانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن حوشب نے اسکو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۔

کی اور راہ و رسم پیدا کی۔ کتامہ کے قافلے والے ابو عبداللہ اور عبداللہ کا زہد و ورع اور عبادت کوشی کو دیکھ کے کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس سعادت کو حاصل کر لوں۔ بعد ادائے مناسک حج ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا۔

پندرھویں ربیع الاول ۲۸۸ھ میں کتامہ پہنچے۔ اہل کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انکجان پہ جس کو ان لوگوں نے فج الاخیار کے نام سے بعد کو موسوم کیا، بنوا دیا۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور یوماً فیوماً بوجہ زہد و عبادت کوشی میلان و گرویدگی بڑھتی چلی گئی۔ اب ابو عبداللہ اور عبداللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی۔ اور وہ عنقریب خروج کیا چاہتے ہیں۔ ان کے معین اور انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانہ کے اخیار ہوں گے۔ ان کے انصار کا نام کتمان سے مشتق ہے۔ اگرچہ صاف طور سے نہیں ظاہر فرمایا ہے۔ مگر قرینہ یہ کہتا ہے کہ غالباً یہی اہل کتامہ ہوں گے۔ علماء کتامہ مجتمع ہو کے ابو عبداللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے۔ ابو عبداللہ نے مناظرہ سے انکار کیا۔ مگر عوام الناس ان کی شعبدہ بازیوں اور حیلوں میں آ گئے۔ اور بعد فتنہ و فساد کے اس کی دعوت میں شریک اور اس کے مذہب میں شامل ہو گئے۔ یہ لوگ اس کو ابو عبداللہ مشرقی شیعی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

اہل کتامہ کی اطاعت

کچھ عرصہ بعد اہل کتامہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور اکثر ابو عبداللہ کے قتل پر مجتمع ہو کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابو عبداللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھ لی۔ اور اس کو اہل کتامہ کے ہاتھوں سے بچا کر شہر ناصروت (سرزمین زررا) میں جا کے ٹھہرا دیا۔ اور اس کے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے معرکہ آرائی کی تا آنکہ سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ اور ابو عبداللہ کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقیہ کو قیروان میں اس کی خبر لگی۔ عامل میلہ سے کیفیت طلب کی عامل میلہ نے رپورٹ دی۔ کہ ابو عبداللہ ایک تارک الدنیا شخص ہے۔ موٹے جھوٹے کپڑے پہنتا ہے۔ لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی ہدایت کرتا ہے۔ ابراہیم بن احمد یہ سن کے خاموش ہو رہا۔

ابو عبداللہ کی سرکوبی

اس کے بعد ابو عبداللہ نے آہستہ آہستہ اپنی جمعیت بڑھا لی اور قبائل کتامہ کو مجتمع کر کے شہر میلہ پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ چنانچہ دو چار روز کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ ابراہیم بن احمد نے یہ خبر پا کے اپنے بیٹے احول کو بسر

گروہی ایک عظیم الشان لشکر کے جس کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی۔ ابو عبداللہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس معرکہ میں اہل کتامہ کو شکست ہوئی۔ ابو عبداللہ نے بھاگ کے کوہِ انکجان میں دم لیا۔ احول نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگادی اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

ابو عبداللہ کا خاتمہ

اس معرکہ کے بعد ابو عبداللہ نے کوہ انکجان میں ایک شہر آباد کیا اور اس کو دار الہجرت کے نام سے موسوم کیا۔ اسی اثناء میں ابراہیم بن احمد والئ افریقیہ نے وفات پائی۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو العباس افریقیہ کا گورنر ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی راہی ملک عدم ہوا اور زیادۃ اللہ کو افریقیہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔ اس وقت احول ایک کثیر التعداد لشکر مجتمع و مرتب کئے ہوئے ابو عبداللہ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ زیادۃ اللہ نے دھوکے سے اس کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

عبیداللہ بن حبیب کی امامت

محمد الحبیب نے بوقتِ وفات امارت و امامت کی اپنے بیٹے عبیداللہ کے حق میں وصیت کی اور یہ کہا:

"میرے نورعین! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کرو گے، طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ذرا استقلال اور صبر سے کام لینا" غرض محمد الحبیب کے انتقال کر جانے کے بعد عبیداللہ نے زمام امامت اپنے ہاتھ میں لی اور ممالک قریبہ و بعیدہ میں اپنے داعیوں کو بھیجا انہیں دنوں ابو عبداللہ شیعی نے اہل کتامہ کا ایک وفد روانہ کیا۔ اور اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کے انتظار میں ہیں۔ جلد تشریف لائیے۔ رفتہ رفتہ یہ خبریں خواص اور عوام میں مشہور ہو گئیں۔ خلیفہ مکتفی نے عبیداللہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ عبیداللہ یہ خبر پا کے مع اپنے بیٹے نزار کے بھاگ گیا۔ جو اس کے بعد جانشین مسندِ امامت ہوا۔ اور اس نے القایم کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔

عبیداللہ کی گرفتاری

عبیداللہ نے سرزمین حمص سے نکل کے مغرب کا راستہ لیا۔ اس کے ہمراہ اس کے لڑکے کے علاوہ اس کے خاص اصحاب اور خدام کا ایک گروہ

ملہ زیادۃ اللہ ابو العباس عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا۔ عیاش مزاج، کھلاڑی امور سلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا۔ اس نے احول کو محض اس خیال سے کہ مبادا یہ خلل انداز عیش و آرام ہو، قتل کیا۔

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ ص۸)

بھی تھا۔ منازل طے کر کے مصر پہنچا۔ ان دنوں مصر میں عیسٰے نوشری حکومت کر رہا تھا۔ عبید اللہ سوداگروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا۔ خلیفہ مکتفی کا بھی فرمان مشعر گرفتاری عبید اللہ پہنچ گیا جس میں اس کا حلیہ وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ عیسٰے نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبید اللہ کی جستجو میں چاروں طرف پھیلا دیا۔ نوشری کے کسی مصاحب نے عبید اللہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ عبید اللہ اپنے رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا۔ مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے ملاقات ہو گئی۔ صورت و شکل اور رفتار و گفتار سے نوشری تاڑ گیا۔ کہ ہو نہ ہو یہی عبید اللہ ہے۔ فوراً گرفتار کر لیا۔ اتنے میں دوپہر ہو گئی۔ دستر خوان بچھا نوشری نے عبید اللہ سے کھانے کو کہا۔ اس نے روزہ کا عذر کیا۔ بعد ازاں باتوں باتوں میں نوشری نے عبید اللہ سے حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔

عبید اللہ کی رہائی و فرار

عبید اللہ نے ایسے فقرے کہے کہ نوشری کے دل کو اس کے بے جرم و بے خطا ہونے کا یقین ہو گیا۔ ہنوز نوشری نے عبید اللہ رہا نہ کیا تھا۔ کہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈھتا ہوا آ پہنچا۔ نوشری نے دریافت کیا "یہ کون ہے؟" بتلایا گیا کہ "یہ عبید اللہ کا بیٹا ہے" نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص دعویدار خلافت ہوتا تو اس کا بیٹا ایک شکاری کتے کی تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا۔ عبید اللہ کو رہا کر دیا عبید اللہ نے رہائی کے بعد کوچ شروع کر دیا۔ اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔ اثناء راہ میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا۔ کل مال و اسباب چرا لے گئے۔ اس سامان میں کچھ کتابیں ملاحم کی تھیں۔ جو اس کو وراثت میں ملی تھیں۔ ان کتابوں کے ضائع ہونے سے عبید اللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے بیٹے ابوالقاسم نے جب مصر پر فوج کشی کی تھی۔ تو اسی مقام سے فوج کشی کی تھی۔

ابوالعباس شیعی کی گرفتاری

عبید اللہ طاحونہ سے روانہ ہو کر مع اپنے رفقاء اور لڑکے کے طرابلس پہنچا تو تجارت پیشہ اصحاب جو اس کے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عبید اللہ نے اسی مقام سے ابوالعباس برادر ابو عبد اللہ شیعی کو کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ قیروان پہنچا زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابوالعباس کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس نے سراغرسانی کر کے ابوالعباس کو گرفتار کر لیا اور عبید اللہ کے حالات دریافت کئے۔ ابوالعباس نے انکار کیا۔ زیادۃ اللہ نے جھلا کے جیل میں ڈال دیا۔ اور عامل طرابلس کو عبید اللہ کو گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے عبید اللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اور اس نے طرابلس کو خیر باد کہہ کر قسطیلہ کا راستہ

لیا۔ اور پھر اس خوف سے کہ ابو العباس برادر ابو عبداللہ شیعی قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے قسطیلہ سے سلجماسہ کا رُخ کیا۔

عبیداللہ کی دوبارہ گرفتاری

سلجماسہ میں ابن مدرار کے گروہ والے تھے ان لوگوں نے عبیداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اسی اثناء میں زیادۃ اللہ کا خط آ پہنچا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا۔ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مدعی مہدویت ہے اس کی طلبی کے خطوط کتامہ سے آ رہے ہیں فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔ والی سلجماسہ نے بموجب اس حکم کے عبیداللہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی فتوحات

ابو عبداللہ شیعی کے حالات اور آئے دن بلادِ افریقیہ کے دبائے جانے کے واقعات سے آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ زیادۃ اللہ والیٔ افریقیہ نے پہلے تو کچھ خیال نہ کیا۔ لیکن ابو عبداللہ کی جمعیت بڑھتے ہوئے اور بلادِ افریقیہ کو اپنے قبضہ و تصرّف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن خنیلش کو امیر لشکر مقرر کر کے کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ نامی نامی جنگ آور اور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطیلہ تک پہنچ کے ٹھہر گیا۔ ابو عبداللہ یہ خبر پا کے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور اس کو اپنا مسکن بنا لیا۔ چھ مہینے کامل ابراہیم اپنا لشکر لئے ہوئے ابو عبداللہ کے اترنے کے انتظار میں دامن کوہ میں پڑا رہا۔ مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرمتہ پر حملہ کر دیا کرمتہ میں ابو عبداللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی خبر کر دی۔ ابو عبداللہ نے اپنے رسالہ کو ابراہیم کے لشکر پر شب خون مارنے کو بھیج دیا۔ ہنوز ابراہیم کرمتہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابو عبداللہ کے رسالہ نے پہنچ کے چھاپہ مارا۔ ابراہیم کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ کمال بے سرو سامانی سے شکست کھا کے قیروان کی طرف بھاگا۔ ابو عبداللہ نے فتح کا اطلاع نامہ عبیداللہ کی خدمت میں روانہ کیا اس وقت یہ سلجماسہ کے قید خانہ میں تھا۔

ؔلہ اس خط کو ابو عبداللہ نے اپنے ایک معتبر دوست کے ذریعہ سے سلجماسہ روانہ کیا تھا۔ اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو عبیداللہ مہدی تک یہ خط ضرور پہنچا دینا چنانچہ اس نے سلجماسہ میں پہنچ کے بوچڑ وں کا بھیس بدلا اور گوشت بیچنے کے بہانے سے جیل سلجماسہ میں داخل ہو کے خط دیا (تاریخ کامل ابن اثیر)

طبنہ اور بلزمہ پر قبضہ

ابو عبداللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طبنہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد پُرامن طور پر اس کو مفتوح کر کے شہر بلزمہ کا رُخ کیا۔ اہل بلزمہ مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابو عبداللہ نے بزورِ تیغ اس کو بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم الشان لشکر ہارون طبنی کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ طبنی نے ابتداً شہر دار ملوک پر فوج کشی کی۔ اہل دار ملوک نے ابو عبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور اس کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تھا۔ طبنی نے دار ملوک کی شہر پناہ کو منہدم کر کے بزورِ تیغ شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔

ہارون طبنی کی شکست

بعد ازاں ابو عبداللہ کی طرف بڑھا۔ اثناء راہ میں ابو عبداللہ کا ہر اول ملا۔ طبنی کا لشکر دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ ابتری اور بے ترتیبی کے ساتھ دائیں بائیں چھپنے لگا۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ ابو عبداللہ پیام اجل کی طرح طبنی کے سر پر آپڑا طبنی کا لشکر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی بھگدڑ میں طبنی مارا گیا۔ ابو عبداللہ نے کامیابی کے ساتھ شہر عیسے پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھا۔ اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابو عبداللہ پر حملہ کر لیا۔ مقام اربس میں پہنچ کر بعض مصاحبوں نے یہ رائے دی۔ کہ آپ ابو عبداللہ کے مقابلہ پر نہ جایئے۔ خدانخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آ گیا تو ہم لوگوں کا کوئی پُرسان حال نہ رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دار الحکومت کو واپس جایئے۔ اور جس پر آپ کو اطمینان ہو۔ اس کی ماتحتی میں لشکر روانہ فرمایئے۔ زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ لشکر کو تو لبر گردہی اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن ابی اغلب کے ابو عبداللہ کی طرف روانہ کیا۔ اور خود قیروان کی جانب مراجعت کر دی۔

باغایہ مرماجنہ اور قصرین پر قبضہ

ابو عبداللہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ فوراً باغایہ پر حملہ کر دیا۔ عامل باغایہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو عبداللہ نے باغایہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس کے بعد شہر مرماجنہ کا قصد کیا۔ اہل مرماجنہ نے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ لڑائی ہوئی آخر کار انہیں لڑائیوں میں والی مرماجنہ مارا گیا۔ اور ابو عبداللہ نے بزورِ تیغ قبضہ حاصل کر کے شہر نیقاش کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل نیقاش نے امان حاصل کر کے اس کو شہر سپرد کر دیا۔ نیقاش کے فتح ہونے پر چاروں طرف سے امان کی درخواستیں آنے لگیں۔ بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ ابو عبداللہ نے سب کو امان دی اور چند لوگوں کو

ان بلاد کی محافظت اور انتظام پر مقرر کر کے خود ایک دستہ فوج کے ساتھ مسکیانہ کی طرف روانہ ہوا پھر مسکیانہ سے تبسہ اور مجانہ کی طرف کوچ کیا۔ بعد ازاں قصرین (سرزمین قمودہ) کا رخ کیا۔ پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی۔ اور یہ فتح ہوتے گئے۔

قسطیلہ کا محاصرہ

ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اغلب تک پہنچی۔ وہ اس وقت اربس میں تھا۔ اور والئی افریقیہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے رقادہ میں زیادۃ اللہ والی افریقیہ ہے۔ اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے۔ اس نے اربس سے رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ ابو عبداللہ نے رقادہ سے قسطیلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل قسطیلہ نے امان حاصل کر کے شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ ابو عبداللہ نے قسطیلہ پر قبضہ حاصل کر کے باغایہ کی جانب معاودت کی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کے باغایہ پر پہنچ کے ابو عبداللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ پھر باغایہ کی جانب کوچ کیا اور امیر مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑ دیا ہو تو تم فج عار سے آگے نہ بڑھنا ہنوز یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا۔ کہ ابراہیم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر اربس کی طرف لوٹ گیا۔

معرکۂ اربس

اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابو عبداللہ نے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ فوج کو پیچھے سے لشکر ابراہیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا اربس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ابراہیم نے نہایت مردانگی سے کام لیا۔ مگر ہمراہیوں کی پست ہمتی اور بزدلی سے شکست اٹھا کر بھاگا۔ ابو عبداللہ نے کمال سختی اور بے رحمی سے ابراہیم کے لشکر کو پامال کیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اور اربس میں گھس کے اہل اربس کے شبانہ روز قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ بعد ازاں قمودہ میں پہنچ کے قیام کر دیا۔

بنی اغلب کا زوال

ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ والی افریقیہ کو ہوئی تو وہ حواس باختہ ہو کر مصر بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اغلب کے محلسراؤں کو لوٹ لیا، ابراہیم بن ابی اغلب نے قیروان پہنچ کر دارالامارت میں قیام کیا۔ رؤسا شہر اور امراء مملکت کو جمع کر کے ابو عبداللہ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کی۔ مال و اسباب کی مدد چاہی اور بصورت اطاعت و امداد، ان کے جان و مال کی محافظت و حمایت کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لوگ

تجارت پیشہ اور عوام الناس ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس اس قدر مال و اسباب کہاں ہے۔ کہ آپ کی حمایت کر سکیں۔ اور نہ ہم لوگ جنگ و جدال سے واقف ہیں۔ ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ یہ لوگ دار الامارت سے اٹھ کر باہر آئے۔ اور عوام الناس کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔ عوام الناس یہ سنتے ہی دار الامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو نکال دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کا افریقیہ پر قبضہ

ابو عبداللہ شیعی کو جس وقت وہ سبیبہ میں تھا۔ زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر لگی اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزیرہ نے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے۔ وہاں اس نے امان کی منادی کرا دی۔ ابو عبداللہ کی آمد کی خبر پا کے اہل قیروان امان مانگنے کو آئے۔ ابو عبداللہ نے ان لوگوں کو امان دی، اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ رقادہ کے محلات اور امراء دولت کے مکانات کو اہل کتامہ پر تقسیم کر دیا۔ فتنہ و فساد اور آتش جنگ فرو ہو جانے پر لوگوں نے اپنے اپنے شہروں کی طرف مراجعت کی۔ ابو عبداللہ نے انتظام کی غرض سے حسب ضرورت ہر شہر میں اپنے عمال مقرر کئے۔ فتنہ پردازوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اور زیادۃ اللہ کے مال و اسباب اور سلاح خانہ کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا۔ خطیبوں نے دریافت کیا۔ خطبوں میں کس کا نام پڑھا جاوے۔ ابو عبداللہ نے کسی کو نامزد نہ کیا۔ البتہ جدید سکہ رائج کرایا۔ ایک طرف "بلغت حجۃ اللہ" دوسری طرف "تفرق اعداء اللہ" لکھوایا۔ آلات حرب پر "عدۃ فی سبیل اللہ" کندہ کرایا اور گھوڑوں کے نالوں پر "الملک اللہ"

سلجماسہ کا محاصرہ

ابو عبداللہ نے افریقیہ پر کہیں بزور تیغ اور کہیں بہ حکمت عملی قبضہ حاصل کر لیا۔ اس وقت اس کا بھائی ابو العباس محمد اس سے ملنے کو آیا اس نے ابو العباس اور ابا زاکی تمام بن معارک کو (جو سپہ سالاران کتامہ سے تھا) بطور اپنے نائب کے بلاد افریقیہ پر متعین کیا اور خود ایک فوج جرار لے کر بلاد مغرب کی جانب قدم بڑھایا۔ ابو عبداللہ کے خروج کرتے ہی بلاد مغرب میں ایک تہلکہ سا پڑ گیا۔ بڑے بڑے عظیم الشان قبائل دائیں بائیں ہٹ گئے اور بذریعہ نامہ و پیام کے اطاعت قبول کر لی۔ زناتہ کا دل بھی ابو عبداللہ کی آمد کی خبر سن کے کانپ اٹھا۔ طوعاً و کرہاً اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سلجماسہ کے قریب پہنچا۔ جہاں پر عبیداللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ الیسع بن مدرار والی سلجماسہ کو ابو عبداللہ کے قریب آ پہنچنے کی خبر لگی جیل میں عبیداللہ سے اس کے حالات دریافت کرائے۔ عبیداللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا۔ اس کے لڑکے ابو القاسم سے استفسار کرایا۔ اس

نے اپنا حال چھپایا۔ ہمراہیوں سے انکشاف حال کی کوشش کی، ان لوگوں نے بھی انکاری جواب دیا۔ والی سلجماسہ نے جھلا کے سب کو پٹوا دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو عبداللہ تک پہنچ گئی۔ اُسے نہایت شاق گزرا مگر چارہ کار ہی کیا تھا۔ ایک خط دوستانہ تلطف آمیز والی سلجماسہ کے پاس روانہ کیا۔ والی سلجماسہ تاڑ گیا۔ کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے۔ خط کو چاک کر کے پھینک دیا اور قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اس سے ابو عبداللہ کو زیادہ اشتعال پیدا ہوا۔ اور اس نے نہایت تیزی سے مسافت قطع کر کے سلجماسہ پہ پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔

عبیداللہ کی رہائی

شبانہ روز محاصرہ کے بعد ایک خفیف لڑائی لڑ کر والی سلجماسہ مع اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام کے رات کے وقت بھاگ گیا۔ صبح کو اہل سلجماسہ نے ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابو عبداللہ ان کے ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبیداللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبیداللہ کو مع اس کے بیٹے ابوالقاسم کے نکال کے گھوڑوں پر سوار کرایا۔ آگے آگے ابو عبداللہ تھا۔ اور اس کے پیچھے امراء اور رؤساء قبائل سلجماسہ تھے۔ ابو عبداللہ آواز بلند سے کہتا جاتا تھا "ہذا مولاکم" ہذا مولاکم" اور شدتِ مسرت سے روتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے لشکرگاہ میں پہنچا۔ عبیداللہ کو خیمہ میں اتارا اور والی سلجماسہ کے تعاقب میں چند سواروں کو روانہ کیا۔ اگلے دن والی سلجماسہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابو عبداللہ نے پہلے کوڑوں سے اسے پٹوایا بعد ازاں قتل کا حکم دے دیا۔

عبیداللہ مہدی کی بیعت

اس کامیابی کے بعد چالیس روز تک ابو عبداللہ اور عبیداللہ سلجماسہ میں خیمہ زن رہے۔ اکتالیسویں روز افریقیہ کی جانب مراجعت کی۔ عشرہ اخیرہ ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ ہجری میں رقادہ پہنچا اور عبیداللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید کی۔ اور المہدی امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا۔ اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کی بنا پڑتی ہے۔ اور بنی اغلب کی حکومت افریقیہ سے، بنی مدرار کی دولت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے جاتی رہتی ہے۔ مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے واعظوں اور مشنریوں کو تمام بلادِ افریقیہ میں پھیلا دیا یہ اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے۔ جس کو معدودے چند نے قبول کیا۔

شیعی مذہب کی جبریہ اشاعت

مہدی نے جبر و استبداد کا حکم دیا۔ اس پر بھی جب اس کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین اور مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ان کے مال و اسباب اور عورتوں کو کتامہ میں تقسیم کر دیا۔ ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں۔ اور مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ پھر دیوان مرتب کرایا۔ محکمہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے عمال کو بلاد افریقیہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خنزیر مامور ہوا۔ دسویں ذی الحجہ ۲۹۷ھ کو مازر پہنچا۔ اور اپنے بھائی علی کو والی بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدہ قضا دیا۔ تھوڑے دنوں قیام کر کے حسن نے ۲۹۸ھ میں دریا کو لبسط قلوریہ کی جانب عبور کیا۔ قتل و غارت کر کے اور بے حد مال و اسباب لے کے واپس آیا۔ ۲۹۹ھ میں اہل صقلیہ نے بغاوت کر دی۔ اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد مہدی کی سطوت کا خیال آیا۔ جھٹ ایک نامہ معذرت لکھ کر روانہ کر دیا۔ جس میں حسن کی بدچلنی اور کج خلقی کی شکایت اور اس سے سرکشی اور بغاوت کی معذرت لکھی۔ مہدی نے اہل صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر مامور کیا جو آخیر سنہ مذکور میں وارد صقلیہ ہوا۔

ابن لیث اور سبکری

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اس کی خبر لگی تو لشکر مرتب کر کے دوڑ پڑا۔ سبکری اور طاہر سے لڑائی چھڑ گئی۔ اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کے بھاگا۔ سبکری نے اس کو مع اس کے بھائی یعقوب کے گرفتار کر لیا۔ اور زیر حراست عبدالرحمٰن بن جعفر شیرازی دربار خلافت میں بھیج دیا۔ چونکہ سبکری بلا اجازت خلافت مآب فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا۔ اس وجہ سے عبدالرحمٰن بن جعفر نے حاضر دربار ہو کر ادائے خراج کا اقرار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۹۶ھ کا ہے۔

ابن لیث کی گرفتاری

اس کے بعد ۲۹۷ھ میں لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلے میدان میں اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ سبکری بھاگ کر ارجان پہنچا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ سبکری اور مونس خادم کے مجتمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر لگی کہ حسین بن حمدان

نے مونس کی کمک کی غرض سے قم سے بیضا کی جانب کوچ کیا ہے۔ فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصّہ کو لبرافسری اپنے بھائی کے شیراز کی حفاظت کو بھیج دیا اور خود دوسرے حصّے کے ساتھ حسین سے مزاحمت کرنے کے خیال سے کوچ کر دیا۔ راستہ غیر معروف اور دشوار گزار تھا۔ بھول گیا۔ بہ ہزار خرابی اور نقصان کثیر اٹھا کر مونس کے لشکر کے قریب پہنچا۔ رات کا وقت تھا یہ خیال کر کے کہ یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیراز کی حفاظت کو اپنے بھائی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہے۔ فرطِ مسرت سے تکبیر کہہ اُٹھا۔ لشکریوں نے بھی تکبیر کی آواز سُن کے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ مونس اور سبکری کے کان میں یہ آواز گونجی، تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیث کا ہے۔ فوراً حملہ کر دیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد لیث کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی، مونس نے لیث کو گرفتار کر لیا۔ مونس کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کر لیجئے۔ اور خلیفہ مقتدر سے بجائے اس کے فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے۔ مونس نے اس وقت بظاہر اس رائے سے اتفاق کیا مگر رات کے وقت سبکری سے کہلا بھیجا کہ میرے ہمراہیوں کی نیت اچھی نہیں ہے۔ تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جائیے۔ سبکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ روک لیا۔ صبح ہوئی تو سبکری سے میدان خالی تھا۔ ہمراہیانِ مونس ہاتھ مل کے رہ گئے۔ مونس نے مع لیث کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ اور حسین بن حمدان اپنے صوبہ قم کو واپس آیا۔

سبکری کی سرکشی

اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن جعفر کاتب نے سبکری کے مزاج میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر لیا۔ اور رفتہ رفتہ کل امورِ سیاست میں خود پیش پیش ہو گیا۔ اور لوگوں کو یہ شاق گزرا، آتشِ حسد بھڑک اُٹھی سب نے سبکری سے عبدالرحمٰن کی شکایت کر دی۔ سبکری نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اور بجائے اس کے اسماعیل بن ابراہیم یمنی کو عہدۂ کتابت مرحمت کیا۔ اسماعیل نے ناعاقبت اندیشی کرتے ہوئے سبکری کو دربارِ خلافت سے مخالفت اور اور بغاوت پر آمادہ کر لیا۔ اور سالانہ خراج جو ہمیشہ دارالخلافت کو جاتا تھا۔ بند کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے جیل سے ایک پوشیدہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام اڑا دیا۔ کہ چونکہ میں نے سبکری کو بغاوت اور امیر المومنین سے سرکشی کرنے کی مخالفت اور ممانعت کی تھی۔ اس وجہ سے سبکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دارالخلافت میں نہیں بھیجا۔ ابن فرات نے مونس کو جب کہ یہ واسطہ پہنچ چکا تھا۔ سبکری کی سرکوبی اور اس کو گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم بھیج دیا۔ مونس اپنے رکاب کے فوج کے ساتھ لوٹ پڑا۔ سبکری کو اس کی اطلاع ہوئی تو تحائف بھیجے اور اس کے ذریعہ سے اپنی خطا معاف کرانے کی کوشش کی۔ مخبروں نے ابن فرات تک یہ خبر پہنچا دی

سبکری کی گرفتاری

ابن فرات نے محمد بن جعفر کو مع چند سپہ سالاروں کے سبکری کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم مع لیث کے بغداد واپس چلے آؤ۔ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکری سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ پہلے ہی حملہ میں سبکری نے شکست کھا کر قم میں جا کر پناہ لی۔ محمد بن جعفر نے قم پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔ سبکری نے قم سے نکل کر پھر مقابلہ کیا محمد بن جعفر نے سبکری کو پھر شکست فاش دی۔ سبکری بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں جا چھپا۔ اسمٰعیل سامانی والی خراسان کو اس کی خبر لگ گئی۔ اور اس نے ایک دستہ فوج بھیج کے گرفتار کرا لیا۔ اور پابہ زنجیر دربار خلافت میں بھیج دیا۔ محمد بن جعفر نے سبکری کے شکست کھانے کے بعد ملک فارس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور اپنی جانب سے قبیح دافشین کا خادم تھا) کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ معزول کر دیا گیا۔ اور بدر بن عبداللہ حمامی کو فارس کی سند گورنری مرحمت ہوئی۔

تبدیلیٔ وزارت

آخری ۲۹۹ھ میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابوالحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ اس کا مال و اسباب اور اس کے متعلقین کے مکانات کو لٹوا لیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی چن چن کر قید کر دیا۔ تین روز تک بغداد میں وزیر السلطنت کے قید کر لینے سے فتنہ و فساد برپا رہا۔ تین برس تین مہینے ابن فرات نے وزارت کی اس کے بعد قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن یحییٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ اسے امور سلطنت کی طرف کامل توجہ کی اور دیوان مرتب کیا۔

ابوعلی محمد کی تقرری و معزولی

چونکہ ابوعلی محمد تنگ دل عقدہ ور، امور سیاست سے ناواقف، حاجت مندوں اور متعلقین کی حاجت روائی سے غافل، احکام اور گورنران صوبہ کے ردّ و بدل، عزل و نصب کا عادی، لہو و لعب میں مصروف اور سست و کاہل تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی فضل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابوعلی محمد کو معزول کرنے کا قصد کیا۔ اور اسی مقصد کے لئے ابوالحسین کو اصفہان سے طلب فرمایا مگر ابوعلی محمد نے کچھ البیاکان میں پھونک دیا کہ اس کا عزل اور ابوالحسین کی تقرری وقوع میں نہ آئی۔ بلکہ یہ ہوا کہ اس کو بجائے وزارت کے جیل میں ہوا کھانے کو بھیج دیا۔ اور خود لہو و لعب میں ایسا مصروف ہوا کہ نظام سلطنت سے غافل ہو گیا۔ وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورہ سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ محل سرائے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہو گئے۔ گورنران

صوبہ جات نے یہ رنگ دیکھ کر طمع کا دامن پھیلا دیا۔

ابن فرات کی رہائی

پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات کو جیل سے نکلوا کے خاص اپنے محلسرا میں ٹھہرایا۔ حسن سلوک سے پیش آیا اور انعام دیا۔ اکثر اوقات گورنران صوبہ جات کی رپورٹیں اس کے روبرو پیش کرتا۔ اور اس سے رائے لیتا تھا۔ ایک روز خوش ہو کر قلمدان وزارت اس کے سپرد کرنے کا قصد کیا۔ مونس خادم نے اس کی مخالفت کی۔ تب علی بن عیسے کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے اوائل ۳۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اور ابو علی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ علی بن عیسے نے عہدۂ وزارت پر فائز ہو کر نظام سلطنت کی طرف کامل توجہ کی اور ابو علی محمد نے جو خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں۔ ان کی اصلاح کی۔

اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ کہ ۲۹۹ھ میں عبید اللہ مہدی نے اپنی جانب سے علی بن عمر کو صقلیہ کی گورنری دی تھی۔ چونکہ علی بن عمر میں تنگ مزاجی اور زود رنجی کا مادہ زیادہ تھا۔ اہل صقلیہ اس سے منحرف و باغی ہو گئے۔ اور ایک جلسہ عام منعقد کر کے احمد بن موہب کو اپنے صوبہ کی گورنری پر مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے بھی ناراض ہو گئے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہوئے احمد بن موہب ایک چلتا پرزہ تھا۔ یہ رنگ دیکھ کر ان لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دے دی۔ اہل صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ احمد بن موہب نے مہدی کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید برآں ایک بیڑا جنگی جہازوں کا ساحل افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے جنگی جہازوں کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس کا افسر حسن بن علی بن ابی خنزیر تھا اہل صقلیہ کا بیڑا کامیاب ہوا۔ اس نے مہدی کا بیڑا جلا کے ڈبو دیا۔ اور حسن بن علی کو مار ڈالا گیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور پھریرے بھیجے اس کے بعد مہدی ایک بہت بڑا بیڑہ جنگی جہازوں کا صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور سارا انتظام درہم برہم ہو گیا۔ اہل صقلیہ نے ۳۰۰ھ میں پھر بغاوت کر دی۔ اور احمد کو گرفتار کر کے اس کے ہمراہیوں کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے حکم دیا۔ کہ ان سب کو ابن ابی خنزیر کی قبر پر لے جا کے قتل کر ڈالو۔

ولیعہدی

۳۰۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا یہ وہی شخص ہے جو القاہر باللہ کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوا تھا۔ اور خود کو اس نے الراضی باللہ کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی وہ چار برس کا چھوکرا تھا۔ ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کی گورنری مرحمت فرمائی۔ اور مونس خادم کو اس کا نائب بنا کے مصر اور مغرب روانہ کر دیا۔ اور دوسرے بیٹے علی کو رے (نہاوند)، قزوین، آذربائیجان اور الھر کی سند حکومت عطا کی۔

اطروش کا ظہور

یہ اطروش، عمر بن علی زین العابدین کی اولاد میں سے تھا۔ نام اس کا حسن تھا۔ علی بن حسین بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دیلم چلا گیا۔ اور انہیں لوگوں میں تیرہ برس تک رہا۔ وہاں اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا۔ اور محض عشر لینے پر کفایت کرتا تھا۔ اگرچہ اس کا بادشاہ ابن حسان اس کی مدافعت کرتا جاتا تھا۔ مگر ایک گروہ کثیر اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو مجتمع و مرتب کر کے ان سرحدی بلادِ اسلامیہ پر حملہ آور ہوا جوان کی سرحد سے ملتے تھے۔ مثلاً قزوین اور سالوس وغیرہ۔ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی۔ اطروش نے سالوس کی شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعد ازاں دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چونکہ اس وقت طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا۔ اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بوجہ سرکشی و بغاوت معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس نے اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ عدل و احسان سے اپنا گرویدہ اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا۔ انہیں وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ

کچھ عرصہ بعد احمد بن اسماعیل نے ابوالعباس کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مامور کیا۔ یہ نہایت کج خلق اور ظالم تھا۔ اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا۔ اہل دیلم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت کر دی سلام اور اہل دیلم سے لڑائیاں ہوئیں۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلام نے مجبور ہو کے حکومت طبرستان سے استعفاء دیا۔ احمد بن اسماعیل نے ابن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر مقرر کر دیا۔ فتنہ و فساد

فرو ہو گیا۔ بدانتظامی دفع ہو گئی تا آنکہ بعد چند دنوں کے ابو العباس مر گیا۔ بجائے اس کے محمد بن ابراہیم بن صعلوک مقرر کیا گیا۔ اس نے سلام کی چال اختیار کی اور اہل طبرستان دیلم کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اطروش کو موقع مل گیا۔ دیلم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی بھی ترغیب دی۔ اہل دیلم محمد کی کج خلقی سے تنگ آ کے تیار ہو گئے۔ محمد نے یہ خبر پا کے لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ کے دریا کے کنارے مورچہ قائم کیا۔ اطروش نے پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دے دی اور اور اس کے ہمراہیوں میں سے چار ہزار کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی لشکر نے جا کے سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے پہنچ کے محاصرہ ڈال دیا۔ تا آنکہ محصورین نے امان طلب کی۔ اطروش ان لوگوں کو امن دے کے آمد کی طرف لوٹ آیا۔ بعد اس کے حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) ان متامنین کے پاس آ پہنچا۔ اور اس حیلہ سے کہ اس نے ان کو پناہ نہیں دی سبھوں کو مار ڈالا۔ اس فتحیابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن صعلوک بھاگ کے رے چلا گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل

اطروش مذہباً زیدی شیعہ تھا۔ اور جو لوگ سفید رود سے آمد تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اس کے سپرد ہو گئے۔ اطروش نے سالوس پر قبضہ حاصل کر کے آمد کی طرف کوچ کیا ابن صعلوک نے ابن سامان کی پشت گرمی سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کو روانہ کی۔ اطروش نے اس کو ہزیمت دے کے آمد کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد ازاں ۳۰۴ھ میں سعید[ا] والی خراسان نے اطروش پر حملہ کیا، اور اس کو مار ڈالا۔

اطروش کی سیرت و کردار

اطروش عادل، خلیق اور عقلمند تھا۔ اپنے زمانہ میں عدل، خلق اور حق پسندی میں بے نظیر تھا۔ کسی لڑائی میں اس کے سر پہ تلوار کا زخم آ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا۔ ابن سکویہ نے کتاب تجارت الامم میں اس کو حسن بن علی الداعی تحریر کیا ہے۔ حالانکہ یہ داعی نہ تھا۔ بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جس کے حالات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اطروش کے تین بیٹے تھے۔ حسن۔ ابو القاسم اور حسین اس کے بیٹے سپہ سالار لشکر دیلم کے تھے۔ از آں جملہ ابن نعمان ہے۔ جرجان، استرآباد، سرا اور جو ممالک ماکان ابن کانی کے

ا اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

تھے، وہ سب اس کے زیر حکومت تھے۔ اس کے لڑکے کے سپہ سالاران لشکر بھی دیلم ہی تھے۔ اس کے علاوہ اسفار بن شیرویہ دجو ماکان ابن کالی کے مصاحبوں میں سے تھا۔ مرداویج بن زیاد اور اسکری (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھے) اور بنو بویہ تھے جو مرداویج کا مصاحب تھا۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ

۳۰۲ھ میں عبیداللہ المہدی نے ایک عظیم الشان لشکر بسرافسری اپنے نامور سپہ سالار خفاشہ کتامی کے ساتھ افریقیہ سے اسکندریہ کی خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے مصر کے بچانے کو مونس خادم کو بسرگروہی ایک لشکر جرّار روانہ کیا۔ مال واسباب اور آلات حرب خاطر خواہ اور ضرورت سے زیادہ مرحمت فرمایا۔ مونس خادم نے ماہ جمادی الاوّل میں مصر کے قریب پہنچ کر خفاشہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ اور متعدد لڑائیوں اور سخت خونریزی کے بعد خفاشہ کو شکست فاش ہوئی۔ باقی لشکر کو لے کے مغرب کا راستہ لیا۔ ان ہی معرکوں میں فریقین کے ہزارہا نفوس کا صفایا ہوگیا۔ صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری

حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا والی تھا۔ وزیر السلطنت علی بن عیسٰی نے پہلے تو مال کثیر کا مطالبہ کیا۔ حسین نے مہیا کر کے بھیجا دیا۔ بعدازاں یہ لکھ بھیجا "دیار ربیعہ کو سلطانی عمال کے حوالہ کر دو" حسین نے اس کی تعمیل نہ کی اور علم مخالفت بلند کر دیا۔ ان دنوں مونس خادم مصر میں مہدی والی افریقیہ کے لشکر سے معروف جدال و قتال تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ رائق کبیر کو حسین کی سرکوبی کو ۳۰۳ھ میں روانہ کیا۔ اور مونس خادم کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا۔ جنگ مغاربہ عبیدیہ سے فارغ ہو کر فوراً دیار ربیعہ کی طرف کوچ کر دو۔ حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے۔" پہلے رائق کبیر اور حسین سے مڈبھیڑ ہوئی۔ حسین نے رائق کبیر کو شکست دے دی۔ رائق بھاگ کر مونس خادم کے پاس پہنچا۔ مونس خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا۔ اور مہم مغاربہ سے فارغ ہو کے حسین کی طرف کوچ کیا۔ احمد بن کیغلغ بھی اس مہم میں شریک تھا۔ رفتہ رفتہ جزیرہ ابن عمر تک پہنچا۔ حسین اس وقت ارمینیہ میں تھا۔ مونس کی آمد کی خبر سن کے اکثر ہمراہیان حسین چھپ چھپ کے مونس سے آملے۔ حسین یہ رنگ دیکھ کر ارمینیہ سے نکل کھڑا ہوا۔ مونس نے ایک فوج کو تعاقب میں روانہ کیا۔ جس کا کمانڈنگ افسر بلیق تھا۔ سیما جزری اور صعلوانی اس کی ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے کمانڈر تھے مقام تل فافان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی ایک خونریز

جنگ کے بعد حسین کو مع اس کے بیٹے عبدالوہاب کے گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مونس نے فتحیاب ہو کر براہ موصل بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا۔ بعد ازاں ابو الہیجا بن حمدان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ پھر ۳۰۵ھ میں ابو الہیجا کو رہا کر دیا۔ اور تقریباً ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم دیا۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالحسن بن فرات معتوب ہو کر جیل کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ مگر اس کے باوجود خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا۔ اور اس کی رائے کے مطابق عمل درآمد کرتا تھا۔ بعض اراکین دولت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک پہنچ گئی۔ اس نے بہ خیال انجام وزارت سے مستعفی ہونے کا قصد کیا۔ مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ محلسرائے خلافت کی قہرمانہ، وزیر السلطنت کے پاس حرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا۔ کسی نے اس کو نہ جگایا۔ قہرمانہ واپس آئی۔ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں سے وزیر السلطنت کی شکایت کی۔ خلیفہ نے اسی وقت وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ (یہ واقعہ ماہ ذی القعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اور یہ اقرار لیا گیا کہ ایک ہزار پانچسو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور عمّال کو بھی گرفتار کرا لیا۔ ابو علی بن عنقلہ جو اس زمانہ سے روپوش تھا جب سے کہ ابن فرات کو قید کیا گیا تھا۔ تبدیلی وزارت کے بعد ہی ظاہر ہو گیا۔ ابن فرات نے اسے طلب کر کے اپنے مصاحبین خاص میں داخل کر لیا۔

یوسف بن ابی الساج کی گورنری

ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کے انتقال کے بعد یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں صوبجات ارمینہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر ہوا۔ جنگی، امامت اور مالی کے صیغے اس کے سپرد ہوئے۔ چنانچہ وہ خراج مقررہ برابر ادا کرتا تھا۔ جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ نے زینہ وزارت پر قدم رکھا، یوسف نے خراج کے بھیجنے میں پہلوتہی شروع کر دی کسی سال کچھ روانہ کر دیتا۔ اور کسی سال مطلق روانہ نہ کرتا۔ اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی۔ اور جس امر کا وہ خواہاں تھا۔ اس کو اس نے

فراہم کرلیا۔ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسٰے عتاب شاہی میں گرفتار ہو کے جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ فوراً یہ ظاہر کر دیا۔ کہ وزیر السلطنت علی بن عیسٰے کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے حکومت رے کی سند عطا ہوئی ہے۔ ان دنوں رے کی حکومت حمید بن صعلوک کے قبضہ میں تھی۔ حمید بن صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کے سپہ سالاروں سے تھا اور اسی کی طرف سے رے کی حکومت پر مامور تھا۔ مگر عہدِ وزارت علی بن عیسٰے میں حمید نے رے کو دبا لیا تھا۔ اور براہ راست دربار خلافت سے خراج ادا کرنے کی شرط پر سند حکومت رے حاصل کر لی تھی بشکسہ ھ میں یوسف نے حمید پر فوج کشی کر دی۔ حمید یہ خبر پا کر خراسان بھاگ گیا۔ یوسف نے بلا جدال و قتال رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

صوبہ رے کے واقعات

یوسف نے اس کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن ذات کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا۔ جس میں یہ تحریر کیا ہیں نے حسب حکم وزیر السلطنت علی بن عیسٰے باغیان دولت علیہ عباسیہ سے قابضان صوبہ رے کو نکال دیا ہے۔ اس مہم کے سر کرنے میں بے حد مال و زر صرف ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی سندِ حکومت بھی مجھے عطا فرمائی ہے۔ خلافت مآب اس مضمون کو سن کر متعجب ہو گئے۔ حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسٰی سے یہ معاملہ دریافت کیا جائے۔ معزول وزیر نے لاعلمی ظاہر کی اور یوسف کو سندِ حکومت رے دینے کے معاملہ سے انکار محض کیا۔ اور یہ کہا، کہ یوسف سے دریافت کیا جائے۔ کہ فرمان شاہی اور سندِ حکومت کون لے کے گیا تھا۔ کیونکہ اس کو کوئی سپہ سالار یا خدام دولت لے گئے ہوں گے۔ اس سے اس کے جھوٹ سچ کی قلعی کھل جائے گی۔ وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو تحریر کیا تم نے ان بلاد سے بے جا تعرض کیا ہے۔ تم کو کوئی استحقاق ان پر قبضہ کر لینے کا نہ تھا۔ اور تم نے معزول وزیر علی بن عیسٰے پر کذب و افتراء کا طومار باندھا ہے۔ اس نے تم کو کوئی سندِ حکومت نہیں دی اور بعد انتظار جواب ایک لشکر بسر افسری خاقان مفلحی بہمراہی احمد بن مسرور بلخی، سیما جزری، اور نحریر صغیر روانہ کیا بشکسہ ھ میں یہ لشکر رے میں پہنچا۔ یوسف مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی یوسف نے ان کو شکست دے کے ایک گروہ کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔

تب خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو یوسف کے ساتھ جنگ پر روانہ کیا۔ اور خاقان مفلحی کو صوبجات جبل سے معزول کر کے نحریر صغیر کو متعین فرمایا۔ جس وقت مونس رے کے قریب پہنچا، احمد بن علی صعلوک کا بھائی حاضر ہوا۔ اور امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دی

عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ بعدازاں یوسف کا یہ پیام آیا مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کی جائے۔ تو میں علاوہ مصارف فوج کے سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا۔ مونس نے اس درخواست کو دارالخلافۃ بغداد روانہ کر دیا۔ جہاں سے چند دن بعد جواب آیا چونکہ اس ناعاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے۔ اس لئے یہ درخواست منظور نہ فرمائی جائے گی۔ یوسف نے یہ جواب پا کر رے کو ویران اور خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بختمری کو اس صوبہ کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومت رے کے جو میرے قبضہ میں صوبجات آذربائیجان اور ارمینہ تھے۔ انہیں کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے خلافت مآب نے جواباً تحریر فرمایا یہ درخواست اس وقت منظور کی جاسکتی ہے۔ جب کہ یوسف بذات خود دولت واقبال کی آستانہ بوسی کو حاضر ہو۔ یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مونس پر حملہ کر دیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر مونس شکست کھا کے زنجان کی طرف بھاگا۔ نامی نامی سپہ سالار مارے گئے۔ ہدر وغیرہ گرفتار ہو گئے۔ جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں قید کر دیا۔

ابن ابی الساج کی گرفتاری

مونس اس شکست کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر فراہم کرتا رہا۔ اور دربار خلافت سے امداد کی درخواست کی۔ اس زمانہ میں برابر یوسف مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کرتا رہا۔ مگر خلیفہ مقتدر نامنظور کرتا جاتا تھا تاآنکہ شروع ۳۰۷ھ میں مونس نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے یوسف پر حملہ کیا۔ اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی، ایک خونریز جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہوئی اور یوسف گرفتار ہو گیا۔ مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ جو تھوڑے دنوں کے بعد مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا۔ اور مونس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے، دنیاوند، قزوین، ابہر، زنجان، اصفہان، قم اور قاشان کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ مونس نے اپنی طرف سے صوبجات رے، دنیاوند، قزوین، ابہر اور زنجان پر علی بن وہشوان کو متعین کیا۔ اور یہاں کے مال ومتاع کو اس کے سپاہیوں کو دے دیا۔ اصفہان قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کیا۔

سبک کا آذربائیجان پر قبضہ

جوں ہی مونس نے آذربائیجان سے عراق کی جانب مراجعت کی سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے بلاد آذربائیجان پر دفعتہً حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور نہایت تیزی سے قلیل مدت میں ایک فوج

بھی فراہم کر لی۔ مونس نے یہ خبر پا کر محمد بن عبد اللہ فاروقی کو سرکوبی پر متعین کیا۔ سبک کو اس کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں محمد کو شکست دے دی۔ محمد نے شکست کھا کے بغداد کا راستہ لیا۔ سبک نے کل صوبہ آذربائیجان پر نہایت اطمینان و استقلال سے قبضہ کر لیا۔ اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی۔ کہ میں علم عباسیہ کا مطیع اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذربائیجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے برادر زادہ علی بن وہشودان کو جس وقت کہ یہ قزوین میں مقیم تھا۔ شب کے وقت حملہ کر کے مار ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا۔ بجائے اس کے دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو مامور کیا گیا۔ اور محکمہ مال کا انچارج سپہ سالار افواج محمد بن سلیمان ہوا۔

احمد بن علی کا رے پر قبضہ

احمد بن علی بن صعلوک والئ اصفہان و قم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کے رے پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت برہم ہوا۔ لکھ بھیجا کہ وہ فوراً رے چھوڑ کے قم واپس جاؤ۔ احمد الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ کچھ عرصہ بعد لشکر فراہم کر کے پھر رے پر فوج کشی کر دی ادھر وصیف بکتمری بھی تیار ہو کر مقابلہ کو روانہ ہوا۔ ادھر دربار خلافت سے نحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا۔ مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے میں پہنچ کے قبضہ کر لیا۔ محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مار ڈالا۔ نحریر اور وصیف اپنا سا منہ لے کے خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صفائی کرا دیجئے اور اور رے کی سند حکومت جس طرح ممکن ہو دلوا دیجئے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ نصر نے کہہ سن کر احمد کو صوبہ رے کی سند حکومت دلوا دی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کو دے دی۔

والئ سجستان کی سرکشی اور اطاعت

۲۹۸ھ سے سجستان ابن سامان کے قبضہ میں تھا۔ بعدازاں کثیر بن احمد بن صهفود نے ابن سامان سے سجستان چھین لیا۔ خلیفہ مقتدر و گورنر فارس بدر بن عبد اللہ حمامی کو لکھ بھیجا کہ ایک لشکر بسرافسری دردک کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کو سجستان روانہ کر دو۔ اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدہ پر زید بن ابراہیم کو مامور کرو۔ چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کیا۔ اہل سجستان یہ خبر پا کے مقابلہ

پر آئے۔ ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا۔ باقی فوج جان بچا کے بھاگ نکلی۔ کثیر بن احمد بن صفھود نے دربار خلافت میں عرضی بھیجی اور معذرت کی۔ کہ میں اس فعل سے بری ہوں۔ اہل شہر کی یہ ساری شرارت ہے۔ خلافت مآب نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی بلکہ بدر گورنر فارس کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج کثیر مرتب و فراہم کر کے کثیر کی سرکوبی کو روانہ ہو جاؤ۔ کثیر یہ سن کے خوف سے کانپ اُٹھا۔ درخواست کی بشرط ادائے خراج پانچ لاکھ دینار سالانہ، مجھے سجستان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔

ابوزید کی سرکشی

اسی سنہ میں ابو زید خالد بن محمد ماورانی افسر صیغہ مال صوبہ کرمان نے دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا۔ اور فارس پر قبضہ کرنے کے لئے شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ بدر حامی گورنر فارس یہ خبر پا کے ابوزید کے مقابلہ کو روانہ ہوا! فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخرالامر ابوزید کو شکست ہوئی۔ ابوزید گرفتار ہو آیا۔ بدر نے قتل کر کے اس کا سر اتار لیا۔ اور فتح کے اطلاع نامے کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

ابن فرات کی معزولی

۳۰۶ھ میں لشکریوں نے تنخواہ اور روزینے نہ ملنے کی وجہ سے شور و غل مچایا۔ اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات سے جواب طلب کیا اس نے دست بستہ معذرت کی کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں صرف کثیر ہو گیا ہے۔ اور صوبہ رے کے نکل جانے کی وجہ سے سالانہ آمدنی میں بھی کمی آ گئی ہے۔ اس وجہ سے فوج کی تنخواہ رُکی ہوئی ہے لشکری یہ سُن کے چلا اُٹھے۔ امیر المومنین اس حیلہ باز وزیر کو ہمیں دے دیجئے۔ ہم اس سے وصول کر لیں گے۔ ابن فرات نے یہ رنگ دیکھ کے خلیفہ مقتدر سے دو لاکھ دینار صرف خاص سے لے لینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا اس وجہ سے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور کل معمولی اخراجات کی ذمہ داری کر لی تھی، اگرچہ ابن فرات نے صوبہ رے کے نکل جانے، آمدنی میں کمی اور مصارف جنگ ابی ابن الساج کا عذر کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا مگر خلافت مآب نے یہ عذر قبول نہ کیا اور گرفتار کر لیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ خلیفہ مقتدر سے لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ ابن فرات کا یہ مقصد ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانہ سے روانہ کر دے۔ اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کر دولت عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی معزولی پہ اُٹھ کھڑے ہوں۔ اسی اثناء میں ابن فرات نے

جنگ ابن ابی الساج پر حسین کے بھیجنے کی تجویز پیش کی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ مزاج برہم ہوگیا۔ اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیا اور ابن فرات[1] کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۰۶ھ کا ہے۔

حامد بن عباس کی وزارت

ان دنوں حامد بن عباس صوبہ واسط میں تھا۔ لوگوں نے ابن فرات سے حامد کے متعلق یہ کہہ دیا تھا۔ کہ جس قدر اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے۔ اس سے بدرجہا زیادہ اس کو وصول ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حامد اور ابن فرات میں منافرت اور ناچاقی پیدا ہو گئی تھی۔ حامد نے اس خوف سے کہ کہیں مجھ سے حساب فہمی نہ کی جائے۔ اور اس مال کا مطالبہ نہ طلب کیا جائے۔ نصر حاجب اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط و کتابت کی کہ موقع پا کر خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کیجئے۔ میرے کثرت متبعین کو خلاف آپ پر ظاہر کر دیجئے۔ اور اس امر کو بھی واضح کر دیجئے گا۔ کہ حامد متمول اور مالدار آدمی ہے۔ میں آپ لوگوں کی مال و زر سے پوری خدمت کروں گا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ موقع مناسب مل گیا۔ دونوں نے خلیفہ مقتدر سے حامد کی ہوشیاری اور مالداری کی بہت تعریف کی اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسط سے طلب فرمایا اور تھوڑے دنوں بعد حامد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کے آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ابن فرات کو مع اس کے بیٹے محسن اور متبعین کے گرفتار کر لیا۔ اور قلمدان وزارت حامد کے سپرد کر دیا۔ مگر حامد نے حق وزارت ادا نہ کیا۔ اور نہ اس شان و شوکت کو قائم رکھا۔ جو وزراء کے شایاں تھی۔ صیغہ ہائے مختلف کے ناظموں اور افسروں نے خود سری اور خود مختاری شروع کر دی بحالت مجبوری خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسٰے معزول وزیر کو قید سے رہا کر کے حامد کی طرف سے بطور نائب کے کل صیغوں کا نگران مقرر کیا۔ حامد کی نافہمی اور عہدۂ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن عیسٰے تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا۔ حامد کا نہ کوئی حکم رہ گیا اور نہ کوئی اثر۔ نام کی وزارت حامد کی رہی اور درحقیقت علی بن عیسٰے وزارت کر رہا تھا۔

ابن فرات کی جواب طلبی

کچھ عرصہ بعد حامد نے معزول وزیر ابن فرات کو جیل سے طلب کیا۔ اور الزامات خیانت کے ثبوت کی غرض سے علی بن احمد مادرائی کو بحث کرنے کا حکم دیا۔ ابن فرات ایک آزمودہ کار اور ہوشیار شخص تھا۔ علی بن احمد کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ حامد نے جھلا کے گالیاں دیں۔ ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے

[1] ابن فرات نے اس مرتبہ یعنی دوبارہ ایک برس ۵ مہینے ۱۹ یوم وزارت کی تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱)

ہوئے نصیحت آمیز کلمات میں کہا "آپ کے شایان شان یہ کلمات نہیں ہیں۔ آپ عہدۂ وزارت پر ہیں جس انداز اور قطع سے آپ ہیں وہ اس کے منافی ہے۔ حامد یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ ابن فرات شفیع لولوی سے مخاطب ہو کر بولا "میری جانب سے امیر المومنین سے عرض کر دینا کہ حامد سے میں نے دو لاکھ دینار کا مطالبہ و مواخذہ کیا تھا اس نے یہ خیال کر کے کہ وزیر ہو جانے پر مجھ سے مطالبہ و مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وزارت کا عہدہ تو حاصل کر لیا۔ مگر اس میں اس اہم عہدہ کی لیاقت مطلق نہیں ہے۔ حامد یہ سُن کے اور زیادہ برہم ہوا۔ اور سخت و سُست کہنے لگا۔ خدام خلافت نے خلافت مآب کے اشارے سے ابن فرات کو کشاں کشاں جیل پہنچا دیا۔ اور مال کثیر بطور جرمانہ کے وصول کیا۔ اس کا بیٹا محسن اور اس کے ہمراہی کوڑوں سے پٹوائے گئے۔ اور ان پر بھی جرمانہ کیا گیا۔

علی بن عیسٰی کا اقتدار

اس واقعہ کے بعد حامد کی آنکھیں کُھل سی گیئں۔ اس امر کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں۔ سارے احکامات علی بن عیسٰے کے جاری وساری ہیں۔ اگر کچھ عرصہ اور یہی رنگ رہا۔ تو عجب نہیں کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں۔ اس خیال کا قائم ہونا تھا۔ کہ خلیفہ مقتدر سے بغرض انتظام و سیاست واسط جانے کی اجازت طلب کی خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی۔ دار الخلافت سے روانہ ہو کر واسط پہنچا۔ گو بظاہر حامد مستندی کا اظہار کرتا اور احکام بھی آپ ہی صادر کرتا۔ مگر درحقیقت تمام انتظام و سیاست علی بن عیسٰے کے ہاتھ میں تھی۔ تھوڑے دنوں میں محاصل ملک میں بیّن طور سے اضافہ دکھلا دیا۔ خلیفہ مقتدر کو بے حد مسرت ہوئی اور اس نے آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ علی بن عیسٰے کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس اثناء میں بغداد میں آتش بغاوت بھڑک اُٹھی۔ اور عوام الناس نے دوکانداروں اور تاجروں کو دن دہاڑے لُوٹ لیا۔ سبب یہ تھا کہ حامد اور اس کے کارندے، غلّہ خرید خرید کر بھرنے چلے جاتے تھے۔ جس سے گرانی بڑھتی جاتی تھی۔ حامد کو اس بغاوت کی اطلاع ہوئی روک تھام کرنے کو آ پہنچا۔ عوام الناس مجتمع ہو کر مقابلہ پہ آئے۔ لڑے۔ جیل کو توڑ ڈالا۔ افسر پولیس کے مکانوں کو لُوٹ لیا۔ تب خلیفہ مقتدر نے غریب الحال کو بہ سرافسری ایک لشکر ہمراہ اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین فرمایا۔ شام ہوتے ہوتے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ مفسدوں اور باغیوں کو بعد ثبوتِ جرم سزائیں دی گیئں۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے گیہوں، جو اور ہر قسم کے غلہ کے گودام کھلوا کے فروخت کرنے کا حکم دے دیا۔ اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کر کے علی بن عیسٰے کو مقرر کیا۔ چنانچہ حامد کے عمّال سواد کوفہ و بصرہ سے واپس بلا لئے گئے۔

مصر پر عبداللہ مہدی کی فوج کشی

۳۰۱ھ میں مہدی والیٔ افریقیہ نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا۔ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں وہ اسکندریہ پہنچا۔ اور اس پر قبضہ حاصل کر کے مصر کی طرف بڑھا جیزہ میں داخل ہو کر صعیدہ پر بھی قابض ہو گیا۔ اور اہل مکہ کو دولت علویہ کی ہدایت قبول کرنے کو لکھا اہل مکہ نے منظور نہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس واقعہ کی دربار خلافت تک خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابوالقاسم کی مدافعت اور مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اور جانبین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ بالآخر مونس کی کامیابی ہوئی۔ اسی معرکہ کے بعد سے مونس کو مظفر کا لقب دیا گیا۔

اثناء جنگ میں افریقیہ سے ایک بیڑہ جہازات کا جس میں اسی کشتیاں تھیں۔ ابوالقاسم کی کمک کو آپہنچا اور قریب اسکندریہ لنگرانداز ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑہ ابوالیمن کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ دونوں میں اسکندریہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی۔ شاہی بیڑا کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقیہ کے بیڑا جہازات کی اکثر کشتیاں جلادی گئیں۔ سلیمان خادم اور یعقوب کتابی مع ایک گروہ کے گرفتار کر لیا گیا۔ سلیمان کو تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور یعقوب کو پابزنجیر بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بہ حکمت عملی اس نے جیل سے نکل کر افریقیہ کا راستہ لیا۔

اس شکست سے مغاربہ کی کمر ٹوٹ گئی اور امداد کا آنا منقطع ہو گیا۔ جو لشکر یہاں موجود تھا۔ اس میں وبا پھوٹ نکلی۔ سینکڑوں آدمی اور گھوڑے مر گئے۔ مجبوراً افریقیہ کی جانب مراجعت کی تو لشکر شاہی نے تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ اپنی حدود سے نکال دیا۔

ابن ابی الساج کی بحالی

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے معرکہ آرائی کی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ بغداد میں قید کر دیا گیا۔ یوسف بن ابی الساج کے گرفتار ہو جانے پر اس کے صوبجات مقبوضہ پر سبک دیہ ابن ابی الساج کا غلام تھا حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۳۱۰ھ میں سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا۔ خلعت دی۔ اور صوبجات۔ آذربائیجان۔ رے۔ قزوین، ابہر اور زنجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔ یوسف نے پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج علاوہ مصارف فوج دینے کا اقرار کر لیا چنانچہ یوسف، سند حکومت حاصل کر کے مع وصیف بکتمری کے آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچا۔ صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی، بعد ازاں موصل سے کوچ کر کے

آذر بائیجان میں وارد ہوا۔ اس وقت اس کے غلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ پہنچتے ہی آذر بائیجان پر قابض ہو گیا۔ ۳۱۱ھ میں آذر بائیجان سے رے کا قصد کیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی برادر صعلوک متمکن تھا۔ احمد بن علی نے جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں۔ دربار خلافت سے سند حکومت رے حاصل کی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد علم خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہو گیا۔ اور ماکان بن کالی سپہ سالار اویلم سے جو اولاد اطروش کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا۔ راہ و رسم پیدا کر لی۔ چنانچہ جس وقت یوسف رے پہنچا۔ احمد مقابلہ پر آیا۔ یوسف نے اس کو شکست دے کے مار ڈالا۔ اور اس کا سر اُتار کر بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی حجہ ۳۱۱ھ کا ہے۔ ایک مُدّت تک اس کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا۔ بعد ازاں رے سے کوچ کر کے اوائل ۳۱۳ھ میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ اور بوقت روانگی اپنے غلام مفلح کو رے میں اپنے نائب کے مقرر کر گیا۔ اہلِ رے نے یوسف کی روانگی کے بعد ہی مفلح کو نکال دیا۔ اور باغی ہو گئے۔ یوسف تک یہ خبر پہنچی تو ماہ جمادی الثانی ۳۱۳ھ میں پھر رے کی جانب لوٹا اور دوبارہ اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔

یوسف کی واسط میں آمد

ان واقعات کے بعد ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو بلادِ مشرقیہ کی سند حکومت عطا کی۔ اور یہ حکم دیا کہ واسط میں پہنچ کر بلاد مشرقیہ کے خراج کو فوج کی تنظیم اور سپہ سالاران لشکر میں صرف کرو۔ اور سامان جنگ درست کر کے ابو طاہر قرمطی سے جنگ کرنے کو ہجر کی طرف کوچ کر دو۔ چنانچہ یوسف اس حکم کے مطابق واسط پہنچا مونس مظفر موجود تھا۔ جونہی یوسف واسط کے قریب پہنچا مونس مظفر نے واسط چھوڑ کے بغداد کا رستہ لیا اور ہمدان، ساوہ، قم، قاشان، ماہِ بصرہ ماہ کوفہ اور سہدان کے خراج کو بغرض تنظیم فوج و تیاری جنگ قرامطہ واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔

رے کے واقعات

جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے سے واسط کی طرف بغرض جنگ ابو طاہر روانہ ہونے کو لکھا تھا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب نے سعید نصر بن سامان کو رے کی سندِ حکومت بھیجدی تھی۔ اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً رے میں پہنچ کر رے کو فاتک (یوسف کے غلام) سے چھین لو۔ اوائل ۳۱۴ھ میں سعید نصر رے کو روانہ ہوا۔ جس وقت کوہ قارن کے قریب پہنچا۔ ابو نصر طبری نے راستہ روک دیا۔ سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر سودا طے کر لیا۔ ابو نصر نے اس رقم کو وصول کر کے راستہ دے دیا۔ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال لیا۔ دو ماہ تک وہاں قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں سیجور دواتی

کو مقرر کر کے بخارا کی جانب لوٹ آیا۔ کچھ عرصہ بعد سیجور کو معزول کر کے محمد بن ابی صعلوک کو مامور کیا۔ شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے میں مسند حکومت پر فائز رہا۔ اس کے بعد بیمار ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں رے میں آ گئے تو رے کو ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔ غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح سے رے پر قابض و متصرف ہو گئے۔

خلیفہ مقتدر کے وزراء

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حامد بن عباس کو قلمدان وزارت سپرد ہو گیا تھا۔ مگر اس کی نافہمی اور عہدۂ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی وجہ سے علی بن عیسےٰ پیش پیش ہو رہا تھا۔ نام کو حامد وزیر تھا۔ اور در حقیقت علی بن عیسےٰ وزارت کر رہا تھا۔ بسا اوقات علی بن عیسےٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو رد و بدل کر دیتا۔ اور اس کے فرمانوں کو جو عمال اور گورنران صوبجات کے نام بھیجے جاتے تھے۔ جو چاہتا گھٹا بڑھا دیتا۔ جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہیئے۔ وزیر السلطنت حامد ان واقعات سے کچھ مشکوک سا ہوا۔ اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسط کی جانب روانہ ہو گیا۔

علی بن عیسےٰ

حامد کے چلے جانے کے بعد خدام دولت اور حاشیہ نشینان خلافت نے تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ پر نہ ملنے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی۔ کیونکہ علی بن عیسےٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ کے بعد دیا کرتا تھا۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں۔ تو دو ایک مہینے کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا۔ ملازمین شاہی اور عمال نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا۔ اہل وظائف نے مجتمع ہو کے یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک طومار ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود کے مابین باتوں باتوں میں برہمی پیدا ہو گئی۔ اگرچہ مفلح اسود کا غلام تھا۔ لیکن خلیفہ مقتدر ناک کا بال بنا ہوا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات سے ایک خاص اُنس تھا۔ حامد نے وزارت کے گھمنڈ میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔

ابن فرات

اس اثناء میں محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے باپ کے لئے وزارت کی درخواست پیش کی، اور ضمانت بھی دے دی۔ خلیفہ مقتدر نے اس

کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کے سہ بارہ عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور بجائے اس کے علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۱۱ھ کا ہے۔ اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسط سے آ پہنچا ابن فرات نے اس کی گرفتاری پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔ وہ ایوان وزارت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ حامد یہ خبر پا کے اثناء راہ سے بھاگ کے بغداد میں روپوش ہو گیا۔ بعد ازاں چھپ کے رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا۔ اور اس کے ذریعہ سے خلیفہ مقتدر تک اپنا حال پریشان پہنچانے کی التجا پیش کی۔ اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سزائے قید دار الخلافہ میں دی جائے۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی نگرانی اور سپردگی میں نہ دیا جاؤں۔

حامد بن عباس کا انجام

نصر نے مفلح کو بلا کر حامد کی خطا معاف کرائی۔ اور خلافت مآب تک اس کے عرض حال کی سفارش کی اس خدمت کی انجام دہی کے معاوضہ میں کچھ دینے کا بھی اقرار کیا۔ مگر مفلح نے دربار خلافت میں پہنچ کر حامد کی درخواست کے خلاف التجا کی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کی غرض سے ابن فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔ ابن فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک مدت تک قید میں رکھا۔ بعد ازاں اس کے پیش کئے جانے کا اشارہ کیا۔ فقہا اور عمال حساب فہمی کے لئے طلب کئے گئے۔ جانچ پڑتال ہوتی رہی۔ دس لاکھ دینار کے تغلب و تصرف کا حامد نے اقرار کیا۔ محسن بن فرات نے پانچ لاکھ دینار کی پیش کش کر کے حامد کو لے لیا۔ اور طرح طرح کی تکالیف دینے لگا ——— پھر اس کو جاگیر اور مال و اسباب کے فروخت کرنے کو واسط روانہ کیا۔ اثناء راہ میں وہ مر گیا۔

ابن فرات کی ریشہ دوانیاں

اس کے بعد علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا۔ محسن ابن فرات نے اس کو بھی خلافت مآب سے لے لیا۔ اور وصولیابی کی غرض سے ہر طرح کی ایذائیں دیں۔ مگر کچھ بر آمد نہ ہوا۔ چونکہ علی بن عیسیٰ نے زمانہ معزولی ابن فرات میں، ابن فرات کے ساتھ اچھے سلوک کئے تھے۔ اس وجہ سے ابن فرات نے کچھ عرصہ علی بن عیسیٰ کو قید رکھ کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد ابن حماری کی گرفتاری کی باری آئی۔ یہ بھی گرفتار ہو کر محسن ابن فرات کے سپرد کیا گیا۔ محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں۔ وصولیابی اور اس کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کی غرض سے اس کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ محافظین نے اس کو اس قدر مارا کہ مر گیا۔ انہیں دنوں حسین بن احمد اور علی بن محمد ماورانی کے ادبار کا زمانہ بھی آ گیا تھا۔

ابن فرات کے اشارہ سے گرفتار کر لئے گئے۔ اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں ان کے ناظموں کے گروہ سے بھی مواخذہ کیا اور ان سے بھی مال کثیر طلب کیا گیا۔ اس اثناء میں مونس جہاد سے واپس آگیا۔ ابن فرات کے ان افعال کی اس کو اطلاع ہوئی۔ لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے استحصال بالجبر پر وہ چیں بہ جبیں ہوا۔ ابن فرات کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے انجام کے خیال سے خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا۔ کہ مونس کا دارالخلافت میں رہنا قرین مصلحت نہیں ہے اسے محافظت اور نگرانی کی غرض سے حدود شام پر بھیج دینا چاہیئے۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے کہنے کے مطابق بغیر سوچے سمجھے مونس کی حدود شام کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ مونس کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر ابن فرات نے نصر حاجب پر نظر ڈالی تو آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک گیا۔ جھٹ خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دیئے۔ اور اس کی کثرت مال و اسباب کا لالچ دیا۔ ہنوز کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا۔ کہ نصر اس واقعہ سے مطلع ہو کر خلیفہ مقتدر کی ماں کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ جس سے ابن فرات کی ایک بھی پیش نہ گئی۔

ابن فرات کی معزولی

ان مظالم اور بے جا تشدد کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل پھر گئے عوام الناس کا ایک گروہ اس کی مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا دربار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع ہو جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں، فوراً خلافت مآب کے گوش مبارک تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ کچھ لوگ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے کو آئے تھے۔ اور ان کو مجھ سے کچھ عرض و معروض کرنا تھی۔ خلیفہ مقتدر یہ سُن کے خاموش ہو رہا۔ ابن فرات مع اپنے بیٹے محسن کے سوار ہو کر کے ایوان شاہی میں گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا۔ ادھر اُدھر کے حالات کے متعلق استفسار کرتا رہا۔ جس سے ان دونوں کے دلوں کو اطمینان ہو گیا۔ کہ خلافت مآب ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہیں۔ رخصت ہو کر چلنے کا قصد کیا۔ نصر حاجب نے پہنچ کے منع کر کے حراست میں لے لیا۔ اتنے میں مفلح آ گیا۔ اور اس نے خلافت مآب کے کان میں جُھک کے عرض کی امیرالمومنین اس وزیر کی معزولی میں عجلت سے کام نہ لیں۔ ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کے چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی روپوش ہو گیا۔ باقی رہا ابن فرات، وہ اگلے دن گرفتار کر لیا گیا۔ نازوک، اور بلیق ایک دستہ فوج لئے ہوئے ابن فرات کے مکان پر آئے۔ برہنہ پا و سر کشاں کشاں گھر سے نکال لائے اور اس کو مع ہلال بن بدر کے مونس مظفر کے پاس لے گئے۔ مونس نے شفیع لولوی کے

حوالہ کر دیا۔ شفیع نے قید کر دیا۔ اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔

ابوالقاسم بن علی کی تقرری

ابن فرات کی معزولی کے بعد ابوالقاسم بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی۔ ہارون بن غریب الحال اور نصر حاجب وغیرہ نے بھی سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے مجبوراً قلمدان وزارت ابوالقاسم کے سپرد کیا۔ اور اسی کے عہد وزارت میں اس کے باپ علی نے وفات پائی۔ اور اس کے بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسےٰ کو صنعاء سے واپس بلا لینے کی سفارش کی خلافت مآب نے واپسی کا فرمان بھیج دیا۔ اور صوبجات مصر و شام کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔

محسن اور ابن فرات کا انجام

ابن فرات وزیر، ایک مدت تک روپوش رہا۔ ایک روز ایک عورت مجلس رائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ عورت نے دست بوسی کے بعد محسن کا پتہ بتایا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوک افسر اعلیٰ محکمہ پولیس کو گرفتاری کا اشارہ کیا۔ نازوک نے تھوڑی دیر کے بعد اسے لاکے حاضر کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کیا۔ وزیر السلطنت نے طرح طرح ایذائیں دیں اور تکالیف رسانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ تب خلیفہ مقتدر نے اسے دار الخلافت میں اس کے باپ کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ مونس ہارون اور نصر کے پاس دوڑا گیا۔ اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا۔ اور خلافت مآب کی طرف سے بھی کسی قدر ان کو بدظن کیا۔ وہ لوگ اس کی باتوں میں آ گئے۔ سب کے سب مجتمع ہو کر کے دربار خلافت میں گئے۔ اور یک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے۔ جب تک یہ دونوں بقید حیات رہیں گے۔ ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا۔ خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کی طرف رائے دینے کا اشارہ کیا۔ ان لوگوں نے بھی مونس وغیرہ کی رائے سے اتفاق کیا۔ خلیفہ مقتدر نے نازوک کو اشارہ کر دیا۔ نازوک نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اتار لیا[1]

---

[1] یہ واقعہ تیرھویں ربیع الثانی ۳۱۲ھ یوم دو شنبہ کا ہے۔ ابن فرات کی عمر اس وقت اکہتر برس کی

(بقیہ حاشیہ ۸۶ پر)

ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر ابو القاسم کو ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ ابو القاسم سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسن خدمت کے صلہ میں دو ہزار دینار ابو القاسم سے وصول کر لئے۔ باقی رہے ابن فرات کے اور لڑکوں سے تو مونس نے اس کے دونوں لڑکوں عبداللہ اور ابو نصر کی سفارش کی اور انہیں قید سے رہا کر دیا گیا۔ بیس ہزار دینار بطور انعام مرحمت ہوئے۔

ابو العباس خصیبی کی تقرری و معزولی ان واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابو القاسم کو بوجہ طویل علالت معزول کیا گیا[1]۔ کیونکہ لشکریوں کی تنخواہیں اس کی علالت کی وجہ سے رک گئی تھیں۔ وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دیئے گئے تھے، لشکریوں نے مجتمع ہو کر شور و غل مچایا۔ خلافت مآب کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے فوراً معزولی کا حکم دے دیا۔ اور بجائے اس کے ابو العباس خصیبی کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

ابو العباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا سیکرٹری تھا۔ خلعت وزارت پانے کے بعد ایوان وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر و شام پر بدستور بحال رکھا۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابو العباس سے ملنے آتا۔ کچھ عرصہ بعد ابو العباس کے انتظام میں گڑبڑ پیدا ہوئی۔ آمدنی بھی کم ہو گئی۔ وہ شب و روز شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہ کرتا تھا۔ صدور حکم کی غرض سے عمال کی جو رپورٹیں یا درخواستیں آتی تھیں۔ مہینوں پڑی رہتی تھیں۔ اس نے ایک شخص اپنی طرف سے قائم مقام مقرر کر رکھا تھا۔ جو سیاہ و سفید چاہتا چاہتا تھا۔ وہ کر گزرتا تھا۔ جس سے مصالح ملکی فوت اور انتظامی امور درہم برہم ہو گئے۔ مونس نے عواقب امور پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اس کی معزولی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کی تقرری کی رائے دی۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابو العباس کو اس کی وزارت کے ایک برس دو مہینے بعد معزول کر دیا

تھی۔ اور محسن کی تینتیس برس کی۔

(تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۷)

[1] ماہ رمضان ۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔

(تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۸)

علی بن عیسیٰ کا تقرر

علی بن عیسیٰ کو عہدۂ وزارت دینے کی غرض سے دمشق سے طلب کیا اور یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ جب تک علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں حاضر نہ ہو اس وقت تک اس کا قائم مقام ابو القاسم عبداللہ بن محمد کلواذی وزارت کا کام انجام دیتا رہے اوائل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں داخل ہوا اور اس نے مستقل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے رفتہ رفتہ سب درست ہو گئے۔ عمّال اور گورنران صوبجات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا۔ سواد، اہواز، فارس اور مغرب کے بقایا محاصل یکے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانہ عامرہ میں داخل ہونے لگے لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ خواروں کے وظائف دے دیئے گئے۔ گویّوں، نقنہ خوانوں اور درباری مسخروں اور خوشامدی مصاحبوں کی موقوفی کا حکم دے دیا گیا۔ اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ فوج نظام سے بوڑھوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو آلات حرب نہیں جانتے تھے، چھانٹ دیا گیا۔ بذات خود ہر کاغذ کو دیکھتا۔ اور اس پر مناسب حکم صادر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالتا۔ غرض تھوڑے ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں گڑبڑ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابو العباس خصیبی سے جواب طلبی

اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابو العباس خصیبی کو خلافت مآب کے حکم سے دربار خلافت میں طلب کیا۔ فقہاء، قضاۃ، اراکین سلطنت اور کتاب[1] جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا، استفسار کیا گیا "ممالک محروسہ اور صوبجات مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہو کر داخل خزانہ عامرہ ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر مال وصول کیا گیا؟ اب کس قدر باقی ہے؟" ابو العباس نے سر نیچا کر کے جواب دیا "میں کچھ نہیں جانتا" پھر سوال کیا گیا تم نے ابی الساج کو بلا ضرورت اس قدر مال کیوں دے دیا؟ اور کیا سمجھ کر تم نے اس کو صوبجات مشرقیہ کی حکومت دی؟ کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اس کے ہمراہی جو محض جنگلی اور غیر تربیت یافتہ ہیں۔ ایسے صوبجات کا انتظام کر لیں گے؟ جواب دیا "ہاں میرا یہی گمان تھا" اس قدر عرض کر کے خاموش ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو بلا ضرورت مال کثیر دے دینے کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ امر کیونکر جائز قرار دیا۔ کہ مسلمانوں کی عورتیں بلا اجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں۔ اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا۔ سکوت کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اس سے محاصل[2] اور مخارج کا سوال کیا گیا۔

---

[1] کتاب جمع کاتب کی ہے بہ معنی سیکرٹری۔ مترجم [2] محاصل بہ معنی آمدنی، مخارج بہ معنی خرچ۔ مترجم

صاف صاف کچھ جواب نہ دے سکا نتب کہا گیا۔ تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ابو العباس نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ جسے خلیفہ مقتدر نے جیل طرف واپس کر دیا۔ اور علی بن عیسےٰ اطمینان و استقلال کے ساتھ وزارت کرنے لگا۔

علی بن عیسےٰ کی معزولی

ایک مدت کے بعد علی بن عیسےٰ وزیر السلطنت کے انتظامی امور میں گڑ بڑ پیدا ہوئی۔ اور کچھ عمال نے اختلافات پیدا کئے۔ خراج کے وصول ہونے میں بھی کمی آئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرائے خلافت کا خرچ بے حد بڑھا دیا۔ اس اثنا میں انبار سے لشکر آ گیا اور دو لاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ بڑھ گیا۔ ان سب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انتظامی امور میں خلل پیدا ہوا۔ علی بن عیسےٰ نے اس امر کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کر کہ یہ مصارف نہ تو کم ہوں گے اور نہ اس بار کا بوجھ خزانہ عامرہ برداشت کر سکتا ہے علاوہ بریں مجھ میں اور نصر حاجب میں بوجہ مراسم مونس خادم شکر رنجی ہے، اس نے عہدۂ وزارت سے استعفا داخل کیا۔ اور حد درجے زیادہ منظوری کی کوشش کی۔ مگر مونس خادم نے سمجھا بوجھا کے علیحدہ نہ ہونے دیا۔ وزیر السلطنت نے کہا۔ بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے۔ مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی وقوع میں آیا۔ مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کی بابت رائے طلب کی۔ نصر نے ابو علی بن مقلہ کی طرف اشارہ کیا۔

ابو علی کی تقرری و معزولی

خلیفہ مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسےٰ اور اس کے بھائی عبد الرحمٰن کو گرفتار کرا کے قلمدان وزارت ابو علی کے سپرد کیا۔ چونکہ ابو علی اور عبد اللہ بریدی کے مابین دوستانہ تعلقات تھے اس لئے عبد اللہ نے اس معاملہ میں خوب کوشش کی۔ ابو علی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا۔ کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابو علی وزیر السلطنت کا مونس سے میل جول ہے معزول کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اتفاق وقت مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کے ابو علی کو گرفتار کر لیا۔ جب مونس واپس آیا تو ابو علی کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ مگر مونس کے منع کرنے پر ہانہ رہا۔ البتہ دو لاکھ دینار کا ابو علی سے مطالبہ کیا۔

سلیمان بن حسن کی تقرری

ابو علی کے بعد قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کے سپرد کیا گیا اور علی بن عیسٰے کو حکم دیا گیا۔ کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے۔ سلیمان ایک برس دو ماہ تک عہدہ وزارت پر رہا، اور علی بن عیسٰے اس کے ساتھ ساتھ ہر کام کو دیکھتا۔ اور رائے دیتا تھا۔ اس کے بعد آمدنی کم اور مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں دقت ہونے لگی۔ سلطانی وظائف بھی موقوف ہو گئے۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسٰے نے سواد کے محکمہ مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول و تحصیل پر مامور کیے جاتے تھے۔ جن کو وصول و تحصیل کا مطلق علم نہ تھا۔ مجبور ہو کر نصف محاصل پر اس حق کو فروخت کر ڈالتے عمال، فقہا اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے۔

سلیمان کی معزولی

ان میں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیازمندی ہو گئی تھی۔ اس نے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی، مفلح نے اشارہ کر دیا۔ کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو۔ خلافت مآب کا یہ منشاء ہے۔ کہ حق حقدار کو پہنچ جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ سننا تھا۔ کہ بھڑک اُٹھے، اور اور انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوئی۔ چاروں طرف ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ خواص اور حکام اپنے حقوق طلب کرنے لگے، اُمیدواران وزارت یہ عہدہ جلیلہ حاصل کرنے میں ریشہ دوانی کرنے لگے۔ کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کا وعدہ کرتا اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنہری روپہلی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔

ابوالقاسم کلواذی کی تقرری

غرض اُمیدواران وزارت کی بھرمار تھی۔ اور درخواست پہ درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابوالقاسم کلواذی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی۔ اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔۔۔ مگر صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

دانیالی اور مفلح

دارالخلافت بغداد میں ایک شخص دانیالی نام کا رہتا تھا۔ جو بڑا چالاک چلتا پرزہ، کاغذ ساز، اور حیلہ باز تھا۔ کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کر ڈالتا تھا۔ اور اس پر بخط قدیم کچھ اشارات اور رموز اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا جس میں ارباب

دولت اور اراکین سلطنت کے ناموں کے متعلق اشارے و کنائے لکھے ہوتے۔ انہیں خطوط و نقوش کے اشارہ سے ان لوگوں کی حکومت، رتبہ اور تصرفات کا حال تبلاتا۔ اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے۔ زمانہ قدیم کی اختراعات میں سے ہے۔ دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کاغذ پر م م م لکھ کر یہ حکم لگایا کہ ایسا ایسا ہو گا۔ اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالہ کیا۔ مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جواب دیا۔ اس سے تم مقصود ہو۔ کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے۔ خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو۔ اس قدر سمجھا کر اور علامات کو جو اس کاغذ پہ لکھی ہوتی تھیں۔ مناسبت کے ساتھ سمجھا دیا۔ مفلح ان کو سُن کر خوش اور معتقد ہو گیا۔

حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیال کے پاس تھی۔ اس کے نام کو بھی کنایتہً ایک ورق کاغذ پہ تحریر کیا۔ اور بعض علامات کا جو اس کے حسب حالات تھیں۔ ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارھواں تاجدار اس کو اپنا وزیر بنائے گا۔ بدنظمیاں اس کے ذریعہ سے رفع ہوں گی۔ انتظام مملکت انجام پذیر ہو گا۔ دشمن خوار و ذلیل ہوں گے۔ اور دنیا آباد ہو گی علاوہ اس کے اس ورق میں بعض ایسے امور تحریر کئے۔ جو گزر چکے تھے۔ اور بعض ایسے لکھے جو ہنوز وقوع پذیر نہ ہوئے تھے۔ ایک روز دانیال نے اس کو مفلح کے روبرو پڑھا۔ مفلح کو سخت تعجب ہوا اس ورق کو دانیال سے لے لیا۔ اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کے پیش کیا۔ دیکھنے اور سُننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ "تم تبلا سکتے ہو کہ اس صفت کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے، کون شخص حامل ہے؟" عرض کی کہ حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ ارشاد ہوا سچ کہتے ہو، میرا میلان اس طرف ایک مدت سے تھا۔

حسین بن قاسم کی تقرری

خلیفہ مقتدر نے ابن مقلہ اور کلوازی کی وزارت سے پیشتر حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ہنوز نہیں دیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملے میں آئے تو میرے حضور میں پیش کرنا۔ ان واقعات سے مفلح کا اعتقاد راسخ ہو گیا۔ موقع پا کر دانیال سے استفسار کیا۔ آپ کو یہ کتابیں کہاں سے ہاتھ آئیں۔ جواب دیا۔ مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہیں۔ اور

یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاحم میں سے ہیں۔ مفلح نے اس کی خبر خلیفہ مقتدر تک پہنچائی۔ رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ ایک خط مفلح کے پاس عہدۂ وزارت کی سفارش کرنے کو لکھ بھیجا۔ مفلح نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا۔ چونکہ مونس اس کی وزارت کا پہلے سے مخالف تھا۔ لہذا ابتداً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ حسن اتفاق سے انہیں دنوں کلواذی، وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کیا۔ جس میں آمدنی سے خرچ زائد تھا۔ جس کی تعداد سات لاکھ تھی۔ اہل دیوان نے اس کے خلاف رپورٹیں دیں۔ کلواذی نے بجٹ اور اہل دیوان کی رپورٹوں کو دربار خلافت میں پیش کر کے گزارش کی۔ امیر المومنین اس کا انتظام کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ بجز اس کے کہ خلافت مآب اپنے مصارف کو کم کر دیں۔ خلیفہ مقتدر کو یہ ناگوار گزرا۔ اور حکم صادر فرمایا۔ کہ حسین بن قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کرے۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ دینار بیت المال میں داخل کرتا رہے۔ حسین نے اس کو منظور کر لیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی درخواست کو جس میں ان شرائط کو اس نے تسلیم کر لیا تھا کلواذی کو دکھلایا۔ کلواذی دیکھ کر متحیر ہو گیا۔ کچھ جواب بن نہ آیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت اُس کی معزولی کا حکم دیا۔ (دو ماہ اس نے وزارت کی) اور حسین بن قاسم کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا۔ اس اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم، عہدۂ وزارت کے کام کو انجام دے۔ علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے۔ اور جہاں تک ممکن ہو دار الخلافت سے اس کو نکال کر صافیہ کی جانب بھیج دے۔

حسین بن قاسم کی معزولی

حسین نے عہدۂ وزارت کا چارج لینے کے بعد بنو بریدی اور بنو قرابہ کا اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا۔ ہر کام میں وقت اور تنگی ہونے لگی۔ مجبوراً پیشگی خراج وصول کر کے گزشتہ اور موجودہ سال کے مصارف میں صرف کرنے لگا۔ ہارون بن غریب الخال کو اس کی خبر لگ گئی۔ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچا دی۔ خلیفہ مقتدر نے خصیبی کو وزیر السلطنت کا حساب جانچنے پر متعین کیا۔ خصیبی نے دیکھ بھال کر کے وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دی۔ خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں جب کہ حسین کی وزارت کو سات مہینے گزر چکے تھے۔ معزولی اور گرفتاری کا حکم دیا۔ اور قلمدان وزارت ابوالفتح فضل بن جعفر کے سپرد فرمایا۔ اور حسین کو بھی نئے وزیر السلطنت کے حوالہ کر دیا۔ مگر نئے وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ کیا اور اس زمانہ سے برابر یہی عہدۂ وزارت پر رہا۔

ابو طاہر قرامطی

قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جا کے قیام پذیر ہو گیا تھا۔ ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی ان کا سردار تھا۔ ابو طاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی۔ اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے دولت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا۔ جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات علیحدہ مستقل طور سے بیان کریں گے۔

بصرہ میں قرامطیوں کی غارت گری

ابو طاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا قصد کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلحی امارت کے عہدہ پر تھا ابو طاہر نے ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا۔ اور محافظین کو تہ تیغ کر کے شہر میں گھس گیا۔ اور دروازے کھول دئے قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ سبک اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگے بیسیوں پانی میں ڈوب کر مر گئے۔ اور ہزاروں قرامطہ کی تیغ آبدار کی نذر ہوئے۔ سترہ یوم ابو طاہر، بصرہ میں مقیم رہا۔ اٹھارھویں روز جس قدر مال و اسباب اور عورتیں، لڑکے لے سکا لے کے ہجر کی جانب کوچ کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبد اللہ فاروقی کو بصرہ پر مقرر کیا۔ چنانچہ محمد بعد والیسی ابو طاہر بصرہ میں داخل ہوا۔

ابو طاہر قرامطی کا حجاج پر حملہ

۳۱۲ھ میں ابو طاہر قرامطی نے حجاج سے بوقت واپسی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہبیر کی جانب کوچ کیا۔ ایک قافلہ سے جو سب کے آگے تھا مقابلہ ہوا۔ اہل قافلہ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ حالت غفلت میں سفر کر رہے تھے کہ دفعتاً ابو طاہر نے پہنچ کے حملہ کر دیا۔ اہل قافلہ مدافعت نہ کر سکے۔ چنانچہ قافلہ لوٹ لیا گیا۔ اس وقت اس واقعہ کی خبر حجاج کو لگی۔ جس وقت کہ وہ فید میں تھے چنانچہ قتل و غارت کے خوف سے قیام کر دیا۔ تا آنکہ زاد سفر تمام ہو گیا۔ ابو الہیجا بن حمدانی والی طریق کوفہ بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل قافلہ کو وادی القری کی جانب مراجعت کر جانے کی رائے دی تھی۔ مگر اہل قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا، بالآخر جب زاد سفر ختم ہو گیا۔ تو برائے کوفہ روانہ ہوئے۔ ابو طاہر نے یہ خبر پا کر اس پر بھی حملہ کر دیا۔ اور ابو الہیجا اور احمد بن بدر دیہ خلیفہ مقتدر کا ماموں تھا، کو گرفتار کر لیا۔ اور سب سامان و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں

کو قید کر کے ہجر کی جانب مراجعت کر دی۔ اور حجاج کو اسی کف وست میدان میں بیک و دو گوش چھوڑ دیا۔ جن میں سے اکثر شدّت تشنگی و گرسنگی اور تمازت آفتاب سے مر گئے۔ اور باقی ماندہ کا اکثر حصّہ حجاز سے بہ ہزار خرابی و دقّت بغداد واپس آیا۔

ان لوگوں کی عورتیں جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہدِ وزارت میں قید کیا تھا۔ مجتمع ہوئیں۔ اور انہوں نے شور مچایا۔ یہ بھی ایک سبب ابن فرات کے ادبار اور معزولی کا تھا۔

ابوطاہر کا حجاج پر دوسرا حملہ

کچھ عرصہ بعد ابوطاہر نے ابوالہیجا اور احمد کو مع ان تمام قیدیوں کے جو ان کے پاس تھے، رہا کر دیا۔ اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور اہواز کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ اس بنا پر ابوطاہر نے ہجر سے پھر بقصد تعرض قافلہ حجاج کوچ کیا۔ جعفر بن ورقاء شیبانی والی کوفہ و طریق مکہ اس خطرہ کے پیشِ نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی قوم سے مرتب اور تیار کی گئی تھی۔ قافلہ حجاج سے پیشتر روانہ ہو گیا تھا اور شمال والی بحر جنا صفوانی، اور طریف لشکری وغیرہ چھ ہزار کی جمعیت کے ساتھ بغرض حفاظت قافلہ حجاج کے ساتھ تھے۔ ان کی ابوطاہر اور جعفر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ جعفر کو شکست ہوئی۔ جس کا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ کوفہ تک ابوطاہر حجاج اور شاہی فوج کا تعاقب کرتا چلا آیا۔ دروازہ پر سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ہزارہا حجاج مارے گئے۔ اور شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے۔ اکثر کام آ گئے۔ باقی ماندہ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور صفوانی گرفتار ہو گیا۔ ابوطاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ چھ روز تک کوفہ کے باہر پڑا رہا۔ تمام دن مسجد میں رہتا اور شب کو اپنی لشکر گاہ میں آ کے قیام کرتا۔ بعد ازاں حسب خواہش مال و اسباب لے کر ہجر کی جانب مراجعت کی۔

شکست خوردہ گروہ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے مونس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ بعد واپسی قرامطہ، مونس وارد کوفہ ہوا چونکہ قرامطہ کوفہ کو چھوڑ کے چلے گئے تھے۔ اس وجہ سے کوفہ پہ یاقوت کو مقرر کر کے واسط کے بچانے کو روانہ ہو گیا۔ اس سال ابوطاہر کے خوف سے کسی شخص نے حج کا قصد نہ کیا۔

ابوطاہر قرامطی کا کوفہ پر قبضہ

۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دارالخلافت میں طلب فرما کے بلاشرقیہ

کی حکومت عنایت کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کو واسط کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ جس وقت یوسف واسط کے قریب پہنچا۔ مونس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اسی اثناء میں ۳۱۵ھ کا دور آگیا۔ ابوطاہر نے اپنا لشکر مرتب کرکے کوفہ کی جانب خروج کیا۔ یوسف کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ آخری رمضان سنہ مذکور کو واسط سے کوفہ کو بچانے کو روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یوسف سے ابوطاہر ایک روز پیشتر کوفہ پہنچ گیا۔ شاہی عمال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ ابوطاہر نے کوفہ اور کل علوفات اور رسد پر قبضہ کر لیا۔ جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی۔ اس کے آٹھویں شوال کو ابوطاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا۔ نامہ و پیام شروع ہوا۔ یوسف نے ابوطاہر کو علم عباسیہ کی اطاعت کا پیام دیا۔ ابوطاہر نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے۔ یوسف نے اعلان جنگ کر دیا۔ اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر الامر یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ یوسف مع اپنے چند ہمراہیوں کے گرفتار ہوگیا۔ لڑتے لڑتے زخمی ہوگیا تھا۔ قرامطہ اپنے لشکرگاہ میں اٹھا لائے۔ ابوطاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کر دیا۔

انبار پر قبضہ

منہزمین نے بغداد میں پہنچ کے دم لیا۔ مونس مظفر علم خلافت کی حمایت اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی جانب روانہ ہوگئے ہیں۔ مونس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جن میں نامی نامی اور کار آزمودہ سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے مانع ہوں۔ اور براہ خشکی ایک فوج انبار کی حفاظت کو بھیجی، قرامطہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر انبار کا رُخ کیا اہل انبار نے یہ خبر پا کے پل توڑ دیا۔ اور کشتیاں ہٹا دیں اور ابوطاہر نے فرات کے غربی ساحل پر پہنچ کے قیام کیا حدیثہ سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ کو انہیں کشتیوں کے ذریعہ خشکی پر اتار دیا۔ شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا۔ قرامطہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ المناک کی بغداد میں خبر پہنچی۔

یوسف بن ابی الساج کا قتل

نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کے قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوتا ہوا مونس مظفر تک پہنچا۔ ۔ لوں چالیس ہزار فوج سے قرامطہ پر یوسف کی رہائی کی غرض سے حملہ کیا۔ قرامطہ بھی خم ٹھونک کے میدان جنگ میں آ گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر شاہی لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ یوسف نے اس موقع کو غنیمت جان کر محافظین کی آنکھیں بچا کے نکل بھاگنے کی فکر میں لگا تھا۔ ہمراہیوں نے بھی اشارہ

وکنایہ سے بھاگ جانے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ ابو طاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا۔ یوسف کو طلب کر کے قتل کر ڈالا۔ علاوہ اس کے اور جو قیدی تھے۔ ان کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ نازوک افسر پولیس، شب و روز گشت کر رہا تھا۔ اسی وجہ سے بغداد عوام الناس بازاریوں اور اوباش مزاجوں کی لوٹ مار سے محفوظ رہا۔ پھر بھی اکثر اہل بغداد کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی واسط اور کوئی حلوان چلا گیا۔

رحبہ اور جزیرہ میں قرامطیوں کا قتل عام

اس واقعہ کے بعد شروع ۳۱۶ھ میں قرامطہ، انبار کو چھوڑ کے کوچ کر گئے۔ مونس نے بھی بغداد کی جانب مراجعت کی، ابو طاہر نے رحبہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ اور اہل رحبہ کے خون کو قرامطہ کے لیے ایک شب و روز کر عام کر دیا۔ اہل قرقیا اس قتل عام کا خوفناک منظر دیکھ کر ڈر گئے۔ امان کی درخواست کی۔ جس کو ابو طاہر نے منظور کر لیا۔ بعد ازاں ابو طاہر نے عربوں پر شب خوں مارنے کو فوجیں جزیرہ کی طرف روانہ کیں۔ اہل جزیرہ جان کے خوف سے بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کی لوٹ مار کی نظر ہو گئے۔ قتل و غارت بند ہونے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ جو ہر سال ہجر روانہ کیا جاتا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد پھر اہل رقہ نے انحراف کیا۔ ابو طاہر نے یہ خبر پا کے فوج کشی کر دی۔ تین روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی، اثناء جنگ میں چند سرایہ راس عین کفر توثاء اور سنجار کی جانب روانہ کیا۔ مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے اپنے مقابلہ کی قوت نہ دیکھ کے امان کی درخواست کی۔ ابو طاہر نے منظور کر لی۔

مونس و ہارون کی بغداد سے روانگی

مونس کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی۔ لشکر مرتب کر کے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کو رقہ کی جانب کوچ کیا۔ ابو طاہر رقہ چھوڑ کے رحبہ چلا آیا۔ اور جب مونس رقہ پہنچا تو قرامطہ رحبہ سے ہیت چلے گئے۔ چونکہ اہل ہیت نے قلعہ بندی کر لی تھی۔ اور اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے قرامطہ کے قتل و غارت کا ہاتھ اہل ہیت تک نہ پہنچا۔ اور وہ اپنا سا منہ لے کے کوفہ کی طرف لوٹے۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچی۔ اور نصر حاجب، ہارون بن غریب اور ابن قیس لشکر آراستہ کر کے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلے۔ اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصر ابن ہبیرہ پہنچ گیا۔ اور نصر سپہ سالار لشکر علیل ہو گیا۔ اپنے لشکر پر احمد بن کیغلغ کو بطور اپنے نائب کے

مقرر کر کے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں مرگیا۔ تب بجائے اس کے اس کے لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی۔ اور عہدۂ حجابت پر اس کا بیٹا محمد بن نصر مامور ہوا۔ اس کے بعد قرامطہ اپنے شہر کو واپس ہوئے۔ اور ہارون بن غریب نے ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔

قرامطیوں کی پسپائی

کچھ عرصہ بعد اس مذہب والے واسط۔ عین التمر اور سواد میں مجتمع ہوئے۔ اور ہر جماعت میں اپنے میں سے ایک شخص کو مامور کیا۔ واسط کی جماعت پر حریث بن مسعود کو مقرر کیا گیا۔ اور عین التمر کے گروہ پر عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ کی جانب کوچ کیا۔ اور سواد میں پہنچ کے شاہی عمال کو نکال دیا۔ اور خراج خود وصول کرنے لگا۔ باقی رہا حریث وہ موفق کے صوبجات کی طرف بڑھا۔ اور اس پر قابض و متصرف ہو کر ایک مکان بنوایا جس کا نام دار الہجرت رکھا۔ آئے دن لوٹ مار سے کام لیتے اور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کرتے رہتے تھے۔ واسط کا جنگی افسر اعلیٰ بن قیس تھا لشکر آراستہ کر کے قرامطہ سے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر قرامطہ کی ترقی پذیر قوت سے مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کے بھاگا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا۔ اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے کوفہ کی طرف رخ کیا تھا۔ صافی بصری کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کے جنگ شروع کی۔ قرامطہ گھبرا گئے۔ کچھ بن نہ پڑی۔ اور شکست کھا کے بھاگے۔ شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ ان کے پھریرے چھین لئے۔ یہ پھریرے سفید رنگ کے تھے۔ اور ان پر یہ آیت لکھی تھی۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ؂ جس وقت بغداد میں یہ لشکر فتحیاب ہو کر ان پھریروں کو سرنگوں کئے ہوئے داخل ہوا۔ عجیب چہل پہل تھی۔ خواص اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل دخل اٹھ گیا۔ ان کی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔

حجر اسود کی بے حرمتی

۳۱۹ھ میں ابو طاہر قرمطی نے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کیا۔ اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی آیا ہوا تھا۔ اثناء راہ میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ قافلہ حجاج صحیح و سلامت مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ یوم الترویہ کو ابو طاہر وارد مکہ معظمہ ہوا۔ اور پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ مال و اسباب جو پایا لوٹ لیا۔ اور جس کو دیکھا قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کر رہا۔

حجر اسود کو اکھاڑ کے ہجر بھیج دیا۔ ابو مخلب امیر مکہ شرفاء مکہ کا ایک گروہ لے کے ابو طاہر سے حجاج اور اہل مکہ کے متعلق کچھ کہنے اور سفارش کرنے کو گیا۔ ابو طاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا۔ ایک گروہ ٹوٹ پڑا۔ ابو مخلب نے مقابلہ کیا۔ مگر معدودے چند نفوس سے کیا ہو سکتا تھا۔ سب کے سب اسی جگہ پہ شہید ہو گئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا، ایک شخص میزاب اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا۔ گر امر گیا۔ مقتولین کچھ تو چاہِ زمزم میں پھینک دئے گئے۔ اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا۔ اسی مقام پہ بلا غسل و نماز جنازہ اور کفن، دفن کر دیا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

عبیداللہ المہدی کی سرزنش

اس سانحہ کی خبر عبیداللہ المہدی والی افریقیہ تک پہنچی یہ لوگ اس کے معتقد تھے۔ اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے، اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بے حد ملامت کی۔ حجر اسود اکھاڑے جانے پر اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ ابو طاہر نے حجر اسود کو ہجر سے واپس منگوایا۔ اور جس قدر ممکن ہوا اہل مکہ اور حجاج کا مال و اسباب واپس کر دیا۔ اور جو بوجہ تقسیم ہو جانے کے واپس نہ ہو سکا اس کی معذرت کی۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین کشیدگی،

خلیفہ مقتدر کی معزولی کا سبب اوّل یہ ہے کہ مابین ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک افسر اعلیٰ پولیس میں ایک امر ناگفتہ بہ جھگڑا ہو گیا۔ نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے سب ہمراہیوں کو اس کی خبر لگی۔ مجتمع ہو کر پولیس جیل کی جانب آئے۔ نازوک کے نائب پہ سب کے ٹوٹ پڑے۔ اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا۔ نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کے ناک کے بال ہو رہے تھے۔ اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا۔ نتیجہ اس کا کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی۔ فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے۔ خلیفہ مقتدر نے ان دونوں کو اس فعل پہ ملامت کی۔ لڑائی تو موقوف ہو گئی۔ مگر ماجوریہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اور وہ اپنے احباب اور ہمراہیوں کے ساتھ بغداد سے بستان نجمی چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کی ناراضگی رفع کرنے کے خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا۔ اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ خلافت مآب

نے ماجوریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔ یہ امر مونس کے ہواخواہوں کو ناگوار گزرا۔ مونس اس وقت رقہ میں تھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ کی خبر مونس تک پہنچادی۔

مونس کی بغداد میں آمد

مونس نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد آ پہنچا۔ اور خلیفہ مقتدر سے کشیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے شماسیہ میں قیام کر دیا۔ دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کرنے کو بھی نہ گیا۔ تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور وزیر السلطنت ابن مقلہ کو مونس کے پاس بھیجا۔ لیکن اس سے مونس کو خلیفہ مقتدر سے انس پیدا نہ ہوا۔ بلکہ ناراضگی اور نفرت اور زیادہ ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا۔ کہ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کو جو اس کے ماموں کا بیٹا تھا، اپنے محلسرا میں ٹھہرالیا۔ اس سے مونس کی منافرت اور بڑھی اس اثناء میں ابوالہیجاء بن حمدان بلاد جبل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا۔ اور مونس کے پاس قیام پذیر ہوا۔ امراء دولت اور اراکین سلطنت خلیفہ مقتدر اور مونس کا میل جول کرانے کے خیال سے سعی کر رہے تھے۔ جانبین کی طرف سے کاغذی گھوڑوں کی گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی۔ کہ ۳۱۶ھ کا زمانہ گذر گیا۔

مصالحت کی کوششیں

۳۱۷ھ کے شروع ہوتے ہی نازوک افسر اعلیٰ پولیس اور ابن قیس بھی مونس کے پاس چلے آئے۔ اس سے پیشتر خلیفہ مقتدر نے ابن ارزق سے دینور لے لیا تھا۔ اور مونس نے ناراضگی کی وجہ سے واپس کر دیا تھا اب خلیفہ مقتدر اور مونس کی منافرت حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ دونوں میں ایک قسم کا جوش انتقام پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے خاص محلسرا میں ماجوریہ ہارون بن غریب، احمد بن کیغلغ، خدام دولت اور دستہ فوج جانثاراں کو جمع کر رکھا تھا۔ مگر بدقسمتی سے شام ہوتے ہوتے خلیفہ مقتدر کے اکثر ہمراہی نظر بچا بچا کر مونس سے جا ملے۔ یہ واقعہ اوائل محرم ۳۱۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد مونس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ لشکریوں اور سپہ سالاران لشکر کو آپ کی فضول خرچی، حرم اور خدام کو بڑی بڑی جاگیریں اور امور مملکت میں ان کے دخل و مشورہ دینے سے سخت برہمی پیدا ہو رہی ہے۔ اور یہ سب کے سب اس امر کے متدعی ہیں۔ کہ آپ ان کو اور ہارون بن غریب کو محلسرائے خلافت سے نکال دیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک مال اور جاگیریں ہوں، سب کو ضبط کر لیں۔ خلیفہ مقتدر نے ان سب امور کو منظور کر لیا۔ نرمی و ملاطفت کے الفاظ لکھے۔ بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے نقض بیعت کے عواقب امور سے خوف دلایا۔ ساتھ ہی

اس کے ماجور یہ ہارون کو سند حکومت عنایت فرما کے ثغور شامیہ اور جزریہ کی جانب روانہ کر دیا۔

خلیفہ مقتدر کی گرفتاری

اس سے مونس کا غصہ فرو ہوا شماسیہ سے بغداد آیا۔ اس کے ہمراہ ابوالہیجا اور نازوک بھی تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مونس نے خلیفہ مقتدر کو تخت خلافت سے اتار دیا۔ بارھویں محرم سنہ مذکورہ کو مونس سوار ہو کر مع اپنے لشکر کے باب شماسیہ کی طرف آیا۔ اور اپنے ہمراہیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کر کے پھر محلسرائے خلافت کی جانب لوٹ گیا۔ اس واقعہ سے قبل خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قسوری کو عہدۂ حجابت سے علیحدہ کر کے ابن یاقوت کو مقرر کیا تھا۔ یہ جنگ فارس کا امیر لشکر تھا۔ بجائے اس کے اس کے بیٹے ابوالفتح مظفر کو مامور فرمایا تھا۔ جوں ہی مونس محلسرائے خلافت کے قریب پہنچا۔ ابن یاقوت، خدام، فراش وزیر السلطنت اور وہ سب جو اس وقت محلسرائے خلافت میں موجود تھے بھاگ گئے۔ مونس نے گھس کر خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں، لڑکی اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا۔ اور بہ کمال احتیاط و نگرانی محلسرائے خلافت سے نکال کر اپنے مکان میں لے گیا۔ اور وہیں نظر بند کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ماجور یہ ہارون تک قطربل میں پہنچی تو وہ لوٹ پڑا بغداد میں آیا اور روپوش ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کی گرفتاری کے بعد ابوالہیجا بن حمدان، ابن طاہر کے مکان پر گیا۔ محمد بن معتضد کو طلب کر کے اس کی خلافت کی بیعت کی اور "القاہر باللہ" کے لقب سے ملقب کیا۔

خلیفہ مقتدر کی معزولی

تکمیل بیعت سے فارغ ہو کے خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا گیا۔ قاضی ابوعمر مالکی شہادت کے لئے طلب کیا گیا، ابوالہیجا نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر تاسف ظاہر کیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جاتا تھا "میرے سردار! مجھے اسی روز بد کا خطرہ تھا۔ آپ نے میری نصیحت نہ سُنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عملدرآمد کیا۔ لونڈی، غلاموں اور عورتوں کے مشورہ سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے۔ آخر کار وہ روز بد جس کا خطرہ پہلے سے میرے پیش نظر تھا۔ سامنے آہی گیا۔ مگر باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ مونس بولا "بس بس خاموش ہو جاؤ" ابوالہیجا سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔ مونس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ خود کو معزول کیجئے اور محضر پر دستخط کیجئے۔ خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر دستخط کر دئے اور قاضی ابوعمر نے شہادت میں اپنا نام لکھا۔ باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابوعمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا

کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ تاآنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ مسند خلافت پہ جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا۔

عہدوں کی تقسیم

الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد مونس دارالخلافت کی طرف آیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابن قیس مادر مقتدر کے قبرستان چلا گیا۔ اور بعض قبو سے چھ لاکھ دینار نکال کے نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا۔ بعد ازاں مونس نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو جیل سے رہا کر دیا۔ اور قلمدان وزارت ابو علی بن مقلہ کے سپرد کیا۔ نازوک کو افسری پولیس کے ساتھ عہدۂ حجابت بھی دیا گیا۔ اور ابن حمدان کو علاوہ صوبہ خراسان کے جو اس کے زیر حکومت تھا حلوان، دینور، ہمدان، کرمان، صمیرہ، نہاوند، شیرانہ اور ماسبذان کی سند حکومت بھی عطا ہوئی۔ یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۱۷ھ کے ہیں۔

دستہ فوج جاں نثاراں

نازوک نے عہدۂ حجابت کا چارج لینے کے بعد دستہ فوج جاں نثاراں کو حکم دیا کہ وہ ان خیموں کو جو محلسرائے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کے نکل جائیں۔ اور بجائے ان کے ان خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس سے دستہ فوج جاں نثاراں کو ملال پیدا ہوا۔ مگر نازوک نے کچھ خیال نہ کیا۔ طرّہ اس پہ یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو محلسرائے خلافت میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پہ فائز ہیں داخل نہ ہونے دو اس عرصے میں سترھویں تاریخ محرم کی آگئی۔ یہ دن دوشنبہ کا تھا۔ صبح ہوتے ہی درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کو محلسرائے خلافت کے دروازہ پہ آ آ کے جمع ہونے لگے۔ گلی کوچوں، سڑکوں اور دریائے دجلہ کے کنارے پہ اس قدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ دستہ فوج جاں نثاراں مسلح ہو کر محلسرائے خلافت کے دروازہ پہ آیا۔ تخت نشینی کا انعام اور ایک سال کا روزینہ طلب کیا۔ چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے طلب و تقاضہ میں سختی اور تشدد سے کام لیا۔

نازوک کا قتل

مونس اتفاق سے اس دن دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاراں اور نازوک کے سپاہیوں کے مابین بحث و تکرار ہونے لگی۔ محلسرائے خلافت مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔ ان سپاہیوں کے ساتھ محلسرائے خلافت میں عوام الناس کا بھی گروہ گھس آیا۔ جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے دجلہ کے کنارے جمع ہو رہا تھا۔ صحن میں نازوک

کے سپاہیوں اور دستہ فوج جاں نثاراں کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اور ایوان خلافت میں نیا خلیفہ قاہر رونق افروز تھا۔ اور ابن مقلہ وزیر السلطنت و نازوک بیٹھا ہوا تھا۔ قاہر نے نازوک سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا۔ یہ کیا ہنگامہ ہے جاؤ اس شور و غل کو فرو کرو۔ نازوک اپنی جگہ سے اٹھا۔ تمام رات مے نوشی کی تھی۔ خمار کا وقت تھا۔ آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکھتا تھا کہیں پڑتا تھا کہیں۔ دستہ فوج جاں نثاراں عرض و معروض کرنے کو آگے بڑھا۔ نازوک ان کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ دیکھ کے بھاگ کھڑا ہوا دستہ فوج جاں نثاراں کی اس سے جرأت بڑھی۔ تعاقب کیا۔ اور اس کو مع اس کے خادم عجیب کے مار ڈالا۔ جوش مسرت میں آ کے یا مقتدر یا منصور چلا اٹھے۔ اس نعرہ کا بلند ہونا تھا۔ کہ محلسرائے خلافت میں جس قدر آدمی جس طبقہ کے تھے۔ گھبرا گئے۔ نازوک اور عجیب کی نعشوں کو کنارۂ دجلہ پہنچا کے صلیب پر چڑھا دیا۔ اور اس کے بعد مونس کے مکان کی طرف معزول خلیفہ مقتدر کی جستجو میں روانہ ہوا۔ محلسرائے خلافت کے خادموں نے فوراً دروازے بند کر لئے۔ یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم خاص اور مملوک تھے۔

ابن حمدان کا قتل

ابو الہیجا ابن حمدان نے اٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا۔ تو نئے خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا۔ ابو الہیجا نے کہا گھبرائیے نہیں میرے ساتھ آئیے میں آپ کا حامی و مددگار ہوں۔ دونوں دروازہ پر آئے۔ تو بند تھا۔ ابو الہیجا بولا۔ اچھا آپ یہاں ٹھہریے میں ابھی واپس آتا ہوں۔ قاہر تو دروازہ کے قریب ٹھہر گیا۔ اور ابو الہیجا لوٹ کر ایک کمرہ میں آیا اور سارے درباری کپڑے اتارے۔ خادموں کا لباس پہنا اور باب نوبہ کی طرف آیا۔ اس کو بھی بند پایا۔ اور باہر آدمیوں کو مجتمع دیکھا۔ لوٹ کر قاہر کے پاس آیا۔ اس آمد و رفت میں خدام کی نظر پڑ گئی شور و غل مچاتے ہوئے قتل کے قصد سے دوڑ پڑے۔ ابو الہیجا نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی۔ لڑنے لگا۔ تا آنکہ ان لوگوں کو پسپا کر دیا۔ موقع پا کر گوشہ باغ میں جا چھپا خادمان محلسرائے خلافت تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ ابو الہیجا جوش مردانگی میں نکل آیا۔ سب کے سب دفعۃً اس پر ٹوٹ پڑے مار ڈالا اور سر اتار لیا۔

خلیفہ مقتدر کی بحالی

دستہ فوج جاں نثاراں خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کے جانب گیا تھا۔ مونس نے ان لوگوں کو دیکھ کر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ محلسرائے خلافت تک پہنچایا۔ جس وقت خلیفہ

مقتدر صحن میں پہنچا۔ مطمئن ہو کر دریافت کیا۔ قاہر اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں، حاضرین میں سے کسی نے گزارش کی۔ ابن حمدان تو مارا گیا۔ خلیفہ مقتدر کو یہ خبر سُن کر صدمہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر کہنے لگا۔ واللہ اگر آج ابن حمدان ہوتا تو اس سے زیادہ کوئی شخص میرے پاس نہ آتا۔ اس کے بعد قاہر کو اپنے نزدیک بُلایا پیشانی پر بوسہ دے کر بولا: واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر تم کو مقہور کا لقب دیا جاتا تو قاہر کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا۔ قاہر شرم سے سر نیچا کئے جا رہا تھا۔ اور زار زار روتا جاتا تھا۔ آخر خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کر امان دی۔ اس وقت قاہر کے قلب مضطرب کو سکون ہوا۔ اور چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوئی۔

ابو علی بن مقلہ کا تقرر

دستہ فوج جان نثاراں نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کر تمام شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا۔ ابن قیس ان واقعات سے خائف ہو کر رات کے وقت مکان سے چھُپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل سے ارمینیہ چلا گیا۔ اور جب ارمینیہ میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ جا پہنچا۔ اور نصرانی ہو گیا۔ ابو السرایا برادر ابو الہیجا موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابو علی بن مقلہ کو طلب کر کے عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کئے۔ خزانہ شاہی کے قیمتی قیمتی اسباب و جواہرات کی فروخت کا حکم دیا۔ جو وظائف اور تنخواہیں دینے کی غرض سے نہایت ارزاں فروخت کئے گئے مونس بدستور اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مونس در پردہ خلیفہ مقتدر کا خیر اندیش تھا۔ اسی نے دستہ فوج جان نثاراں اور خادمان محلسرائے خلافت کو دم پٹی دے دی تھی۔ اور اسی وجہ سے قاہر کی تخت نشینی کے بعد دربار میں حاضر نہیں ہوا تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو اپنی ماں کی نگرانی میں قید کر دیا اس نے قاہر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ خدمت کے لئے لونڈیاں خرید دیں۔

سپہ سالاران دیلم

دیلم کے حالات ہم اس کتاب میں متعدد مقامات پر بیان کر آئے ہیں۔ طبرستان، جرجان، ساریہ آمد اور استر آباد فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر اُن کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ اطروش نے ان کو مجتمع کر کے بلاد طبرستان پر ۳۰۱ھ میں قبضہ کر لیا تھا اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض و متصرف ہوا۔ دیلم ہی کے سپہ سالاران بلاد مفتوحہ و مقبوضہ کی حدود پر متعین ہوئے۔ ازاں جملہ لیلے بن نعمان تھا۔ حسن بن قاسم

داعی نے اس کو ۳۰۸ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی۔ بنی سامان اور بنی اطروش وحسن بن قاسم داعی وسپہ سالاران دیلم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ ان لڑائیوں میں لیلے بن نعمان ۳۰۹ھ میں ہلاک ہوگیا۔ چونکہ علم عباسیہ کی حکومت خراسان سے اٹھ گئی تھی۔ اور بنی سامان اس کی طرف سے اس صوبہ کے والی تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش کے ساتھ جو طبرستان پہ قابض ہو رہے تھے۔ لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ

لیلے بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہوگئیں بنی اطروش کی طرف سے شرخاب بن مہبودان برادرزادہ ماکان بن کالی سپہ سالار افواج دیلم ہو کر لڑنے کو آیا۔ سیجور امیر لشکر بنی سامان کے مقابلے پہ آیا۔ اس نے ان کو شکست دی۔ اس اثناء میں شرخاب بھی مرگیا۔ بنی اطروش نے ماکان کو استرآباد پہ مامور کیا۔ نہایت قلیل مدت میں دیلم کا ایک گروہ ماکان کے پاس مجتمع ہوگیا۔ اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پہ قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ان واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔

ابو علی بن ابو الحسن کی امارت

ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیرویہ بھی ہے جو دیلم کا ایک سپہ سالار تھا۔ مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان کثیر التعداد فوج کے ساتھ جرجان سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دنوں جرجان میں ابو الحسن بن کالی اپنے بھائی ماکان کی جانب سے مامور تھا۔ اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا۔ ایک[1] روز ابو علی بن ابو الحسین اطروش اور ابو الحسن امیر جرجان شب کو ایک ہی مکان میں سوئے۔ ابو الحسن یہ خیال کر کے کہ ابو علی حالت نشہ یا خواب میں ہے۔ قتل کرنے کے ارادہ سے اٹھا۔ مگر یہ خیال غلط ثابت ہوگیا۔ ابو علی کو ابو الحسن کے ارادہ کا احساس ہو لیا۔ اور وہ نہایت تیزی سے لپک کر دست بقبضہ شمشیر ہوگیا۔ اور لڑ کر ابو الحسن کو اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ ابو علی محافظین کے خوف سے مکان سے نکل کر کسی محفوظ مقام پہ روپوش ہوگیا۔ صبح ہوتے ہی سپہ سالاران دیلم کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ .... سپہ سالاران دیلم ابو الحسن کے قتل سے بے حد خوش ہوئے۔ اسی وقت ابو علی کے پاس آئے اور امارت کی کرسی

---

[1] یہاں سے کچھ عبارت ربط مضمون کے خیال سے تاریخ ابن کامل جلد ۸ صفحہ سے لی گئی۔

پر بٹھا کے بیعت کر لی۔ ابوالحسن نے اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا علی بن خورشید اسفار بن شیرویہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ماکان کے مقابلہ پر امداد و حمایت کا خواستگار ہوا۔

ماکان کا جرجان پر حملہ

چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کر کے علی بن خورشید سے سازش کر لی۔ رفتہ رفتہ ماکان کو اس کی خبر لگی۔ اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے طبرستان سے جرجان پر حملہ آور ہوا۔ مگر علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکست فاش دے کے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد علی بن خورشید اور ابوعلی کا انتقال ہو گیا ماکان نے اس موقعہ کو غنیمت خیال کر کے اسفار پر فوج کشی کر دی۔ اسفار کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ وہ طبرستان چھوڑ کے ایک دن احمد بن الیسع کے پاس جرجان چلا آیا۔ اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی و قبضہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں ۳۱۵ھ کا دور آ گیا۔ اور بکر بن محمد الیسع داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی عدم ہوا۔ نصر بن احمد بن سامان نے بجائے اس کے اسفار بن شیرویہ کو جرجان کی حکومت پر متعین کیا۔

اسفار کا طبرستان پر قبضہ

اسفار نے مرداویح زیار جبلی کو امیر الجیش مقرر کر کے طبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ماکان لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں بالآخر ماکان کو شکست ہوئی۔ اور مرداویح نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ انہیں دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کو نصر بن سامان کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا تھا۔ اس کا نامور سپہ سالار ماکان بھی اس کے ہمراہ رے میں موجود تھا۔ چنانچہ جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اور حسن کو اس واقعہ کی خبر لگی تو آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت لشکر مرتب کر کے مع اپنے نامور سپہ سالار ماکان کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ لیکن شکست فاش کھا کر بھاگا۔ اس جنگ میں حسن تو مارا گیا۔ باقی رہا ماکان، وہ رے واپس آیا۔ اس فتحیابی کے بعد اسفار نے کل صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن احمد بن سامان والی خراسان کے نام کا خطبہ ان کی مساجد میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خود ساریہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔ اور آمد پر اپنی جانب سے ہارون بن بہرام کو مقرر کیا۔

اسفار کی فتوحات

نئی فتوحات کے انتظام سے فارغ ہو کر رے کی جانب دریا کی طرح بڑھا اور بات ہی بات میں اس کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا۔ ماکان بے سرو سامان ہو جبال طبرستان کی طرف چلا گیا۔ اور اسفار نے کمال اطمینان سے صوبہ رے

قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

ان پیہم فتوحات سے اسفار کی فوج عظمت و اجلال میں بڑھ گئی۔ اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا سما گئی۔ نصر بن احمد سامانی والی خراسان سے منحرف ہو گیا۔ اس سے اور نیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعدی و تیاری ظاہر کی۔ خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف بقصد جنگ اسفار روانہ کیا۔ اسفار نے ہارون کو شکست دے دی۔ اور اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ بعد ازاں نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار پر فوج کشی کی۔ اسفار نے صلح کے پیام بھیجے اور ادائے خراج کا وعدہ کیا ضمانت دی۔ نصر نے اسفار کی درخواست منظور کر لی۔ اور اس کو صوبہ رَے کی حکومت پر مقرر کر کے بخارا کی جانب مراجعت کر دی۔

اسفار کے خلاف سازش

اس واقعہ سے اسفار کی سطوت و جبروت اور بڑھ گئی۔ فوج کی کثرت، جاہ و جلال کی ترقی نے دماغ میں کبر و نخوت کا مادہ بھر دیا اس کے سپہ سالاروں میں مرداویج ایک نامور سپہ سالار تھا۔ اسفار نے اس کو سلار والی بیمرم و طرم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی۔ سلار اور مرداویج نے متفق ہو کر اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کر لی۔ اور در پردہ اس رائے و مشورہ میں اسفار کے دیگر سپہ سالاران لشکر بھی شریک تھے۔ ازاں جملہ اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا اتفاق سے اس کی خبر اسفار تک پہنچ گئی اور لشکریوں نے بغاوت کر دی اسفار موقعہ پا کے بیہق بھاگ گیا۔ اور مرداویج قزوین سے رَے چلا آیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان سے بمقابلہ اسفار کے امداد و اعانت کے غرض سے بلایا۔

اسفار کا خاتمہ

چنانچہ ماکان نے اسفار کا قصد کیا اسفار بیہق سے رَے کی جانب اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو سنبھالنے کی غرض سے بھاگا۔ یہ اپنے اہل و عیال کو مع مال و اسباب کے قلعہ موت میں ٹھہرا گیا تھا۔ کسی نے مرداویج کو اس کی خبر پہنچا دی اس نے حملہ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ اور اپنی روانگی سے پیشتر ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو اثناء راہ میں گرفتار کر لیا۔ اور پا بہ زنجیر مرداویج کے پاس لا کے حاضر کر دیا۔ مرداویج نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور رَے کی جانب مراجعت کر دی بعد ازاں قزوین چلا آیا۔ استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اکثر بلاد کو مفتوح کر لیا۔

ہمدان، دینور، قم، قاشان، اور اصفہان میں اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مرداویج کی فتوحات

کچھ عرصہ بعد اس کا دماغ بھی تکبر و نخوت کا خزانہ بن گیا۔ اور وہ ظلم اور کج خلقی کا خوگر ہو گیا۔ اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و ستم کے برتاؤ شروع کر دئے۔ جلوس کے لئے ایک تخت طلائی تیار کرایا۔ طبرستان اور جرجان کی طمع دامن گیر ہوئی یہ دونوں بلاد ماکان کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ طبرستان کے متعلق مرداویج اور ماکان سے لڑائی ہوئی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر کے جرجان کا قصد کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے فتحیاب ہو کر اصفہان کی جانب لوٹ آیا۔ ماکان دیلم چلا گیا ابوالفضل سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ جو ان دنوں دیلم کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھا۔ ابوالفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آیا۔ طبرستان میں مرداویج کی طرف سے بلقسم بن بانجین حکومت کر رہا تھا۔ بلقسم نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ ابوالفضل اور ماکان کو شکست ہوئی۔ ابوالفضل تو بھاگ کر دیلم چلا آیا اور ماکان نیشاپور چلا گیا۔ پھر نیشاپور سے دامغان کی طرف روانہ ہوا۔ بلقسم کو اس کی خبر لگ گئی۔ تعرض کیا۔ ماکان مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔

ہمدان پر قبضہ

اس واقعہ سے مرداویج کی حکومت و سلطنت اور ترقی پذیر ہو گئی رے اور جبل کے کل بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا۔ دیلم بھی آہستہ آہستہ اس کے پاس آ کر مجتمع ہو گئے۔ جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ اور مصارف زیادہ ہو گئے، جس قدر بلاد اس کے قبضہ و تصرف میں تھے، ان کے محاصل اس کے کثرت اخراجات کو پورا نہ کر سکے ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوئی۔ ہمدان کی طرف ایک لشکر لبر افسری اپنے ہمشیرزادہ کے روانہ کیا۔ ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر دیلمی فوج کو شکست ہوئی۔ مرداویج کا بھانجہ مارا گیا۔ مرداویج کو اس سے سخت اشتعال ہوا۔ لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان آ پہنچا۔ باب اسد پر لڑائی ہوئی اور شاہی لشکر دو چار ہاتھ لڑ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ ایک عام خونریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امان دی۔ ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مرداویج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی، ایک خونریز

جنگ کے بعد مرداویج نے ہارون کو شکست فاش دے کے کل بلاد جبل اور ماوراء ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی جانب روانہ کیا۔ پس اس نے بزور تیغ دینور کو بھی فتح کر لیا۔ اور جوش کامیابی میں اس کا لشکر قتل و غارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک چلا گیا۔

لشکری کا اصفہان پر حملہ

ہارون شکست کھا کر قرقیسیا پہنچا اور وہیں قیام کر دیا۔ اور دربار خلافت میں امداد طلب کرنے کی غرض سے عرضی بھیجی۔ لشکری نامی ایک سپہ سالار نے جو اسفار کے سپہ سالاروں میں سے تھا بعد اسفار کے خلیفہ مقتدر سے امان حاصل کر لی تھی اور ہارون کے ساتھ اس مہم میں آیا ہوا تھا۔ قرقیسیا میں پہنچ کے ہارون نے لشکری کو مال اسباب جنگ فراہم کر کے نہاوند کی جانب روانہ کیا۔ نہاوند پہنچنے پر لشکری کی آنکھیں کھل گئیں، اہل نہاوند کا تمول اور اس کی سرسبزی اور شادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہاوند سے وصول کر کے جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر لیا۔ اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا۔ ان دنوں اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا۔ احمد نے لشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی۔ لڑائی ہوئی بالآخر احمد شکست کھا کے اصفہان کے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ بھاگا۔ لشکری فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان میں داخل ہوا۔ اور سوار ہو کر شہر پناہ کے ارد گرد سواد شہر دیکھنے کو چکر لگانے لگا۔ اتفاق یہ کہ احمد پر نظر پڑ گئی۔ مع اپنے سب ہمراہیوں کے دوڑ پڑا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ احمد نے لشکری پر تلوار چلائی۔ خود بھاڑ کے دماغ میں تیر گئی۔ چکر کھا کے گرا اور تڑپ کر دم توڑ دیا۔ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات اصفہان پر مرداویج کے قبضہ کرنے سے پیشتر کے ہیں۔

مرداویج کا اصفہان پر قبضہ

اس کے بعد مرداویج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف عجلی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا۔ بعد ازاں مرداویج چالیس یا پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ وارد اصفہان ہوا۔ اس نے ایک دستہ فوج اہواز پر قبضہ کرنے کو دوسرا دستہ خوزستان کی جانب روانہ کیا۔ ان دونوں فوجوں نے پہنچتے ہی اہواز اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال اور خراج وصول کر کے مرداویج کے پاس بھیجا۔ مرداویج نے اس کے حصہ کثیر کو اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر کے باقی کو داخل خزانہ کیا۔

مرادا ویح کی اطاعت

مرادا ویح کو ان فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی فعل مستحسن نہیں ہے دربار خلافت سے ان کی سند حکومت حاصل کر لینی چاہیئے: تاکہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ سوچ کر ایک درخواست دربارِ خلافت میں روانہ کی اور استدعا کی کہ مجھے ان بلاد کی اور نیز ہمدان اور ماہ کوفہ کی سند حکومت عطا فرمائی جائے۔ دو لاکھ دینار سالانہ خراج ادا کیا کروں گا۔ خلافت مآب نے منظور فرمائی، سند حکومت کے ساتھ جاگیر بھی عنایت کی۔ یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

۳۲۰ھ میں مرادا ویح نے اپنے بھائی وشمگیر کو بلاد گیلان سے طلب کیا۔ وہ بادیہ نشینوں کی طرح برہنہ پا اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ چونکہ بلاد گیلان میں بادیہ نشینوں کے حالات اور طرز معاشرت میں ان کی کیفیت اپنے آنکھوں سے دیکھ آیا تھا۔ اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا۔ مرادا ویح کے پاس پہنچ کے عیش و عشرت اور امامت کو ابتداً مکروہ سمجھتا رہا۔ مگر کچھ عرصہ بعد امارت اور عیش و عشرت کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ طرز معاشرت بدل دی۔ امراء اور سلاطین کی طرح وقت گذاری کرنے لگا تھوڑے سے ہی دنوں میں ایک باتدبیر و منتظم امیر بن گیا۔

ابو عبداللہ بریدی کی سرکشی و گرفتاری

ابو عبداللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا عامل تھا۔ امیر بن ماکولا نے بریدی کو یاء موحدہ اور راء مہملہ سے تحریر کیا ہے اور برید کے طرف اس کی نسبت کی ہے۔ اور ابن مسکویہ نے یاء مثناۃ تحتانیہ اور زاء سے لکھا ہے۔ اس صورت میں یہ یزید بن عبداللہ بن منصور حمیری کی طرف منسوب ہو گا۔

جس وقت علی بن عیسٰے وزارت سے سرفراز کیا گیا اور اس نے انتظام اعمال کا رد و بدل شروع کیا۔ اس وقت ابو عبداللہ اہواز کے مقبوضات خاصہ کا عامل تھا اور اس کا بھائی ابو یوسف سوق فائق پر مامور تھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب وزارت کی تبدیلی ہوئی اور ابو علی بن مقلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو ابو عبداللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے اور کل صوبہ اہواز کی گورنری کی استدعا کی۔ چنانچہ باستثناء سوس اور جندیسا پور کے کل صوبہ اہواز کی گورنری اس کو عطا کی گئی اور اس کا ایک بھائی ابو الحسن فراتیہ اور دوسرا بھائی ابو یوسف خاصہ اور اسافل پر مامور ہوا۔ اس شرط سے کہ ابو یوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا۔ اور مال کی ذمہ داری

ابوایوب سمسار سے متعلق ہو گی۔ اور حسین بن ماروانی کو ابوعبداللہ کی نگرانی سپرد ہوئی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ نے بعض عمال کی گرفتاری اور ان سے جرمانہ وصول کرنے کو تحریر کیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے عمال سے دس ہزار دینار وصول کر کے دبا لیئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ابوعلی بن مقلہ کے ادبار کا زمانہ آیا۔ تو خلیفہ مقتدر نے اپنے قلم خاص سے احمد بن نصر قسوری حاجب کو اولاد بریدی کے گرفتار کرنے کو تحریر کیا۔ اور یہ لکھا کہ جب تک میرا دستخطی فرمان تمہارے پاس نہ جائے ان کو رہا نہ کرنا۔ احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ ابوعبداللہ کو اس کی خبر لگی تو خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کے احمد کے روبرو پیش کیا۔ اس خط کی قلعی کھل گئی۔ اس نے سب کو مع عبداللہ کے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ مقتدر نے اولاد بریدی سے چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے۔

بیرونی مہمات

۲۹۶ھ میں مونس مظفر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بغداد سے رومیوں کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ چنانچہ ملطیہ کی جانب سے بلاد رومیہ پر حملہ کیا۔ اس مہم میں ابوالاغر سلمی بھی مونس کے ہمراہ تھا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور رومیوں کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر لائے۔ ۲۹۷ھ اور ۲۹۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صائفہ کے ساتھ ابوالقاسم بن سیما کو بلاد کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ۲۹۹ھ میں بسر گرمی لشکر صائفہ رستم والئ بلاد سرحدی نے طرطوس کی طرف سے جہاد کیا۔ دمیانہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ قلعہ بلیح ارمنی پر رستم نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے جلا دیا۔ ۳۰۰ھ میں اسکندروس بن لاون بادشاہ روم نے وفات پائی۔ اور بجائے اس کے اس کا بیٹا قسطنطین مسند حکومت پر متمکن ہوا۔ اس وقت اس کی عمر بارہ برس کی تھی۔ شروع ۳۰۰ھ میں علی بن عیسٰے وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ بشر خادم والی طرسوس کی کمک کو بغرض شرکت جہاد صائفہ روانہ ہوا۔ مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آ گئے کہ موسم گزر گیا۔ اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر کار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی ہو رہی تھی۔ اور برف گر رہی تھی۔ بلاد کفار پر جہاد کیا۔ اور بفضلہ تعالے بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آئے۔ آخر ۳۰۲ھ میں بشر خادم والی طرسوس نے بلاد رومیہ پر پھر جہاد کیا۔ چند شہروں کو لڑ کر فتح کیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار نفر عام عیسائیوں کو گرفتار کر لایا۔ جن کو قید کر دیا گیا۔

رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملے

۳۰۲ھ میں رومیوں نے بلاد جزیرہ کی طرف پیشقدمی کی۔ اور قلعہ منصور پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔ چونکہ قلعہ منصور کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن حمدان کی جنگ میں مصروف تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصور کو خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر کے لے گئے۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی طرف سے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا۔ چھ سو طرسوسی مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی کل طرسوسی سوار معرکہ جنگ میں کام آ گئے۔ ملیح ارمنی نے بھی اس جنگ میں مرعش کی جانب قدم بڑھایا اور اطراف مرعش کو اچھی طرح پائمال کیا۔ پھر اس سنہ میں مسلمانوں کا کوئی لشکر جہاد کو نہیں گیا۔

مونس مظفر کی فتوحات

۳۰۳ھ میں مونس مظفر لشکر کے ساتھ بلاد رومیہ پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ موصل ہو کر گزرا۔ سبک مفلحی کو بازندی اور قردی مضافات فرات پر، عثمان عنزی کو شہر بلد اور سنجار پر اور وصیف بکتمری کو باقی بلاد ربیعہ پر مامور کر کے ملطیہ کی طرف سے جہاد کرتا ہوا داخل ہوا۔ اور ابو القاسم علی بن احمد بن بسطام کو طرسوس کی جانب سے جہاد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ مونس نے متعدد قلعات کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر دار الخلافت بغداد واپس آیا۔ خلیفہ مقتدر نے بڑی عزت کی۔ اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔

والئی روم کی مصالحت کی درخواست

۳۰۵ھ میں بادشاہ روم کے دو سفیر مصالحت اور فدیہ دینے کی غرض سے دار الخلافت میں آئے۔ وزیر السلطنت نے نہایت عزت و احترام اور جاہ و جلال سے ملاقات کی۔ ایوان وزارت میں دو رویہ مسلح فوج کھڑی ہوئی تھی۔ شیشہ و آلات سے سجایا گیا تھا۔ رومی سفیر نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر بادشاہ روم کا پیغام پہنچایا۔ اگلے دن دربار خلافت مآب کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا۔ ہزارہا غلام زریں کمر صف بستہ قرینے سے کھڑے ہوئے تھے۔ اراکین دولت، امراء سلطنت اور سرداران فوج اپنے اپنے مقام پر تھے۔ دستہ فوج جاں نثاراں مسلح دو رویہ کھڑا تھا۔ جس کے طرز و انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دے دینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دربار خلافت کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ خلافت مآب نے والئی روم کی درخواست منظور کر لی اور مونس خادم کو مصالحت اور فدیہ

دینے کے لئے روانہ کیا۔ اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جس شہر میں مونس کا داخلہ ہو، واپسی تک اس شہر کا والی مونس سمجھا جائے۔ فوج کے لئے جو مونس کے رکاب میں تھی۔ رسد غلہ کا ذخیرہ جا بجا کافی مقدار پر فراہم کیا گیا۔ بائیس لاکھ دینار مسلمان قیدیوں کا فدیہ دینے کو مونس کے ساتھ بھیجے۔

شمال خادم کا غیر مسلموں کے خلاف جہاد

اسی سنہ میں صفوانی نے بلادِ کفار پر جہاد کیا۔ بہت سا مال غنیمت لے کے واپس آیا۔ شمال خادم بھی اسی سنہ میں براہ دریائے روم جہاد کرنے کو گیا۔ اگلے سال پھر جنا صفوانی نے بلادِ کفار پر حملہ کیا۔ بشر افشین نے بھی بلاد رومیہ پر فوج کشی کی۔ متعدد قلعہ جات فتح کر کے بے حد بے شمار مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا۔ ۳۰۸ھ میں شمال خادم براہ دریا عبید اللہ مہدی والی افریقیہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مہدی کے بیڑے کے جنگی جہازات سے مڈبھیڑ ہوئی۔ شمال نے اس کو شکست فاش دے کے ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ جس میں مہدی کا ایک خادم بھی شامل تھا۔ اور ۳۱۰ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے بقصد جہاد قالی قلا پر فوج کشی کی۔ اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے قدم بڑھایا۔ وہاں سے فتح یاب ہو کر مال غنیمت لے کے واپس آئے۔ ۳۱۱ھ میں مونس مظفر نے بلاد رومیہ پر براہ خشکی اور شمال خادم نے براہ دریا جہاد کیا۔ مونس نے متعدد قلعات فتح کئے اور شمال ایک ہزار قیدی آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا اور چاندی لے کے واپس آیا۔

رومیوں کی بد عہدی

۳۱۲ھ میں بادشاہ روم کا سفیر مع تحائف ندمانوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ابو عمر بن عبد الباقی اس کے ہمراہ تھا۔ مصالحت اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی۔ جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور فرمالیا۔ مگر مصالحت کے بعد ہی رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بد عہدی کی تو عساکر اسلامیہ نے بلاد رومیہ میں داخل ہو کر خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا اور مظفر منصور واپس آئے۔

رومیوں کا ملطیہ اور دبیل کا محاصرہ

۳۱۴ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ کی طرف خروج کیا۔ رومیوں کے ساتھ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا ملطیہ پہ پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ ڈالا۔ اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ گئے۔ اور امداد کی درخواست کی۔ مگر سماعت نہ ہوئی۔ اس سنہ میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ

کے ساتھ بلادِ رومیہ پر جہاد کیا۔ اور مظفر و منصور مال غنیمت لے کے واپس آیا۔ ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا لشکر طرسوس سے بلادِ روم میں داخل ہوا۔ رومیوں کو خبر لگ گئی۔ موقعہ پاکر حملہ کر دیا چار سو مسلمان سپاہی کام آ گئے۔ اسی سنہ میں دمستق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دبیل پر حملہ آور ہوا نفر سبکی اس شہر کا والی تھا۔ ہفتوں محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز منجنیقوں سے سنگ باری ہوتی رہی۔ تا آنکہ شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا۔ رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا مسلمانوں نے متفقہ کوشش سے مدافعت کی اور ان کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر کے نکال باہر کیا۔ پھر اسی سنہ کے ماہ ذی قعدہ میں رومی لشکر نے یورش کی۔ مسلمانوں نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تیس ہزار راس بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں۔ جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھا لیا۔

مرتد ضحاک کا قتل

قلعہ جعفری میں ایک شخص رؤساء اکراد سے ضحاک نامی رہتا تھا۔ اسی سال یہ مرتد ہو گیا۔ والی روم سے ملنے گیا۔ والی روم عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت و انعام مرحمت کر کے قلعہ جعفری کی طرف واپس کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی واپسی جہاد کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا۔ ضحاک کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔

دمستق رومی کا خلاط پر قبضہ

۳۱۶ھ میں دمستق نے رومی لشکر کے ساتھ پھر بلادِ اسلامیہ کی طرف پیشقدمی کی خلاط پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔ اہل خلاط نے قتل و غارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی۔ دمستق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر نصب کیا۔ اور دو چار روز قیام کر کے تدنبس کی طرف گیا۔ اور اہل تدنبس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا۔ اہل ائردون ان واقعات ہوشربا سے مطلع ہو کر دارالخلافت بغداد بھاگ گئے دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔

ملطیہ اور سرحدی بلاد کے واقعات

اسی سنہ میں سات سو رومی اور ارمنی، مزدوروں کے لباس میں ملطیہ میں خفیہ طور سے داخل ہوئے۔ ان لوگوں کو ملیح ارمنی نے پہلے سے روانہ کر دیا تھا۔ اس غرض سے کہ اس کا محاصرہ کرنے کے وقت یہ لوگ اندرون شہر سے اس کی مدد کریں گے۔ اتفاق یہ کہ اہل ملطیہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ چن چن کر مار ڈالا۔ ۳۱۷ھ میں سرحدی بلاد جزریہ مثل ملطیہ، آمد اور ارزن

والوں نے دربار خلافت میں عرضیاں بھیجیں۔ اور آلات حرب، مال و زر اور لشکر کی مدد کی درخواست کی، درخواست نامنظور ہونے کی صورت میں سرحدی بلاد کو رومیوں کے حوالہ کر دینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے کچھ التفات نہ کیا۔ مجبور ہو کر ان لوگوں نے رومیوں سے مصالحت کر لی اور سرحدی بلاد کو امن و مصالحت سے رومیوں کے سپرد کر دیا۔ اسی سنہ میں مفلح ساجی جہاد کی غرض سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ دمستق مقابلہ پر آیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد دمستق کو شکست ہوئی۔

عموریہ اور انقرہ کی فتح

۳۲۰ھ میں ثمال نے طرسوس سے بلاد رومیہ پر چڑھائی کی اور رومی مقابلہ پر آئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر رومی شکست کھا کے بھاگے تین سو آدمی مارے گئے۔ اور تین ہزار قید کر لئے گئے۔ سونا، چاندی اور بہت سا مال و اسباب لے کے ماہ رجب سنہ مذکور میں طرسوس واپس آیا۔ اور پھر لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ رفتہ رفتہ عموریہ پہنچا۔ اہل عموریہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لشکر اسلام نے شہر میں گھس کے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات جلا دئیے اور قتل و غارت کرتا ہوا انقرہ پہنچا۔ جس کو اب انکوریہ کہتے ہیں۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ مظفر منصور فتحیاب ہو کر واپس آیا ایک لاکھ چھتیس ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچ گئی۔

مفلح کی فتوحات

اسی سنہ میں ابن دیرانی وغیرہ ارمینیوں نے جو اطراف ارمینیہ میں رہتے تھے والی روم سے خط و کتابت کی اور بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ رومی اور ارمنی متفقہ جمعیت سے بلاد اسلامیہ کی طرف بڑھے اطراف اخلاط کو تاخت و تاراج کیا۔ جو مقابلہ پر آیا مارا گیا۔ جس کو پایا گرفتار کر لیا۔ مفلح (یوسف بن ابی الساج کا غلام) یہ خبر پا کر آذربائیجان سے ایک لشکر مرتب کر کے اس طوفان کی روک تھام کو دوڑ پڑا اس لشکر میں باقاعدہ فوج اور رضا کار بھی تھے۔ رومیوں کی گرمی دماغ فرو ہو گئی۔ جس قدر انھوں نے بلاد اسلامیہ کو پامال کیا تھا۔ اس سے زیادہ مفلح نے بلاد رومیہ کو تاخت و تاراج کیا۔

سمیاط اور ملطیہ پر قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بعد رومی لشکر نے سمیاط پر پہنچ کے محاصرہ کیا سعید بن حمدان کو اس کی خبر لگی۔ لشکر مرتب کر کے اہل سمیاط کی کمک کو آ پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیار ربیعہ پر اس شرط سے مامور کیا تھا۔ کہ ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ

سے نکال لے، چنانچہ جس وقت اہلِ سمیاط کا قافلہ سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے سمیاط کی طرف کوچ کیا، رومی لشکر یہ خبر پا کے ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ میں والی روم اور ملیح ارمنی والی سرحدی بلاد رومیہ کی فوجیں اور ابن قیس رہتا تھا۔ (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا۔ مگر دار الخلافت بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور نصرانی ہو گیا تھا) مگر جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ اور اس امر کا ان کو احساس ہو گیا کہ سعید ملطیہ بھی آیا چاہتا ہے۔ ملطیہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ سعید نے ملطیہ پر پہنچ کے قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے ایک امیر کا تقرر کر کے موصل واپس آیا۔

عہد مقتدر کے عمّال اور اہم واقعات

عبداللہ بن ابراہیم کی سرکشی و اطاعت۔ ابتداً عبداللہ بن ابراہیم مسمعی اصفہان کا والی تھا۔ شروع زمانہ خلافت خلیفہ مقتدر میں اس نے دس ہزار اکراد کو مجتمع کر کے علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ مقتدر نے بدر حمامی والی اصفہان کو عبداللہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ پانچ ہزار فوج سے بدر حمامی نے عبداللہ پر چڑھائی کی۔ اور قبل حملہ کرنے کے یہ پیام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمہارے حق میں مضر ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ عبداللہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ خود کردہ پر پشیمان ہوا۔ معذرت کی۔ بدر حمامی نے اس کو اپنے صوبہ پر مامور کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ صوبہ یمن پر مظفر بن حاج پہ مامور تھا۔ اس نے ۲۹۵ھ میں ان بلاد کو جس پر حرمی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا، بزور تیغ فتح کیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے حکیمی نامی ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔

کردوں کی سرکوبی

موصل کا گورنر ابوالہیجاء بن حمدان تھا۔ اس کے بھائی حسین بن حمدان نے ۲۹۴ھ میں بادیہ نشینان عرب قبیلہ کلب اور طے پر فوج کشی کی۔ اور ان کو راہ راست پر لا کر اُن اکراد پر ۲۹۵ھ میں حملہ کیا، جو اطراف موصل پر قابض و متصرف ہو رہے تھے۔ حسین نے کردوں کی خاطر خواہ گوشمالی کی۔ اور اکراد بھاگ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔

بدوؤں کا حجاج پر حملہ

۲۹۴ھ میں قافلۂ حجاج کے ساتھ وصیف بن سوارتکین مناسک حج ادا کرنے کو گیا۔ قبیلہ طے کے بادیہ نشینوں نے حملہ کیا وصیف نے ان کو نیچا دکھا کر اپنا راستہ لیا۔ بعد ازاں تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسےٰ نے قافلہ پر حملہ کیا۔ اہل قافلہ کو اس معرکہ میں سخت تکلیفیں جھیلنی پڑیں۔ بہزار خرابی و دقت باقی ماندہ مکہ معظمہ پہنچے۔

صوبہ فارس پر سبکری کا قبضہ

صوبہ فارس کی حکومت پر ۲۹۶ھ میں سبکری (عمرو بن لیث کا غلام) تھا۔ اس نے بلا اجازت خلافت مآب صوبہ فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۹۷ھ میں ثغور شامیہ کی زمام حکومت احمد بن کیغلغ کے ہاتھ میں تھی۔ اسی سنہ میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد مونس آیا۔ اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کر لیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض و متصرف ہوا۔ جیسا کہ اس کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ۲۹۶ھ میں فارس غلام موسیٰ بن سامان دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں حسین بن حمدان نے دار الخلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی اطاعت قبول کر لی۔ قم اور قاشان کی حکومت مرحمت ہوئی۔ رخصت ہو کر قم اور قاشان پہنچا۔ عباس بن عمر غنوی اس کے پہنچتے ہی واپس ہوا۔ ۲۹۷ھ میں نوشری والیٔ مصر نے وفات پائی خلیفہ مقتدر نے بجائے اس کے تکین خادم کو مقرر فرمایا۔

۲۹۸ھ میں منیح خادم افشین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ منیح فارس کا گورنر تھا۔ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو اس کی جگہ مامور فرمایا۔ اور صوبہ کرمان کو اس کے صوبے سے ملحق کر دیا۔ اسی سنہ میں مادر موسطے ہاشمیہ محلسرائے خلافت کی قہرمانہ مقرر ہوئی۔ وہ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کا نامہ و پیام وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور رپورٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کی خدمت میں لے جایا کرتی۔ ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحٰق بن کنداج بصرہ کا والی تھا۔ قرامطہ نے محمد پر فوج کشی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی۔ ۳۰۰ھ میں عبداللہ بن ابراہیم مسمعی حکومت فارس و کرمان سے معزول کر دیا گیا۔ بدر حمامی والی اصفہان، اصفہان سے حکومت فارس و کرمان پر بھیجا گیا اور اصفہان میں بجائے بدر کے علی بن وہشودان مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں بشر افشینی کو طرسوس کی ابوالعباس بن مقتدر کو مصر و مغرب کی اور معین طولونی کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی چونکہ ابوالعباس اس وقت چار برس کا تھا۔ اس وجہ سے اس کی طرف سے مونس مظفر مصر و مغرب کا والی مقرر کیا گیا۔ معین طولونی کو کچھ عرصہ بعد معزول کیا گیا۔ اور بجائے اس کے نحریر صغیر کو مقرر کیا گیا۔

ابوالہیجا کی سرکشی و اطاعت

اسی سنہ میں ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس کی سرکوبی کو بھیجا گیا۔ ابو الہیجا نے یہ خبر پا کر امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دے دی۔ بعد ازاں ۳۰۲ھ میں ابوالہیجا کو موصل کی سند حکومت مرحمت ہوئی اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا۔ ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس بغاوت کو دور کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور اس کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا۔ جیل میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حسین بن محمد بن علبونہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سنہ میں محکمہ مال اور املاک سرکاری دیار ربیعہ کا والی مقرر ہوا۔ ۳۰۴ھ میں علی بن وہشوذان اصفہان کا کمانڈر انچیف (بوجہ منافرت جو مابین اس کے اور احمد بن شاہ افسر اعلیٰ محکمہ مال پیدا ہو گئی تھی) معزول اور بجائے اس کے احمد بن مسرور بلخی مقرر کیا گیا۔ علی بن معزولی اطراف جبل میں جا کے مقیم ہوا۔ بعد ازاں یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دبا لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ۳۰۷ھ میں مونس نے یوسف کو شکست دے کے گرفتار کر لیا۔

ابن احمد والئی کرخ

اسی سنہ میں اصفہان، قم، قاشان، اور سادہ پر احمد بن علی بن صعلوک مقرر کیا گیا۔ رے، ہمادند، قزوین، ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن وہشوذان کو عنایت ہوئی۔ علی بن وہشوذان کو جبل سے طلب کر کے صوبجات مذکورہ کی سند حکومت دی گئی تھی اس کا چچا زاد بھائی احمد بن مسافر والئی کرخ ایک روز موقع پا کر علی پر حملہ آور ہوا۔ اور ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ دربار خلافت سے بجائے اس کے محکمہ جنگ پر وصیف بکتمری اور محکمہ مال پر محمد بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ احمد بن صعلوک یہ خبر پا کے رے کی طرف بڑھا۔ محمد اور وصیف مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے۔ محمد تو اثنائے جنگ میں مارا گیا۔ وصیف بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط و کتابت کر کے ایک مقدار مقررہ خراج پر ان بلاد کی سند حکومت حاصل کر لی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا صوبہ سجستان کو بلا حصول سند حکومت کثیر ابن احمد دبائے ہوئے تھا۔ بدر حمامی والئی فارس نے اس پر فوج کشی کی۔ کثیر نے ڈر کے مصالحت کر لی۔ علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ بدر نے خوش ہو کر کثیر کو صوبہ سجستان کی سند حکومت دربار خلافت سے دلوا دی۔ صوبہ کرمان پر ۳۰۴ھ میں ابوزید خالد بن محمد مادرانی تھا۔

مگر نہ معلوم کس وجہ سے باغی ہو کے شیراز چلا گیا۔ بدر حمامی مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی بالآخر ابو زید مارا گیا۔

اسی سنہ میں مونس مظفر نے جس وقت وہ لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کو جا رہا تھا۔ موصل پہنچ کے سبک مفلحی کو بازبدی اور قردی پر اور عثمان عنزی کو شہر بلد، بخارا اور باکری پہ مامور کیا۔ اور بجائے عثمان کے جو ملک مصر کے محکمۂ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا۔ وصیف بکتمری کو متعین کیا مگر یہ اس عالیشان عہدے کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا۔ اس لئے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے جنا صفوانی کو یہ عہدہ عنایت ہوا۔ اسی سنہ میں بصرہ کی گورنری پر حسن بن خلیل تھا۔ وہ دو برس پیشتر اس عہدہ پر مامور تھا۔ اتفاق سے مابین عوام الناس قبائل مضر و ربیعہ فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ جو ایک مدت دراز تک قائم رہا۔ ایک گروہ کثیر اس کی نذر ہو گیا۔ حسن مجبور ہو کر بصرہ سے واسط چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو معزول کر کے ابو یوسف ہاشم بن محمد بن خزاعی کو مامور کیا۔ مگر ایک ہی سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا۔ اور بجائے اس کے سبک مفلحی کو شفیع مقتدری کی جانب سے بطور نائب کے مامور فرمایا۔

ابن قیس اور والئی شہر زور

۳۰۶ھ میں نزار افسر پولیس بغداد سے معزول اور بجائے اس کے نجیح طولونی مقرر کیا گیا۔ اس نے پولیس کی چوکیوں پر فقہا کو مقرر کیا انہیں کے فتاوے سے اہلکاران پولیس اپنے فرائض منصبی انجام دیتے گئے۔ اس سے پولیس کا رعب و داب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا۔ نظام حکومت میں فرق آ گیا۔ چوری اور دغاباز اور بدمعاشی کی کثرت ہوئی۔ بازاریوں اور اوباشوں نے دن دہاڑے سوداگروں کی دکانیں مسافروں کے کپڑے چھین لئے۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ پر اور ابن قیس بلاد شہر زور پر مامور کیا گیا۔ والی شہر زور نے ابن قیس کو چارج دینے سے انکار کیا۔ ابن قیس نے دربار خلافت میں اطلاعی رپورٹ بھیجی امداد کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے ایک تازہ دم فوج ابن قیس کی مدد کو روانہ کی۔ جو ایک مدت تک شہر زور کا محاصرہ کئے رہی جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ اور ابن قیس کو صوبہ موصل کے صیغۂ جنگ کی افسری دی گئی۔

محمد بن اسحاق کی معزولی

اس سے پہلے اس عہدہ کا انچارج محمد بن اسحاق بن کنداج تھا۔ یہ انتظام اور اصلاح بلاد کی غرض سے اطراف موصل میں دورہ کرنے کو گیا تھا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل موصل باہم لڑ پڑے۔ آتش فساد پھیل گئی۔ محمد یہ خبر پا کر موصل کی طرف لوٹا۔ اہل موصل نے داخل نہ ہونے دیا۔ محمد نے

جھلا کے محاصرہ کر لیا۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کو ۳۰۳ھ میں معزول کر کے عبداللہ بن محمد غسانی کو مقرر فرمایا۔ ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان کو طریق خراسان اور دینور پر اور بدر شرابی کو دقوقا عکبر اور طریق موصل پر مامور کیا۔ ۳۰۹ھ میں مہم موصل اور اس کے انتظام پر محمد بن نصر حاجب کو مقرر کیا گیا۔ دربار خلافت سے رخصت ہو کر موصل پہنچا اور علم خلافت کے بداندیشوں، اکراد ماورانیہ سے جا بھڑا۔ اس سنہ میں داؤد بن حمدان کو دیار ربیعہ کی سند حکومت مرحمت کی گئی۔ ۳۱۰ھ میں یوسف بن ابی الساج کو رَے، قزدین، ابہر، زنجان اور آذربائیجان کی گورنری عنایت ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

امام موسیٰ قہرمانہ کی گرفتاری

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے امام موسیٰ قہرمانہ کو گرفتار کرا لیا اس وجہ سے کہ اس نے اپنی بہن کی لڑکی سے خلیفہ متوکل کے کسی لڑکے کا عقد کیا تھا۔ جہیز اور رخصتی میں بے حد اور بے شمار مال و اسباب اور جواہرات دیئے۔ لوگوں نے خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا۔ کہ ام موسیٰ قہرمانہ نے اپنی بہن کے داماد کو اس قدر مال و زر دیا ہے کہ وہ خلافت و حکومت کا دعوےٰ کر سکتا ہے سپہ سالاران لشکر اور بعض اراکین سلطنت نے اس بیان کی تائید کی۔ اس بناء پر خلافت مآب نے ان کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ اور بعد گرفتاری بہت سا مال و اسباب اور بے شمار جواہرات نفیسہ لے کے رہا فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر حاجب کے نائب کو موصل کے عوام الناس نے بلوہ کر کے مار ڈالا۔ محمد بن نصر یہ خبر پا کر ایک لشکر مرتب کر کے بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ۳۱۱ھ میں یوسف بن ابی الساج نے رَے کو احمد بن علی صعلوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس معرکہ میں احمد کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابن قیس کو جنگ اصفہان پر اور محمد بن بدر کو حکومت فارس پر جب کہ اس کا باپ بدر انتقال کر چکا تھا، مامور فرمایا۔ ۳۱۲ھ میں صوبہ اصفہان کی گورنری پر یحییٰ طولانی اور معاون و جنگ و نہاوند پر سعید بن حمدان مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر والیٔ موصل اور شفیع لولوی افسر اعلیٰ محکمہ ڈاک نے وفات پائی۔ بجائے اس کے شفیع مقتدری کو مقرر کیا گیا۔ ۳۱۳ھ میں ابراہیم مسمعی والی فارس نے اطراف قفص حدود کرمان) کو مفتوح کیا اور پانچ ہزار آدمی گرفتار کر لایا۔ اسی سنہ میں ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی اس کا بیٹا ناصر الدولہ اس کی طرف سے موصل میں کام کر رہا تھا۔ کردوں اور عرب نے سرزمین موصل اور

راہ خراسان میں بغاوت کی ناصر الدولہ نے اپنے باپ ابوالہیجاء عبداللہ کو اس سے مطلع کیا۔ ابوالہیجاء عبداللہ اس کے لکھنے کے مطابق ۳۱۴ھ میں ایک لشکر مرتب کرکے تحریت کی طرف آیا۔ کردوں اور عرب سے مڈبھیڑ ہوئی۔ متعدد لڑائیوں کے بعد فتنہ و فساد فرو ہوگیا اور باغیان اکراد و عرب کی خاطر خواہ سرکوبی کی گئی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو گورنری آذربائیجان سے صوبجات مشرق پر تبدیل فرمایا۔ اور بغداد میں طلب فرما کے واسط کی جانب بغرض جنگ ابوطاہر قرمطی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ ہمدان، ساوہ، قم، قاشان، بصرہ، کوفہ اور ماسبدان کے خراج کو اس مہم میں صرف کرنے کی اجازت دی۔ صوبہ رَے پر جو یوسف بن ابی الساج کی گورنری میں تھا۔ نصر بن سامان کو مامور کیا گیا۔ جس کو کچھ عرصہ بعد نصر نے اپنے قبضہ و تصرف میں کرلیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی سنہ میں جزیرہ اور موصل کے املاک سرکاری کا والی ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان مقرر ہوا۔ بازبدی اور قردی مع اپنے مضافات کے صوبہ جزیرے سے ملحق کر دئے گئے۔ اسی سنہ میں ابن ابی الساج مارا گیا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات

۳۱۸ھ میں ابراہیم مسمعی نے مقام نوبندجان میں وفات پائی اور بجائے اس کے خلیفہ مقتدر نے نوبندجان پر یاقوت کو اور کرمان پر ابوطاہر محمد بن عبدالصمد کو مقرر فرمایا۔ ۳۱۶ھ میں احمد بن نصر قسوی عہدہ حجابت سے معزول اور یاقوت مامور کیا گیا۔ چونکہ یہ جنگ فارس میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے بجائے اس کے عہدۂ حجابت پر اس کا بیٹا ابوالفتح مظفر بطور اس کے نائب کے مامور ہوا۔ اسی سنہ میں موصل اور مضافات موصل پر یونس مولنسی کو متعین کیا گیا۔ ان دنوں مہم موصل پر ابن عبداللہ بن حمدان جو ناصر الدولہ کے لقب سے مشہور ہے مامور تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کے موصل سے بغداد چلا آیا اسی سنہ میں نازوک نزاعات باہمی کی نذر ہوگیا۔ صوبہ جات قردی اور بازبدی جس پر ابوالہیجاء مامور تھا اس کا بیٹا ناصر الدولہ حسن اور صوبہ موصل پہ نحریر صغیر متعین کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس صوبہ پر سعید اور نصر پسران حمدان (یہ دونوں ابوالہیجا کے بھائی تھے) مقرر کئے گئے اور ناصر الدولہ حسن موصل سے دیار ربیعہ، نصیبین، سنجار، خابور، راس عین، میافارقین مضافات دیار بکر اور اَرزن کی گورنری پر ایک مقدار مقررہ خراج ادا کرنے کی شرط پر بھیجا گیا۔

فارس کے واقعات

۳۱۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے صوبہ فارس و کرمان کی زمام یاقوت کو سپرد کی۔ اور اس کے بیٹے مظفر کو اصفہان کی گورنری دی اور دوسرے بیٹے ابوبکر محمد کو سجستان کی اور بجائے یاقوت اور اس کے بیٹوں کے عہدۂ حجابت اور کوتوالی پر

ابراہیم و محمد، پسران رائق کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ایک مدت دراز تک یاقوت شیراز میں مقیم رہا۔ اسی زمانہ میں علی بن خلف بن طیاب شیراز میں محکمہ مال اور املاک سرکاری کا متولی تھا۔ یاقوت اور علی نے باہم سازش کر کے دار الخلافت میں خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ تا آنکہ علی بن بویہ نے بلاد فارس پر ۳۲۲ھ میں قبضہ کیا۔ اسی سنہ میں مرداویج نے اصفہان، ہمدان، رے، اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور بشرط ادائے خراج مقررہ ان بلاد کی دربار خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ اسی زمانے سے ان صوبجات پر قابض و متصرف ہوا۔

حسین بن قاسم اور مونس میں کشیدگی

حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب خلیفہ مقتدر کا وزیر تھا۔ اور مونس اس سے وزارت سے قبل کشیدہ خاطر تھا۔ مگر بلیق نے حسین کو مونس کے پاس لے جا کے صفائی کرا دی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسین کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔ اس نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے بعد بنو بریدی اور ابن فرات کو اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد مونس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی۔ کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر لی ہے۔ اس خبر کا پہنچنا تھا۔ کہ مونس کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اسی اثنا میں کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ خبر پہنچا دی کہ مونس ایوان وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ وزیر السلطنت جان کے خوف سے ایوان وزارت چھوڑ کر محلسرائے خلافت میں چلا آیا۔ ایک خط طلبی کا ہارون بن غریب الحال کو لکھ بھیجا وہ اس وقت مرداویج سے شکست کھا کے دینور عقول میں مقیم تھا۔ دوسرا خط شعر طلبی محمد بن یاقوت کے پاس روانہ کیا۔ اس سے مونس کی سوء ظنی کو ترقی ہوئی بعد ازاں وزیر السلطنت حسین نے فوج پیادہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو مجتمع کر کے انعام دئیے۔ مونس کو اس کی خبر لگی تو سخت نفرت پیدا ہوئی۔ اسی عرصہ میں ہارون بھی بغداد پہنچ گیا۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین مخاصمت

مونس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوا اور وزیر السلطنت حسین نے ان سپہ سالاروں کو جو مونس کے ہمراہ تھے واپس آنے کو لکھا۔ چنانچہ ان میں سے چند سپہ سالار واپس آئے۔ باقی ماندہ مونس کے ہمراہ مع پیادوں کے جن کی تعداد آٹھ سو تھی۔ موصل چلے گئے۔ وزیر السلطنت حسین نے روانگی مونس کے بعد اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کر دی جس سے کافی مقدار میں مال مجتمع ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر عمید الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ عمال کی تقرری اور بحالی کے کامل اختیارات دئے۔ چنانچہ وزیر السلطنت حسین نے صوبہ بصرہ میں ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو بشرط ادائے خراج مامور کیا۔ اور سعید و داؤد پسران حمدان اور ان کے بھتیجے ناصر الدولہ حسین بن عبد اللہ بن حمدان کو مونس سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ سعید و ناصر الدولہ مجتمع ہو کر مونس سے جنگ کرنے کو نکلے اور داؤد نے اس مہم میں شرکت نہ کی اس وجہ سے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کئے تھے اس کے باپ کے مرنے کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی مگر پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے آمادہ ہو گیا۔

مونس کا موصل پر قبضہ

مونس نے اس سے مطلع ہو کر یہ چالاکی کی۔ کہ اثناء راہ میں جس قدر رؤسا عرب تھے ان کو حکم دیا۔ کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی ہے۔ تم لوگ مسلح ہو کر میرے ساتھ چلو وہ لوگ آٹھ سو کی جمعیت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ قریب موصل بنو حمدان نے تیس ہزار فوج سے مونس پر حملہ کیا۔ مونس نے پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد بغداد و شام اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں۔ کیونکہ اس کے داد و دہش اور احسانات نے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے آملا۔ اور اس کے پاس موصل میں مقیم ہو گیا۔ باقی رہ گیا سعید وہ بغداد چلا گیا۔

خلیفہ مقتدر کا قتل

مونس موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد نو روز تک مقیم رہا اس اثناء میں بہت سی فوجیں اس کے پاس آ کے مجتمع ہو گئیں اس وقت مونس نے موصل سے بغداد کی جانب خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کو کوچ کیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر لگی تو چند فوجیں بسر افسری ابوبکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ ابھی مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ لشکریوں نے یہ خبر پا کے کہ مونس کا لشکر قریب آ پہنچا ہے بغداد کی جانب مراجعت کر دی۔ مجبور ہو کر سپہ سالاران لشکر بھی بغداد لوٹ آئے۔ اور مونس کوچ و قیام کرتا ہوا باب شماسیہ پر پہنچ کے ٹھہر گیا۔ اور سپہ سالاران لشکر اس کے مقابلہ پہ مورچے قائم کئے ہوئے تھے۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ ہارون نے پہلے تو معذرت کی۔ مگر پھر خلافت مآب کے اصرار سے تیار ہو گیا۔ خرچہ جنگ طلب کیا۔ خلیفہ مقتدر نے ناداری کا عذر کر کے بصرہ، اہواز، فارس اور کرمان سے لشکر فراہم کرنے کی غرض سے واسط کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسط جانے

سے روک دیا۔ اور سمجھا بجھا کے میدان جنگ کی طرف لایا۔ آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے ساتھ قرآن مجید تھا۔ اور چادر تھی۔ خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کے ٹھہر گیا اور سپہ سالاروں نے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگے۔ خلیفہ مقتدر اور علی بن بلیق (یہ مونس کا مصاحب تھا) سے ملاقات ہوگئی۔ علی بن بلیق نے دست بوسی کی اور میدان جنگ سے واپس جانے کی رائے دی خلیفہ مقتدر لوٹ پڑا۔ اس عرصہ میں مغاربہ اور بربر کا ایک گروہ مل گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کر کے سر اتار لیا۔ اور نعش کو اسی میدان میں چھوڑ دیا جو اسی مقام پر دفن کر دی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغاربہ اور بربر کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کر دیا تھا مونس اس واقعہ کو دیکھ کے نادم ہوگیا۔ اس پہ حیرت سی چھا گئی۔ وہ جوش میں آ کے بول اٹھا "واللہ میں خلیفہ کے قاتلوں کو قتل کر ڈالوں گا" تھوڑی دیر کے بعد جب ذرا حواس درست ہوئے تو شماسیہ کی طرف بڑھا۔ اور چند دستہ فوج محلسرائے خلافت کی محافظت کو روانہ کی یہ واقعہ خلیفہ مقتدر کی خلافت کے پچیسویں برس وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ سے ارکین دولت کی جرأت بڑھ گئی۔ نزدیک دور کے امراء ملک کو طمع دامنگیر ہوئی خلیفہ مقتدر اپنے زمانہ خلافت میں عورتوں اور خادمان محلسرائے خلافت کے مشورہ اور رائے کا پابند اور فضول خرچی کا بے حد عادی تھا۔

باب ۲۳

ابو منصور محمد القاہر باللہ

★

۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

بیعتِ خلافت

خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبد الواحد مع ہارون محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے مدائن چلا گیا۔ مونس نے اس کے بیٹے ابو العباس کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کا قصد کیا یہ اس وقت نہایت کمسن تھا اس کے وزیر ابو یعقوب اسماعیل نو بختی نے ملامت کی کہ ایسے کمسن کو مسندِ خلافت پر متمکن کرنا خلاف مصلحت ہے جو ہنوز آغوش مادر میں پرورش پا رہا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس کا بھائی ابو منصور محمد بن معتضد مسندِ خلافت پر جلوہ افروز کیا جائے۔ مونس نے مجبوراً منظور کیا۔ اور دار الخلافت میں اس کو طلب کر کے آخری شوال ۳۲۰ھ میں اس کی خلافت کی بیعت کی۔ اور القاہر باللہ کے لقب سے ملقب کیا۔ بعد ازاں مونس نے اپنی ذاتی اور اس کے حاجب بلیق اور اس کے بیٹے علی کی امان کے لئے خلیفہ قاہر سے حلف لیا۔ علی بن مقلہ کو فارس سے طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور عہدہ حجابت پر علی بن بلیق کو مامور کیا۔

مقتدر کے خاندان کی گرفتاری

تکمیل بیعت کے بعد مقتول خلیفہ مقتدر کی ماں گرفتار کی گئی۔ استحصال مال کے لئے اسے مارا گیا۔ جب اس سے بھی کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ تو اس امر پہ مجبور کی گئی۔ کہ فقہا اور قضاۃ کے سامنے اپنے اوقاف کی منسوخی کا اظہار کرے۔ مادر مقتدر نے انکار کیا مگر پھر بہ مجبوری فقہاء و قضاۃ کے روبرو اپنے اوقاف کی منسوخی کی شہادت دی چنانچہ اسی وقت اس کی بیع پر ایک شخص متعین کیا گیا جس کو لشکریوں نے اپنے روزینے اور تنخواہوں کے معاوضہ میں خرید کر لیا۔ اس کے بعد حاشیہ نشینان خلیفہ مقتدر

سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے۔ اور پسران مقتدر کی جستجو میں سرگرمی اور مستعدی کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد ابو العباس الراضی مع اپنے بھائیوں کے گرفتار ہو کر آیا۔ اس سے روپوں کا مطالبہ کیا گیا۔ وصول نہ ہوا تو علی بن بلیق نے اپنے کاتب (سیکرٹری) حسین بن ہارون کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کو نہایت عزّت و احترام اور آرام سے رکھا۔ ان لوگوں کے گرفتار ہو آنے پہ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے بریدی اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کرا کے کثیر المقدار روپے وصول کئے۔

ہارون بن غریب کی تقرّری

آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبد الواحد مدائن چلا گیا تھا۔ اس کے ہمراہ ہارون بن غریب الخال، مفلح محمد بن یاقوت اور پسران رائق تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد مدائن سے واسط چلے آئے۔ تھوڑے دنوں وہاں قیام پذیر رہے۔ اہل واسط نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ روپوشی کب تک تم لوگوں کی جان بچائے گی۔ آخر ایک نہ ایک روز راز فاش ہو جائے گا۔ اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امان حاصل کر کے اس روپوشی کے پردے کو ہٹا دو۔ ان میں سے سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی۔ اور ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دار الخلافت بغداد بھیجی کہ مجھے امان دی جائے۔ اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے۔ مجھے دے دیا جائے۔ میں تین لاکھ دینار زر مبادلہ ادا کرنے کو تیار ہوں۔ خلیفہ قاہر اور مونس نے درخواست منظور کر لی۔ امان نامہ لکھ بھیجا۔ اور ساتھ ہی اس کے صوبجات کوفہ ماسبدان اور مہرجانقذق کی سند حکومت بھی مرحمت فرمائی۔ ہارون نے امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد کا راستہ لیا۔ اور عبد الواحد بن مقتدر مع بقیہ ہمراہیوں کے واسط سے سوس اور بازار اہواز کی طرف آیا۔ شاہی عمال کو نکال باہر کر کے خراج وصول کر لیا۔ اور اہواز میں قیام کر دیا۔

عبد الواحد بن مقتدر سے حُسنِ سلوک

دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مونس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بلیق کو روانہ کیا اس لشکر کی روانگی کی تحریک ابو عبد اللہ بریدی نے کی تھی۔ اور جو اس نے پچاس ہزار دینار سند گورنری اہواز کے حاصل کرنے میں پیش کش کئے تھے۔ وہی اس لشکر کے مصارف میں کام آئے۔ وہ خود بھی اس مہم میں بلیق کے ہمرکاب تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر واسط پہنچا۔ اور پھر واسط سے سوس کی

جانب روانہ ہوا۔ عبدالواحد اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر مع اپنے ہمراہیوں کے اہواز سے تستر چلا آیا۔ تستر پہنچنے پر اس کے تمام سپہ سالاروں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور بلیق سے امان کی درخواست کی مگر ابن یاقوت مفلح اور مسرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا۔ اس نے تن تنہا تمام مال پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کوئی شخص بلااجازت اس کے ایک حبہ لینے کا مختار نہ تھا۔ اس وجہ سے اور سپہ سالاروں کو حسد پیدا ہوا۔ اور انہوں نے علیحدہ ہو کر اپنے لئے اور نیز ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی۔ اور بلیق کے پاس چلے آئے۔ اس کے بعد محمد بن یاقوت نے بھی امان کی درخواست کی۔ خلیفہ قاہر اور مونس کی ذمہ داری پر امان دی گئی۔ سب کے سب بغداد چلے آئے۔ خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور عبدالواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا۔ واپس کر دیا۔ اور جو اس کی ماں سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا۔ وہ بھی واپس کر دیا۔ ان واقعات کے بعد ابوعبداللہ بریدی صوبہ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اور اس کے اعزہ و اقارب پھر اس صوبہ کی حکومت کرنے لگے۔

عیسیٰ بن طبیب کی گرفتاری

جس وقت محمد بن یاقوت اہواز سے واپس آیا۔ خلیفہ قاہر نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت فرمایا۔ چونکہ مابین محمد اور وزیر السلطنت علی بن مقلہ ناچاقی تھی۔ یہ امر اس کو ناگوار گزرا۔ مونس کو یہ بھی ٹی دی کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہر تمہاری مخالفت پر متفق ہو رہے ہیں اور عیسیٰ طبیب اس معاملہ کا راز دار ہے۔ مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسیٰ طبیب کو بلا لاؤ۔ عیسیٰ طبیب اس وقت خلیفہ قاہر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ علی بن بلیق نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے مونس کے روبرو لا کر پیش کر دیا۔

خلیفہ قاہر کی نگرانی

مونس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔ بعد ازاں علی بن بلیق نے خلیفہ قاہر کی نگرانی پر احمد بن زیرک کو مقرر کیا۔ محلسرائے خلافت میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی۔ یہاں تک کہ عورتیں برقعہ پوش جو قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں۔ اس خیال سے کہ کوئی خط و رقعہ خلیفہ قاہر تک نہ پہنچا دیں، ان کے چہروں اور سروں سے بھی چادریں اتار لیجاتی تھیں۔ برتن بھی کھول کر دیکھ لئے جاتے تھے۔ قیدیوں کو دارالخلافت سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا۔ جن میں مقتدر کی ماں بھی تھی۔ علی نے اس کی بڑی

عزّت کی۔ اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا۔ تاآنکہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اُس نے وفات پائی۔

خلیفہ قاہر کی حکمتِ عملی تھوڑے سے دنوں بعد خلیفہ قاہر کو اس امر کا احساس ہوا کہ یہ ساری کاروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہیں۔ خشونت اور تُند مزاجی سے کچھ کام نہ چلے گا۔ تدبیر اور حکمت عملیوں سے کام لینا چاہیئے۔ طریف سبکری اور بشری مونس کے خادم تھے۔ مگر اس وجہ سے کہ اس نے بلیق اور اس کے بیٹے کو عہدہ ہائے جلیلہ دے رکھے تھے، اس سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ موصل سے آیا ہوا تھا۔ مونس نے حسب اقرار ان کو انعامات مرحمت کئے۔ جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو بلا لیا۔ مونس اور بلیق کی طرف سے دم پٹی دے کے خوب برانگیختہ کر دیا۔ اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبداللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا خاص مشیر اور معتمد علیہ تھا۔ یہ فقرہ دیا کہ میں تم کو عہدہ وزارت سے سرفراز کر دوں گا تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔

خلیفہ قاہر کے خلاف سازش اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان امور کا احساس ہو گیا۔ اس نے مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان سب نے مجتمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ قاہر کو سندِ خلافت سے اُتار دینا چاہیئے۔ بعد ازاں بلیق اور اس کے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابو احمد بن مکتفی کی خلافت کی بیعت کر لی۔ اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہر کی مخالفت کی قسمیں کھائیں۔ پھر اس جلسہ سے اُٹھ کر مونس کے پاس گئے۔ اور اس کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ مونس نے کہا ذرا صبر کرو۔ خلیفہ قاہر سے بظاہر مخالفت نہ کرو۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لو کہ سپہ سالاران لشکر اور فوج ساجیہ[1] اور حجریہ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہر سے سازش کر لی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ دیا۔ اور خلیفہ قاہر کی معزولی میں عجلت کی، مجبور ہو کر مونس نے اجازت دے دی۔ اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابو طاہر قرمطی کوفہ میں آ گیا ہے۔ علی

---

[1] ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا جیسا کہ امتیاز کی غرض سے ہر فوج کا نام رکھ لیا جاتا ہے۔ از خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صـ ۳۹۳

بن بلیق اس کی روک تھام کو کہ وہ بغداد نہ آ جائے، کوفہ جانے والا ہے۔ اسی حیلہ سے بغرض حصول اجازت اور رخصت ہونے کو علی بن بلیق قصر خلافت میں جائے۔ اور خلیفہ قاہر کو گرفتار کرے۔

سازش کا انکشاف

ابن مقلہ نے حالات متذکرہ بالا پر مبنی ایک عرضداشت خلیفہ قاہر کی خدمت میں بھیجی، اتفاق سے جب اس عرضداشت کا جواب دربارِ خلافت سے آیا۔ اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا۔ بیدار ہو کر دوسری عرضداشت اسی مضمون کی روانہ کی۔ خلیفہ قاہر کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اس اثناء میں طریف سبکری و مونس کا غلام عورتوں کے لباس میں حاضر ہوئے دست بوسی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہ کی سازش احمد بن مکتفی کی بیعت خلافت اور ابن بلیق کا رخصتی کے بہانے سے حاضر ہو کے خلافت مآب کو گرفتار کر لینے کے حالات گوش گزار کئے۔ خلیفہ قاہر ان واقعات کو سن کے متنبہ اور ہوشیار ہو گیا۔ اسی وقت فوج ساجیہ کو طلب کر کے قصر خلافت کی دہلیز صحنچیوں اور راستوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کا فرار اور گرفتاری

بعد عصر علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لئے ہوئے قصر خلافت کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ حاضری کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی۔ شراب پئے ہوئے تھا۔ بگڑ گیا۔ طیش میں آکر سخت وسست کہنے لگا۔ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا۔ جو شمشیر بکف نکل پڑی۔ گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی۔ مصاحبین یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ علی بن بلیق تن تنہا ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کو ساحل غربی کی جانب عبور کر گیا۔ وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون بھی یہ خبر پا کر روپوش ہو گئے۔ طریف سبکری سوار ہو کر قصر خلافت کی طرف آیا۔ بلیق کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ اپنے بیٹے کے قصر خلافت تک جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مکر گیا۔ اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں قصر خلافت کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے۔ خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع کی گئی۔ حاضری کی اجازت نہ دی۔ بلکہ گرفتار کر لینے اور قید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ احمد بن زیرک افسر پولیس کو بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لشکریوں کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وہ شور و غل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ قاہر نے

ان سب کو سمجھا بجھا کر اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کو چشم نمائی کے بعد میں انہیں رہا کر دوں گا۔ راضی کر دیا۔ لشکریوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔

مونس کی معزولی و گرفتاری

بعد ازاں خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ مونس نے حاضری سے انکار کر دیا۔ تب اس کو معزول کر کے بجائے اس کے طریف سبکری کو مامور فرمایا۔ اور خاتم خلافت عنایت کر کے ارشاد کیا "میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیارات مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے۔ اور تم کو میں نے اس کی نیابت، عساکر شاہی کی افسری، امراء و اراکین دولت کی سرداری دی۔ اور خزانوں کی نگرانی سپرد کی۔ جو اختیارات مونس کو حاصل تھے۔ وہ سب میں نے تم کو مرحمت فرمائے، تمہارا فرض یہ ہے کہ اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلا لاؤ۔ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا۔ اس وقت تک مفسدہ پردازوں اور بد اطواروں کا وہاں جمگٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے۔ طریف قصر خلافت سے نکل کر مونس کے مکان پر گیا۔ اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو امان دی ہے۔ تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کرو۔ ورنہ اس خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مبادا خلیفہ قاہر کو کوئی خیال پیدا ہو جائے۔ اور بالفعل وہ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ مونس سوار ہو کر قصر خلافت میں داخل ہوا۔ خلیفہ قاہر نے قبل اس کے وہ روبرو آئے۔ گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ طریف کو اس سے ایک گونہ ندامت ہوئی۔

ابو جعفر محمد کا وزارت پر تقرر

مونس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے قلمدان وزارت ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبید اللہ کے سپرد کیا۔ اور مونس، بلیق، علی بن بلیق، ابن مقلہ وزیر السلطنت ابن زبرک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر فرمایا۔ جس قدر مال و اسباب اور سامان ان کے مکانات میں تھا ضبط کر لیا۔ ابن مقلہ کا مکان جلا کر خاک کر دیا گیا۔ محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کر عہدۂ حجابت انجام دینے لگا۔ طریف اور فوج ساجیہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ محمد بن یاقوت اس امر کا احساس کر کے روپوش ہو گیا۔ اور موقع پا کر اپنے باپ کے پاس فارس چلا گیا۔ خلیفہ قاہر نے اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آمیز خط تحریر فرمایا۔ اور صوبہ اہواز کی گورنری عنایت کی۔

سبکری اور مونس کی رنجش کا سبب

طریف سبکری کے مونس اور بلیق سے منحرف اور کشیدہ ہو جانے کا یہ سبب ہوا کہ مونس نے بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ و منزلت طریف سبکری سے زیادہ بڑھا دیا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے۔ یہ دونوں مونس کی قدر افزائی سے ایسے اترائے کہ طریف کا پاس ادب تک چھوڑ دیا۔ اور نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی۔ کہ بلیق نے طریف کو اکثر صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا تھا۔ بالآخر رفع ندامت کے خیال سے بلیق نے طریف کو مصر کی گورنری پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی بھی سفارش کی۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے منظور فرمائی علی بن بلیق کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے طریف کو گورنری مصر پر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی۔ اور سند حکومت حاصل کر کے اپنے نائب کو وہاں بھیج دیا۔ طریف کو اس سے سخت رنجیدگی پیدا ہوئی اور وہ اسی روز سے موقع و محل کا انتظار شدت کے ساتھ کرنے لگا۔

مونس اور فوج ساجیہ کی کشیدگی کی وجہ

فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ قاہر کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل میں تھی۔ خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی معین و مددگار تھی۔ مونس اس سے ہمیشہ ترقی اور انعام کے وعدے کرتا آیا تھا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر سند خلافت پر متمکن ہوا۔ اور مونس کو امور سلطنت کے سفید و سیاہ کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے مگر اس کی فوج کے حقوق پر مونس کی نظر نہ پڑی۔

ساجیہ فوج کا سردار صندل

فوج ساجیہ کے سرداروں میں ایک شخص صندل نامی تھا۔ اس کا ایک خادم موتمن تھا۔ صندل نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہر تک قبل خلافت پہنچ گیا۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ قاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا موتمن کو کل خادمان قصر خلافت کی سرداری عنایت کی۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ قاہر نمک حرام اراکین دولت مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوا۔ وہ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مارتا تھا۔ کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے۔ مگر کچھ بن نہ پڑتی تھی۔ ایک روز موتمن کو طلب کر کے کہا۔ تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تم کو فروخت کیا تھا۔ وہ فوج ساجیہ کا ایک سردار ہے۔ اور اس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اس سے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بد معاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا۔ اور اگر اس کے خلاف دیکھنا تو خاموش رہنا موتمن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا۔ اور جس طرح خلیفہ قاہر نے

تلقین کی تھی (لفظ بلفظ) ادا کیا۔ صندل نے جواب دیا کہ "امیر المومنین نام کے خلیفہ ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان ہی سازشوں سے جو ان دنوں ارکین دولت کے بدولت ہو رہی ہیں۔ نجات دے تو ہم تم اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے۔ مو تمن یہ سن کے خاموش ہو رہا۔ لوٹ کے خلیفہ قاہر کی خدمت میں آیا۔ خلیفہ قاہر نے کل حالات سن کر تھوڑے سے تحائف مونمن کی معرفت صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے۔ اور یہ سمجھا دیا کہ تم میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا کہ آج خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کیں۔ ان میں سے یہ بھی ہیں جو میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں۔ اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرو تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جاؤ۔ صندل کی بیوی مونس کی ترغیب سے قصر خلافت میں حاضر ہوئی خلیفہ قاہر نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہا۔ اور اس کے ذریعہ سے صندل کے پاس اپنے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جمیں صندل اور اس کے ہمراہیوں کو جاگیرات، انعامات اور صلے دینے کا وعدہ تھا صندل نے وہ رقعہ دیکھ کر سپہ سالاران فوج ساجیہ سے سیما کو اپنا ہمراز بنایا۔ پھر دونوں نے باتفاق رائے طریف سبکری کو اس راز سے آگاہ کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ مونس سے کشیدگی ہے اور یہ موقع و محل کا منتظر ہے۔

خلیفہ قاہر اور طریف کے مابین معاہدہ

طریف نے اس شرط سے ان لوگوں کی ہم آہنگی منظور کی کہ مونس بلیق اور ابن بلیق کو کوئی صدمہ جانی نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ سب نے قسمیں کھائیں بعد ازاں طریف نے یہ استدعا کی۔ کہ خلیفہ قاہر کا خط بقلم خاص اس مضمون کا آئے۔ تو میں بسر و چشم اس مصیبت و بلا کے ٹالنے کو موجود ہوں ان لوگوں نے خلیفہ قاہر کے پاس یہی پیام بھیجدیا۔ خلیفہ قاہر نے اپنے قلم سے پہلے ان شرائط کو تحریر کیا۔ جس کا وہ خواہاں تھا اس کے بعد اپنی طرف سے اس قدر اور بڑھا دیا کہ میں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا۔ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا۔ حج اور جہاد کرنے کو جاؤں گا۔ داد خواہی کے لئے میں خود مجلس عدل میں جاکر بیٹھوں گا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری کا منصوبہ

فوج ساجیہ کے ملا لینے کے بعد طریف نے محافظین محلسرائے خلافت کو بھی اپنا ہمصفیر بنالیا۔ ابن بلیق نے ان لوگوں کو محلسرائے خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ان میں ٹھہرا دیا تھا۔ اس وجہ سے محافظین محلسرائے خلافت کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہو گئی تھی طریف نے دم پٹی دے کر ان لوگوں کو بھی خلیفہ قاہر کا ہواخواہ بنا دیا۔ اتفاق یہ کہ ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ سرداران فوج

ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ مگر بخوف فتنہ وفساد اس فعل سے باز رہے پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی حیلہ سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچ کر گرفتار کر لینا چاہیئے۔ اور چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خطرہ کو پہلے ہی سے پیش نظر رکھا تھا۔ بیماری کے بہانہ سے باہر نہ آتا تھا اور نہ کوئی شخص اس کی خدمت میں جا سکتا تھا۔ اس وجہ سے ابن مقلہ اور ...... ابن بلیق کو اس ارادے میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ صلاح و مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی غبار اڑا دی۔ جیسا کہ ابھی ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

عام معافی کا اعلان

الغرض مونس کی گرفتاری کے بعد عہدۂ حجابت پر سلامت طولونی کو مامور کیا گیا۔ کوتوالی پر احمد بن خاقان، عہدۂ وزارت پر بجائے ابن مقلہ کے ابو جعفر بن محمد قاسم بن عبید اللہ۔ نظم و نسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں یہ منادی کرا دی۔ کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں۔ ان کو امان دی جاتی ہے۔ ان کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے۔ واپس دیا جائے گا۔ اور جو شخص حاضر نہ ہو گا ان کا مکان منہدم کرا دیا جائے گا۔ اور مال و اسباب ضبط کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد ابو احمد بن مکتفی کی جستجو شروع ہوئی۔ بڑی کوشش اور تلاش سے وہ ہاتھ آیا۔ خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا۔ اسے دیوار میں چن دیا گیا۔ اور وہ مر گیا۔ پھر علی بن بلیق کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دی گئی۔

بلیق و مونس کا قتل

شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہوئی مونس کے ہمراہی بھی اس فتنہ و فساد میں شریک تھے۔ شور و غوغا مچاتے ہوئے محلسرائے خلافت کے قریب پہنچے۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے "روشن محل" میں آگ لگا دی۔ مونس کو رہا کر دو۔ چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے خلیفہ قاہر لشکریوں کے شور و غل کو سن کر اس مکان کی جانب گیا۔ جہاں پر کہ بلیق قید تھا۔ خادموں کو اشارہ کر دیا۔ بلیق کی گردن اتار لی گئی۔ اور اس کا سر لئے ہوئے مونس کے پاس آیا۔ مونس دیکھ کر گھبرا گیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کے بلیق کے قاتل پر لعن طعن کرنے لگا۔ خلیفہ قاہر کے حکم پر اس کا بھی سر اتار لیا گیا۔ بعد ازاں ان دونوں سروں کو نیزے پر رکھ کر تشہیر کرا کر خزانہ میں رکھ دیا۔ لشکری اور ہمراہیان مونس اس خوفناک منظر کو دیکھ کر تھرا گئے۔ کسی تحریک کے بغیر سب کے سب منتشر ہو گئے۔

ابو جعفر کی معزولی

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ علی بن بلیق اپنے باپ بلیق اور مونس کے بعد مارا گیا۔ کیونکہ یہ روپوش تھا۔ بلیق اور مونس کے قتل کے بعد اس کی بھی

بر حکم خلیفہ گرفتاری ہوئی تھی۔

ابو یعقوب اسحاق بن اسمٰعیل نوبختی بھی اس فتنہ و فساد میں مشتبہ ہو گیا تھا۔ خلیفہ قاہر نے اس کو وزیر السلطنت ابوجعفر کے پاس سے گرفتار کرا کے جیل میں ڈال دیا۔ اراکین سلطنت اور سرداران لشکر کو خلیفہ قاہر کی اس تندمزاجی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا۔ ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت بھی اس معاملہ میں اپنی دخل در معقولات کرنے سے خائف اور نادم ہوئے۔ ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابوجعفر کی گرفتاری کی باری آئی۔ تین ماہ پندرہ یوم وزارت کرنے کے بعد اسے گرفتار کیا گیا۔ اس کی اولاد اس کا بھائی اور عبیداللہ اور اس کے خدام بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دئے گئے۔ ابوجعفر قید ہونے کے اٹھارہویں روز بعد مر گیا تھا۔

ابوالعباس احمد کا عہدۂ وزارت پر تقرر

بجائے اس کے ابوالعباس احمد بن سلیمان خصیبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔ وزیر السلطنت ابوجعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک با اثر شخص باقی رہ گیا تھا۔ جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح سے کھٹکتا تھا۔ فوج اور ملک کو اس کا پاس ولحاظ تھا۔ ایک روز خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار خاص میں بلا بھیجا۔ جوں ہی اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ خدام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا۔

آل بویہ کی حکومت کا آغاز

بنی بویہ کا مورث اعلیٰ ابو شجاع ابویہ نامی ایک شخص سرداران دیلم میں سے تھا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔ عماد الدولہ ابوالحسن علی، رکن الدولہ ابو علی حسن، معز الدولہ ابوالحسن احمد، ابن ماکولا نے اس کو ساسانیہ میں بہرام گور بن یزدجرد کی طرف نسباً منسوب کیا ہے۔ اور ابن مسکویہ نے یزدجرد شہریار کی جانب مگر یہ نسب بے بنیاد ہے، کیونکہ ریاست و سرداری کسی قوم پر سوائے ان کے شہر والوں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جیسا کہ ہم مقدمۃ الکتاب میں بیان کر آئے ہیں۔

بنی بویہ کا خروج

بہرکیف جس وقت دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور اطروش ان کے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان پر قابض و متصرف ہوا، اس کے نامور سپہ سالاروں میں سے ماکان بن کالی، لیلیٰ بن نعمان، اسفار بن شیرویہ اور مرداویج بن زیاد تھے۔ یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور والی ملک تھے۔ ان لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبا لیا۔ بعد ازاں زمانہ تنزلی، دولت عباسیہ میں ملک گیری کے خیال سے بلاد اسلامیہ کے اطراف و جوانب کی جانب نکل

پڑے انہیں خروج کرنے والوں کے ساتھ بنی لویہ نے بھی خروج کر دیا۔ جو ماکان بن کالی کی فوج کے سرداروں میں سے تھا۔ پھر جب بعد قتل اسفار بن شیرویہ مابین مرادادیج اور ماکان بن کالی اختلاف وفتنہ شروع ہوا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بنی بویہ اور مرادادیج

اور مرادادیج نے طبرستان وجرجان کو ماکان کے قبضہ سے نکال لیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کر مرادادیج کے پاس چلے آئے چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہے اہل وعیال ہمارے کثرت سے ہیں۔ اور آپ اس بارگراں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے بہ نظر تخفیف تصدیع ہم لوگ مرادادیج کے پاس چلے جاتے ہیں۔ جس وقت آپ کا انتظام درست اور کاروبار حکومت چست ہو جائے گا۔ آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ مرادادیج نے بنی بویہ کو اعزاز واحترام سے ٹھہرایا۔ خلعتیں دیں۔ اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں میں سے ایک گروہ نے مرادادیج سے امان کی درخواست کی۔ مرادادیج نے قبول کر لی۔ اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک سمت کی حکومت عنایت کی۔ چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کی زمام حکومت سپرد کی گئی۔ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

آل بویہ کی رے کو روانگی

غرض تمام بنی بویہ مرادادیج سے رخصت ہو کر رے کی جانب روانہ ہوئے ان دنوں رے کی حکومت پر وشمگیر بن وزیار برادر مرادادیج تھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا۔ عماد الدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی۔ کچھ اسباب اور خچر بطور تحفہ پیش کیا۔ مرادادیج کو اس کی خبر لگ گئی۔ فوراً سمجھ گیا کہ ماکان کے ان پناہ گزین سرداروں کو سرداری وحکومت دینے میں میں نے غلطی کی یہ لوگ چلتے پرزے ہیں جو کچھ نہ کر گزریں وہ کم ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی وشمگیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ اس خط کے پہنچنے سے پیشتر عماد الدولہ کرخ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے۔ یہ باقی رہ گیا۔ وشمگیر نے اس کے واپس لانے کی فکر کی۔ آدمیوں کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر پھر بخوف فتنہ وفساد خاموش ہو رہا۔

عماد الدولہ کا کرخ پر قبضہ

عماد الدولہ نے کرخ میں پہنچ کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی، استقلال واستحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ خرمیہ کے دو چار قلعات بھی فتح کئے۔ مال کثیر ہاتھ آیا۔ سب کا سب لشکریوں کو دے دیا جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ عوام الناس کے قلوب عدل وانصاف اور داد ودہش سے اس کی جانب مائل ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں

اس کا جاہ و جلال اور رعب وداب بڑھ گیا۔ اس زمانہ میں مرداویج طبرستان میں مقیم تھا۔ طبرستان سے سے واپس آیا۔ اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جو رَے میں نظربند تھے۔ رہا کر کے کرخ بھیج دیا۔ عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کی بہت بڑی عزت کی اور اخلاق و محبت سے پیش آیا۔ انہیں مال و اسباب سے مالا مال کیا گیا۔ ان سے ان لوگوں کو عماد الدولہ کی جانب طبعی میلان ہو گیا۔ مرداویج نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مرداویج کو اس خود کردہ فعل پر سخت ندامت ہوئی۔ اسی اثنا میں شیرزاد نامی دیلم کے ایک سپہ سالار نے عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔

اصفہان پر قبضہ

عماد الدولہ کی قوت اس کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ اور اس نے سامان جنگ درست کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی۔ اور محکمہ خراج کا انچارج ابو علی بن رستم تھا عماد الدولہ نے نرمی سے کہلا بھیجا کہ تم لوگ دار الخلافت بغداد میں جا کے معذرت کرو۔ اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں۔ مظفر اور ابو علی نے اس امر کو منظور نہ کیا۔ اتفاق یہ کہ انہیں ایام میں ابو علی مر گیا۔ جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت مکروہ سمجھتا تھا۔ مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر آ کر مورچہ قائم کیا۔ اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات سن کر عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ بعد ازاں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ عماد الدولہ کے رکاب میں صرف نو سو سوار تھے۔ اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں وہ شکست کھا کر بھاگا۔ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھریرہ اُڑا دیا۔

جرجان پر قبضہ

اس واقعہ سے جس قدر خلیفہ قاہر کو مسرت ہوئی اس سے بدرجہا زیادہ مرداویج کو صدمہ پہنچا۔ اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ براہ تملق و چاپلوسی عماد الدولہ کو لکھ بھیجا "تم میرے ہی ساختہ پرداختہ ہو میری اطاعت قبول کرو۔ میں تمہاری فوج و لشکر سے مدد کروں گا۔ اور قبل قاصد روانہ کرنے کے اپنے بھائی وشمگیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر بحالت غفلت شب خون مارنے کو روانہ کیا جاسوسوں نے عماد الدولہ کو اس کی خبر کر دی۔ اصفہان چھوڑ کر جرجان کا رُخ کیا۔ ابوبکر بن یاقوت والئ جرجان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہو کر بلا جدال و قتال جرجان چھوڑ کر رامہرمز بھاگ گیا۔ عماد الدولہ نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے۔

عماد الدولہ اور ابن یاقوت کی جنگ

اس کے بعد ہی وشمگیر برادر مرداویج وارد اصفہان ہوا اور بلامزاحمت و مخاصمت قابض و متصرف ہو گیا۔ مگر خلیفہ قاہر کی تحریر و تحریک پر مرداویج نے اصفہان کو محمد بن یاقوت کے حوالہ کر دیا۔ بعد قبضہ جرجان عماد الدولہ کے پاس ابوطالب زید بن علی نوبندجان کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلاف عقل ہے۔ وہ تمہاری فکر میں ہے۔ عماد الدولہ یہ خیال کر کے کہ مبادا ابن یاقوت اور اس کے بیٹے کے محاصرہ میں آجائے ابوطالب کے مشورہ پر کاربند نہ ہوا۔ تب ابوطالب نے یہ سمجھانا شروع کیا کہ مرداویج اور ابن یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تم میں ان دونوں کے مقابلہ کی قوت ہے۔ عماد الدولہ بار بار اس مضمون کے لکھنے سے متاثر ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۳۲۱ھ میں جرجان چھوڑ کر نوبندجان کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں ابن یاقوت کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ عماد الدولہ نے پہلے ہی حملہ میں شکست فاش دے دی۔ ابن یاقوت نے بقیہ لشکر کو فراہم اور مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو کازرون وغیرہ مقامات فارس کی طرف خراج وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ابن یاقوت نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک لشکر کازرون کی طرف بھیج دیا۔ رکن الدولہ نے اس کو شکست دے دی۔ اور خراج وصول کر کے اپنے بھائی کے پاس واپس چلا آیا۔

ابن یاقوت کی شکست

اس کے بعد عماد الدولہ اس خوف سے کہ مرداویج اور ابن یاقوت کے مابین موافقت نہ ہو جائے۔ نوبندجان سے اصطخر کی طرف روانہ ہوا۔ ابن یاقوت نے تعاقب کیا۔ کرمان کے راستہ میں ایک پل پر مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی، عماد الدولہ کے چند سپہ سالاروں نے ابن یاقوت سے امان حاصل کر لی۔ اور وہ اس کے لشکر میں چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہوئے۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عماد الدولہ نے تعاقب کیا۔ اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کا ہے۔ اس معرکہ میں معز الدولہ نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے۔ مردانگی اور جنگ آزمائی میں بہت بڑا حصہ لیا۔

عماد الدولہ کا بلادِ فارس پر قبضہ

شکست کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جا کر دم لیا۔ اور عماد الدولہ شیراز چلا گیا۔ اس پر اور کل بلاد فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ امان کی منادی کرا دی۔ چاروں طرف امن وامان کا ڈنکا بج گیا۔ لشکریوں نے تنخواہیں طلب کیں۔ ادائیگی سے مجبور ہوا۔ اتفاق سے چند صندوق ہاتھ آئے جن کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا۔ اور بنی صفار کے ذخائر بھی مل گئے۔ جن میں پانچ لاکھ دینار سُرخ تھے پھر کیا تھا کل خزانہ معمور ہو گیا۔ استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت کی اطاعت

ابن یاقوت تا زمانہ قتل مرداویج اہواز میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ اس کا کاتب ابو عبداللہ بریدی بھی تھا۔ مرداویج کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔ عماد الدولہ یہ خبر پا کے چڑھ دوڑا۔ رفتہ رفتہ مقام عسکر مکرّم میں پہنچا اطراف جرجان میں عماد الدولہ اور ابن یاقوت میں صف آرائی کی نوبت آئی اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کو ...... قسمت سے شکست نصیب ہوئی۔ ابو عبداللہ بریدی کو پیام صلح دے کر عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا عماد الدولہ نے منظور کر لیا اور اہواز کی حکومت پر اس کو مامور کر کے واپس آیا۔ ابن بریدی بھی اس کے ساتھ تھا اسکے بعد اہواز میں ابن یاقوت اور بلاد فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگے

عماد الدولہ کو سندِ حکومت کی منظوری

ان واقعات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں بغرض حصول سند حکومت ایک درخواست روانہ کی۔ خلیفہ راضی خلیفہ قاہر کے بعد سندِ خلافت پر متمکن ہوا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اور ایک عرضداشت اس کے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجی اور دس لاکھ درہم نذر کرنے کا وعدہ کیا وزیر السلطنت ابو علی نے منظور کر لی۔ سند حکومت مع خلعت اور لواء روانہ کی۔ اس سے عماد الدولہ کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ مرداویج کو یہ خبر سُننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے اس کا بھائی وشمکیر بعد معزولی خلیفہ قاہر اصفہان کی طرف واپس آیا تھا۔ اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بغداد لوٹا دیا تھا۔ اسی زمانہ میں مرداویج بھی اصفہان آپہنچا اور عماد الدولہ کو نیچا دکھانے کی تدبیر میں مصروف ہوا۔ اور اپنے بھائی وشمکیر کو صوبہ رے کسی غرض سے بھیج دیا۔

خلیفہ قاہر کی معزولی

خلیفہ قاہر نے مونس اور اس کے ہمراہیوں کے قتل کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش وجستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ یہ دونوں روپوش تھے اور درپردہ سپہ سالاران فوج ساجیہ اور محافظین

محلسرائے خلافت سے خط و کتابت کر رہے تھے کبھی ان کو خلیفہ قاہر کی تلوّن مزاجی کی دھمکی دیتے تھے۔ کہ ایک نہ ایک روز تمہارا انجام بھی وہی ہو گا جو مونس اور اس کے ہمراہیوں کا ہوا۔ اور کبھی انعام و اکرام کا لالچ دلاتے اکثر اوقات شب کو ابن مقلہ سپہ سالاران ساجیہ کے پاس بھیس بدل کر آتا۔ اور ان پر ظاہر کرتا کہ سیما کو ایک منجم پر بتلا گیا ہے کہ خلیفہ قاہر کا ادبار اس کے ہاتھوں ہو گا۔ اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت درہم برہم کرے گا۔ غرض ابن مقلہ نے انہیں ذرائع سے سپہ سالاران ساجیہ کے خیالات بدل دئے۔ سیما فوج ساجیہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ سیما کے معبر (خواب کے تعبیر بیان کرنے والے) کو بہت سا مال دے کے ملا لیا۔ اور اس کے ذریعہ سے سیما کو خلیفہ قاہر کی سطوت اور تلون مزاجی سے ڈرانا شروع کیا سُنتے سُنتے سیما کو خلیفہ قاہر سے نفرت اور رنجش پیدا ہو گئی۔ اس عرصہ میں خلیفہ قاہر نے محلسرائے خلافت میں چند گڑھے اور کنوئیں کھدوائے۔ لگانے بجھانے والوں نے سیما اور سپہ سالاران ساجیہ سے یہ جڑ دیا کہ یہ گڑھے اور کنوئیں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کھدائے گئے ہیں سیما اور سپہ سالاران ساجیہ کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور کشیدگی اور نفرت بہت بڑھ گئی۔ سیما نے حفظِ ماتقدم کے خیال سے اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے آلاتِ جنگ تقسیم کئے اور محافظین محلسرائے خلافت کے سرداروں کو بلا کر خلیفہ قاہر کو معزول کرنے کا مشورہ کیا قسمیں کھائیں عہد و پیمان کیا۔ بعد ازاں سب نے دفعتہً محلسرائے خلافت پر حملہ کر دیا۔ اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ قاہر شور و غوغا سُن کر بیدار ہو کر بھاگنے کے قصد سے دروازہ کی طرف سے بڑھا۔ خدام بولے "کثرتِ فوج سے راستہ نہیں ہے" مجبور ہو کر حمام کی چھت پر چڑھ گیا اتنے میں بلوائی گھس آئے خلیفہ قاہر کو ڈھونڈنے لگے کسی خادم نے بتلا دیا۔ سُنتے ہی ایک گروہ حمام کی طرف دوڑ پڑا۔ اور خلیفہ قاہر سے اُتر آنے کو کہا۔ خلیفہ قاہر نے انکار کیا۔ ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی، چار و ناچار خلیفہ قاہر حمام کی چھت سے نیچے اُتر آیا۔ سب نے گرفتار کر لیا۔ اور پابزنجیر اس مکان میں لائے جہاں کہ طریف سبکری قید تھا۔ اس کو رہا کر کے بجائے اس کے خلیفہ قاہر کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے۔ وزیر السلطنت خصیبی اور سلامت حاجب بھی اس وحشت انگیز خبر کو سُن کے بھاگ گیا۔

معزولی کے دیگر اسباب

بعض نے خلیفہ قاہر کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت پر تشدد کرنے لگا۔ اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا۔ وظائف اور تنخواہ

کے دینے میں لیت ولعل سے کام لیتا۔ اس سے ان لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں اور وہ ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے۔ اتفاق یہ کہ اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ اکثر اس سے مال وزر کا طالب ہوتا تھا۔ وزیر السلطنت خصیبی بھی اسی حال میں مبتلا تھا۔ اس اثناء میں خلیفہ قاہر نے اپنے محلسرا میں چند گڑھے کھدائے اس سے ان لوگوں کو شبہ پیدا ہوا۔ جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اتنے میں قرامطہ کا ایک گروہ فارس سے گرفتار ہو کر بغداد آیا۔ خلیفہ قاہر نے بظاہر ان لوگوں کو اس میں قید کر دیا۔ مگر درپردہ ان لوگوں کو فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کے مقابلہ میں ابھارنے کی کوشش کی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو یہ ناگوار گزرا اور وزیر السلطنت اور حاجب سے یہ واقعہ ظاہر کیا۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو محلسرائے خلافت سے نکال کر محمد بن یاقوت کو توال شہر کے سپرد کر دیا۔ اور حسنِ سلوک کرنے کی ہدایت کر دی اس سے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کا شبہ اور قوی ہوا۔ خلیفہ قاہر بھی اعلانیہ ان کی برائیاں اور مذمت کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ فوج ساجیہ کی کشیدگی اس حد تک پہنچی کہ اس کے معزول کرنے پر متفق ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

باب ۲۴

محمد بن مقتدر الراضی باللہ

۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

بیعتِ خلافت خلیفہ قاہر کی گرفتاری کے بعد ابو العباس بن مقتدر کو قید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا۔ (یہ مع اپنی ماں کے جیل میں تھا) ماہ جمادی الاولیٰ ۳۲۲ھ یوم چہار شنبہ کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ اور "الراضی باللہ" کا مبارک لقب دیا گیا۔

قاہر کا انجام اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسٰے اور اس کے بھائی عبد الرحمٰن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدہ وزارت پر علی بن عیسٰے کو مقرر کرنے کا قصد ظاہر فرمایا۔ علی بن عیسٰی نے ضعیفی اور کبر سنی کا عذر کر کے ابن مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کو امان دی۔ اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا۔ اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ محبوس خلیفہ قاہر کے پاس جا کر ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرلے۔ قاضی القضاۃ مع چند عادل گواہوں کے محبوس خلیفہ کے پاس گیا اور اپنے آپ کو معزول کرنے کی ہدایت کی، محبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

عہدوں کی تقسیم ابن مقلہ نے عہدۂ وزارت سے مشرف ہو کر خصیبی وزیر خلیفہ سابق کو امان دے کر چند صوبوں کی گورنری عطا کی۔ اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو صوبجات موصل، قردی، باریدی، ماردین، دیار جزیرہ، دیار بکر، طریق فرات اور ثغور جزریہ، شامیہ اور افواج شام و مغربیہ مامور کیا۔ افسران محکمہ جات خراج ڈاک اور معادن کی

معزولی اور تقرری کے اختیارات دیئے۔ بدر حمامی کو محکمہ پولیس کی افسری دی گئی۔ محمد بن رائق اہواز سے طلب کیا گیا۔ اس نے اس صوبہ پر قبضہ کر کے ابن یاقوت کو سوس اور جند لیسا پور کی طرف نکال دیا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کو اصفہان کی گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے ارادے میں تھا۔ اتنے میں خلیفہ قاہر کی زندگانی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ عہدہ حجابت پر مقرر کرنے کی غرض سے ابن رائق کو خلیفہ راضی نے بلا بھیجا ابن رائق اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

ابن یاقوت کا عہدۂ حجابت پر تقرر

ابن یاقوت نے یہ خبر پا کر دربار خلافت میں عہدۂ حجابت کی ایک درخواست بھیج دی جو پہنچنے کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ابن یاقوت سامان سفر درست کر کے ابن رائق کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ کسی نے ابن رائق سے اس کی خبر کر دی۔ اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے میں پہلے بغداد میں پہنچ جاؤں واسط میں نہ ٹھہرا ڈبل کوچ کرتا ہوا بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ مدائن میں خلیفہ راضی کا اسی مضمون کا فرمان ملا کہ دربار خلافت کی طرف سے تمہیں صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے صیغہ ہائے جنگ و معادن کی حکومت بھی مرحمت کی جاتی ہے۔ بجائے بغداد آنے کے واسط واپس جاؤ۔ چنانچہ مدائن سے براہ دجلہ واسط کو لوٹا۔ بوقت مراجعت اثنائے راہ میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا کچھ عرصہ بعد ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے عہدۂ حجابت سے سرفراز فرما کے سرداری افواج اور دفاتر کی نگرانی بھی اسی کے سپرد کی۔ اور یہ حکم دیا کہ امراء لشکر اور حکام مال و دیوانی اسی کے حضور میں حاضر ہوا کریں کوئی فرمان تقرری یا معزولی یا رہائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہ ہو۔ در حقیقت وزارت بھی یہی کرتا تھا۔ اور وزیر السلطنت ابن مقلہ اس کی مجلس کا ایک ممتاز و معزز ممبر تھا۔

ہارون کا قتل

ہارون غریب الحال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ، دینور، اور ماسبدان کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ جس وقت خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں میرے سوا کوئی اور شخص حکومت اور سرداری کا مستحق نہیں ہے۔ ارکین دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خانقین کی جانب بقصد بغداد کوچ کیا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ ابن یاقوت، فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو ناگوار گزرا۔ مجتمع ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت جڑ دی۔ خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون

سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی۔ ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط وکتابت بغداد میں آنے کی ممانعت کی۔ اور علاوہ ان صوبوں کے جو اس کے قبضہ میں تھے دو ایک صوبہ اور دینے کا وعدہ کیا مگر ہارون اس جانب ذرا بھی ملتفت نہ ہوا۔ مہروان میں پہنچ کے جبراً خراج وصول کرنے لگا۔ جس سے اس کا رعب داب بڑھ گیا۔ اراکین دولت نے یہ خبر پا کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو روانہ کیا۔ جونہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ ابن یاقوت کے بعض ہمراہی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے ہیں۔ ابن یاقوت نے ہارون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ ہارون نے منظور نہ کیا۔ اور یہ کہلا بھیجا۔ کہ میں بغداد میں ضرور آؤں گا۔ ابن یاقوت یہ جواب سن کر خاموش ہو رہا۔ یوم سہ شنبہ چوبیسویں جمادی الثانی ۳۲۲ھ کو دونوں فوجوں نے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو شکست ہوئی اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا۔ اور اس سے گزر گیا۔ ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا۔ رفتہ رفتہ ایک جھیل میں پہنچا اتفاق سے گھوڑا بدکا زمین پر آ رہا۔ محمد بن یاقوت کے ایک غلام نے پہنچ کے سر اتار لیا۔ ہارون کے ہمراہی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے دو ایک سپہ سالار مارے گئے۔ اور دو ایک گرفتار کر لئے گئے۔ ابن یاقوت فتحیاب ہو کر بغداد کی جانب لوٹا۔

ابن یاقوت کا زوال

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ابن یاقوت کو کل دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور وزارت بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا۔ ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا۔ ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا۔ تا آنکہ خلافت مآب پر ابن یاقوت کی مخالفت ثابت کر دی۔ اور ماہ جمادی الاول ۳۲۳ھ میں اس کی گرفتاری پر آمادہ کر دیا۔

ابن یاقوت کی گرفتاری

پانچویں ماہ مذکور کو خلیفہ راضی حسب دستور دربار میں رونق افروز ہوا۔ اراکین سلطنت امرائے لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے اور گورنران صوبجات بھی ایک طرف کھڑے تھے امیدواران سند گورنری کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا۔ گورنروں کی تقرری اور تبدیلی کی غرض سے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے۔ ابن یاقوت کو عہدۂ حجابت کی خدمات کے انجام دینے کے لئے حاضر کرو۔ اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی۔ کہ ابن یاقوت کو حاضر کیا گیا۔ خدام دولت اس کو لئے ہوئے دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے۔ اور وہیں قید کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے مکان کی محافظت

پر ایک دستہ فوج کو متعین کیا۔ اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدۂ وزارت کے اختیارات کاملہ مل گئے۔

یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر پا کر فارس کی طرف بقصد جنگ ابن بویہ کوچ کر دیا اور دربارِ خلافت میں خلافت مآب کو خوش کرنے کی غرض سے عرضی روانہ کر دی جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ تاکہ ابن بویہ کی مہم میں میرا ہاتھ بٹائے۔ وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہ کی۔ محمد بن یاقوت برابر جیل کی مصیبت جھیلتا رہا۔ یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں ۳۲۴ھ میں مر گیا۔

ابوعبداللہ بریدی کا عروج

ابوعبداللہ بریدی زمانہ ابن یاقوت میں اہواز کی گورنری پر تھا جس وقت مرداویج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا۔ بریدی اہواز سے بصرہ چلا آیا۔ اور نشیبی اہواز میں متصرف و قابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یاقوت کے عہدہ کتابت کو بھی انجام دے رہا تھا۔ کچھ عرصہ بعد یاقوت کے پاس چلا آیا۔ اور اس کے پاس واسط میں ٹھہرا رہا۔ پس جس وقت ابن یاقوت گرفتار کیا گیا۔ وزیر ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت کی تھی۔ اور ان دونوں کو مہم فارس پر جانے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ واسط سے یاقوت براہ طرسوس روانہ ہوا۔ اور بریدی براہ دریا کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔ سوس اور جندلیسا پور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابوالحسن اور ابویوسف کی سپردگی میں تھا۔ اس سے بیشتر ابوالحسن اور ابویوسف نے دربار خلافت میں رپورٹ بایں مضمون بھی کہ اگر مرداویج کی روک تھام نہ کی جائے گی تو عنقریب ان بلاد پر وہ قابض و متصرف ہو جائے گا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کی غرض سے ایک نائب بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابوالحسن اور ابویوسف کی رپورٹ کی تائید کی۔ اس اثناء میں بریدی بھی پہنچ گیا۔ اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار سے متجاوز تھی قبضہ کر لیا۔ اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے لشکر بھی مرتب کر لیا۔ بعد ازاں یاقوت کو بغرض فتح فارس ارجان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود اہواز میں ٹھہرا ہوا خراج وصول کرتا رہا۔ جس سے اسی قدر مال اور فراہم ہو گیا۔

یاقوت کا زوال

یاقوت اور ابن بویہ سے مقام ارجان پر مقابلہ ہوا۔ یاقوت شکست کھا کے عسکر مکرم کی طرف بھاگا۔ ابن بویہ رامہرمز تک تعاقب کرتا گیا۔ جب یاقوت نہ ہاتھ آیا تو رامہرمز میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہوئی۔ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مقام ارجان میں بمقابلہ عماد الدولہ بن بویہ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگ آیا ہے۔ ابن بویہ نے فارس پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ابو عبداللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یہ یاقوت کا سیکرٹری بھی تھا۔ یاقوت کو اس پر پورا اعتماد تھا چونکہ انتظامی قوت یاقوت میں کم تھی۔ اور دور اندیشی کا مادہ مطلق نہ تھا۔ ابو عبداللہ بریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کے ذریعہ یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ عسکر مکرم میں قیام فرمایئے۔ میں بہت جلد سامان جنگ اور مال فراہم کر کے مع اس لشکر کے جو بغداد سے آنے والا ہے۔ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں آپ کو مغز خراشی بھی نہ کرنی پڑے گی۔ لشکریوں کے شور و شغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اس پیام کے ساتھ خزانہ اہواز سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کئے۔ سادہ لوح یاقوت اس جھانسہ میں آگیا۔ اور بریدی اس قدر مال روانہ کر کے خاموش ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا۔

یاقوت کی شکست

یاقوت اور اس کے لشکریوں کی عسرت سے بسر ہونے لگی۔ اس واقعہ سے قبل یاقوت کے پاس ابن بویہ کے ہمراہیوں میں سے طاہر جیلی اور اس کا کاتب ابو جعفر صیمری ابن بویہ سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا۔ جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی اور تنگی معیشت کی نوبت آگئی۔ تو طاہر جیلی یاقوت سے رخصت ہو کر غربی تشتر کی جانب لوٹا۔ عماد الدولہ کو اس کی علیحدگی کی خبر لگ گئی۔ لشکر آراستہ کر کے یاقوت پر حملہ کر دیا۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابو جعفر قید ہو گیا۔ مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا گیا۔ رہائی پا کر کرمان پہنچا۔ معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدۂ کتابت کو حاصل کر لیا۔

یاقوت اور ابو عبداللہ بریدی

طاہر نے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط مشعر ضعف یاقوت و نااتفاقی ہمراہیان یاقوت تحریر کیا بریدی نے یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز میں بھیج دیجئے۔ میں ان کو سمجھا بجھا دوں گا۔ آپس میں لڑائی جھگڑا

نہ کریں گے۔ سادہ لوح یاقوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا۔ بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا۔ باقی کو واپس کر دیا۔ اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں داخل کیا۔ ان کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے۔ یاقوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کی طلبی کا خط لکھا۔ بریدی نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ تب یاقوت بریدی کی طرف روانہ ہوا۔ بریدی یہ خبر پا کر پیادہ پا استقبال کو آیا۔ دست بوسی کی۔ عزت و احترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کے ٹھہرایا۔ مستعدی سے خدمت کرتا رہا۔ مگر یہ سب ظاہرداری تھی لشکریوں کو اشارہ کر دیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے دارالامارت کے دروازہ پر آئے۔ یاقوت نے شور و غوغا کا سبب دریافت کیا۔ بریدی نے سر نیچا کر کے دست بستہ عرض کی۔ یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گزرا ہے۔ یاقوت یہ سُن کے گھبرا گیا۔ بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا۔ یاقوت ترسان و خائف اس کھڑکی سے نکل کے عسکر مکرم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد بریدی نے یاقوت کو اپنے لشکریوں کے تعاقب کرنے سے ڈرایا اور یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے تستر میں جا کے قلعہ نشین ہو جائیے اور والیٔ تستر کو پچاس ہزار دینار دینے کو تحریر کیا۔

یاقوت اس رائے کے مطابق عسکر مکرم سے تستر جانے کے لئے تیار ہوا۔ اس کا ایک خادم مونس نامی تھا۔ وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا۔ اس نے اس کی چالاکیاں اور اس کا فریب و مکر یاقوت پر ثابت کر کے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جایئے محافظین محسرائے خلافت کے آپ سردار ہیں۔ اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط بھی لکھا تھا۔ ان خرافات کو چھوڑیئے اور بغداد میں جا کے آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو بریدی کا قلع قمع جلد کیجئے اور اہواز سے اس کو نکال باہر فرمائیے۔ یاقوت نے اس نصیحت کے سُننے سے خود کو بہرہ بنا لیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سُنی۔

مظفر بن یاقوت کا مشورہ

نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے کل ہمراہ آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا۔ تاآنکہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔ اس اثناء میں اس کا بیٹا مظفر خلیفہ[1] راضی کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آیا اور بریدی نے کل حالات سُن کے بغداد جانے کی رائے دی۔ اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جائیے گا۔

---

[1] خلیفہ راضی نے اسے ماہ جمادی الاول ۳۲۴ھ میں قید کر دیا تھا۔ بعد ایک ہفتہ کے رہا کر کے تستر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا۔

اور اُس پر قابض و متصرف ہو جائیے گا۔ یاقوت نے اس سے انکار کیا۔ مظفر اُس سے علیحدہ ہو کر بریدی کے پاس چلا آیا بریدی نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا اور در پردہ اس کی محافظت و نگرانی پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔

یاقوت کا خاتمہ

باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جاتی تھی مگر پھر بھی بہ نظر انجام بینی یاقوت سے خائف ہوا۔ کہلا بھیجا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر مامور کر کے بھیج دوں۔ یاقوت نے مہلت مانگی۔ بریدی نے مہلت دینے سے انکار کر کے ایک لشکر اہواز سے روانہ کر دیا۔ یاقوت کو بریدی کی ان حرکات و افعال سے اس کے خبث باطنی اور بدنیتی کا احساس ہو گیا۔ بریدی پر حملہ کرنے کے قصد سے عسکر مکرم کی جانب کوچ کر دیا صبح ہوتے ہوتے عسکر مکرم پہنچ گیا۔ لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ و نشان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد بریدی کا لشکر بسر افسری ابو جعفر جمال آپہنچا۔ ایک حصہ فوج سے برسر مقابلہ آیا اور دوسرے حصہ کو یاقوت کے لشکر کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا۔ بعد ظہر یاقوت کو شکست ہوئی اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یاقوت نے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر آستین سے اپنے منہ کو چھپا لیا۔ بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گزرے اجنبی سمجھ کر منہ کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ یاقوت ہے سب کے سب ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ سر اُتار کر لشکر میں لائے۔ ابو جعفر نے نعش کو اسی میدان میں دفن کرا دیا اور سر کو معہ اُس مال و اسباب کے جو اس لڑائی میں لشکر گاہ یاقوت سے ہاتھ آیا۔ بریدی کے پاس تستر بھیج دیا۔ بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود ان صوبہ جات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

ابو العلاء سعید کا قتل

ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان۔ موصل کی گورنری پر تھا۔ اس کے چچا ابو العلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی سند حکومت حاصل کر کے خفیہ طور سے باظہار اس امر کے کہ میں اپنے برادر زادہ کے پاس روپے لینے جاتا ہوں موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ اس سے مطلع ہو کر استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا۔ ابو العلاء دوسری راہ سے موصل میں داخل ہو کر دار الامارۃ میں جا کر بیٹھ گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سُن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے پہنچ کر ابو العلاء کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جماعت نے جا کر سر اُتار لیا۔

ابن مقلہ کی موصل کو روانگی اور واپسی

خلیفہ راضی کو اس خبر کے سُننے سے سخت صدمہ ہوا وزیر السلطنت ابن مقلہ کو روانگی موصل کا حکم دیا۔

چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر موصل سے زوزان چلا گیا۔ وزیر السلطنت کوہ تنین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا۔ اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد کا راستہ لیں۔ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس تحریک پر عمل کیا۔ وزیر السلطنت نے گھبرا کر علی بن خلف بن طباب کو اور فوج ساجیہ سے ماکرد دیلمی کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور مسافت طے کر کے ۱۵ شوال ۳۲۳ھ کو بغداد میں داخل ہوا۔

ناصر الدولہ کا موصل پر دوبارہ قبضہ

بعد روانگی وزیر السلطنت ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکرد دیلمی سے مقام نعیبین پر برسر مقابلہ آیا ماکرد شکست کھا کر رقہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا۔ ماکرد کی شکست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے موصل میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خلافت مآب نے خطا معاف فرما کر سند حکومت مرحمت کر دی۔

وزارت میں تبدیلیاں

چونکہ محمد بن رائق نے دار الخلافت بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسط میں صوبجات واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ بھیجا تھا۔ محمد بن رائق نے وزیر السلطنت کے خط کا جواب مخالفانہ تحریر کیا اور در پردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی درخواست کی اس شرط سے کہ محلسرائے خلافت کے خرچ کا کل بار میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ میرے ذمہ۔

ابن مقلہ کی معزولی

جواب خط آنے پر وزیر السلطنت نے یہ رائے قائم کی کہ اپنے بیٹے کو باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہے ابن رائق کے گرفتار کرنے کو واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی امر کے ظاہر کرنے کو بھیج دوں تاکہ اس کو کوئی خیال مخالف نہ پیدا ہو۔ صبح کے وقت یہ معاملہ عرض کرنے کو قصر خلافت میں حاضر ہوا تو منظفر بن یاقوت اور محافظین محلسرائے خلافت نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے قبل منظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی ہو چکی تھی اور وہ عہدۂ حجابت کا کام انجام دے رہا تھا۔

عبدالرحمن بن عیسیٰ کی تقرری و معزولی

خلیفہ راضی نے اس فعل پر منظفر اور محافظین محلسرائے خلافت کی تعریف کی اور انعامات دئے۔ ابو الحسین بن

ابوعلی بن مقلہ اور ممبران خاندان وزارت کے روپوش ہوگیا۔ بعد ازاں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کی درخواست پر علی بن عیسٰے کو طلب فرما کر قلمدان وزارت سپرد کرنے کا قصد کیا۔ علی بن عیسٰے نے پیرانہ سالی کا عذر کرکے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی طرف اشارہ کیا۔ اسی وقت خلافت مآب نے عبدالرحمٰن بن عیسٰے کو طلب کرکے قلمدان وزارت عنایت فرمایا۔ اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کیا۔ ابن مقلہ سے بھی جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا وصول کیا گیا۔

ابوجعفر محمد بن قاسم کا تقرر

کچھ عرصہ بعد عبدالرحمٰن سے وزارت کا کام نہ چل سکا۔ خراج وصول ہونے میں وقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا اس نے مجبور ہو کر استعفاء دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تغیر سے پہلے گرفتار کرلیا اور ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسٰے پر بھی آفت آئی اس سے ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔

ابوجعفر محمد کی روپوشی

ابوجعفر کے زمانۂ وزارت میں خراج کی آمد بند ہوگئی۔ گورنروں نے اپنے صوبہ جات مقبوضہ کو دبا لیا۔ ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کردیا۔ بریدی نے صوبہ اہواز کی آمدنی دبالی۔ فارس کا خراج بوجہ غلبہ و تصرف ابن بویہ بند ہوگیا۔ چونکہ سوائے ان صوبجات کے اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کی مالی حالت بے حد کمزور ہوگئی۔ اراکین سلطنت اور امراء دولت علم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں چڑھ گئی تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی۔ خرچ کی تنگی ہو رہی تھی۔ ابوجعفر کا رعب داب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا تھا۔ جب اس سے بن نہ آئی تو اپنی وزارت کے تین ماہ پندرہ یوم کے بعد روپوش ہوگیا۔ خلیفہ راضی نے بجائے اس کے ابوالقاسم سلیمان بن حسن کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اس کی حالت بھی مثل وزراء سابق کے تھی نہ اس کے قبضہ میں کچھ مال وزر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اور نام کی وزارت یہ کر رہا تھا۔

ابن رائق کا عروج

جس وقت خلیفہ راضی کو وزراء کی نالائقی کا یقین ہوگیا۔ ابوبکر محمد بن رائق کو واسط سے بلا بھیجا اور یہ تحریر فرمایا کہ خلافت مآب نے تمہاری درخواست وزارت منظور فرمائی ہے مناسب یہ ہے کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر اپنے منصبی کام کو انجام دو۔ ابن رائق اس فرمان کو دیکھ کر خوش ہوگیا۔ روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اسی اثناء میں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق

کے پاس بھیج دیا۔ اور اس کی سرداری عنایت کی۔ امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال و دیوانی، تبدیلی و تقرری حکام، نظم و نسق ممالک، کتابت، حجابت، غرض کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات مرحمت کئے۔ ممبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ماہ ذی حجہ ۳۲۴ھ میں فوج ساجیہ وارد واسط ہوئی ابن رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال و اسباب کو منبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین محل سرائے خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظین محل سرائے خلافت یہ سن کر جھلا اٹھے اپنے مکانات کو چھوڑ کر محل سرائے خلافت میں آ کر خیمہ زن ہو گئے۔ اس کے بعد ابن رائق واسط سے بغداد آیا۔ خلیفہ راضی نے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام مملکت اس کے ہاتھ میں دے دی اس کے حکم سے محافظین محل سرائے خلافت خیموں کو اکھاڑ کر اپنے مکانات میں جا کر مقیم ہوئے۔ اسی وقت کل دفاتر شاہی بند کر دئے گئے۔ نام کی وزارت باقی رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گزرتا۔ خزانے بند کے بند رہے۔ خراج اس کے خزانہ میں داخل ہوتا اور وہ سیاہ و سفید جو چاہتا کرتا۔ خلافت مآب بھی اسی کے دست نگر تھے ایک حبہ ان کے قبضہ میں نہ تھا وہ اپنے مقصود اور خواہش کے مطابق ان سے کام لیتا۔ غرض یہ کاٹھ کی پتلی یا موم کی ناک تھے جس طرف چاہتا پھیر دیتا۔ گورنران ممالک محروسہ نے یہ رنگ دیکھ کر غاشیہ اطاعت کو اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا جس قدر جس کے قبضہ میں تھا اس کو اس نے دبا لیا خلافت مآب کے قبضہ میں اس وقت سوائے بغداد اور اس کے مضافات کے اور کوئی ملک باقی نہ رہ گیا تھا۔ بایں ہمہ ابن رائق خلافت مآب پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا حکم جاری و ساری تھا۔

خود مختار صوبے

باقی صوبہ جات ممالک محروسہ کی یہ کیفیت تھی۔ بصرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا خوزستان اور اہواز بریدی کے، فارس عماد الدولہ بن بویہ کے، کرمان ابو علی محمد بن الیاس کے، رے، اصفہان اور جبل رکن الدولہ ابن بویہ اور دشمگیر کے (دشمگیر مرداویج کا بھائی رکن الدولہ کا اس صوبہ میں مزاحم اور مخاصم بنا ہوا تھا) موصل، دیار بکر، دیار مضر اور دیار ربیعہ بنی حمدان کے، مصر و شام محمد بن طغج کے، مغرب اور افریقیہ عبیدیین کے، اندلس عبدالرحمن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے، ماوراء النہر بنی سامان کے، طبرستان دیلم کے، بحرین اور یمامہ ابو طاہر قرمطی کے ہاتھ میں تھا۔

ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور اخبار ہم کو بیان کرنے باقی رہ گئے جو اس کے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق اور بریدی کے حالات ہیں۔ علاوہ ان کے اور گورنران صوبجات ممالک محروسہ، جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں

ان کے حالات علیحدہ بیعے بعد دیگرے ہم بیان کریں گے کما شرطناہ اول الکتاب۔

ابوالفضل جعفر کی طلبی

کچھ عرصہ بعد ابن رائق نے یہ خیال کر کے ابوالفضل بن جعفر بن فرات کی وزارت سے صوبہ مصر و شام کا خراج ہمارے قبضہ میں آجائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی جانب سے اس کے نام روانہ کیا۔ صوبہ مصر و شام کے محکمہ مال کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آگیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کی وزارت پر متعین کیا گیا۔

مرداویج کا خاتمہ

پہلے بجکم ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں اور اس کے خادموں میں تھا۔ اس کے وزیر ابوعلی فارض نے اس کو دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوئی تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرداویج کے پاس چلے آئے تھے۔ مرداویج نے اس کو بلاد جبل میں دیلم کی سرداری دی۔

مرداویج نے بعد قبضہ رے، اصفہان اور اہواز اپنے خیالات وسیع کر لئے بادشاہی کی بو دماغ میں سما گئی۔ سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کو چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر تاج مرصع رکھا اور شاہنشاہ کے خطاب سے خود کو مخاطب کیا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے اور مدائن میں کسرائے فارس کے محلات کو از سر نو بنوانے کا شوق چرایا۔ اس کے پاس سپہ سالاران ترک کا ایک گروہ تھا۔ انداں جملہ بجکم بھی تھا چونکہ اس کی حکمرانی اس کے سپہ سالاران ترک اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گزری تھی اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۲۳ھ میں اصفہان سے باہر قتل کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں ہم بیان کریں گے مرداویج کے مارے جانے کے بعد دیلم نے اس کے بھائی وشمگیر بن وزیار (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنا لیا۔

بجکم اور ابن رائق کا اتحاد

مرداویج کے قتل کے بعد ترکوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے فرقہ سے تعداد میں زیادہ تھا، بجکم کے پاس جبل کی جانب روانہ ہو گیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا۔ بعد ازاں نہروان کی طرف قدم بڑھایا۔ خلیفہ راضی سے بغداد میں آنے کی بابت خط و کتابت کی خلافت مآب نے اجازت دے دی محافظین محل سرائے خلافت کو اس سے شبہ پیدا ہوا، وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلاد جبل کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضگی ہوئی۔ تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ابن رائق والی واسط و بصرہ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا سب کے سب اس کے پاس چلے گئے، اس نے بجکم کو ان لوگوں کا سردار بنایا۔ ترکوں اور دیلم سے جو مرداویج کے ہمراہیوں میں سے تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک

گروہ بجکم کے نام و پیام سے آلا بن رایق نے اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے انعامات اور صلے دیئے۔ اس کے بعد بجکم کو رایق کی طرف منسوب کر کے رایقی کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دی کہ اپنے مخاطبات میں خود کو اسی نام سے موسوم کیا کرے۔

خلیفہ راضی کی واسط کو روانگی

۳۲۵ھ میں ابن رایق نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسط چلے آیئے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمایئے۔ اگر وہ بے چون و چرا پیش کش کر دے تو بجا ورنہ فوج کشی میں قریب ہونے کی وجہ سے آسانی ہو گی چنانچہ خلیفہ راضی اس رائے کے مطابق اوّل محرم ۳۲۶ھ میں بغداد سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ محافظین محلسرائے خلافت یہ خیال قائم کر کے کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی فوج ساجیہ جیسا برتاؤ کیا جائے۔ خلافت مآب کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ابن رایق نے ممانعت کی ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ تب ابن رایق نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے یورش کر کے مقابلہ کیا۔ ابن رایق نے بھی اپنی رکاب کی فوج کو اشارہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ اور ایک خونریز جنگ کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ باقی فوج نے بغداد میں جا کر دم لیا لولو افسر پولیس کو اس کی خبر لگ گئی اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا دیے اور تنخواہیں بند کر دیں اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔

ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید

اس واقعہ کے بعد ابن رائق ان لوگوں کو جو فوج ساجیہ کے اس کے پاس قید تھے قتل کر کے خلیفہ راضی کے ساتھ اہواز کی جانب کوچ کر دیا۔ قریب پہنچ کر ایک فرمان خوشنودی طلبی خراج سالہائے گزشتہ روانہ کیا اور بشرط ادائے خراج مذکور بحال رکھنے کا وعدہ کیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اہواز کا ایک ہزار دینار ماہوار خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اس کی قسط روزانہ روانہ کی جائے گی اور اس شرط کو بھی منظور کیا کہ میں اس لشکر کو بھی خلافت مآب کے سپرد کر دوں گا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے جنگ ابن بویہ پر جانا پسند کرے گا خلیفہ راضی کے حضور میں ابن بریدی کے جوابات پیش کئے گئے حسین بن علی نوبختی (یہ ابن رایق کا وزیر تھا) نے رائے دی کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کی جائے یہ سب ظاہر داری اور مکر و فریب پر مبنی ہے ایک اقرار کو بھی وہ پورا نہ کرے گا۔ ابو بکر بن مقاتل بولا بہ مصلحت وقت یہی ہے کہ ابن بریدی کی درخواست منظور کر لی جائے۔ خلیفہ راضی نے اس پچھلی رائے کے مطابق ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید کرائی اور ابن رایق کے ہمراہ کوچ کر دیا۔ اوائل صفر ۳۲۵ھ میں دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔

ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہواری خراج اہواز دینے کے عوض ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رایق نے بروقت روانگی جعفر بن ورقا کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کو روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر فارس پر فوج کشی کر دینا۔ ابن رائق کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو ابھار دیا وہ جعفر سے تنخواہ کے طلبگار ہوئے۔ جعفر نے

ناداری کا عذر کیا۔ ان لوگوں نے گالیاں دینا شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کے ابن بریدی کے پاس دوڑتا آیا۔ ابن بریدی نے چھپ کر بھاگ جانے کی رائے دی چنانچہ جعفر رات کے وقت بھیس بدل کر بغداد کی طرف نکل کھڑا ہوا۔

حسین بن علی کی معزولی

اس کے بعد ابو بکر نے ابن رائق سے یہ سرگوشی شروع کی کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوبختی ناکارہ آدمی ہے اس کو معزول کر کے ابن بریدی کو مقرر کیجئے۔ تیس ہزار دینار نذرانہ دیا جائے گا۔ ابن رائق نے معذرت کی کہ اس کے حقوق مجھ پر پہلے ہی بہت رہیں ہیں اس کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا۔ مگر ابو بکر وقت بے وقت جب موقع پاتا تو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کہہ گزرتا اتفاق سے تھوڑے دنوں بعد حسین بیمار پڑا تو ابو بکر نے ابن رائق سے جا کر کہا "حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس علالت سے جانبر نہ ہو گا اور عنقریب راہی عدم ہو گا" ابن رائق نے جواب دیا "یہ غلط ہے مجھ سے اس کے معالج طبیب نے بتلایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے" ابو بکر بولا "چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے پُر امید کلمات کہے ہیں آپ اُس کے برادر زادہ علی بن حمدان سے دریافت فرمائیے" حسین نے علی بن حمدان کو اپنے زمانۂ علالت میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ ابو بکر نے اس کو یہ فقرہ کہہ دیا کہ تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت تم سے حسین کی علالت کو امیر دریافت کریں کہہ دینا کہ وہ جانبر نہ ہو گا" ایک روز ابن رائق نے علی سے حسین کی علالت کا حال دریافت کیا علی نے وہی جواب دیا جو ابو بکر نے سکھایا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے جانبر نہ ہونے کا یقین ہو گیا ابو بکر کو طلب کر کے کہا "ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے حضور میں بھیج دے" چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوفی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابن بریدی کا بصرے پر قبضہ

کوفی کے آنے کے بعد ابو بکر کو موقع مل گیا اور ان دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق کے مزاج میں کافی طور سے دخل پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا یہ دونوں جو چاہتے لکھ پڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ابن رائق کی طرف سے بصرے کی حکومت پر محمد بن یزداد نامی ایک شخص مامور تھا۔ جو کج خلقی اور ظلم کا خوگر تھا۔ کوفی اور ابو بکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کر دی اور ابو یوسف بن بریدی کے مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ ابن رائق نے منظور کر لیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے غلام اقبال نامی کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی طرف روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ آئندہ حکم ملنے تک قلعہ مہدی میں پہنچ کر قیام کرنا اس سے محمد کے کان کھڑے ہوئے اُس نے سمجھ لیا کہ اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے۔ ابن بریدی بصرے کو مجھ سے ضرور چھین لے گا۔ ایک مدت تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا رہا بالآخر ابن بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محاصل اور ٹیکس جو محمد نے جابرانہ طریقہ سے

اہل بصرہ پر لگا رکھے ہیں معاف کر دیئے جائیں ابن رایق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے اُن محافظین محل سرائے خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جو دار الخلافت سے نکال باہر کئے گئے تھے ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کر لیا ہے۔

ابن رایق نے ابن بریدی کو ان لوگوں کے نکال دینے کو لکھا ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی۔ تب اس نے کوفی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعۂ مہدی سے واپس کر لے ابن بریدی نے اس کے جواب میں تحریر کیا "چونکہ قرامطہ بصرے کے قریب آ گئے ہیں اور محمد والی بصرہ میں ان کی مدافعت کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میرا لشکر اہل بصرہ کی حمایت کو قلعہ مہدی میں پڑا ہوا ہے" اسی اثناء میں قرامطہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۵ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ گئے تھے ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لئے ہوئے قلعہ ابن ہبیرہ تک آ گیا تھا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی قرامطہ اپنے شہر لوٹ گئے اور ابن رایق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ خبر پا کر اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر محمد والی بصرہ کو نکال دو اور قبضہ کر لو۔ اور اسی فوج محافظین سے جس کو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروہ کو اس کی کمک پر بھیج دیا۔ ابن بریدی کی فوج دریا کی طرح بصرہ پر قبضہ کرنے کو بڑھی۔ محمد والی بصرہ مقابلہ پہ آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر محمد کو شکست ہوئی، اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابن رایق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک خط عتاب آمیز ابن بریدی کو تحریر کیا جس میں بصرے کے چھوڑ دینے کی تاکید کی اور بصورت خلاف ورزی اپنے جاہ و جلال کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی ذرہ برابر تعمیل نہ کی۔

بجکم کا اہواز پر قبضہ جس وقت ابن بریدی نے ابن رایق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہ ہٹایا اور اس کا خط جو سراسر باغیانہ تھا ابن رایق کے پاس پہنچا تو ابن رایق نے ایک لشکر بدر حرشی اور بجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے جامدہ میں پہنچ کر قیام کرنا بعد ازاں لشکر آراستہ کر کے مجموعی قوت سے مقابلہ پہ جانا۔ اتفاق یہ کہ بجکم پہلے پہنچ گیا۔ اور بلا انتظار بدر لشکر مرتب کر کے سوس کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی کا لشکر بھی جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اس کے غلام محمد بن جمال کی ماتحتی میں مقابلہ پہ آ گیا۔ بجکم کے رکاب میں صرف دو سو ستر ترک تھے۔ سوس کے باہر صف آرائی کی نوبت آئی بجکم نے باوجود قلت جماعت پہلے ہی حملہ میں محمد بن جمال کو شکست فاش دے دی محمد بن جمال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچا۔ ابن بریدی نے اس کو شکست کھا جانے پہ سخت ملامت کی اور چھ ہزار لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا۔ نہر تشتر پہ بجکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن جمال پہ بجکم کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی یہ حال دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پہ سوار ہوا۔ اس کے ہمراہی منتشر

ہو گئے اور مال و اسباب اِدھر اُدھر ہو گیا بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام ابلہ میں قیام پذیر ہوا۔ اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جوں ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ لڑائی ہوئی آخر الامر اقبال کو فتح نصیب ہوئی اور ابن رائق کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا۔ اور ابن رائق کی خدمت میں ایک خط معذرت خواہی کا چند رؤساء بصرہ کی معرفت روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس کو تو منظور نہ کیا مگر رؤساء بصرہ سے ہمدردی کا خواستگار ہوا ان لوگوں نے کچھ شرطیں پیش کیں۔ ابن رائق نے جھلا کر قسم کھائی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو آگ لگا دوں گا۔ رؤساء بصرہ اپنی تمناؤں کا خون کر کے واپس ہوئے اور اس کے مقابلہ میں جان توڑ کر لڑنے پر مستعد و آمادہ ہو گئے انہیں واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور بجکم نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق اور ابن بریدی میں معرکے

اس کے بعد ابن رائق نے ایک لشکر دریا کے راستہ دوسرا براہ خشکی ابن بریدی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ باقی رہا وہ لشکر جو دریا کے راستہ روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے کلاء پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی نے اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ اوال بھاگ گیا ابوالحسین نے لڑ کر ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا ابن رائق یہ خبر پا کر واسط سے بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اور بصرہ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ اہلِ بصرہ بھی ابوالحسین کے ساتھ اس کے مقابلہ پہ جان توڑ کر لڑتے رہے مدتوں لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر ابن رائق اپنے لشکر گاہ کو لوٹ آیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ ابن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ اور عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلایا۔

ابن رائق کی پسپائی

عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ہمراہ اہواز کی جانب روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر بجکم کو روانگی کا حکم دیا۔ بجکم نے یہ شرط پیش کی کہ کامیابی کے بعد صیغہ جنگ و محکمہ مال کا افسر مجھے مقرر کیا جائے۔ ابن رائق نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ بجکم ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا۔ ایک روز اس کے ایک دستہ فوج نے شب کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شب خون مارا ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں میں آگ لگوا دی سب جل کر خاک سیاہ ہو گئے اور جزیرہ اہواز کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں بجکم کے پاس مقیم رہا۔ زمانۂ قیام میں بعض ہمراہیوں نے بجکم کو گرفتار کر لینے کی رائے دی ابن رائق نے اس پہ عمل نہ کیا۔ بعد ازاں اہواز

سے روانہ ہو کر واسط پہنچا اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہو گیا تھا۔

معز الدولہ کا عسکر مکرم پر قبضہ

ابو عبد اللہ بن بریدی جزیرہ آوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق و بجکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا۔ اور ابن بریدی نے اپنے دونوں لڑکوں ابو الحسین محمد اور ابو جعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت کے رہنے دیا۔ بجکم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا مقام ارجان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کر اہواز چلا آیا اور چند دستہ فوج کو عسکر مکرم میں معز الدولہ کے مقابلہ پر چھوڑ آیا۔ تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں بجکم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اور تستر میں جا کر دم لیا۔ اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے۔ بجکم نے یہ خبر پا کر اہواز سے تستر کی طرف کوچ کیا اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ بجکم نے تستر میں پہنچ کر کچھ عرصہ قیام کیا۔ بعد ازاں یہ سن کر کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تستر سے واسط میں آ ٹھہرا۔

معز الدولہ اور ابن بریدی میں ناچاقی

عسکر مکرم پر معز الدولہ اور ابن بریدی کے قابض ہونے کے بعد اہل اہواز مبارکباد دینے کو آئے اور ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انہیں دنوں رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) اور وشمگیر سے اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معز الدولہ نے مہم عسکر مکرم سے فارغ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کی طلبی کی تحریک کی جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس میں سے چار ہزار فوج آ گئی۔ اس کے بعد دریا کے راستہ واسط جانے کو اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ مہدی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وہ موقع پا کر بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اُس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور بالفعل سوس میں مقیم تھی واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اس حکم کا بھیجنا تھا کہ فوج نے بصرہ کی طرف کوچ کر دیا۔

معز الدولہ کا اہواز پر قبضہ

چونکہ ابن بریدی نے عماد الدولہ (برادر معز الدولہ) سے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر اہواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اور جیسا کہ آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں۔ معز الدولہ سے ناچاقی اور بدظنی بھی پیدا ہو گئی تھی معز الدولہ کو اہواز اور بصرہ کے چھوڑ دینے کو لکھ بھیجا۔ معز الدولہ نے خط پاتے ہی اہواز کو خیرباد کہہ کر عسکر مکرم کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے اپنے ایک عامل کو اہواز بھیج دیا۔ اور پھر معز الدولہ کو عسکر مکرم بھی چھوڑ کر سوس چلے جانے کو لکھا۔ معز الدولہ نے انکار کر دیا۔ رفتہ رفتہ بجکم تک ان واقعات کی خبر پہنچ گئی اور اُس نے ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور جندیسابور کو

پر قبضہ کرنے کو بھیج دیا ان مقامات کے نکل جانے سے اہواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف عسکر مکرم پر معز الدولہ قابض رہا۔ آمدنی کم ہو گئی۔ مگر مصارف کی وہی حالت رہی۔ تنگی و عسرت سے بسر ہونے لگی۔ اسی اثناء میں اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج معہ جملہ سامان جنگ کے اس کی کمک پر بھیج دی۔ پھر کیا تھا۔ گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔ اہواز پر حملہ کر دیا۔ اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی

ابن بریدی بصرہ بھاگ آیا۔ اور بجکم واسط میں ٹھہرا ہوا ابن رایق کے عہدہ و مرتبہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیریں کر رہا تھا ہنوز کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی تھی کہ ابن رایق نے علی بن خلف بن طباب کو معہ ایک لشکر کے بجکم کے پاس روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ تم معہ اس کے لشکر کے اہواز پر یلغار کر کے ابن بوبیہ کو نکال باہر کرو تم کو صیغۂ جنگ کی افسری اور محکمہ مال کی افسری علی کو مرحمت کی جاتی ہے۔ بجکم نے ابن رایق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔ وزیر ابو الفتح نے دربار بغداد کا یہ رنگ دیکھ کر ابن رایق کو بلایا اور مصر و شام کے خراج کی طمع دلائی اور یہ وعدہ ما قرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن طغج سے مصاہرت کا رشتہ بھی کر لیا۔ ابن رایق نے ابو الفتح کی یہ درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ بجکم ماہ ربیع الثانی ۳۲۶ھ میں ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

بجکم اور ابن بریدی کی جنگ

چونکہ بجکم نے ابن رایق کے حکم کی صریحاً تعمیل نہ کی اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا۔ اس سے ابن رایق کو بجکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ اس نے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی اور بجکم کے مقابلے میں متحد ہو کر لڑنے کا پیام بھیجا اس شرط سے کہ اگر بجکم کو شکست ہو گی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسط تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ اتفاق یہ کہ بجکم کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی۔ ابن رایق کے لشکر کے آنے سے پیشتر ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بجکم نے ابو جعفر کو شکست دے دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بجکم نے اس شکست کے بعد ابن بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہوا شکست کے دوسرے دن بجکم نے ابن بریدی کے پاس مصالحت کا خط روانہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ اگر دربار

خلافت میں میرا رسوخ ہو گیا تو واسط کی حکومت پہ میں تم کو مقرر کروں گا۔ ابن بریدی نے اس کو موقعہ غنیمت خیال کر کے مصالحت کر لی۔ اور بحکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا۔ اور اپنی ساری توجہ و کوشش دربارِ خلافت میں بجائے ابن رائق کے اپنا رسوخ پیدا کرنے میں صرف کرنے لگا۔

ابن مقلہ کا زوال

جس وقت وزیر ابوالفتح بن فرات شام کو روانہ ہو گیا خلیفہ راضی نے ابوعلی بن مقلہ کو جیسا کہ یہ پہلے بھی عہدۂ وزارت وزارت پر فائز تھا خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر یہ وزارت نام ہی کی تھی۔ درحقیقت ابن رائق سیاہ و سفید کا مختار تھا۔ اس سے پیشتر ابن رائق نے ابن مقلہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا۔ عہدۂ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنے مال و اسباب کی واپسی کی تحریک کی ابن رائق نے اس پہ کچھ توجہ نہ کی۔ ابن مقلہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وہ ابن رائق کو زیر کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ اُدھر بحکم کو واسط میں اور وشمگیر کو رے میں خطوط روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو بجائے ابن رائق کے مقرر کرا دوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی سے ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی تحریک کرنے لگا۔ جب کسی قدر خلیفہ راضی رضامند ہو چلا تو یہ لالچ دیا کہ اگر خلافت مآب بحکم کو بجائے ابن رائق کے مقرر فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں سے وصول کر کے داخل خزانہ عامرہ کرے گا۔ خلیفہ راضی نے مجبوراً اس کو منظور فرمایا۔

ابن مقلہ کا انجام

وزیر السلطنت نے منظوری کا اشارہ پاتے ہی بحکم کے نام کا بھی فرمان روانہ کیا اور ابن رائق کے خوف سے خلافت مآب سے اس زمانہ تک دار الخلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کی جب تک کہ یہ کام پورا نہ ہو لے۔ چنانچہ اجازت حاصل کرنے کے بعد آخری شب ماہ رمضان ۳۲۶ھ کو ایوان وزارت سے محلسرائے خلافت میں چلا آیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات سے مطلع کیا ابن رائق نے پہلے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں پندرھویں شوال ۳۲۶ھ کو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوایا جو تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہو گیا اور پھر عہدۂ وزارت کی کوشش کرنے لگا۔ اور ابن رائق کی زیادتیوں کا شاکی ہوا ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر اس کی زبان گدی سے نکلوالی اور ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا تاآنکہ مر گیا۔

بجکم کو امیر الامراء کا خطاب

اس سے پیشتر بجکم برابر خود کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پھریرے اور ڈھالوں پہ "بجکم رائقی" کندہ کراتا یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابن مقلہ کا فرمان ہایں مضمون ملا۔ "خلافت مآب نے تم کو امیر الامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے" طمع دامن گیر ہوئی۔ ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے محو کرا دیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذیقعد ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس آمد سے مطلع ہو کر واسط واپس جانے کو تحریر کیا بجکم نے کچھ خیال نہ کیا۔ رفتہ رفتہ نہر دیالی کے شرقی ساحل پہ پہنچا۔ اور ابن رائق کا لشکر اس کے غربی ساحل پہ تھا بجکم کی فوج نے ایک پایاب مقام سے نہر دیالی عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پہ حملہ کیا۔ ابن رائق کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ابن رائق نے عکبرا میں جا کر دم لیا اور بجکم پندرہ ذی قعدہ سنہ مذکور کو کامیابی کا پھریرہ اپنے ہاتھ میں لئے بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ خلافت مآب نے اس کو امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن رائق کی روپوشی

اس کے بعد بجکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے ان سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے احکامات روانہ کئے جو ابن رائق کے ہمراہ تھے چنانچہ وہ سب واپس آ گئے۔ ابن رائق بھی خفیہ طور سے بغداد چلا آیا۔ اور ایک برس گیارہ مہینے امارت کر کے گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گیا۔ بجکم نے مونس کے مکان میں قیام کیا اور بغداد میں دولت عباسیہ پر حکمراں ہو کر رہنے لگا۔

آذربائیجان پر لشکری کا قبضہ

وشمگیر کے عمال میں سے لشکری بن مردی نامی ایک عامل بلاد جبل پہ مامور تھا۔ بلاد جبل۔ صوبہ آذربائیجان سے ملا ہوا ہے۔ ان دنوں اس صوبہ پہ دلیسم بن ابراہیم کردی (یہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا) حکومت کر رہا تھا۔ لشکری کے دماغ میں آذربائیجان کی تسخیر کی ہوا سمائی۔ لشکر مرتب کر کے فوج کشی کر دی۔ دلیسم یہ خبر پا کر مقابلہ پہ آیا متواتر دو لڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا لشکری کے سر رہا۔ دلیسم شکست کھا کر بھاگا۔ لشکری نے کل بلاد آذربائیجان پہ باستثناء اردبیل کے جو آذربائیجان کا دار الحکومت تھا قبضہ حاصل کر لیا اور ایک مدت تک اس کا بھی محاصرہ کئے رہا۔ اہل اردبیل نے دلیسم کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی "آپ اس پہ جس وقت یہ ہم لوگوں سے مصروف جنگ و جدال ہو پیچھے سے حملہ کیجئے خدا کی ذات سے یقین کامل ہے کہ اس موذی کو شکست ہو گی" دلیسم نے یہ درخواست منظور کر لی، حملہ کرنے کی

تاریخ مقررہ کی گئی وقت اور دن کا بھی تعین کیا گیا۔ سبکری اس خیال میں ڈوبا ہوا کہ اُردبیل کا کوئی والی و وارث نہیں ہے حصار میں سختی سے کام لے رہا تھا اہل اردبیل نے تاریخ و وقت مقررہ پر شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ سبکری نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اہل اردبیل لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ سبکری کی فوج جوش کامیابی میں آگے بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اہل اردبیل نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ ولیسم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سبکری کی فوج اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ سبکری نے موقان میں جا کر دم لیا۔ والی موقان اصبہبذ بابن دولت نے ایک تازہ دم فوج سے سبکری کی مدد کی اور اس کے ساتھ ساتھ ولیسم سے لڑنے کو آیا۔ اس معرکہ میں ولیسم کو شکست ہوئی۔

ولیسم کا آذربائیجان پر دوبارہ قبضہ

ولیسم کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ سیدھا وشمگیر کے پاس رَے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے سبکری کے پنجۂ غضب سے بچائیے چونکہ وشمگیر کو سبکری کی ان پیہم کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا۔ ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔ اسی اثنا میں سبکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست مشعر اطاعت و فرماں برداری وشمگیر کی خدمت میں روانہ کی تھی کسی ذریعہ سے سبکری کو اس کی خبر لگ گئی وہ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کر ارمینیہ چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات کو تاخت و تاراج کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی طرف بڑھایا۔ ارمنیوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کو معہ اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ نے میدان کارزار سے واپس ہو کر سان بن سبکری کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کے دارالحکومت پر اپنے سردار سبکری کا بدلہ لینے کو حملہ آور ہوئے۔ طرم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور نہایت سفاکی اور بے رحمی سے ان کو پائمال کیا۔ باقی فوج میں سے بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ جن لوگوں نے ناصر الدولہ کے پاس موصل جا کر پناہ لی تھی ان کو ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کے پاس ولیسم سے جنگ کرنے کو آذربائیجان بھیجدیا کیونکہ ولیسم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کر رہا تھا۔ اور ابو عبداللہ حسین اپنے چچازاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے معاون آذربائیجان پر مامور تھا۔ ولیسم نے یہ خبر پا کر ابو عبداللہ حسین کا قصد کیا۔ اس میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی موصل کی جانب لوٹ پڑا اور ولیسم نے زیر حمایت وشمگیر آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق کا بغداد پر قبضہ

۳۲۷ھ میں خلیفہ راضی اور بجکم نے موصل اور دیار ربیعہ کی جانب کوچ کیا اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ تکریت میں پہنچ کر خلافت مآب نے قیام کر دیا اور بجکم آگے بڑھتا گیا۔ جب موصل کو چھ کوس باقی رہ گئے تو ناصر الدولہ مقابلہ پہ آیا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگا بجکم نصیبین تک اور نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا اور کامیابی کے بعد فتح کی اطلاع خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی۔ چنانچہ خلافت مآب تکریت سے دریا کے راستہ موصل کو روانہ ہوئے۔ موکب ہمایوں میں قرامطہ کا بھی ایک گروہ تھا۔ جو بجکم کی اطلاعی عرضی آنے کے بعد علیحدہ ہو گیا تھا۔ ابن رائق اس گروہ سے در پردہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلافت مآب سے علیحدہ ہو کر بغداد واپس آیا تو ابن رائق گوشہ گمنامی سے نکل کر اس گروہ کے پاس آیا اور بغداد پہ قابض و متصرف ہو گیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی

رفتہ رفتہ خلافت مآب تک اس کی خبر پہنچی دریا کا راستہ چھوڑ کر خشکی کے راستہ موصل کا قصد کیا اور بجکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا بجکم نے بعد غلبہ و تصرف نصیبین سے مراجعت کر دی۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر آمد سے نصیبین چلا آیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس اثناء میں جب کہ ہمراہیان بجکم روانگی بغداد کی تیاری کر رہے تھے ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیبین پر قبضہ کرنے کی خبر گوش گذار ہوئی۔ بجکم کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط مشعر مصالحت اور پانچ لاکھ دینار تاوانِ جنگ دینے کا آیا بجکم نے مصلحت وقت کے پیش نظر مصالحت منظور کر لی۔ صلح نامہ مرتب کیا گیا فریقین کے وکلاء نے دستخط کیے۔ مصالحت کے بعد خلیفہ راضی اور بجکم نے بغداد کی جانب مراجعت کی راستہ میں ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد ملا اس کو ابن رائق نے صلح کا پیام دے کر بھیجا تھا۔ بجکم نے ابن رائق کا پیام سن کر خلافت مآب کی خدمت میں پیش کیا خلافت مآب نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق راہ فرات، دیار مضر حران الرہا، قنسرین اور عواصم کی حکومت عنایت فرمائی چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں بغداد سے صوبجات مذکورہ بالا کا راستہ لیا اور خلیفہ راضی معہ بجکم کے بغداد میں داخل ہوا۔

بالبان ترک کی سرکوبی

بجکم نے سپہ سالاران ترک سے بالبان نامی ایک سپہ سالار کو بطور اپنے نائب کے انبار پہ مقرر کیا تھا اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخواست دی جو بجکم نے منظور کر لی بالبان نے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد رحبہ کی جانب کوچ کیا اور ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علم خلافت اور بجکم کا مخالف بن بیٹھا۔ بجکم اس واقعہ سے مطلع ہو کر بالبان کی سرکوبی کو اٹھ کھڑا ہوا پانچ دن میں مسافت طے کر کے رحبہ پہنچا اور بحالتِ غفلت بالبان پہ حملہ کر دیا۔

بالبان کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بالبان کو گرفتار کر لیا گیا اور اونٹ پر سوار کرا کر بغداد لایا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ یہ اس کا آخری عہد تھا۔

ابو عبداللہ بن بریدی کی وزارت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابو الفتح بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ ہو گیا ہے اور بوقت روانگی بجائے اپنے دربار خلافت میں عبداللہ بن علی بصری کو بطور نائب مقرر کر گیا ہے۔ بجکم نے اس کے وزیر خلف بن طیاب کو گرفتار کر کے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کو عہدۂ وزارت پر مامور کیا اس نے کہہ سن کر بجکم اور ابن بریدی سے مصالحت کرا دی۔ بعد ازاں ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی سند حکومت حاصل کی اس کے بعد وزیر السلطنت ابو الفتح نے مقام رملہ میں وفات پائی اُس وقت ابو جعفر نے بارگاہ خلافت میں ابو عبداللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی جسے خلیفہ راضی نے منظور فرما لیا۔ عبداللہ بن بریدی نے دربار خلافت میں بجائے اپنے عبداللہ بن بصری کو بطور نائب کے مقرر کیا جیسا کہ وہ خود اس سے پیشتر وزیر السلطنت ابو الفتح کی طرف سے متعین تھا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ

جس وقت ابن بریدی کی حکومت کو واسط میں استقلال واستحکام حاصل ہو گیا اُس وقت اُس نے ایک لشکر سوس کی جانب روانہ کیا ان دنوں سوس میں ابو جعفر ظہیری معز الدولہ احمد بن بویہ کا وزیر حکومت کر رہا تھا اور اور خود معز الدولہ اہواز میں مقیم تھا۔ ابو جعفر نے قلعہ بندی کر لی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا۔ ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف وجوانب کو تاخت وتاراج کر دیا۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا یہ اس وقت اصفہان سے واپس آ کر اصطخر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ کر سوس کی طرف کوچ کر دیا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ قبل اس کے پہنچنے کے ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا مگر اس کے جوشِ انتقام نے واسط کے قبضہ پر مجبور کر دیا ایک دو روز سوس میں قیام کر کے واسط کا راستہ لیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کے غربی جانب پڑا ہوا تھا جدال وقتال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش سی پیدا ہو گئی ایک گروہ امن حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس چلا آیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی اور بجکم نے بغداد سے واسط کی طرف ابن بریدی کی کمک کو کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پا کر اہواز کی جانب اور پھر اہواز سے رامہرمز کو لوٹا۔ رامہرمز پہنچ کر یہ خبر لگی کہ وشمگیر نے اپنا لشکر ماکان بن کالی کی مدد کو بھیج دیا ہے اور اصفہان اپنے حمائتیوں سے خالی ہے فوراً سامان جنگ وسفر درست کر کے رامہرمز سے اصفہان آ پہنچا اور اُس پر

قبضہ کرکے وشمگیر کے ہمراہیوں کو جس قدر اس وقت موجود اور باقی تھے نکال دیا۔

بجکم کا واسط پر قبضہ

بجکم اور ابن بریدی میں مصالحت ہونے کے بعد ابن بریدی نے اپنی بیٹی کا بجکم سے عقد کر دیا اور پھر دونوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بجکم بلادِ جبل کے فتح کرنے کو وشمگیر پر فوج کشی کرے اور ابو عبداللہ بن بریدی اہواز پر قبضہ کرنے کی غرض سے معز الدولہ پر حملہ آور ہو۔ اس رائے کے مطابق بجکم نے حلوان کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے پانچسو آدمیوں کو بجکم کی کمک پر روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اپنے چند ہمراہیوں کو ابن بریدی کے پاس روانگی سوس اور اہواز کی تحریک کرنے کو بھیج دیا۔ ابن بریدی بہ لطائف الحیل ٹالتا جاتا تھا تاآنکہ ان لوگوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا کہ ابن بریدی بجکم کی مخالفت پر آمادہ ہے ان لوگوں نے بجکم کو اس سے مطلع کر دیا بجکم ارادہ ترک کر کے بغداد واپس آیا اور ابن بریدی کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوالقاسم بن سلیمان بن حسین بن مخلد کو مامور کیا اور ابو جعفر بن شیرزاد کو جو اس کی وزارت کا حامی اور سفارشی تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد سامان سفر درست کر کے براہ دریا آخری ذی الحجہ ۳۲۸ھ کو واسط کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر براہ خشکی بھیج دیا۔ ابن بریدی یہ خبر پا کر واسط سے بصرہ بھاگ گیا۔ اور بجکم نے واسط میں پہنچ کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ

قبل اس کے دیار مصر، ثغور، قنسرین اور عواصم کی طرف ابن رائق کے روانہ ہونے کے حالات ہم بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت اس نے ان بلاد میں اپنی حکومت کے سکہ کو استقلال و استحکام کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ لیا اس وقت اس کے دماغ میں ملک شام کی ہوس سمائی اور لشکر مرتب کر کے حمص کی طرف کوچ کر دیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب بڑھا۔ ان دنوں دمشق میں بدر بن عبداللہ اخشیدی معروف بہ بدیر حکمرانی کر رہا تھا۔ ابن رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں رملہ پر قبضہ کرتا ہوا بقصد دیار مصریہ عریش کی جانب روانہ ہوا۔ اخشید محمد بن طغج مقابلہ پر آیا۔ پہلے حملے میں اخشید کو شکست ہوئی ابن رائق کے لشکریوں نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اخشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی جانب بھاگا۔

اخشید نے اپنے بھائی ابو نصر بن طغج کو تعاقب پر روانہ کیا۔ ابن رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی، بالآخر ابو نصر بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگتے ہوئے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن رائق نے ابو نصر کی نعش کو نہلا کفنا کر معہ تعزیت نامہ کے اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اخشید کے

پاس مصر بھیجدیا۔ اخشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور اس کے باپ ابن رایق سے اس طور پر مصالحت کر لی۔ کہ مصر اور رملہ کو اس نے لیا ما وراء اس کے شام تک کے بلاد پر ابن رایق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے معاوضہ میں ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار سالانہ دینے کا اقرار کیا۔

بیرونی مہمّات دمستق کا ملطیہ کا محاصرہ

۳۳۳ھ میں دمستق حاکم روم نے پچاس ہزار فوج سے سمیساط کی جانب قدم بڑھایا اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر الامر امان کے ساتھ مفتوح کر لیا اکثر اہل ملطیہ[1] اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کی محبّت سے نصرانی ہو گئے اور قلیل تعداد بہمراہی بطریق بلاد اسلامیہ بھیج دیے گئے۔ اس کے بعد دمستق نے سمیساط کو مفتوح کیا۔ اور اس کے مضافات کو تاخت و تاراج کر کے اکثر بلاد ساحلیہ پر قبضہ کر لیا۔

ابن ورقا شیبانی کا جنوہ اور سردانیہ پر قبضہ

۳۲۳ھ میں قایم علوی نے افریقیہ سے ایک بیڑہ جنگی جہازات کا بلاد کفار کی طرف روانہ کیا جو شہر جنوہ فتح کر کے سردانیہ کی جانب بڑھا اہل سردانیہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحل شام) کا راستہ لیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا صحیح و سلامت واپس آیا ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں مابین رومیوں اور مسلمانوں کے مصالحت ہوئی۔ فریقین نے قیدیوں کا باہم تبادلہ کیا چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابن ورقاء شیبانی اس مہم کا سرگروہ تھا۔

قاہر اور راضی کے عہد کے عمّال

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس وقت علم خلافت کے قبضہ میں سوائے صوبجات اہواز، بصرہ، واسط اور جزیرہ کے اور کوئی ملک باقی نہیں رہ گیا تھا اور بنی بنو یہ فارس و اصفہان پر، وشمگیر بلادِ جبل پر، ابن بریدی بصرہ پر اور ابن رایق واسط پر قابض و متصرف ہو رہا تھا آپ یہ بھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان، ہمدان، قم، قاشان، کرخ، رے اور قزوین میں وشمگیر

---

[1] دمستق نے بعد فتحیابی دو خیمے نصب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی پھریرہ لہرا رہا تھا اور دوسرا خیمہ اس سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ صلیبی خیمہ کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا تھا "جو شخص نصرانیت قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آئے اس کو اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب دیدیا جائے گا" دوسرے خیمہ کے دروازہ پر یہ کتبہ تھا "جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں جائے اسکو ذاتی امان دی جائیگی اور جہاں جانا چاہے گا پہنچا دیا جائے گا" اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی ہو گئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۲۔

سے اُلجھا ہوا تھا۔ اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز اور کرمان پر غالب و متصرف ہو گیا تھا ابن بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس پر اُس نے قبضہ کر رکھا تھا۔

۳۲۱ھ میں تکین خاصگی والی مصر نے وفات پائی خلیفہ قاہر نے بجائے اُس کے اُسکے بیٹے محمد کو مامور کیا۔ لشکر نے بغاوت کی محمد نے بزور تیغ اُس کو زیر کیا۔ اسی سنہ میں بنی تغلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہوا بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان معہ ابوالاعز بن سعید بن حمدان کے مصالحت کرانے کو گیا۔ باتوں باتوں میں بگڑ مچ گیا جس میں ابوالاعز کو ایک ثعلبی نے مار ڈالا۔ ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیثہ تک ان کا تعاقب کرتا گیا۔ حدیثہ میں یانس غلام ... مونس والی موصل مل گیا بنی ثعلب اور بنی اسد اس کے ساتھ ہو گئے اور دیار ربیعہ کی طرف مراجعت کر دی۔

۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابوجعفر اور ابوالفضل کو بلاد مشرق اور مغرب کی حکومت عنایت کی اور ۳۲۳ھ میں محمد بن طغج کو علاوہ ملک شام کے جو اس کے قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری مرحمت فرمائی صوبہ مصر پر احمد بن کیغلغ مامور تھا اسی سنہ میں اُسے معزول کیا گیا۔

خلیفہ راضی کی وفات

خلیفہ راضی باللہ ابوالعباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں وفات پائی[1] اس نے چند مہینے کم سات برس خلافت کی۔ اس کے مرنے پر بحکم نے اس کے مصاحبوں اور منشیوں کو مجتمع کیا لیکن عجمی الاصل ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے ممبر پر اکثر خطبہ دیا اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے ممبر پر خطبہ دیا ہے لیکن وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں جن کا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آخری خلیفہ ہے جس نے داستان و قصہ گویوں کو مقرر کیا اور ہم نشینوں و مصاحبوں کو امور سلطنت میں دخیل بنایا اس کی دولت و حکومت آخری دولت و حکومت ہے جس کے نفقات، جائزے، انعامات، جاگیرات مطابخ، خدم و حشم اور حجاب خلفاء متقدمین کی طرح تھے۔

---

[1] وقت وفات خلیفہ راضی بتیس[۳۲] برس اور چند مہینے کا تھا بعارضہ استسقاء وفات پائی ادیب شاعر خوش مزاج اور سخی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۱۔

باب ۲۵

ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ

۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

بیعت خلافت بجکم خلیفہ راضی کی وفات کے وقت واسط میں مقیم تھا۔ اس زمانہ سے یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے اس کو چھین لیا تھا۔ خلیفہ راضی کی وفات کے بعد اراکین دولت تقرر خلیفہ میں بجکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ اسی اثناء میں اس کا خط ابو عبد اللہ کوفی کی معرفت وارد ہوا۔ لکھا تھا کہ وزراء، امراء لشکر، قضاۃ، علویین، عباسیین اور رؤساء شہر وزیر السلطنت ابوالقاسم سلیمان بن حسن کے پاس مجتمع ہو کر کوفی کے مشورہ سے جس کے طریقہ و مذہب کو خاندان خلافت سے پسند کریں اس کو مسند خلافت پر متمکن کر لیں اس تحریر کے مطابق اراکین دولت، امراء لشکر اور رؤساء شہر نے مجتمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو خلافت کے لئے بالاتفاق منتخب کیا۔ اگلے دن جو کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا۔ محتشم الیہ کو مجلس عام میں طلب کر کے مسند خلافت پر جلوہ افروز کیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد المتقی للہ کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابوالقاسم سلیمان بدستور عہدۂ وزارت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا برائے نام قایم و بحال رکھا لیکن درحقیقت زمام امور سیاست و انتظام، کوفی (بجکم کے سیکرٹری) کے ہاتھ میں رہی اور سلامت طولونی کو عہدۂ حجابت مرحمت ہوا۔

بجکم کا خاتمہ ابو عبد اللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ آنے کے بعد ایک لشکر مدار کی جانب روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اس کے مقابلہ پر بسرافسری توزون فوجیں بھیج دیں۔ دونوں فریق گتھ گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو توزون شکست کھا گیا اور بجکم کو واسط سے اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا چنانچہ بجکم نے نصف رجب کو واسط سے مدار کی جانب کوچ کیا بعد ازاں توزون کو فتح نصیب ہوئی۔ اثناء راہ میں توزون کا خط جس میں فتح کی اطلاع تھی۔ بجکم کو ملا پڑھ کے خوش ہو گیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا نہر جور تک چلا گیا۔ کسی نے یہ خبر کر دی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروہ ہے جس کے پاس بے حد مال و اسباب ہے۔

بجکم نے باوجودیکہ اس کے رکاب میں معدودے چند سوار تھے حملہ کر دیا۔ کردوں کو شکست ہوئی۔ بجکم نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ اتنے میں کردوں کے ایک نوعمر جوان نے پیچھے سے بجکم کو نیزہ مارا۔ گھوڑے سے تڑپ کر زمین پر آ رہا اور فوراً دم توڑ دیا (یہ واقعہ ماہ رجب کی چھبیسویں[1] تاریخ کا ہے)

ابن بریدی کا عروج

بجکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر تتر بتر ہو گیا، دیلمی فوج جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی ابن بریدی کے پاس چلی گئی۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا قصد مصمم کر لیا تھا لیکن اس فوج کے پہنچ جانے سے جان میں جان آ گئی۔ توانائی و قوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ سب کی تنخواہیں دوچند کر دیں۔ انعامات دئے۔ باقی رہا ترکوں کا لشکر وہ واسط چلا گیا اور بکتینک کو جیل سے نکال کر اپنا سردار بنا لیا۔ بکتینک نے مع ان لوگوں کے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کو بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ اور بجکم کے مکان کے مال و اسباب کی فہرست مرتب کر کے خلافت مآب کے حضور میں پیش کر دی۔ خلافت مآب نے ضبط کر کے داخل خزانہ عامرہ کر لیا۔ ضبط شدہ مال کی قیمت گیارہ لاکھ دینار تھی۔ دو برس آٹھ مہینے امارت کی۔

بریدی کی امارت

بجکم کے قتل کے بعد دیلمی فوج نے بکشوار بن ملک بن مسافر کو اپنی سرداری دی مسافر ابن سلار والئی طرم وہ شخص ہے کہ جس کے بعد اس کے بیٹے آذربائیجان پر قابض و متصرف ہوئے اور اتفاق اس سے برسر پیکار آئے جب وہ اثنائے جنگ میں ترکوں کے ہاتھوں مارا گیا تو دیلم نے بجائے اس کے کورتکین کو مقرر کیا اور ترکوں نے بکتینک (یہ بجکم کا مولیٰ تھا) کو اپنا امیر بنایا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ دیلمی فوج ابو عبداللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ لشکر مرتب و آراستہ کر کے بصرہ سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ متقی نے یہ خبر پا کر ڈیڑھ لاکھ دینار بھیجے تاکہ ابن بریدی واپس جائے۔ اس کے بعد ترکوں کو بریدیوں سے جنگ کرنے کو بجکم کے مال سے چار لاکھ دینار مرحمت فرمائے۔ سلامتہ طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بدولت نے ان کے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ کو بغداد سے نہر دیالی کی جانب کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسط سے بغداد کو روانہ ہوا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف غالب ہوا کہ ان میں سے کچھ تو امان حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقی ماندہ موصل چلے گئے ان میں توزون اور جحجح تھا۔ سلامتہ طولونی اور ابو عبداللہ طولونی روپوش ہو گیا۔ مقابلہ میں ایک شخص بھی نہ رہا۔ ابو عبداللہ

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۳

بریدی بلا مزاحمت و مخاصمت احدے اوائل ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور میں داخل بغداد ہو گیا اور شفیع کے مکان پر اُترا۔

وزیر ابو الحسین کی معزولی

وزیر السلطنت ابو الحسین بن میمون، قضاۃ، اراکین دولت اور رؤسا شہر و ملت ملنے کو آئے۔ خلافت مآب نے تہنیت کا خط لکھا۔ کھانا بھیجا اور وزیر کے لقب سے مخاطب کرتے رہے کچھ عرصہ بعد ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابو الحسین کو اس کی وزارت کے دو مہینے بعد گرفتار کر کے بصرہ کی جیل میں ڈال دیا اور خلیفہ متقی سے مصارف فوج کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور کہلا بھیجا کہ اگر یہ رقم نہ دی جائے گی تو خلافت مآب کا انجام بھی وہی ہوگا جو خلفاء معتز، مستعین اور مہتدی کا ہوا ہے۔ خلیفہ متقی نے چار و ناچار پانچ لاکھ دینار بھیجدئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا رہا ملاقات نہ کی۔

ابن بریدی کا فرار

جس وقت ابن بریدی کے پاس رقم مذکورہ مرسلہ خلیفہ متقی پہنچی لشکریوں نے طلبی تنخواہ کا شور و غل مچایا دیلمی فوج نے ہڑ مچاتی ہوئی ابو الحسین برادر ابن بریدی کے مکان پر پہنچی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آکر شریک ہو گئی اور طوفان بے تمیزی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر پل کو تڑوا دیا۔ عوام الناس اس کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے۔ گھبرا کر مع اپنے بیٹے ابو القاسم اور چند ہمراہیوں کے واسط کی طرف بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ آخری ماہ رمضان المبارک ۳۳۰ھ کا ہے جب کہ بغداد میں اس کے آنے کو چوبیس یوم گزر چکے تھے۔

کورتکین کی امارت

ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں امور سیاست و انتظام پر مستولی ہو گیا خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی، خلافت مآب نے امیر الامرا کا خطاب مرحمت فرمایا، علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبد الرحمٰن کو طلب کر کے نظم و نسق امور سلطنت کے اختیارات دئے مگر وزارت کے لقب سے ملقب نہ کیا۔ قلمدان وزارت ابو اسحاق محمد بن احمد الکافی قرار یطی کو سپرد فرمایا۔ بدر خرشنی کو عہدۂ حجابت دیا۔ اس کے بعد پانچویں شوال سنہ مذکور کو کورتکین نے بکتینک کے ترکی سپہ سالار اتراک کو گرفتار کر کے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ ترکی اور دیلمیوں میں چھڑ گئی فریقین کا گروہ کثیر کام آگیا۔ کورتکین تنہا امور سیاسی کی نگرانی کرنے لگا۔ تبدیلی وزارت کو ڈیڑھ ماہ گزر چکے تھے کہ نیا وزیر ابو اسحاق بھی کورتکین کے پنجۂ غضب کا شکار ہو گیا۔ بجائے اس کے ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا۔

ابن رائق کی امارت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اتراک یلکم سے ایک گروہ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام جا پہنچا۔ سپہ سالاران اتراک سے توزون، بچ، کورتکین اور صیقوان اس گروہ میں موجود تھا۔ ان لوگوں نے ابن رائق کو واپسی عراق کا لالچ دلایا۔ اس اثنا میں خلیفہ متقی کے خطوط مشعر طلبی ابن رائق کے نام آئے چنانچہ آخری ماہ رمضان ۳۲۹ھ کو صوبہ شام میں ابوالحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کر بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا ناصر الدولہ بن حمدان آنکھیں بچا کر دائیں بائیں ہٹ گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر ایک لاکھ دینار بھیج کر ابن رائق سے مصالحت کر لی۔ ابن رائق نے بغداد کا راستہ لیا۔ اتفاق سے ابو عبداللہ بن بریدی کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسط بھیج دیا۔ ان لوگوں نے واسط سے دیلم کو نکال دیا، اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

کورتکین کی گرفتاری

جس وقت ابن رائق قریب بغداد پہنچا کورتکین لشکر آراستہ کر کے بقصد جنگ عکبرا تک آیا مدتوں ابن رائق سے جنگ چھڑی رہی۔ آخر کار شب عرفہ کو ابن رائق نے مع اپنے لشکر کے کوچ کیا صبح ہوتے ہوتے شہر کے غربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا۔ اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی، خلافت مآب ابن رائق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کے سیر و تماشے کے لئے تشریف لے گئے، دوسرے دن قریب شام کورتکین بھی بغداد آ پہنچا۔ ابن رائق مسلح ہو کر لڑنے کو نکلا۔ مگر کورتکین کے بغداد آ جانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا اور شام کی طرف واپس جانے کا قصد کر لیا پھر یہ خیال کر کے کہ بلا جدال و قتال شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو دجلہ عبور کر کے کورتکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور دوسرے حصہ کو اپنی کمان میں لئے ہوئے مقابلہ پر آیا۔ بازاریوں اور عوام الناس کا بھی ایک گروہ اس کے ساتھ تھا وہ بھی گاہ گاہ تیروں کا مینہ کورتکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اس اثناء میں ابن رائق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کر کے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ کورتکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کیا۔ کورتکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے امان کی درخواست کی ابن رائق نے ان سب کو مع ان کے سپہ سالاروں کے مار ڈالا۔ کورتکین جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت کیا۔ وزیر ابو جعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کیا گیا۔ اور بجائے اس کے احمد کوفی مامور ہوا بعد ازاں ابن رائق کو کورتکین کا سراغ لگ گیا جسے گرفتار کر کے دار الخلافت میں قید کر دیا۔

ابن رائق کی ابن بریدی سے مصالحت کی کوشش

ابن رائق بوجہ امارت امراء بغداد میں مستقل طور سے رہنے لگا۔ ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے دس محرم ۳۳۰ھ کو بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا۔ بنو بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ آئے۔ ابو عبداللہ کوفی نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرا دی۔ چنانچہ بنو بریدی واپس آئے دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور میں لشکر نے بغاوت کی جس میں توزون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر عشرہ اخیرہ ماہ مذکور میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا اس سے ابن بریدی کی قوت بڑھ گئی، ابن رائق نے صلح صفائی کے لئے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی۔ خلعت وزارت بھیجی اور اس کی طرف سے عہدۂ وزارت پر ابو عبداللہ شیرزاد کو بطور نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آرہا ہے۔

خلیفہ متقی کا موصل کی جانب فرار

اسی بنا پر ابن رائق نے ابن بریدی کے نام کو وزارت سے خارج کرا کر دارالخلافت کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں اور فصیلوں پر حصار شکن آلات جا بجا جمع کرائے لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کر دی اس سے امن عامہ خلائق کو سخت صدمہ پہنچا پندرہ جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی طرف روانہ ہوئے ابوالحسین برادر ابن بریدی سے دریا اور خشکی میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ بالآخر ابوالحسین نے ان لوگوں کو شکست دی اور فتحیابی کا جھنڈا لٹکائے ہوئے دارالخلافت میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ متقی مع اپنے بیٹے ابو منصور اور ابن رائق کے موصل کی طرف بھاگ گیا جبکہ اسکی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور وزیر قراریطی روپوش ہو گیا۔

کورتکین کی رہائی

ابوالحسین کے فتحیاب ہونے کے بعد محل سرائے خلافت کو لوٹ لیا گیا امن وامان مفقود ہو گیا کورتکین کو قید سے نکال کر واسط بھیج دیا اور بیچارہ قاہر باللہ سے کوئی معترض بھی نہ ہوا۔ دارالخلافت میں ابوالحسین نے قیام کیا۔ توزون کو غربی شہر کی کوتوالی دی اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو توزون کے ساتھ تھے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس واسط بھیج دیا۔

بغداد کی تباہی

اس کے ہمراہیوں نے بعد قبضہ و دخل ہونے کے بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا۔

دن دہاڑے دکانیں لوٹ لی گئیں، رؤساء وامراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بازاروں میں ٹیکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ۔ ایک کر[1] گیہوں، جوار ہر قسم کے اناج پہ پانچ دینار محصول لگایا گیا۔ اس سے گرانی کی گرم بازاری اس حد تک پہنچی کہ ایک کر گیہوں تین سو دینار میں فروخت ہونے لگا۔ انہیں دنوں کوفہ سے رسد آگئی اور عامل بغداد نے اس کو دبا لیا اور یہ ظاہر کیا "عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے"

اس رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروہ تھا وہ ترکوں سے بھڑ گیا عوام الناس میں بھی جنگ چھڑ گئی خلق اللہ کا ایک گروہ کام آگیا۔ لشکریوں کے شور وشغب سے عمال روپوش ہو گئے انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا قتل وغارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ کھیتوں کے کاٹنے کی نوبت نہ آئی لوٹنے والے معہ خوشوں کے لوٹ لے گئے۔ غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہل بغداد پہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آگیا۔ کوئی دقیقہ ظلم وستم کا باقی نہ رہا جو ان پر نہ کیا گیا ہو۔

ابن رایق کا خاتمہ

جس وقت ابن بریدی کے لشکر نے بغداد کا قصد کیا تھا تو خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد طلب کی تھی چنانچہ اس نے ایک عظیم لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلافت مآب کی کمک پر روانہ کیا اتفاق یہ کہ سیف الدولہ مقام تکریت میں خلافت مآب سے اس وقت دوچار ہوا جب کہ متقی البیہ بغداد سے ناکامی کے ساتھ آرہے تھے مجبوراً سیف الدولہ بھی خلافت مآب کے ہمراہ موصل واپس آیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر شہر چھوڑ دیا۔ فریقین میں خط وکتابت ہونے لگی۔ آخر کار ابن رایق نے تجدید عہد کی قسم کھائی مراسم اتحاد قائم رکھنے کا اقرار کیا تب ناصر الدولہ نے مراجعت کی اور دجلہ کے شرقی ساحل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا ابو منصور بن خلیفہ متقی اور ابن رایق دریائے دجلہ عبور کر کے ملنے گئے ناصر الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کی۔ جس وقت ابو منصور سوار ہو کر واپس ہوا ناصر الدولہ نے ابن رایق سے مخاطب ہو کر کہا "آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آئندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جائے" ابن رایق نے معذرت کی ناصر الدولہ مصر ہوا۔ ابن رایق کو امر اللہ سے بدظنی پیدا ہوئی۔ سوار ہونے کا قصد کیا ناصر الدولہ نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا۔ ابن رایق ہاتھ چھڑا کر جوں ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ لیا ابن رایق گر پڑا ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا۔ ایک سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینک دیا۔

---

[1] کر ایک پیمانہ عراقی ہے جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکاکیک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع بوزن رائج دو سیر کا۔ اس حساب سے ایک کر ۳۶ من کا ہوا۔ مترجم

ناصر الدولہ کی امارت

ابن رائق کے مارے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت دست بوسی کو حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا اور "ناصر الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا یہ واقعہ غرہ شعبان ۳۳۰ھ کا ہے اس کے بھائی ابوالحسین کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے "سیف الدولہ" کا لقب عنایت کیا اخشید نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر مصر سے دمشق کی جانب کوچ کیا ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی طرف سے محمد بن یزداد حکومت کر رہا تھا اس نے اخشید کے پہنچتے ہی امان کی درخواست کی اخشید نے امن دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف سے دمشق پر مامور کیا کچھ عرصہ بعد ولایت دمشق سے کو توالی مصر پہ تبدیل کر لیا۔

خلیفہ متقی کی مراجعت

ابوالحسین بریدی نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ظلم و جفا کاری کو اپنا وطیرہ بنالیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے اس اثنا میں ابن رائق کے قتل کی خبر مشہور ہوئی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جس کے جہاں سینگ سمائے بھاگ نکلا توزون خلیفہ متقی کے پاس بھاگ گیا۔ توزون، انوش تکین اور ترکوں نے ابوالحسین بریدی پر حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ اسی بناء پر توزون نے ویلم کو مجتمع کر کے حملہ کر دیا انوش تکین نے خلاف معاہدہ ترکوں کو یکجا کر کے توزون کی مخالفت کی توزون اس سے مطلع ہو کر موصل چلا گیا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو توزون کے آجانے سے بہت تقویت ہوئی بغداد کی جانب مراجعت کرنے کی تیاری کر دی۔ ابوالحسن علی بن طیاب کو دیار مضر یعنی الرہا و حران کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا ابوالحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان بلاد کا والی تھا مقابلہ پہ آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابوالحسین احمد مارا گیا۔ ابوالحسین علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور پھر خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے قریب پہنچے۔

ابن بریدی کا فرار

ابوالحسین ابن بریدی یہ خبر پا کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس یوم کے بعد واسط کی طرف بھاگ گیا عوام الناس میں بدامنی پھیل گئی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ معہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے ماہ شوال سنہ مذکور میں داخل بغداد ہوا۔ ابو اسحاق قراریطی عہدۂ وزارت پہ بدستور سابق بحال کیا گیا اور توزون کو کوتوالی مرحمت ہوئی اس کے بعد پھر ابوالحسین ابن بریدی نے لشکر مرتب کر کے بغداد کا قصد کیا۔ بنی حمدان بھی مقابلہ کو نکلے رفتہ رفتہ مدائن

پہنچے۔ ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور ابن عم ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا۔ مدتوں سیف الدولہ اور ابوالحسین ابن بریدی سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ تاآنکہ سیف الدولہ کو شکست ہوئی ناصر الدولہ ترکی لشکر اور ان سپہ سالاروں کو لے کر کمک پر پہنچ گیا، جو اس کے ہمراہ تھے۔ سیف الدولہ نے دوبارہ صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد ابوالحسین ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی جانب بھاگا۔ چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے تعاقب نہ کیا۔ کامیابی کے بعد ناصر الدولہ نے مراجعت کی نصف ذی الحجہ سنہ مذکور کو بغداد پہنچا۔ بعد ازاں سیف الدولہ نے واسط پر فوج کشی کی بنو بریدی یہ خبر پاکر بصرہ بھاگ گئے اور سیف الدولہ نے قبضہ کر کے قیام کر دیا۔

دیسم والی آذربائیجان

آذربائیجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضہ و تصرف میں تھا جو یوسف بن ابی الساج کے ہمراہیوں میں سے تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کے مصاحبین میں سے تھا۔ ہارون کے مارے جانے کے بعد وہ آذربائیجان چلا گیا اور اکراد کے کسی رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے بطن سے یہ دیسم پیدا ہوا۔ جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اس کی عزت و توقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذربائیجان کا مستقل مالک ہو گیا۔ اس کے بعد سبکری نے جو بلاد جبل میں وشمگیر کا نائب تھا ۳۲۶ھ میں بلا اجازت وشمگیر آذربائیجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا دیسم نے وشمگیر کے پاس جا کر پناہ لی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و عہد کیا اور امداد کی درخواست کی وشمگیر نے دیلمی فوج سے اس کو مدد دی چنانچہ دیسم دیلمی فوج لئے ہوئے آذربائیجان آیا اور سبکری کو زیر کر کے نکال دیا۔

کردوں کی امارت کا خاتمہ

صوبہ آذربائیجان جو اس سے پیشتر اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا۔ سبکری کی فوج میں اکثر اکراد تھے ان لوگوں نے زمانہ غلبہ سبکری میں بعض قلعات آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا دیسم نے سرداران دیلم کو ملا کر کردوں کو دبانا شروع کیا اور انہیں کے زور بازو سے ان کی بڑھی ہوئی قوت کو نیست و نابود کر دیا۔ انہیں میں صعلوک بن محمد بن مسافر و علی بن فضل وغیرہ تھے تھوڑے سے ہی دنوں میں صوبہ آذربائیجان میں کردوں کی حکومت کا نام و نشان تک مٹ گیا ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالقاسم علی بن جعفر۔ دیسم کا وزیر تھا اس کو اپنے ولی نعمت سے کچھ خطرہ پیدا ہوا طرم بھاگ گیا۔ ان دنوں طرم میں محمد بن مسافر

موجود تھا یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقع پیش آگیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دو لڑکے وہشودان اور مرزبان باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے دو چار قلعات پر قبضہ کر لیا تھا طرہ اس پر یہ ہو گیا تھا کہ وہشودان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کے مال واسباب اور خزائن بھی لے لئے تھے اور اس کو تن تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا علی بن جعفر نے یہ رنگ دیکھ کر مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذربائیجان پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلایا مرزبان نے خوش ہو کر علی بن جعفر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے مسافر اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی نحل کے پیوند تھے۔ کیونکہ علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دیلم سے۔ اور باطنیہ و دیلم دونوں شیعہ ہیں۔

آذربائیجان پر مرزبان دیلم کا قبضہ

علی بن جعفر نے آذربائیجان پر حملہ کرنے سے قبل دلیسم کے ہمراہیوں اور مصاحبوں سے خط وکتابت شروع کی اور ان لوگوں کو بہت سا روپیہ دے کر یا دینے کا وعدہ کر کے دلیسم سے برانگیختہ کر کے اپنی جانب پھر لیا۔ علی الخصوص دیلم کو اپنا پورا پورا حامی بنا لیا۔ گو اس وقت بظاہر دلیسم سے ملے رہے جب یہ سازشیں پوری ہو چکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذربائیجان پر حملہ کرنے کی رائے دی فوجیں مرتب کر کے آذربائیجان کی جانب بڑھا صف آرائی کی نوبت آئی۔ جونہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں دیلم جیسا کہ اقرار و وعدہ ہوا تھا بھاگ کر مرزبان کے پاس چلا آیا اور امان حاصل کر کے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے ہمراہ کردوں کا بھی ایک گروہ کثیر چلا آیا دلیسم نے معدودے چند مصاحبوں کے ساتھ آرمینیہ میں جا کر دم لیا۔ حاجیق بن دیرانی والی آرمینیہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ ان دونوں میں دیرینہ مراسم تھے۔

مرزبان اور علی بن جعفر میں کشیدگی

اس واقعہ سے دلیسم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اُسے کردوں کی علیحدگی اور دُوری پر سخت ندامت ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے آہستہ آہستہ پھر صلح و صفائی کرنے لگا۔ آذربائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد علی بن جعفر (دلیسم کا سابق وزیر) کو مرزبان سے کشیدگی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ہمراہیوں کو ملا کر در پردہ اپنا ہم آہنگ بنا لیا اور اُدھر مرزبان کو دم پٹی دے کر اس کے مال واسباب کو ضبط کرا لیا اسی اثناء میں دیلم کو بھی اُس نے اُبھار دیا انہوں نے مرزبان کی فوج کے حصہ کثیر کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا اس سے مرزبان کے ہمراہی مرزبان سے مخالفت و بغاوت اور دلیسم کی اطاعت کرنے پر تل گئے جب یہ

تدابیر پوری ہو گئیں تو دلسیم کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔

مرزبان اور دلسیم میں مصالحت

دلسیم نے تبریز پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا مرزبان کے ہمراہیوں میں سے اکثر لوگ بوقت مقابلہ دلسیم کے پاس بھاگ آئے مگر پھر بھی مرزبان کی عاقلانہ کاروائی اور واقفیت جنگ نے دلسیم کو نیچا دکھا دیا۔ میدان جنگ سے بھاگ کر تبریز میں آرہا۔ مرزبان نے محاصرہ کر لیا اور شدت کے ساتھ محاصرہ کو جاری رکھا اور وزیر علی بن جعفر سے صلح و صفائی کی کوشش کرنے لگا۔ بالآخر علی بن جعفر اور مرزبان میں مصالحت ہو گئی۔ دلسیم نے تبریز چھوڑ کر اردبیل کا راستہ لیا، مرزبان نے تعاقب کیا اور اردبیل پر پہنچ کر اس کو اپنے حصار میں لے لیا تا آنکہ دلسیم نے طول محاصرہ سے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی مرزبان نے منظور کر کے بر صلح و امان اردبیل پر قبضہ حاصل کیا اور دلسیم کو جو کچھ مال و زر دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ اس کے بعد دلسیم نے یہ التجا کی کہ مجھ کو معہ میرے اہل و عیال کے قلعہ طرم میں بھیج دیجئے۔ چنانچہ مرزبان نے اس درخواست کے مطابق دلسیم کو معہ اس کے اہل و عیال کے طرم روانہ کر دیا۔

سیف الدولہ کا زوال

جس وقت بنو بریدی واسط سے بصرہ کی جانب بھاگ آئے اور سیف الدولہ واسط میں خیمہ زن ہوا اسی وقت سے بصرہ پر اس کے دانت لگے ہوئے تھے اس کی یہ دلی تمنا تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ کو چھین لینا چاہیئے۔ مگر قلت مال اور فوج کی کمی کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی۔ کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد طلب کی اُس نے ابو عبداللہ کوفی کی معرفت درستی فوج و سامان جنگ کے لئے روپیہ روانہ کیا۔ توزون اور ننجج اس رائے کے مخالف تھے سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ ناصر الدولہ کے بھیجے ہوئے روپوں کو مطلقاً کوفی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور توزون کو مال گزاری وصول کرنے کے لئے جامدہ کی جانب روانہ کر دیا اور ننجج کو مذار کی طرف۔

اس واقعہ سے پیشتر سیف الدولہ شام و مصر پر حملہ کرنے کی بابت ترکوں سے خط و کتابت کر رہا تھا ہر طرح کی اُمیدیں دلاتا تھا مگر وہ اس امر پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد خلاف اُمید ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر حملہ کر دیا اور لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ایک گروہ کو مار ڈالا۔ بے چارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کر بغداد کی جانب بھاگ نکلا۔ باقی رہا ناصر الدولہ جب ابو عبداللہ کوفی واسط سے واپس ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اس کے بھائی کے حالات بتلائے تو اس نے روانگی موصل کی تیاری شروع کی خلیفہ متقی سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور موصل کی جانب روانہ ہونے کی ممانعت کی۔ پاس ادب سے

اُس وقت تو اُس نے منظور کر لیا مگر خلافت مآب کی واپسی کے بعد سامان سفر درست کر کے اپنی امارت کے تیرھویں مہینے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ دیلم اور ترکوں نے اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ ابو اسحاق قراریطی نے زمام انتظام و حکومت سنبھالی حالانکہ اس کو وزارت کا عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔ ابو العباس اصفہانی اپنی وزارت کے اکیاون روز بعد معزول کیا گیا۔

توزون اور بجکم کے مابین کشمکش

واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ آنے کے بعد مابین توزون اور بجکم دوبارہ امارت پر مناقشہ پیدا ہوا آخر الامر یہ قرار پایا کہ توزون کو امارت دی جائے اور بجکم کا نذرانچیف افواج مقرر ہو اس کے بعد ابن بریدی پر واسط کے لینے کی طمع غالب ہوئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا توزون سے خط و کتابت شروع کی توزون نے نہایت خوش اسلوبی سے جواب دیئے اس سے قبل بجکم امیر جیوش، بریدی کی مدافعت کو روانہ ہو چکا تھا اثنا راہ میں ابن بریدی کے ایلچی ملے جو توزون کے پاس اس کا خط لیکر گئے تھے۔ دیر تک بجکم ان سے باتیں کرتا رہا اس کے جاسوسوں نے توزون سے یہ جڑ دیا کہ بجکم تو ابن بریدی سے ملا چاہتا ہے۔ توزون یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ راتوں رات سفر کر کے بجکم کے سر پر پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ پندرھویں رمضان ۳۳۱ھ کا ہے پابہ زنجیر و بہ حراست تمام واسط لایا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔

سیف الدولہ کا بغداد سے فرار

رفتہ رفتہ سیف الدولہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی۔ یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس پہنچ چکا تھا فوراً بغداد کی جانب مراجعت کر دی نصف رمضان کے بعد باب حرب پر پہنچ کر قیام کیا اور خلیفہ متقی سے توزون کی مدافعت کی غرض سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے چار لاکھ درہم مرحمت فرمائے سیف الدولہ نے اپنے لشکریوں میں ان کو تقسیم کر دیا۔ سیف الدولہ کی آمد کی خبر پا کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے۔ اس اثناء میں ان واقعات کی توزون کو بھی خبر لگ گئی۔ واسط میں بجائے اپنے کیغلغ کو بطور نائب کے مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سیف یہ خبر پا کر اُس لشکر بغداد کے ساتھ جو اس سے آملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن ہارون بھی تھا اس کے بعد بنو حمدان کے قدم پھر بغداد میں نہیں آئے۔

توزون کی امارت

بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد آخری ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں توزون داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ اور ابو جعفر کرخی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا اس سے

پہلے یہ خدمت کونی کے سپرد تھی۔

ابن بریدی کا واسط پر قبضہ

واسط سے توزون کے چلے آنے کے بعد ہی ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا توزون نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر یکم ذیقعدہ سنہ مذکور کو بہ قصد جنگ ابن بریدی بغداد سے کوچ کیا اس سے پیشتر یوسف بن وجیہہ والی عمان نے چند جنگی کشتیاں مرتب کر کے بصرہ پہ فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ ابن بریدی اور اس کا لشکر قریب ہلاکت پہنچ چکا تھا مگر کسی ملاح کی کاروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی۔ محرم سنہ ۳۳۲ھ میں یوسف شکست کھا کر مضطربانہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر توزون کے پاس چلا آیا توزون نے اس کو اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔

توزون کے خلاف سازش

محمد بن ینال ترجمان، توزون کے نامی سپہ سالاروں میں سے تھا اور یہی بغداد میں زمانہ عدم موجودگی توزون میں اس کی قائم مقامی کر رہا تھا مگر کچھ عرصہ بعد جب کہ ابو جعفر بن شیرزاد توزون سے آ کر مل گیا اس وقت محمد اور نیز وزیر السلطنت حسن بن مقلہ توزون سے مشکوک و مشتبہ ہو گئے۔ دونوں صلاح و مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب کو یہ فقرہ دیا کہ ابن بریدی نے توزون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ بجکم سے ملے ہیں دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد توزون کے پاس اس غرض سے آیا ہوا ہے کہ دشمنان خلافت کو معزول اور گرفتار کر کے ابن بریدی کے حوالہ کر دے۔ خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر حواس باختہ ہو گیا اور ابن حمدان کے پاس جانے کا قصد کیا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت نے ابن حمدان کو لکھ بھیجا کہ تھوڑی سی فوج خلافت مآب کی محافظت کے لئے بھیج دو۔

ابو جعفر بن شیرزاد کی بغداد میں آمد

جس وقت حسن بن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو توزون کی جانب سے برانگیختہ کرنے میں کامیابی ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچ محرم سنہ ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کی جمعیت سے بغداد میں داخل ہوا اور خلافت مآب کی اجازت کے بغیر احکام صادر کرنے لگا۔

خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے پیشتر ناصر الدولہ بن حمدان سے موصل تک ساتھ آنے کی غرض سے لشکر طلب کیا تھا چنانچہ اس کے چچا ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی

فوج بھیج دی جس وقت یہ فوج وارد بغداد ہوئی ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلافت مآب نے اپنے حرم اور لڑکوں کے ہمراہ تکریت کی جانب کوچ کر دیا علاوہ ان کے وزراء امراء اور اعیان حکومت بھی خلافت مآب کے ہمراہ تھے مثلاً سلامت طولونی ابو زکریا یحییٰ بن سعید سوسی، ابو محمد مارعانی، ابو اسحاق قراریطی، ابو عبداللہ موسوی ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابو نصر محمد بن ینال ترجمان۔

متقی کی موصل کی جانب روانگی

خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد خفیہ مقام سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم و سفاکی کا بازار گرم کر دیا۔ لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا۔ اور واسط میں توزون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ بھیجا۔

توزون نے واسط کی زمام حکومت ابن بریدی کے سپرد کی۔ اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کر لیا تھا اور خلافت مآب نے ناصر الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کر دیا تھا چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر رہا۔

توزون کا موصل پہ قبضہ

توزون کو اس کی خبر لگی تو لشکر آراستہ کر کے تکریت پر چڑھائی کر دی سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پہ آیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار میدان توزون کے ہاتھ رہا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا توزون نے اس کا اور اس کے بھائی کا لشکر گاہ لوٹ لیا اور بقصد تعاقب موصل کا رُخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے معہ خلیفہ متقی موصل چھوڑ کر نصیبین کی طرف کوچ کیا توزون نے اس سے مطلع ہو کر موصل پہ پہنچ کر قبضہ کر لیا خلیفہ متقی اس روزانہ تگ و دو سے گھبرا گیا تھا نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کر رقہ چلا آیا توزون کو خط لکھ بھیجا کہ میری کشیدگی اور نفرت کا یہ سبب ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا۔ خیر اب رضامندی اس میں ہے کہ بنی حمدان سے مصالحت کر لو۔ توزون نے اس تحریک کے مطابق ناصر الدولہ سے جس قدر بلاد اس کے قبضہ و تصرف میں تھے اُن کی بابت تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پہ مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد توزون تو بغداد واپس آیا خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقہ میں قیام پذیر رہے۔

آلِ بویہ کا واسط پر قبضہ

معز الدولہ بن بویہ اہواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پہ قبضہ کر لینے کا لالچ دلاتا تھا ساتھ ہی اس کے بوقت جنگ مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا چنانچہ جس وقت توزون نے موصل کی جانب کوچ کیا معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسط کی جانب قدم بڑھایا۔ ابن بریدی نے باوجود وعدہ و اقرار کے وعدہ خلافی کی اس اثناء

میں توزون موصل سے بغداد چلا آیا اور بغداد سے معزالدولہ کے واسط کی طرف بڑھنے کی خبر پاکر نصف ذیقعدہ ۳۳۳ھ کو بقصد جنگ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ سترھویں ذیقعدہ کو مقام قباب حمید میں معزالدولہ اور توزون کے مابین لڑائی شروع ہوئی تقریباً دس یوم تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا۔ اور کنارہ نہر پر مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور سے منع کرنے لگا۔ معزالدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف بہ قصد قبضہ نہر دیالی بڑھا توزون کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ چند دستے فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معزالدولہ کی روک تھام کرنے کو بھیج دیا اس فوج نے نہر دیالی کو ایک پایاب مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہی جس وقت معزالدولہ مقابلہ پر آیا دفعتہً حملہ کر دیا۔ معزالدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا اور بے سروسامانی کے ساتھ مع اپنے وزیر صیمری کے بھاگ کھڑا ہوا۔ چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے حصہ کثیر نے توزون سے امان حاصل کر لی۔ معزالدولہ اور صیمری نے سوس میں جا کر دم لیا۔ کچھ عرصہ بعد فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسط پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ہواخواہان ابن بریدی بصرہ چلے آئے۔

ابو یوسف بن بریدی کا قتل

ابو عبداللہ بن بریدی کا سارا مال و خزانہ انہیں لڑائیوں میں جن کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں صرف ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کر کام چلاتا تھا لشکریوں پر اس کا بہت بُرا اثر پڑا۔ مال داری کی وجہ سے اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات مال و زر دینے کے وقت ابو عبداللہ کو سخت الفاظ سے یاد کرتا تھا رفتہ رفتہ ابو عبداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ لگانے بجھانے والوں نے ادھر ابو یوسف سے یہ کہہ دیا کہ ابو عبداللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی دل ہی دل اس رنج و ملال بڑھ گیا کہ ابو عبداللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک روز اثناء راہ میں ابو یوسف پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ نعش دکھا دی گئی تو خاموش ہو کر منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ابو عبداللہ بن بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا اور جو کچھ مال و اسباب اور جواہر نفیسہ پائے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان جواہر کو خود ابن بریدی نے زمانہ تنگ دستی میں پچاس لاکھ درہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ یہ جواہرات دراصل بجکم کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جب کہ ابن بریدی سے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دیئے تھے اور بجکم دارالخلافت کے توشہ خانہ سے اُن کو اُٹھا لایا تھا۔ جس وقت یہ جواہر ابو یوسف کے روبرو فروخت کی غرض سے پیش ہوئے تھے اُس وقت

اس نے ابو عبداللہ بن بریدی کو بہت سخت وسست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی امر دونوں بھائیوں میں عداوت ودشمنی کا باعث ہوا۔

ابو عبداللہ بن بریدی کا انتقال

اس کے بعد ابو عبداللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کے آٹھ مہینے بعد مرگیا بجائے اس کے بصرہ میں ابوالحسن حکومت کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے کج خلقی اور ظلم کا برتاؤ کیا لشکریوں نے بغاوت کردی اور قتل کی غرض سے شور وغل مچاتے دوڑ پڑے ابوالحسن بھاگ کر ہجر پہنچا اور قرامطہ کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوا۔ ابن بریدی کے لشکریوں نے ابوالقاسم برادر زادہ ابو عبداللہ بن بریدی کو اپنا امیر بنالیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالحسن نے ابوطاہر قرمطی سے امداد کی درخواست کی ابوطاہر نے اپنے بھائیوں کو معہ فوج کے ابوالحسن کے ساتھ بصرہ کے حصار اور فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چونکہ ابوالقاسم نے بصرہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کرلیا تھا، ابوالحسن اور قرامطہ کی کچھ پیش نہ گئی، مدتوں محاصرہ کئے رہے بالآخر ما بین ابوالقاسم اور اس کے چچا ابوالحسن کے مصالحت ہوگئی۔ قرامطہ نے ہجر کی طرف مراجعت کی اور ابوالحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کی غرض سے بغداد چلا گیا۔

ابوالقاسم والیٔ بصرہ کے خلاف سازش

ان واقعات کے بعد یانس (ابو عبداللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست وحکومت کی طمع دامن گیر ہوئی۔ دیلمی سپہ سالار سے ابوالقاسم پر حملہ کرنے اور حکومت وریاست پر خود متمکن ہوجانے کے متعلق سازش کرلی۔ چنانچہ ایک روز اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس مجتمع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ابوالقاسم نے کسی کام سے یانس کو اس دیلمی سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سمائی، یانس اس کو تاڑ گیا۔ بہزار خرابی اپنی جان بچاکر بھاگا اور روپوش ہوگیا۔ دیلمی فوج بھی اس کے اس طرح بھاگنے سے منتشر ہوگئی سپہ سالار بھی چھپ رہا۔ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کراکے شہر بدر کردیا اور کچھ عرصہ بعد یانس کو بھی گرفتار کراکے ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے اور مار ڈالا۔

ابوالحسن بن بریدی کا انجام

ابوالحسن بن بریدی نے بغداد میں پہنچ کر توزون سے امان حاصل کی اور بمقابلہ اپنے برادر زادہ ابوالقاسم کی امداد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثناء میں بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال واسباب وخراج توزون کے پاس آپہنچا۔ توزون نے اس کو اس کے صوبہ پر بحال رکھا۔ ابوالحسن کو اس کی اطلاع ہوگئی بصرہ کے خیال کو دور کرکے ابن شیرزاد

کی گرفتاری کے متعلق توزون سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق وقت سے معاملہ برعکس ہو گیا۔ توزون نے اُلٹا اسی کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ ابو عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی نے یہ سُن کر اُن فتاویٰ کو پیش کر دیا جو اس نے زمانہ ناصر الدولہ میں ابوالحسن کے جواز قتل کے سلسلے میں قضاۃ اور فقہا سے لکھوائے تھے۔ چنانچہ توزون نے محلسرائے خلافت میں فقہاء اور قضاۃ کو مجتمع کر کے اُن فتاویٰ کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابوالحسن کو قتل کر کے نعش کو صلیب پر چڑھایا بعد ازاں جلا کر راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور اس کے مکان کے لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذالحجہ ۳۳۲ھ کا ہے۔ بریدیوں کا یہ آخری زمانہ تھا۔

رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملے

۳۳۲ھ میں رومیوں نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور قریب حلب تک بڑھ آئے اکثر بلاد اسلامیہ کو لوٹ لیا۔ پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ اسی سنہ میں ثمکی طرسوس کی جانب سے بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ اس کے لشکری مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے۔ کئی بطریق گرفتار کر لایا۔

قیدیوں کا تبادلہ

۳۳۱ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس اس مندیل کے لینے کو اپنا قاصد بھیجا جس میں بوقت بعثت الرہا، بزعم نصاریٰ مسیح نے اپنا منہ پوچھا تھا اور اس میں ان کی صورت مرتسم ہو گئی تھی۔ اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک گروہ کثیر کے رہا کرنے کا اقرار کیا۔ فقہاء اور قضاۃ نے مندیل کے دینے کے متعلق باہم اختلاف کیا بعض نے یہ رائے دی کہ مندیل کے دینے میں اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ مندیل بدستور دارالخلافت میں رہے اور بالفعل مسلمانوں کو نصاریٰ کی قید میں رہنے دیجئے۔ اور بعض نے اس سے مخالفت کی۔ انہیں میں علی بن عیسیٰ تھا اس نے بیان کیا کہ اس مندیل کے دے دینے میں کسی قسم کی توہین اسلام نہیں ہے بلکہ اس مندیل کی حفاظت سے بہتر یہ ہے کہ نصرانیوں کے پنجہ غضب سے مسلمان رہا کرا لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق مندیل کو بادشاہ روم کے قاصد کے حوالہ کر دیا اور مُسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ فرمایا۔

روسیوں اور مُسلمانوں میں جھڑپیں

۳۳۲ھ میں روسیوں کا ایک گروہ براہ دریا اطراف آذربائیجان آیا اور نہر کر کی راہ سے بردعہ میں داخل ہوا۔ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضاکار کو آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے عساکر اسلامیہ کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا۔ چاروں طرف سے اسلامی فوجیں مرتب و آراستہ ہو کر آ پہنچیں۔ روسیوں نے

سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا شہر کے عوام الناس معرکہ کارزار گرم دیکھ کر پتھر برسانے لگے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیا اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے ان کو روسیوں نے قتل و غارت سے پائمال کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔

مرزبان کا روسیوں پر جوابی حملہ

روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آ گئی قرب و جوار کے مسلمانوں کو مجتمع کر کے تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ روسی مقابلہ پر آئے مدتوں لڑائی ہوتی رہی ایک روز مرزبان نے چند دستہ فوج کو کمین گاہ بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتا آیا روسی جوش کامیابی میں بڑھتے آئے جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی اس فوج نے کمین گاہ میں سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ سے روسی گھبرا گئے۔ ان کا سردار معہ ایک گروہ کے مارا گیا۔ باقی فوج نے قلعہ میں جا کر پناہ لی مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ روسی نہایت استقلال سے محاصرہ کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

اثناء محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ نے اپنے برادر عم زاد عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا ہے چنانچہ وہ سفر و قیام کرتے ہوئے سلماس پہنچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو بردعہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصہ کو لے کر ابو عبداللہ سے لڑنے کو آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر ابو عبداللہ کو واپس بلا بھیجا چنانچہ ابو عبداللہ حسب استدعا ناصر الدولہ بغداد لوٹ گیا۔

روسیوں کا فرار

مرزبان کی وہ فوج جو روسیوں کا بردعہ میں محاصرہ کئے تھی۔ توزون کی وفات کے بعد بھی محاصرہ کئے رہی۔ بالآخر روسی طول حصار سے گھبرا کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے لے گئے۔ اور اسی سنہ میں بادشاہ روم نے راس عین پر قبضہ کر لیا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ قرب و جوار کے دیہاتی یہ خبر پا کر لڑنے کو آئے باہم لڑائیاں ہوئیں رومی لشکر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

عمال اور اہم واقعات

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلافت مآب کے قبضہ و تصرف میں بجز صوبہ اہواز۔ بصرہ۔ واسط۔ جزیرہ۔ اور موصل کے کوئی دوسرا صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان قابض تھے۔ معز الدولہ اہواز پر متصرف تھا کچھ عرصہ بعد واسط کو بھی دبا لیا۔ اور بصرہ ابو عبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ پہلے بغداد پر خلیفہ متقی کے ساتھ بجکم مستولی تھا اس کے بعد ابن بریدی پھر حمدان پھر توزون یکے بعد دیگرے متغلب و مستولی ہوتے چلے آئے نظم و نسق، حل و عقد غرض کل زمام حکومت

انہیں کے قبضہ میں تھی، وزیر السلطنت نام کا وزیر تھا در حقیقت انہی لوگوں کا ایک عامل اُن کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ کل احکام انہی لوگوں کے جاری و نافذ تھے سب سے آخر میں جس نے امور سلطنت کو سنبھالا وہ ابو عبداللہ کوفی (توزون کا سیکرٹری) ہے اور اس سے پیشتر وہ ابن رائق کا سیکرٹری تھا۔ بدر بن جرسی عہدۂ حجابت کو انجام دے رہا تھا۔ مگر سنہ ۳۳۱ھ میں معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے سلامۃ طولونی مامور ہوا اور بدر کو فرات کی گورنری دی گئی۔ اخشید سے اس نے جا کر شکایت کی۔ پناہ گزین ہونے کی درخواست دی۔ اس پر اخشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کی۔ اطراف و جوانب کے قابضین و متصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی ہے اس زمانہ میں کوتوال بغداد ابو العباس دیلمی تھا۔

متقی کی معزولی

خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے آخر سنہ مذکور تک علی الاتصال بنی حمدان کے پاس رہا۔ اس کے بعد بوجہ طول قیام دلوں سے صفائی جاتی رہی۔ حسن بن ہارون اور ابو عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی نے توزون کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اخشید محمد بن طغج والیٔ مصر کو طلبی کا خط تحریر کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اخشید آ پہنچا۔ جس وقت حلب میں وارد ہوا، ابو عبداللہ بن سعید بن حمدان جو منجانب ناصر الدولہ (ابو عبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچا زاد بھائی تھے) حلب کا والی تھا۔ ابن مقاتل کو اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس وجہ سے اس نے حلب کو اخشید کے حوالہ کر دیا۔ اخشید نے اس کو مصر کے محکمہ مال کی افسری دی اور دو ایک روز قیام کر کے حلب سے رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقہ میں داخل ہو کر خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔ اور تحائف پیش کئے۔ وزیر السلطنت ابو الحسین بن مقلہ اور کل حاشیہ نشینان دربار خلافت کو بھی تحفے دیئے اور اس امر کی کوشش کی کہ خلافت مآب مصر چل کر قیام فرمائیں اور اسی کو اپنا دار الخلافت بنائیں، مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا۔ تب اخشید نے توزون کی بے عنوانیوں سے ڈرایا خلیفہ متقی نے اس پر بھی کچھ توجہ نہ فرمائی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی۔ مصر جانے کے منافع اور کل بلاد اسلامیہ پر حکومت کرنے کی طمع دلائی۔ پھر بھی کچھ سماعت نہ ہوئی۔

اس اثناء میں توزون کے پاس سے قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد نے خلیفہ متقی اور اس کے ہوا خواہوں کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا جس پر فقہاء قضاۃ، امراء شہر اور نامی نامی عباسیوں و علویوں کی شہادتیں تھیں، علاوہ اس کے ان لوگوں کے خطوط بھی علیحدہ علیحدہ تھے۔ خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت اخشید کو

چھوڑ کر فرات کے راستہ آخری محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سندیہ میں شرف حضوری حاصل کیا اور زمین بوسی کر کے بولا "الحمد للہ" خلافت مآب نے میرے قول و قرار کو سچا باور کیا میں آپ کی خدمت گزاری کو اسی طرح حاضر ہوں، جیسے کہ اس سے پہلے تھا"

خلیفہ متقی یہ سن کر خوش ہو گیا۔

توزون نے خفیہ طور سے خلیفہ متقی اور اس کے کل ہمراہیوں کو حراست میں لے لیا۔ ظاہر داری کے خیال سے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ لیکن اگلے ہی دن جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے تین برس گزر چکے تھے۔ اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ آنکھیں جاتی رہیں۔

باب ۲۶

عبداللہ بن مکتفی مستکفی باللہ ۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ

و

فضل بن مقتدر المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

بیعت خلافت

اس کے بعد ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ مکتفی باللہ دربارِ خلافت میں لایا گیا جسب مدارج اراکین دولت نے بیعت کی "المستکفی باللہ" کا لقب دیا گیا۔ سب سے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دربار خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔ اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے سپرد ہوا۔

ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی روپوشی

خلیفہ مستکفی نے مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت تبدیل کر دی۔ قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا گیا۔ نام کی وزارت اس کی تھی جیسا کہ وزراء سابق کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اور درحقیقت کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سیکرٹری) کو تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول و مجبور خلیفہ متقی کو جیل میں ڈال دیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو دعوے دار خلافت تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا ہے) کی جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابوالقاسم یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ تا زمانہ خلافت خلیفہ مستکفی روپوش ہی رہا۔ خلیفہ مستکفی جب اس کی جستجو میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کرا دیا۔

ابن شیرزاد کی امارت

ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون نے اپنی امارت کے چھ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی اس کے تمام زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سیکرٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے ہیت بھیج دیا تھا جب اس کے مرنے کی خبر ابن شیرزاد تک پہنچی تو ابن شیرزاد نے ناصر الدین بن حمدان کو امارت کی کرسی پر متمکن کرنے کا

قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور جبراً ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنایا چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے کوچ کر کے غرہ صفر سنہ مذکور کو باب حرب پر پہنچا۔ دار الخلافت کی تمام فوجوں نے مجتمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے بطیب خاطر فقہاء قضاۃ اور اراکین دولت کے روبرو حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن شیرزاد کی نااہلی

ابن شیرزاد کو اس خطاب کا ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی مصارف اس قدر بڑھا دیئے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تہی دستی کی نوبت پہنچ گئی۔ ابو عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی کو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس روپے لینے کو موصل بھیجا اور "امیر الامراء" کا خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پانچ لاکھ درہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا۔ ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا مگر کافی نہ ہوا۔ مجبور ہو کر ملازمین، رؤساء اور تجارت پیشہ اصحاب پر لشکریوں کی تنخواہ کا ٹیکس لگایا۔ شیرازۂ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ ظلم و جور کی گرم بازاری ہو گئی۔ دن دہاڑے چوریاں ہونے لگیں۔ سوداگروں کی دکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں۔ مجبوراً لوگوں نے بغداد سے جلا وطنی اختیار کی۔ ابن شیرزاد سے کچھ بن نہ پڑتا تھا ینال کوشہ کو واسط پر اور تکریت پر فتح سبکری کو مامور کیا۔ چنانچہ فتح سبکری بغداد سے روانہ ہو کر سیدھا ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل گیا اور بغداد کے حالات بتائے ناصر الدولہ نے اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر متعین کیا۔

معز الدولہ کا عروج

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عہدِ خلافت خلیفہ متوکل سے گورنران ممالک محروسہ چاروں طرف سے ملکوں کو دبا چلے تھے اور دولتِ عباسیہ کی حکومت کے ستون یوماً فیوماً بلکہ لحظہ بہ لحظہ مضمحل و کمزور ہوتے جاتے تھے۔ اراکین دولت یکے بعد دیگرے بلاد اسلامیہ پر مستولی ہو کر مختلف قوتوں میں تقسیم کر رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دار الخلافت بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بجائے خود علیحدہ علیحدہ حکمران بن بیٹھے تھے جو ہر ایک بالانفراد نا انقضاء حکومت ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں سے جو مستقر خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنی بویہ ہے جو اصفہان و فارس پر قابض تھا اور معز الدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز ممبر ہے وہ اہواز کو دبائے ہوئے تھا اور واسط پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا مگر پھر اس سے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر ہیت کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا تھا۔ خلفاء عباسیہ کے قبضہ اقتدار میں صرف بغداد اور وہ بلاد جو ما بین دجلہ و فرات کے ہیں باقی رہ گئے تھے۔ اس طرح امراء دولت ان پر مستولی ہوئے

جاتے تھے اور جو شخص ان کی حکومت و سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ "امیر الامراء" کے لقب سے موسوم ہوتا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تا آنکہ خلیفہ متقی کا دور آگیا۔ اس دور کی حکومت کو سنبھالنے والا ابن شیرزاد ہے اس نے ینال کوشہ کو واسط پر مامور کیا جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

معز الدولہ کو سلطان کا خطاب

ینال ابن شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کر معز الدولہ سے جا ملا اور اس کی ماتحتی میں واسط پر حکومت کرنے لگا کچھ عرصہ بعد اس نے معز الدولہ سے بغداد پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج مرتب کر کے بغداد پر حملہ کر دیا ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس موصل بھاگ گیا۔ خلیفہ مستکفی روپوش ہو رہا معز الدولہ کامیابی کا جھنڈا لیے ہوئے بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے بعد اس کا سیکرٹری ابو محمد حسن بن محمد مہلبی بھی آپہنچا خلیفہ مستکفی کو ڈھونڈ کر دار الخلافت میں لایا۔ معز الدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عماد الدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کی جانب سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبہ جات پر مامور فرما کر انہیں القاب سے ملقب کیا اور انہیں القاب کا سکہ رائج کرایا۔ اس کے بعد معز الدولہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کیا۔ خلافت مآب نے بغداد کو بھی معز الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ اسی تاریخ معز الدولہ سلطان کے لقب سے مخصوص اور ملقب ہوا۔

بہ نظر حالات متذکرہ بالا دولت عباسیہ کے حالات جس کا ذکر کرنا اہم سمجھنا چاہیے اب باقی نہیں ہے اگرچہ مخصوص مخصوص واقعات، خلافت مآب کی ذات سے بھی متعلق ہوئے ہیں مگر وہ نہایت قلیل اور نادر ہیں پس اسی وجہ سے ان خلفاء کے حالات عہد خلافت مستکفی سے زمانہ حکومت مقتفی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے اخبار میں درج کیے جائیں گے۔ اس وجہ سے کہ یہ خلفاء تصرف و حکمرانی سے معطل و بے کار ہو گئے تھے، باستثناء معدودے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے بقیہ حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو دولت عباسیہ پر غالب و مستولی ہوئے ہیں بیان کریں گے جہاں پر کہ دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت و دولت کو ہم بالانفراد احاطۂ تحریر میں لائیں گے کما شرطناہ

مستکفی تا عہد مقتفی میں آل بویہ اور ملوک سلجوقیہ

معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر مستولی اور غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو نام کا خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت میں اوقات بسری کرنے لگا۔ قبل اس کے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سیکرٹری ابو عبداللہ بن ابو سلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبدالرحمٰن شیرازی کو بطور نیج

کے عہدۂ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابواحمد قبل خلافت مستکفی ناصر الدولہ کا سیکرٹری تھا جب خلیفہ مستکفی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو احمد یہ خبر پاکر موصل سے بغداد چلا آیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا۔ اسی سنہ میں وزیر السلطنت ابوالفرج اپنی وزارت کے بیالیسویں دن گرفتار کر لیا گیا تین لاکھ درہم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی۔ اسی سنہ میں معز الدولہ نے ابوالقاسم والی بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی

معز الدولہ کے غالب آنے کے بعد دارالخلافت بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا اور خلیفہ مستکفی چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا۔ اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی اور بجائے تمہارے کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے معز الدولہ کو یہ خبر سنتے ہی کشیدگی پیدا ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسی اثناء میں والی خراسان کا سفیر آگیا۔ اس تقریب میں دربارِ عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کی قوم اور اس کے ہوا خواہ بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے کہ یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں ہاتھ بڑھایا۔ دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر مسندِ خلافت سے کھینچ لیا۔ معز الدولہ سوار ہو کر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو کشاں کشاں معز الدولہ کے مکان پر لا کر چھوڑ گئے۔ اس واقعہ سے شور وغل کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس جاتے رہے۔ دارالخلافت لوٹ لیا گیا۔ بازاروں میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ ابواحمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سیکرٹری) بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے جب کہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گزر چکے تھے۔

خلیفہ مطیع اللہ کی بیعت

اس کے بعد ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ چونکہ قبل خلافت مستکفی کی طرح دعوے دار خلافت تھا اس وجہ سے تخت نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو تلاش کرایا۔ اس وقت یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا چنانچہ جب معز الدولہ وارد بغداد ہوا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر آکر چھپ گیا۔ تا آنکہ خلیفہ مستکفی اس حالت کو پہنچا۔ تب معز الدولہ نے اس کی خلافت کی بیعت کی اور ''المطیع للہ'' کا لقب دیا۔ بعد ازاں معزول خلیفہ مستکفی دربار عام میں پیش ہوا۔ اس نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع کو سلام کیا۔

خلافت کی حرمت و توقیر کا خاتمہ

اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر ہی خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا تھا اور خلیفہ کے قبضہ و اختیار میں کسی قسم کا اقتدار باقی نہیں رہ گیا تھا مگر پھر بھی خلافت کی کسی قدر حرمت و توقیر باقی تھی جس کا پاس و لحاظ اراکین دولت برابر کرتے آتے تھے معز الدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافت عباسیہ کے سر پہ زوال کی گھٹا چھا گئی۔ رہی سہی حالت بھی جاتی رہی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی۔ صرف جاگیرات اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اس کے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رتبہ معز الدولہ کے قبضہ میں تھا وہ جس کو پسند کرتا تھا اس کو اپنی وزارت کا عہدہ عطا کرتا۔

خلافت کی منتقلی کا منصوبہ

اس تغلب و تصرف کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ معز الدولہ دیلم کی قوم میں سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کے زمانہ سے علویہ کے جانب دار اور مذہباً متشیع تھے۔ عباسیوں کی ہوا خواہی کا خیال ان کو مطلق نہ تھا۔ معتبر روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ معز الدولہ نے خاندان عباسیہ سے علویہ کی طرف منصب خلافت منتقل کرنے کا قصد کیا تھا کسی مشیر نے رائے دی "یہ امر خلاف مصلحت ہے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ جس کی نسبت تمہاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلافت ہے ورنہ البسا وقت بھی آ جائے گا کہ وہ تمہارے خلاف تمہاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ نہ کر سکو گے تمہارے قبضہ سے امر و نہی کا اختیار بھی سلب کر لے گا۔ بہتر یہ ہے کہ غیر مستحق خلافت کو منصب خلافت پر متمکن رہنے دو، سیاہ و سفید کرنے کے مختار تم رہو" معز الدولہ نے اس رائے کے مطابق منصب خلافت کو خاندان عباسیہ ہی میں رہنے دیا۔ مگر کل اختیارات سلب کر لئے اپنی طرف سے عمّال مقرر کئے۔

خلیفہ کی حیثیت

دیلمیوں کا دور دورہ ہو گیا۔ سارا عراق ان کے قبضہ میں آ گیا۔ خلیفہ کے قبضہ میں اسی قدر اراضی رہی جو معز الدولہ کی طرف سے بطور جاگیر رفع ضرورت کے لئے ملی تھی۔ البتہ اس قدر ضرور تھا کہ تخت، منبر، سکہ، فرامین پر مہر کرنا، وفود کے آنے پر دربار عام منعقد کرنا اور خطابات کا دینا خلافت مآب کی ذات خاص کے لئے مخصوص تھا مگر یہ بھی اسی کے ذریعہ سے جو مدبر امور سلطنت اور مستولی و متغلب خلافت مآب پر ہوتا۔

سلطان کا لقب

بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہر وہ شخص جو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار رکھتا سلطان کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی شخص خواہ کیسا ہی اختیار رکھتا شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ قدرت، حکومت، جاہ و جلال اور عزت اسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانتا پہچانتا تک نہ تھا خلافت منصوب لفظاً اور مسلوب معناً خاندان عباسیہ میں تھی

واللہ المدبر الامور لا الہ غیرہ۔

آل بویہ کا جبر و تشدّد

معز الدولہ کے مستولی ہونے کے تھوڑے دنوں بعد لشکریوں نے حسب عادت تنخواہ اور روزینے طلب کئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معز الدولہ نے بر وقت استیلاء بہت سی باتیں اپنی طرف سے ایجاد کی تھیں جس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کے لئے کافی نہ ہوتا مجبوراً نئے نئے ٹیکس لگائے۔ لوگوں کا مال بلا وجہ ضبط کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو اس کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے بلا استحقاق دیہات اور قصبات میں جاگیریں دیں۔ شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا منتظمین کی کچھ پیش نہ جاتی۔ دفاتر بے کار۔ شہر، دیہات اور قصبات ویران ہو چلے۔ سپہ سالاروں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو گاؤں ویران ہو جاتا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گاؤں کی طرح ہو جاتا تو اور گاؤں کے طالب ہوتے۔ گرانی، لوٹ مار کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ظلم و جور کی حد ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹیکس کی وہ بھر مار تھی کہ توبہ ہی بھلی۔ پلوں پر ٹیکس، پانی کے چشموں پر ٹیکس، ہر قسم کی زمینوں پر ٹیکس، باغات پر ٹیکس، بازاروں پر ٹیکس، بادجود اسکے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ جبر و ستم سے دو در بارہ مال گزاری وصول کی جاتی۔

غرض ایک مدت تک ملک اور انتظام ملک کی یہی حالت رہی کچھ عرصہ بعد معز الدولہ کو ہوش آیا انتظام ملک کی طرف توجہ کی۔ اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین دولت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علیحدہ علیحدہ مقرر کیا یہی لوگ وصول و تحصیل کرتے۔ مالیہ کی وصولی میں انہیں کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے۔ اس وجہ سے نہ تو معز الدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی اور انتظامی افسر کو کسی امر کی حقیقت معلوم ہوتی، رفتہ رفتہ دولت بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی باوجود کثرت ٹیکس اور جرمانوں کے معز الدولہ پر فراہمی مال اور خزانہ کا پُر رکھنا دوبھر ہو گیا جو وقت ضرورت کام آسکتا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً معز الدولہ اپنے ترکی غلاموں کو انعامات کثیرہ دینے لگا۔ جاگیریں مرحمت کیں۔ وظائف بڑھا دیے۔ اس سے اسکی قوم میں غیریت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی امر منافرت اور کشیدگی کا موجب ہوا جیسا کہ انسانی فطرت میں شامل ہے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ

خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کی استیلاء کی خبریں اُڑتی اُڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں۔ اُسے بے حد شاق گزرا اور لشکر آراستہ کر کے موصل سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ماہ شعبان ۳۳۴ھ کو سامرا پہنچا۔ معز الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم لشکر ینال کوشہ اور ایک اور سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام عکبرا میں پہنچ کر دونوں سپہ سالاروں میں کچھ ان بن سی ہو گئی۔ سپہ سالار نے ینال کو قتل کر ڈالا اور معز

اُن لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر قیام کر دیا اور معز الدولہ میدان خالی دیکھ کر تکریت کی جانب بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے صوبجات میں سے تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے معہ خلیفہ مطیع کے کوچ کر کے غربی جانب بغداد میں آ اُترا ناصر الدولہ شرقی جانب میں تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔

ناصر الدولہ کی شکست

ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصّہ کو دیہاتوں میں معز الدولہ کے رسد و غلّہ کے بند کرنے کو پھیلا دیا۔ جس سے معز الدولہ کی لشکر گاہ میں گرانی ہو گئی۔ سب کے سب بھوکوں مرنے لگے ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلوا دیا۔ لین دین میں اس کا سکّہ لینے کی ممانعت کر دی۔ خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکّہ بھی رائج کرایا کئی بار معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر شب خون مارا۔ کسی میں کامیابی نہ ہوئی۔ تنگ آ کر بغداد چھوڑ کر اہواز چلے جانے کا قصد کیا۔ چلتے چلاتے یہ چال چلا اور اس میں اس کو کامیابی بھی حاصل ہو گئی کہ ایک روز شب کو باظہار کوچ اپنے وزیر ابو جعفر صمیری کو فوج کے حصّہ کثیر کے ساتھ عبور کرنے کا حکم دیا۔ اور خود بجائے اس کے بقیہ لشکر کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا۔ ینال کوشہ روک تھام کو مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اس شکست سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔ اس اثنا میں معز الدولہ نے بھی حملہ کر دیا۔ اور ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دیلمی فوج نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ بغداد میں بھی غارت گری شروع ہو گئی ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد معز الدولہ نے امن و امان کی منادی کرا دی۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع محل سرائے خلافت میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ میں مصالحت

اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکبرا میں قیام کیا اور بلا مشورہ و رائے امراء تور و نیہ معز الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امراء تور و نیہ کو اس کی خبر لگ گئی بگڑ گئے اور ناصر الدولہ کے قتل پر تُل گئے۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معہ ابن شیر زاد کے شب کے وقت دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے اور معز الدولہ کے مابین مصالحت ہو گئی۔ جیسا کہ اس نے استدعا کی تھی۔

جنگ حدیثہ

ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد متفق ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنا لیا اور ناصر الدولہ کے پیکر ٹری، مصاحبین اور امراء کو گرفتار کر کے نصیبین تک اس کے تعاقب میں بڑھ گئے اور نصیبین سے سنجار، سنجار سے حدیثہ، حدیثہ سے سن آئے۔ حدیثہ میں

ناصر الدولہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اتفاق یہ کہ مقابلہ سے پہلے معزالدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابو جعفر صیمری کے ساتھ ناصرالدولہ کی کمک پر آگیا تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ ناصرالدولہ کے ہاتھ رہا۔ ناصرالدولہ نے معہ ابو جعفر صیمری موصل میں آکر قیام کر دیا۔ اور ابو جعفر صیمری نے ابن شیرزاد کو ناصرالدولہ سے لے کر معزالدولہ کے پاس بھیجدیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

معزالدولہ کا بصرہ پر قبضہ

اسی سنہ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں معزالدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا معزالدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے نامی نامی سردار شامل تھے واسط کی جانب بھیجا ابوالقاسم نے یہ خبر پاکر بصرہ سے براہ دریا فوجیں روانہ کیں دونوں فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ نامی نامی افسر گرفتار کرلئے گئے اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معزالدولہ معہ خلیفہ مطیع بصرہ کی جانب ابوالقاسم کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ راستہ خشکی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ نے معزالدولہ سے بلاحصول اجازت اس راہ سے گزرنے پر جواب طلب کیا۔ معزالدولہ نے تہدید کا جواب لکھا۔ جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا۔ ابوالقاسم کی فوج امان حاصل کرکے معزالدولہ سے آملی۔ ابوالقاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا۔ اور معزالدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرے پر قبضہ کرلیا۔ چند روز قیام کرکے خلیفہ مطیع اور ابو جعفر صیمری کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عمادالدولہ سے ملنے کو اہواز روانہ ہوا۔ مقام ارجان میں عمادالدولہ سے ملاقات کرکے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مطیع بھی بغداد واپس آیا۔

معزالدولہ اور ناصرالدولہ کے مابین معاہدہ

بغداد میں پہنچ کر معزالدولہ نے موصل کا قصد کیا۔ ناصرالدولہ نے یہ خبر پاکر خراج بھیجدیا۔ معزالدولہ کا مزاج نرم پڑ گیا۔ روانگی موصل ملتوی کر دی۔ پھر ۳۳۷ھ میں ناصرالدولہ نے بدعہدی کی معزالدولہ لشکر آراستہ کرکے موصل کی طرف بڑھا۔ ناصرالدولہ یہ خبر پاکر نصیبین چلا گیا۔ معزالدولہ نے موصل پر پہنچکر قبضہ کرلیا۔ اور باشندگان موصل پر طرح طرح کے ظلم وستم کرنے لگا۔ اسی اثناء میں رکن الدولہ (یہ معزالدولہ کا بھائی ہے) نے یہ خبر بھیجی کہ لشکر خراسان، جرجان اور رَے پر چڑھا آتا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان کی حمایت کو فوجیں روانہ کیجئے۔ معزالدولہ نے مجبوراً ناصرالدولہ سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط وکتابت شروع کی، آخر کار یہ قرار پایا کہ موصل، جزیرہ اور جس قدر بلاد دمشق وحلب وغیرہ بلاد شامیہ پر سیف الدولہ نے قبضہ کرلیا ہے اُن پر بشرط ادائے خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ناصرالدولہ کا قبضہ رہے اور جامع مسجد کے ممبروں پر عمادالدولہ، رکن الدولہ اور معزالدولہ بنی بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے صلحنامہ لکھا گیا

فریقین کے وکلاء نے دستخط سے اسکو مرتب کر کے مصالحت کا اعلان کر دیا۔ معزالدولہ بغداد اور ناصرالدولہ موصل واپس آیا۔

عمران بن شاہین کے ابتدائی حالات

عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا۔ اِدھر اُدھر کے محاصل جمع کر کے حکام کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا۔ ایک جنگل میں جہاں پر متعدد چشمے تھے قیام پذیر ہوا۔ مچھلی اور پرندوں کے شکار پر اوقات بسری کرتا۔ کچھ عرصہ بعد رہزنی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد شکاریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس مجتمع ہو گئی جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ مگر شاہی سطوت سے خائف ہو کر ابوالقاسم بن بریدی والی بصرہ سے امان کا خواستگار ہوا۔ ابوالقاسم نے اس کو امان دے کر جامدہ اور اطراف بطائح کا محافظ و نگراں مقرر کیا۔ اسی وقت سے عمران نے آلات حرب اور آراستگی فوج کی طرف زیادہ توجہ کی۔ بطیحہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنا لیا اور رفتہ رفتہ اس کے گرد و نواح پر قابض و متصرف ہو گیا۔ معزالدولہ نے یہ خبر پا کر ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابوجعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی۔ عمران اور ابوجعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمران کے اہل و عیال گرفتار کر لئے اور عمران بھاگ گیا۔ اتفاق سے اسی عرصہ میں عمادالدولہ کا فارس میں انتقال ہو گیا۔ سارا انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ لشکری تتر بتر ہو گئے۔ معزالدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابوجعفر کو لکھ بھیجا کہ سب کام ٹھیک کرنے کے لئے تم فوراً شیراز چلے جاؤ۔ ابوجعفر اس کے حکم کے مطابق بطیحہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر شیراز کی طرف روانہ ہوا۔ اور عمران میدان خالی دیکھ کر بطیحہ واپس آیا۔ پھر اس کے ہوا خواہوں اور دوستوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔

عمران اور مہلبی میں جنگ

معزالدولہ کو اس کی خبر لگی۔ اپنے نامی سپہ سالاروں میں سے روزبہان نامی سپہ سالار کو بترو آزمودہ فوج کے ساتھ عمران کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مدتوں بطیحہ کے تنگ راستوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ ایک روز عمران اور روزبہان میں کھلے میدان میں لڑائی ہوئی۔ عمران نے روزبہان کو اس معرکہ میں نیچا دکھا دیا۔ روزبہان اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عمران کے ہمراہیوں نے اس کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا اثناء راہ میں شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے عمران کی جرأت بڑھ گئی۔ اور وہ دن دہاڑے رہزنی کرنے لگا۔ بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انہیں لڑائیوں کے اثناء میں ابوجعفر نے وفات پائی اور اس کے بجائے مہلبی مامور ہوا۔ معزالدولہ نے مہلبی کو جب کہ یہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کو لکھ بھیجا۔ آلاتِ حرب، مال و اسباب جنگ، اور جنگ آزمودہ فوج سے مدد دی اور مصارف لشکرکشی میں اختیار کامل دیا چنانچہ مہلبی نے بطیحہ پر فوج کشی کی اور روزانہ حملہ سے عمران کو تنگ کرنے لگا۔ تا آنکہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راہ کے قریب پہنچا۔

روزبہان نے اس خیال سے کہ مہلبی کے سر کامیابی کا سہرا نہ چڑھنے پائے۔ یہ رائے دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو تمام فوج کو یک جا کر کے اس تنگ راہ پر قبضہ کر لو۔ مہلبی نے اس پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ ناتمام رہا۔

ابن شاہین اور معز الدولہ میں مصالحت

روزبہان نے جھلا کے معز الدولہ کو مہلبی کی شکایت لکھ بھیجی کہ یہ قصداً لڑائی کو طول دے رہا ہے۔ محض اس غرض سے کہ کل روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر ڈالے۔ معز الدولہ نے بے سمجھے بوجھے مہلبی کے نام عتاب آمیز خط لکھ بھیجا اور جنگ میں عجلت کرنے کی تاکید کی۔ مہلبی نے بموجب اس حکم کے عمران پر مجموعی قوت سے حملہ کیا اور بلا خیال یمین و یسار قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے لشکر کے ایک حصّہ نے علیحدہ ہو کر ایک کوس کا چکر کاٹ کر مہلبی پر عقب سے حملہ کیا اور سامنے سے اس فوج نے بھی رک کر یلغار کی جو لڑتی ہوئی پیچھے ہٹتی جاتی تھی۔ مہلبی کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا۔ اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ہمراہیوں کی تعداد کثیر گرفتار اور قتل کی گئی۔ نامی نامی افسر قید کر لئے گئے۔ مہلبی نے یہ رنگ دیکھ کر خود کو دریا میں ڈال دیا اور تیر کر نکل گیا۔ مجبور ہو کر معز الدولہ نے عمران کے اہل و عیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطائح کی سندِ حکومت دے کر مصالحت کر لی۔ عمران نے بھی معز الدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا اس سے عمران کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و دولت میں استحکام کی صورت پیدا ہو گئی۔

مہلبی کی وزارت

ابو جعفر محمد بن احمد صیمری۔ معز الدولہ کا وزیر عمران سے جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا۔ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلبی اس کی قائم مقامی کر رہا تھا۔ اس اثناء میں ابو جعفر نے وفات پائی چونکہ معز الدولہ پر مہلبی کی کفایت شعاری، دیانت داری، اور انتظام و سیاست روز روشن کی طرح ہویدا ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے معز الدولہ نے ابو جعفر کی وفات کے بعد اس کو عہدۂ وزارت پر ۳۳۹ھ میں مستقل کر دیا۔ اس کی وزارت خلق اللہ کے حق میں رحمتِ الٰہی کا ایک کرشمہ تھی جور و ستم کا استیصال کر دیا علی الخصوص اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ بریدیوں کے زمانہ سے مبتلا تھے رفع کر دیا۔ اہل علم و فضل کی قدر افزائی ہونے لگی۔ دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے کو آنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد ۳۴۱ھ میں معز الدولہ نے کسی امر پر ناراض ہو کر اس کو اپنے مکان میں قید کر لیا مگر عہدۂ وزارت سے معزول نہ کیا۔

مہلبی کا بصرہ پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معز الدولہ کا بصرہ کی طرف براہ خشکی ان کے ملک سے ہو کر جانا ناگوار گزرا تھا اور اس بارے میں جو کچھ

میں معاملات پیش آئے تھے اس کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں چنانچہ جس وقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر لگی کہ قرامطہ بمقابلہ معز الدولہ لشکر آرائی میں مصروف ہیں مالی اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ فقط تحریر پہ نہ اکتفا کر کے ایک فوج بھی بھیج دی اور خود براہ دریا ۳۴۱ھ میں بصرہ پہ یلغار کر دی۔ وزیر مہلبی اس وقت اہواز کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ خبر پا کر بصرہ کے بچانے کو دوڑا اور یوسف کے پہنچنے سے پہلے بصرہ میں داخل ہو گیا۔ چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے قریب آیا تو گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان مہلبی کے ہاتھ رہا۔ یوسف شکست کھا کر بھاگا مہلبی نے اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں۔

ناصر الدولہ کی بد عہدی

آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں کہ معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بیس لاکھ درہم سالانہ پہ مصالحت ہو گئی تھی لیکن جس وقت ۳۴۷ھ کا دور آیا ناصر الدولہ نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے لشکر آراستہ کر کے ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ اس مہم میں اس کے ساتھ اس کا وزیر مہلبی بھی تھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معہ اپنے سیکرٹری اہل و عیال اور کل اراکین دولت کے جن کو امور سیاست میں دخل تھا۔ موصل سے نصیبین اور وہاں سے موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو قلعہ کواشی وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد و غلہ موصل پہنچانے سے منع کر دیا اس سے معز الدولہ کے لشکر کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معز الدولہ نے سبکتگین حاجب کبیر کو موصل میں اپنا نائب مقرر کر کے نصیبین کا قصد کیا۔ اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ کی اولاد معہ ایک فوج کے سنجار میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجار کی جانب روانہ کر دی۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ و مصالحت

ناصر الدولہ کی اولاد کو اس کی خبر نہ تھی حالت غفلت میں معز الدولہ کی فوج نے شبخون مارا ناصر الدولہ کی فوج بے سر و سامانی سے بھاگ کھڑی ہوئی معز الدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال و اسباب کے فراہم کرنے میں مصروف ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی اولاد اس امر کا احساس کر کے معہ اپنی فوج کے ٹوٹ پڑی اور معز الدولہ کی فوج کو خوب پامال کیا اور اکثر حصہ فوج کام آ گیا باقی ماندہ گرفتار کر لی گئی۔ معز الدولہ جھلا کر نصیبین کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو خیر باد کہہ کر میافارقین میں جا کر قیام کیا۔ مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے روزانہ تگ و دو اور خطرہ جنگ سے گھبرا کر معز الدولہ کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی اور اجازت حاصل کر کے ناصر الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معز الدولہ کے پاس چلے آئے۔ ناصر الدولہ اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا آیا۔ سیف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معز الدولہ سے مصالحت کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخر کار انتیس ۲۹ لاکھ درہم اور اُن قیدیوں کی رہائی پر جو سنجار میں تھے مصالحت ہو گئی۔ سیف الدولہ

سے ضمانت کی۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۴۸ھ میں معزالدولہ نے عراق کی جانب مراجعت کی۔

معزالدولہ کے محل کی تعمیر

۳۴۵ھ میں معزالدولہ علیل ہوا علالت اس درجہ طول پکڑ گئی کہ وصیت کر دی مگر اس کے بعد ہی صحت ہو گئی اور تبدیل آب ہوا کی غرض سے بقصد اہواز کلواذا چلا گیا۔ اس کے ہوا خواہوں اور احباب نے اس کی ترک اقامت بغداد پر افسوس ظاہر کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کی رائے دی چنانچہ معزالدولہ نے ایک لاکھ دینار کے صرف سے بالائے بغداد میں مکان بنوایا۔ صرف کثیر ہونے کی وجہ سے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کیا۔

جامع بغداد پر تشیعی کتبہ

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس امر نے بنی بویہ کو خاندان عباسیہ سے منصب خلافت و امارت کے منتقل کرنے کو روکا ہے اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر ایک روز صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی۔ "لعن[1] اللہ معاویۃ بن سفیان و عن غصب فاطمۃ فدکا و من منع عن دفن الحسن عند جدہ و من نفی اباذر و من اخرج العباس عن الشوریٰ" معزالدولہ کی طرف اس عبارت کی کتابت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اگلی رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معزالدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے اس رائے کی مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ مٹی ہوئی عبارت کے بجائے فقط معاویہ اور ظالمین آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن لکھا جائے۔

عید غدیر اور تعزیہ داری کی ابتدا

اسی سنہ کی اٹھارھویں ذی الحجہ کو معزالدولہ نے عید غدیر[2] کی بناء ڈالی، لوگوں کو بغرض اظہار زینت، شہر کو چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا۔ اور سنہ آئندہ میں یوم عاشورہ (یعنی دس محرم) کو بغرض اظہار غم شہادت حسین یہ حکم عام صادر کیا کہ کل دکانیں بند کر دی جائیں کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کی جائے۔ باشندگان شہر و دیہات ماتمی

---

[1] معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اس پر ہو جس نے فاطمہ سے فدک چھین لیا ہے اور اس پر ہو جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اس پر ہو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اس پر ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔

[2] اسی عید کو عید خم غدیر بھی کہتے ہیں۔ اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے افضل سمجھتے ہیں۔ (تحفہ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ص ۳۶۵)

لباس پہنیں، علانیہ نوحہ اور بین کریں۔ عورتیں کھلے بالوں اور چہرے سیاہ کئے ہوئے نکلیں اس طرح پر کہ ماتم حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کر لیا ہو۔ شیعوں نے اس حکم کو بخوشی خاطر تعمیل کی اہل سنت دم تک نہ مار سکے کیونکہ زمام حکومت شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ ان کا محکوم تھا ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ اہل سنت برداشت نہ کر سکے۔ مابین ان کے اور شیعہ کے فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ

۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے بطائح میں عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف کوچ کیا اور واسط میں پہنچ کر ابو الفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مقرر کر کے بطائح کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود واسط سے ایلہ کو روانہ ہوا ایلہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے ایک عظیم الشان لشکر عمان کی جانب بھیجا۔ عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ نافع والی عمان بھاگ گیا تھا۔ نافع کے بھاگ جانے کے بعد قاضی عمان اور اہل شہر نے متفق ہو کر ایک شخص کو جو انہیں میں سے تھا منصب امارت پر مامور کیا کسی شخص نے اس کو مار ڈالا تب دوسرے شخص عبد الرحمٰن بن احمد بن مروان نامی کو جو قاضی عمان کے قرابت داروں میں سے تھا۔ امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے علی بن احمد کو جو اس سے پہلے قرامطہ کا کاتب تھا، عہدۂ کتابت عطا کیا۔ ایک روز عبد الرحمٰن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کو انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سوڈانی اور سفید جھنڈے والی فوجیں آپس میں بوقت تقسیم انعام، مساوات اور عدم مساوات میں جھگڑ پڑیں۔ سوڈانیوں نے سفید پھریرے والی فوج کو دبا لیا۔ مزید برآں عبد الرحمٰن امیر عمان کو بھی نکال باہر کیا۔ علی بن احمد عہدۂ کتابت سے ترقی کر کے امارت کی کرسی پر پہنچا۔ چنانچہ جب معز الدولہ سنہ مذکور میں وارد واسط ہوا تو نافع اسود سابق والی عمان نے حاضر ہو کر اپنی سرگزشت عرض کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ نافع کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے واسط سے ایلہ آیا۔ اور ایک سو جنگی کشتیاں فراہم کر کے بسرافسری ابو الفرج محمد بن عباس بن فساخس عمان پر براہ دریا فوج کشی کر دی تو ذیحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عمان پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ ہزارہا اہل عمان معرکہ کارزار میں کام آ گئے۔ نواسی کشتیاں اہل عمان کی جلا کر غرق کر دی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد معز الدولہ نے واسط کی طرف مراجعت کی اور اپنی فوج کے اس حصہ سے جا ملا جو عمران کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر معز الدولہ علیل ہو گیا اور اسی اثناء میں عمران سے مصالحت بھی ہو گئی لہٰذا بغداد واپس آیا۔

وزیر مہلبی کی وفات

ماہ جمادی الآخر ۳۵۲ھ میں وزیر مہلبی ایک عظیم لشکر کے ساتھ عمان کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ مگر اثناء راہ میں علیل ہو گیا۔ مجبوری بغداد کی جانب مراجعت

کی۔ مگر بغداد پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں پیام اجل آگیا اور اس دنیا سے سفر کر گیا۔ نعش کو تابوت میں رکھ کر بغداد لائے اور دفن کر دیا۔ تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔ معز الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ مصاحبین، خدام اور جس نے ایک دن بھی اس کی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابوالفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن فسانجس امور سیاست و سلطنت کے نگران اور ناظم مقرر ہوئے مگر ان میں کسی کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معز الدولہ کی وفات

جس وقت معز الدولہ عمران بن شاہین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا علیل تھا بغداد میں پہنچ کر علالت نے ترقی کی۔ نشست و برخاست سے مجبور ہو گیا۔ اراکین دولت اور ہوا خواہان ملت و سلطنت کو جمع کر کے اپنے بیٹے عز الدولہ بختیار کو ولی عہد بنایا اور صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کیے۔ اور ماہ ربیع الآخر ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ بائیس برس حکومت کی۔

عز الدولہ کی حکومت کا آغاز

معز الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ معز الدولہ نے بوقت وفات عز الدولہ کو رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انہیں کے مشورہ سے کل امور سلطنت انجام دینے کی وصیت کی تھی سبکتگین حاجب اور دونوں کاتبوں ابوالفضل عباس اور ابوالفرج محمد کو ان کے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت کی تھی مگر عز الدولہ نے کرسی امارت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد ان وصیتوں کی پروا نہ کی اور لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔ گویّوں، عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو عز الدولہ سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی طرّہ اس پر یہ ہوا کہ عز الدولہ نے نامی نامی سرداران دیلم کو بغداد سے ان کی جاگیرات کی طرف نکال باہر کیا۔ اراکین دولت اور اکابرین ملّت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ والوں کی گرم بازاری ہوئی۔ انہوں نے متفق ہو کر عز الدولہ سے اپنے وظائف اور روزینے بڑھا لیے۔ ترکوں نے بھی انہی لوگوں کی پیروی کی اور کامیاب ہو گئے۔ اسی اثناء میں ابوالفرج محمد بن عباس وارد بغداد ہوا۔

ابوالفرج کی بغداد میں آمد

ابوالفرج معز الدولہ کی وفات کے وقت عمان میں تھا جس وقت عز الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی، ابوالفرج نے اس خیال سے کہ ابوالفضل عباس عہدۂ وزارت پر متمکن نہ ہو جائے اور عز الدولہ مجھ ہی کو عمان میں قیام کا حکم نہ دے دے، عمان کو، عضد الدولہ کے نواب کو جو اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے سپرد کر کے بغداد

چلا آیا۔ اتفاق یہ کہ ابوالفرج کا یہ خیال صحیح نکل گیا اور جس خطرہ کو اس نے پیش نظر کیا تھا وہی وقوع میں آگیا۔

حبشی بن معز الدولہ کی سرکوبی

اس کے بعد ۳۵۶ھ میں حبشی بن معز الدولہ نے اپنے بھائی عز الدولہ کے مقابلہ پر علم مخالفت و بغاوت بلند کیا۔ عز الدولہ نے اپنے وزیر ابوالفضل عباس کو حبشی کی سرکوبی اور گرفتاری پر مامور اور روانہ کیا ابوالفضل باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہوں واسط میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اور حبشی کو یہ حکم دیا کہ میں یہاں اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو بصرہ مصالحت کے ساتھ دے دیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمران رہو مگر اس کام میں تمہاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ اُدھر حبشی اس دم پٹی میں آگیا اور دو لاکھ درہم خزانہ سے برآمد کر کے ابوالفضل کے پاس بھیج دیئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کر بیٹھ رہا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور سے مجھے مل جا چاہتی ہے۔ ادھر ابوالفضل نے لشکر اہواز کو ایک وقت و تاریخ مقررہ پر ابلہ کی طرف سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آگئی تو خود بھی واسط سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ حبشی سے کچھ بن نہ پڑا دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ اس کا سارا لشکر پامال ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مقید کر کے رامہرمز بھیج دیا گیا۔ اس مال و اسباب کے علاوہ جو اس واقعہ میں لوٹ لیا گیا، دس ہزار مجلد کتابیں تھیں اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے حبشی کی رہائی کی سفارش کی اور کہہ سُن کر رہائی دلا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عضد الدولہ نے اس کے گزارہ کے لئے جاگیر دی تا آنکہ ۳۶۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابوالفضل کی معزولی

ابوالفضل نے عز الدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد جور و ستم کا دروازہ کھول دیا محمد بن بقیہ ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا۔ عز الدولہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا۔ جس وقت رعایا نے ابوالفضل کے ظلم و ستم سے واویلا مچانا شروع کیا۔ عز الدولہ نے ۳۶۲ھ میں ابوالفضل کو معزول کر کے محمد بن بقیہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا۔ جب تک اس کے پاس ابوالفضل اور اس کے مصاحبین کا مال و زر رہا۔ اُس وقت تک انتظام و سیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا کچھ عرصہ بعد جب یہ مال و زر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا۔ گاؤں کے گاؤں اُجڑ گئے۔ قصبات اور شہر ویران نظر آتے تھے۔ جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی۔ ترکوں اور عز الدولہ میں چل گئی۔ ابن بقیہ نے سمجھا بجھا کر مصالحت کرا دی۔ اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عز الدولہ کے پاس گیا ترکوں کی فوج بھی اس کے ہمراہ تھی۔ باتوں باتوں میں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی سبکتگین اور اس کے ہمراہیوں کو جان کے لالے پڑ گئے مگر عز الدولہ نے مال و زر دے کر ان کو راضی کر دیا۔

ابن بقیہ کی وزارت

.... ۳۵۶ھ میں[ل]

ابو تغلب نے اپنے باپ ناصر الدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور دار الخلافت بغداد کا قصد کیا۔ اس اثناء میں اس کے بھائی حمدان و ابراہیم عز الدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ چونکہ عز الدولہ عمان اور بطیحہ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں معروف تھا۔ اس لئے ان کی استدعا کی طرف متوجہ نہ ہوا تا آنکہ عز الدولہ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس وقت وزیر ابو الفضل کو معزول کر کے ابن بقیہ کو وزارت کا معزز عہدہ دیا۔ اور ابراہیم و حمدان کی کمک کو لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب کوچ کیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابو تغلب مع اپنے ہمراہیوں اور کاتبوں اور دفاتر کے سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عز الدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ نہایت تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہوا سبکتگین نے بغداد کے باہر ابو تغلب سے لڑائی چھیڑ دی۔ اسی اثناء میں اہل سنت و شیعہ کے مابین غربی بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابو تغلب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مطیع، وزیر السلطنت، اور عز الدولہ کے کل ہمراہیوں کو گرفتار کر لینا چاہیئے۔ یہی لوگ فساد کے بانی مبانی ہیں اور جب یہ امر وقوع پذیر ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابو تغلب کو موصل۔

ابو تغلب اور ابن بقیہ کے مابین معاہدہ

لیکن سبکتگین نے کیا جانے کیا سوچ سمجھ کر اس رائے پر عمل درآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابن بقیہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابو تغلب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگیں آخر کار ان شرائط سے صلح ہوئی (۱) ابو تغلب جیسا کہ اس سے پیشتر خراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے (۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو باستثناء ماردین کے اور کل مال و اسباب واپس دے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابو تغلب نے موصل کی جانب مراجعت کی اور عز الدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آیا۔ ہنوز عز الدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابو تغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اثنائے کلام میں ابو تغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلح نامہ سے نکال دیا جائے اور آئندہ سے مجھے کوئی سلطانی لقب مرحمت کیا جائے۔ عز الدولہ نے ابو تغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کیا اور

[ل] اصل کتاب میں اس مقام پر عبارت متروک ہے ——— مترجم

اپنی بیٹی زوجہ ابو تغلب کو رخصت کرا کر بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عز الدولہ کے کوچ کر جانے سے بے حد خوشی ہوئی اس وجہ سے کہ زمانہ قیام عز الدولہ میں اہل موصل کو بہت تکالیف اُٹھانی پڑی تھیں۔

ابو تغلب کی سرکشی اور اطاعت

ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابو تغلب نے ایک گروہ کو اپنے ہمراہیوں میں سے جنہوں نے عز الدولہ سے امان حاصل کی تھی قتل کر ڈالا ہے اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عز الدولہ کو یہ سن کر سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو معہ لشکر کے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آ گئے تو بقصد موصل لوٹ پڑا اور یہ قصد کر لیا کہ ابو تغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے۔ ابو تغلب نے اس سے مطلع ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ عز الدولہ کی طرف سے شریف ابو احمد موسوی والد شریف رضی تکمیل صلح کو ابو تغلب کے پاس آیا۔ ابو تغلب نے حلفیہ بیان کیا کہ میرے علم و واقفیت میں وہ لوگ جنہوں نے عز الدولہ سے امان حاصل کی تھی نہیں مارے گئے۔ شریف ابو احمد نے اس بیان کو سچا باور کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عز الدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابو تغلب کے پاس بھیج دیا۔ اور بغداد واپس آیا۔

عز الدولہ کا زوال

عز الدولہ کے پاس جہاں مال و زر کی کمی تھی وہاں فوجی مصارف کی بے حد زیادتی تھی۔ آئے دن تنخواہ اور وظائف کے نہ ملنے پر شور و غل مچا رہتا تھا۔ اس وجہ سے عز الدولہ ہمیشہ فراہمی مال و زر میں مصروف رہتا۔ چنانچہ اسی غرض سے موصل گیا۔ جب کچھ کار برآری نہ ہوئی تو اہواز کا قصد کیا۔ سبکتگین اور اس کے ترکی لشکر نے عز الدولہ کا ساتھ نہ دیا۔ اہواز پہنچنے پر یہ گل کھلا کہ ترکوں اور دیلمیوں کے مابین ان بن ہو گئی۔ اور ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے بڑی خونریزی ہوئی۔ اُدھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اُٹھی ادھر دیلم کے سرداروں نے رؤساء و سپہ سالاران ترک کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، والی اہواز اور اس کا کاتب بھی گرفتار کر لیا گیا دار الامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ تمام شہر میں ان لوگوں کی خونریزی کی منادی کرا دی گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر سبکتگین تک پہنچی اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عز الدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ترکوں کو مسلح کر کے عز الدولہ کے مکان کو جا کر گھیر لیا دو روز تک محاصرہ رہا آگ لگا دی لوٹ لیا۔ اور اس کے بھائیوں اور ماں کو گرفتار کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں واسط روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کا ساتھ دینے کا قصد کیا۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ محل سرائے خلافت میں واپس کر دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور اس پر قابض ہو گئے اہل بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکتگین کا ساتھ دے رہے تھے کیونکہ دیلم شیعہ تھے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ کرخ جلا دیا گیا اور اہل سنت کا پھر دور دورہ ہو گیا۔

باب ۲۷

عبدالکریم بن مطیع الطائع للہ

۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

خلافت سے دستبرداری خلیفہ مطیع عارضہ فالج میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل وحرکت سے معذور تھا مگر کسی پر اس امر کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ اتفاق سے اس واقعہ میں جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا۔ سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس امر پر مجبور کیا کہ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرمائیے چنانچہ اس تحریک کے مطابق ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے چھبیس برس گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابو الفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کی اُسے "الطائع للہ" کا لقب دیا گیا۔

بیرونی مہمات جس زمانہ سے ناصر الدولہ بن حمدان نے صوبہ موصل کو دبالیا تھا اُسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب وحمص پر قبضہ کیا تو صوائف کا انتظام وانصرام اس کی طرف منتقل ہو آیا۔ چنانچہ صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں بلاد اسلامیہ پر خوب خوب حملے کئے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی۔

عزل ونصب عُمّال کی کیفیت یہ ہوئی کہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ سے تقرر وتبدیلی عُمّال کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اور حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی۔ اس لحاظ سے ہم ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں احاطۂ تحریر میں لائیں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرہ کو ہم جداگانہ لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

افتگین کی امارت

جس وقت اہواز میں بزمانہ قیام عزالدولہ ترکوں اور دیلمیوں میں شکر رنجی پیدا ہو گئی اور فریقین میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور سبکتگین نے بغداد میں عزالدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تو مجبوراً عزالدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا اور آزادرویہ کو جو اس سے پیشتر والی اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کو واسط کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد جس جس کو اپنا ہوا خواہ سمجھا اُس سے سبکتگین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچازاد بھائی عضدالدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا ابو تغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم خود میری مدد کو آؤ اس کے معاوضہ میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے معاف کر دوں گا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج ہمراہی و بسرگروہی اپنے وزیر ابو الفتح بن عمید روانہ کی اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو بھی ابو الفتح کے ساتھ عزالدولہ کی کمک پر جانے کو لکھ بھیجا مگر اس نے اس اُمید پر کہ عزالدولہ کسی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤں بہانہ کر دیا۔

عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دیلمیوں سے جنگ و جدل کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس وجہ سے وہ دیلمیوں کے ساتھ ہو کر میدان جنگ میں جانا پسند نہ کرے گا۔ باقی رہا ابو تغلب اس نے اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین کو معہ ایک فوج کے تکریت کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ جس وقت ترک بغداد سے بقصد جنگ عزالدولہ واسط کی طرف آئے ابو تغلب نے بغداد کا راستہ لیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب ہل چل مچی ہوئی تھی۔ دن دہاڑے بازار لُٹ رہے تھے۔ خلق اللہ بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابو تغلب نے زمام انتظام شہر اپنے ہاتھ میں لی اور چوروں، بدمعاشوں، اور غارت گروں کے پنجۂ غضب سے اہل شہر کو بچا لیا۔ ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع للہ اور اُس کے باپ خلیفہ معزول مطیع کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ رفتہ رفتہ جب دیر عاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہو گیا۔ ترکوں نے اپنے نامی سپہ سالار افتگین کو اپنا سردار بنا لیا جو معزالدولہ کا آزاد غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ پچاس یوم تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا۔ عزالدولہ کمال استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضدالدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بلا رہا تھا۔

عضد الدولہ اور عز الدولہ کا بغداد کا محاصرہ

عضد الدولہ نے عز الدولہ کے متعدد خطوط اشتر طلبی امداد آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سامان جنگ وسفر درست کر کے باظہار امداد عز الدولہ فارس کی جانب کوچ کیا۔ مقام اہواز میں ابو الفتح بن عمید (عضد الدولہ کے باپ کا وزیر) لشکر لیے ہوئے آملا۔ دونوں واسط کی جانب روانہ ہوئے افتگین اس سے مطلع ہو کر واسط چھوڑ کر بغداد کو روانہ ہو گیا۔ اور ابو تغلب بغداد سے موصل واپس آیا۔ عضد الدولہ نے واسط میں پہنچ کر ذرا دم لیا اور پھر سامان سفر وجنگ درست کر کے شرقی بغداد کی طرف کوچ کیا۔ اور عز الدولہ نے غربی بغداد کا راستہ لیا۔ دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کر لیا۔ اور محصوروں کو تنگ و پریشان کرنے کی غرض سے عز الدولہ نے ضبہ بن محمد اسدی (یہ عین التمر کا ایک رئیس تھا) بنی شیبان اور ابو تغلب بن حمدان کو رسد وغلّہ کے روکنے کو لکھ بھیجا اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ وقتاً فوقتاً اطراف وجوانب بغداد کو تاخت وتاراج کرتے رہو۔ اس سے بغداد میں گرانی ہو گئی اور شہر میں غارت گری شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔

بغداد میں ترکوں کا قتل عام

عوام الناس نے افتگین کا مکان لوٹ لیا۔ افتگین گھبرا گیا۔ محاصرہ توڑنے کی غرض سے لڑنے کو نکلا تو عضد الدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور لڑ کر اس کو شکست دے دی ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا جو زندہ گرفتار کیے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا باقی ماندہ نے تکریت میں جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے ماہ جمادی الاول ۳۶۴ھ میں عضد الدولہ داخل بغداد ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کے واپس کرنے کے متعلق خط وکتابت کرنے لگا۔ چنانچہ آٹھ رجب سنہ مذکورہ کو خلیفہ طائع براہ دریا بغداد واپس آیا عضد الدولہ نے محلسرائے خلافت میں خلیفہ طائع کو فروکش کیا اور ایک روز کشتی پر سوار ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کو دار الخلافت میں حاضر ہوا۔

عز الدولہ کی گرفتاری

اس کے بعد عضد الدولہ نے ادھر عز الدولہ کے لشکریوں کو اشارہ کر دیا وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور وغل مچانے لگے۔ اُدھر عز الدولہ کو یہ سکھایا کہ تم ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو بے التفاتی سے ان کی درخواستوں کو لو اور بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے عمارت وحکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عامل ہو گئے تو میں درمیان میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرا دوں گا۔ عز الدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں، حاجبوں اور کل اراکین دولت سے بات تک نہ کی یونہی واپس کر دیا۔ لشکریوں کے شور وغل کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تین روز تک یہی بحث وتکرار رہی اور کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے، چوتھے روز عضد الدولہ نے عز الدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر لیا۔ لشکریوں کو

اس کی لاچاری اور عاجزی کو ظاہر کر کے انعام وصلے دینے کا وعدہ کیا۔ اور اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہوا۔

عضد الدولہ کے خلاف بغاوتیں

مرزبان بن عزالدولہ والی بصرہ تھا اس نے عضد الدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کو عضد الدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو زیادتیاں اس نے اور ابوالفتح وزیر نے عزالدولہ پر کی تھیں سب کا خاکہ کھینچ کر بھیج دیا۔ رکن الدولہ یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس صدمہ سے ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس سے تاحیات صحت یاب نہ ہوا اس سے قبل محمد بن بقیہ (عزالدولہ کا وزیر) عضد الدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے صوبہ واسط کی حکومت پر مامور تھا۔ اس واقعہ سے اس نے بھی عضد الدولہ کا پیمان اطاعت اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی۔ سہل بن بشر (وزیر افتگین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضد الدولہ نے اس کو عزالدولہ کی قید سے رہائی دی تھی۔ اور اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا مگر محمد بن بقیہ کی تحریک سے یہ بھی عضد الدولہ سے منحرف و سرکش ہو گیا۔ غرض عزالدولہ کا گرفتار کرنا عضد الدولہ کے حق میں سم قاتل ہو گیا چاروں طرف بغاوت و مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ عضد الدولہ نے اس جوش کے فرو کرنے کو فوجیں روانہ کیں محمد بن بقیہ نے لڑ کر ان کو پسپا کر دیا۔ اور اس کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور نیز مرزبان والی بصرہ اور ان لوگوں کو جو عزالدولہ کے ہوا خواہ تھے لکھا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہوا چاہتا ہوں تم لوگ عزم استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

عضد الدولہ کی مصالحت کی درخواست

عضد الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ اب فارس سے سلسلہ امداد منقطع ہو گیا ہے اور عزالدولہ کو گرفتار کر لینے سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی تب عضد الدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیام معذرت دیکر روانہ کیا۔ پیام معذرت یہ تھا عزالدولہ میں سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں سست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت و خلافت بنی بویہ کے قبضہ و اقتدار سے نکل جاتی میں اب بھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ آپ جس صوبہ پر مناسب سمجھئے مقرر و مامور فرما دیجئے اور اگر آپ بہ نفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہوں تو میں اس امر پر بھی راضی ہوں۔ بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنا ہر کام آپ کے سپرد کرتا ہوں سفید و سیاہ جو چاہے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہ فرمائیں گے تو میں بہ خیال خطرہ آئندہ

عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں اور ہمراہیوں کے قتل کر ڈالوں گا"۔

رکن الدولہ اس پیام کو سن کر شدت طیش سے کانپ اٹھا۔ ایلچی کی طرف قتل کرنے کی غرض سے لپکا۔ ایلچی بھاگ گیا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد پھر ایلچی کو بلوایا اور ہر پیام کا سختی کے ساتھ جواب دے کر عضدالدولہ کی طرف واپس کر دیا۔

عزالدولہ کی رہائی

اس کے بعد ہی ابوالفتح آپہنچا۔ رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی حشمت و شوکت کی دھمکی بھی دی۔ لیکن ابوالفتح برابر حاضری کی کوشش کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دی ابوالفتح نے حاضر ہو کر عضدالدولہ کی طرف سے عذر و معذرت کی اور اس امر کا وعدہ کیا کہ بس کہ سن کر عضدالدولہ کو فارس واپس کر دوں گا۔ اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول و قرار سے ذرا ٹھنڈا پڑا اور ابوالفتح کو عضدالدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کیا عضدالدولہ نے مصلحت کے پیش نظر ابوالفتح کی رائے کے مطابق فارس کی روانگی کا قصد کر لیا۔ اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کر پھر حکومت و سلطنت کی کرسی پر اس شرط سے جلوہ افروز کیا کہ یہ اس کی طرف سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اس کا بھائی اسحاق امیر الجیوش مقرر کیا جائے جو کچھ مال و اسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابوالفتح کو یہ حکم دے کر کہ تین یوم کے بعد میرے پاس چلے آنا فارس کا راستہ لیا۔

عزالدولہ اور ابن بقیہ کی شکر رنجی

ابوالفتح عضدالدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ عیش و عشرت کے مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ عضدالدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تکمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابوالفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدان وزارت تمہارے سپرد کیا جائے گا۔ اور ابن بقیہ کو طلب کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار مرحمت کیا۔ ابن بقیہ نے مال و زر سے اپنا خزانہ پر کر لیا۔ جب کبھی عزالدولہ اس سے مال و زر کا طالب ہوتا۔ لشکریوں کو اشارہ کر دیتا۔ وہ تنخواہ اور وظائف کی طلبی کا شور و غل مچاتے۔ عزالدولہ پر اس کا فرو کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افتگین کا دمشق پر قبضہ

افتگین مدائن میں عضدالدولہ سے شکست کھا کر شام کی جانب بھاگا اور قریب حمص پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ ظالم بن موہوب عقیلی (جو معز الدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا) افتگین کی خبر پا کر گرفتار کرنے کے قصد سے بڑھا لیکن اس ارادہ میں ظالم کو کامیابی نہ ہوئی۔ واپس آیا اور افتگین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں ایان نامی ایک شخص

خلیفہ معزالدین اللہ علوی کا خادم حاکم دمشق تھا عوام الناس نے اس کو دبا لیا تھا رعب سلطنت و حکومت دلوں سے اٹھ گیا تھا۔ ڈرا سا شہر افتگین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ عوام الناس اور بازاریوں کے شور و شر، ظلم و فساد سے نجات دلائیے اور نیز رو افض کے اعتقادات سے ہماری گلوخلاصی کرائیے۔ افتگین نے ان لوگوں سے قول و قرار لے کر ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا پورا پورا اطمینان کر کے داخل دمشق ہوا۔ ابان کو نکال کر دار الامارت میں قیام کیا اور ماہ شعبان ۳۶۴ھ میں خلیفہ طائع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر شہر اور سواد شہر کی اصلاح اور انتظام میں معروف ہوا جن عربوں نے سواد دمشق پر قبضہ کر رکھا تھا ان کو بے دخل کر دیا۔ اس سے عربوں نے متفق ہو کر سر اٹھایا لیکن افتگین کی حسن تدبیر سے بہت جلد دب گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے مال و اسباب کافی مقدار سے جمع ہو گیا اور لشکر بھی درست و تیار اور فراہم ہو گیا۔ خلیفہ معزالدین اللہ علوی اس کی ترقی کو سن سن کر محبانہ اور دوستانہ خطوط لکھنے لگا۔ افتگین نے شکریہ و سپاس کا جواب تحریر کیا اس پر خلیفہ معز نے افتگین کو بلا بھیجا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو خلعت دے کر اپنی طرف سے امارت دمشق دینا چاہتا ہوں۔ افتگین کو اس امر پر اعتماد نہ ہوا تب خلیفہ معز نے بقصد افتگین لشکر فراہم کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق سے اثناء راہ میں مر گیا یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے جیسا کہ ہم اخبارات دولت علویہ میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدولہ کا انتقال

فارس کی جانب عضد الدولہ کے واپس ہونے کے بعد اس کے باپ رکن الدولہ کا ۳۶۶ھ میں انتقال ہو گیا وہ قبل وفات، اپنے بیٹے عضد الدولہ سے راضی ہو گیا تھا اور اس کو اپنا ولی عہد بھی بنا لیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

عز الدولہ اور عضد الدولہ کی جنگ

رکن الدولہ کی وفات کے بعد عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے اکثر سپہ سالاران و امراء رکن الدولہ مثلاً فخر الدولہ اور حسنویہ کردی سے سازش شروع کر دی۔ ابو تغلب بن حمدان اور عمران بن شاہین سے عضد الدولہ کے مقابلے کے لئے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا۔ ادھر عضد الدولہ کو ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے لشکر مرتب کر کے بقصد عراق کوچ کر دیا۔ ادھر عز الدولہ نے بھی حسنویہ و ابن حمدان کی زبانی وعدۂ امداد کے بھروسہ پر یلغار کا حکم دے دیا۔ مگر حسنویہ اور ابن حمدان نے ایفائے وعدہ نہ کیا۔ اور عز الدولہ رفتہ رفتہ اہواز پہنچا۔ وہاں عضد الدولہ سے مڈبھیڑ ہو گئی ایک خونریز جنگ کے بعد عز الدولہ کو شکست ہوئی عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ عز الدولہ نے بحال پریشان واسط کا راستہ لیا۔

عمران بن شاہین نے یہ خبر پا کر کچھ آلات حرب اور بہت سا مال و اسباب اور تحایف عزالدولہ کے پاس روانہ کئے عزالدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد واسط واپس آیا۔

عضدالدولہ کا بصرہ پر قبضہ

عضدالدولہ نے عزالدولہ پر فتحیابی حاصل کرنے کے بعد ایک فوج بصرہ کی طرف بھیج دی جس نے اس پر بھی بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ بصرہ میں ان دنوں دو گروہ عظیم نابغض تھے ایک مضر دوسرا ربیعہ۔ مضر کا میلان عضدالدولہ کی جانب تھا اور یہ تعداد میں زیادہ بھی تھے۔ عزالدولہ کی شکست سے ربیعہ کی رہی سہی قوت بھی جاتی رہی۔ مضر نے عضدالدولہ سے بصرہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی چنانچہ اس نے مضر کی تحریک و تحریر کے مطابق اپنی ایک فوج بھیج دی، عزالدولہ اثناء قیام واسط میں مال و اسباب اور لشکر کی فراہمی کرتا رہا۔ بغداد اور بصرہ میں جس قدر اور جس پر اس کا دسترس تھا سب کو فراہم کر لیا۔ اور وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور عضدالدولہ سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا۔ نامہ بری اور سفیروں کی آمد و رفت ہونے لگی ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ عبدالرزاق اور بدر پسران حسنویہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ عزالدولہ کی کمک پر آپہنچے عزالدولہ نے سلسلہ پیام مصالحت منقطع کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ اور عضدالدولہ نے واسط کا رُخ کیا اور واسط میں کچھ عرصہ قیام کر کے بصرہ چلا آیا۔ بصرہ میں مابین مضر و ربیعہ ایک سو بیس برس سے رنجش کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آرہا تھا عضدالدولہ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کرا دی۔

ابوالفتح بن عبید کی گرفتاری

انہیں واقعات پر ۳۶۶ھ تمام ہو کر ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور عضدالدولہ اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو گرفتار کر لیتا ہے ناک کٹوا کر آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیتا ہے اس الزام میں کہ اس نے عزالدولہ سے سازش کر لی تھی اور کنارہ فرات پر عزالدولہ کے ساتھ مدتوں قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضدالدولہ سے اس کی خبر کر دی۔ عضدالدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو رے میں اسکی گرفتاری کو لکھ بھیجا موید الدولہ نے عضدالدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کو ضبط کر لیا۔ اسی ۳۶۷ھ میں عضدالدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عضدالدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ عزالدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔

ابن بقیہ کا انجام

اس کے بعد عضدالدولہ نے ابن بقیہ کو طلب کیا۔ عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر

عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر باد کہہ کر شام کا راستہ لیا۔ عضد الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور دروازہ پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک جدید رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے پیشتر کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ اسے ہاتھی کے آگے مشکیں باندھ کر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ہاتھی نے ذرا سی حرکت کی اور اس کا جسم پاش پاش ہو گیا۔

عز الدولہ کا خاتمہ

عز الدولہ کے ہمراہ بوقت روانگی شام حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان (برادر ابو تغلب بن حمدان اول) بھی تھا۔ عکبرا میں پہنچ کر حمدان نے عز الدولہ کی بہت خاطر داری کی اور سمجھا بجھا کر موصل کی طرف لے چلا حالانکہ عضد الدولہ نے عز الدولہ سے ابو تغلب کے ممالک مقبوضہ کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت تکریت میں وارد ہوا ابو تغلب کا یہ پیام آیا کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو تو میں خود تمہاری مدد کو آؤں گا اور تمہارے ساتھ ہو کر عضد الدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر متمکن کر دوں گا۔ عز الدولہ کو حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی حمدان کو گرفتار کر کے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابو تغلب کے پاس بھیج دیا ابو تغلب نے اس کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابو تغلب نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بہ ہمراہی عضد الدولہ بغداد کی جانب کوچ کیا عضد الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان عضد الدولہ کے ہاتھ رہا ابو تغلب اور عز الدولہ کو شکست ہوئی دوران جنگ میں عز الدولہ گرفتار کر لیا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے اور اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عز الدولہ گیارہ برس حکومت کر کے راہی عدم ہوا۔

عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ

ابو تغلب کی شکست اور عز الدولہ کے قتل کے بعد عضد الدولہ نے موصل کا قصد کیا اور پندرھویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ عضد الدولہ رسد و غلہ کا کافی ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا تھا اس لئے اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام پذیر ہو کر ابو تغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کو متعدد فوجیں روانہ کیں ابو تغلب نے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی خراج دینے کا اقرار کیا۔ مگر عضد الدولہ نے کچھ بھی سماعت نہ کی تب ابو تغلب مجبور ہو کر معہ مرزبان بن عز الدولہ ابو اسحاق و طاہر برادران عز الدولہ و ان کی ماں کے نصیبین کی جانب روانہ ہوا عضد الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج تو جزیرہ ابن عمر کی جانب طغان سے جنگ کرنے کو روانہ کی اس فوج کا سردار عضد الدولہ کا حاجب ابو حرب تھا۔ دوسری فوج بسر افسری ابو الوفا طاہر بن محمد ابو تغلب کے تعاقب پر نصیبین کی طرف بھیجی۔

ابو تغلب کا فرار

ابو تغلب نے اس سے مطلع ہو کر نصیبین سے اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر میافارقین کا راستہ لیا۔ ابو الوفا نے تعاقب کیا اہل میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر

لئے ابو الوفاء میا فارقین میں داخل نہ ہو سکا۔ ابو تغلب موقع پا کر دوسرے دروازے سے ارزن روم چلا گیا، اور وہاں سے حسینہ مضافات جزیرہ میں آ رہا۔ حسینہ کے قریب قلعہ کواشی تھا ایک روز ابو تغلب نے اس پر حملہ کر کے جو کچھ مال و اسباب اس میں موجود تھا سب کو ضبط کر لیا ابو الوفاء روزانہ سفر و کوچ سے اب تھک گیا تھا مجبوراً ابو تغلب کے تعاقب سے دست کش ہو کر میا فارقین لوٹ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر پا کر کہ ابو تغلب حسینہ میں پڑا ہوا ہے خود حملہ کر دیا۔ ابو تغلب تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے امان کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عضد الدولہ پھر موصل واپس آیا اور ابو تغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مامور و روانہ کیا۔ ابو تغلب کو اس کی خبر لگ گئی وہ رومی کے پاس روم بھاگ گیا۔ چونکہ ورد رومی خاندان سلطنت و شاہی کا کوئی رکن نہ تھا اس نے جبراً و قہراً سلطنت دبالی تھی اس وجہ سے رومی اس سے بگڑے رہتے تھے۔ اس نے اپنی بیٹی کا ابو تغلب سے عقد کر دیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔ اس اثناء میں عضد الدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا مگر ورد رومی کی رشتہ داری (رشتہ دامادی) کی وجہ سے ابو تغلب کی جنگ سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا شکست اٹھا کر واپس آیا۔ اس واقعہ کے بعد رومیوں نے مجتمع ہو کر ورد کے مقابلہ پر علم مخالفت بلند کیا اور فریقین میں لڑائی ٹھن گئی اتفاق یہ کہ ورد کو شکست ہوئی۔ ابو تغلب اس کی امداد و اعانت سے مایوس ہو کر اسلامی ممالک کی جانب واپس ہوا۔ آمد میں پہنچ کر دوبارہ ٹھہر رہا۔

عضد الدولہ کی وفات

تا آنکہ عضد الدولہ نے اس کے کل مقبوضہ شہروں کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اس کی حکومت و سلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ عضد الدولہ نے کامیابی کے بعد ابو الوفاء کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑی مدت کے لئے منقطع ہو گئی۔ ماہ شوال ۳۷۲ھ میں عضد الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچ برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔

صمصام الدولہ کی حکومت کا آغاز

سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت نے مجتمع ہو کر اس کے بیٹے کالی جار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے "صمصام الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا خلیفہ طائع بھی حکومت و ریاست کی مبارکباد دینے اور رسم تعزیت ادا کرنے کو صمصام الدولہ کے پاس گیا۔ صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دو بھائیوں ابو الحسین احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ کو سند حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا شرف الدولہ (انہیں لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ خبر لگ گئی اس نے کرمان سے فارس تک آتش بغاوت مشتعل کر دی مگر اتفاق سے ابو الحسین اور ابو طاہر اس آتش بغاوت کے بھڑکنے سے پہلے کرمان

پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔

ابو الحسین کا اہواز اور راہھرمز پر قبضہ کچھ عرصہ یہ دونوں اہواز میں قیام پذیر رہے بعد ازاں اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرا کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور "تاج الدولہ" کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی جھٹ پٹ ایک لشکر بسر گروہی علی بن ونقش (یہ عضد الدولہ کا حاجب تھا) تاج الدولہ کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پاکر شرف الدولہ سے سازش کر لی شرف الدولہ نے اس کی کمک پہ ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابو الاغر دبیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا ماہ ربیع الثانی ۳۷۶ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن ونقش شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔ ابو الحسین نے اہواز اور راہھرمز پہ قبضہ کر لیا۔ حکومت وسلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی۔

صمصام الدولہ کی مخالفت اس کے بعد سفار بن کردویہ جو سپہ سالاران دیلم میں سے ایک نامور سردار تھا۔ ۳۷۶ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا کثیر حصہ مائل ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابو نصر عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی جانب سے بطور نائب کے امارت کی کرسی پہ متمکن کرنا چاہیے۔ رفتہ رفتہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس نے امراء لشکر سے خط وکتابت شروع کی اور اس ارادے سے ان لوگوں کو روکنا چاہا مگر بجائے اس کے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی اور بڑھ گئی۔ فولاد بن مابدرمار جو اسفار کے متبعین میں سے تھا لڑائی پر اُٹھ کھڑا ہوا۔ مجبوراً صمصام الدولہ نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جنگ کا حکم دیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان صمصام الدولہ کے ہمراہیوں کے ہاتھ رہا، ابو مفضل گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس اثناء میں اس کا وزیر ابن سعدان بھی آ گیا اور اُسے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا مار ڈالا گیا۔

شرف الدولہ کا اہواز اور بصرہ پر قبضہ اسفار نے ابو الحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی دیلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے شرف الدولہ کی قوت دیلمیوں کے مل جانے سے بڑھ گئی فوراً اہواز کا ارادہ کر دیا اور اس کو اپنے بھائی ابو الحسین کے قبضہ سے نکال لیا بعد ازاں بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابو طاہر کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام الدولہ نے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا بالآخر اس امر پہ مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طائع کی جانب سے رسماً خلعت اور القاب بھیجا گیا۔

صمصام الدولہ کا زوال

شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابو طاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رُخ کیا اور اس پر بھی بآسانی تمام قابض و متصرف ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابو نصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے معذرت خواہی کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس واسط روانہ کیا۔ شرف الدولہ نے کچھ التفات نہ کیا صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب اور پریشانی پیدا ہوئی مصاحبین سے اطاعت شرف الدولہ کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے عواقب امور سے ڈرایا۔ بلکہ بعضوں نے یہ رائے دی کہ آپ عکبرا چلے جائیے اور عکبرا سے موصل اور بلاد جبل میں جا کر قیام کیجئے تا آنکہ ترکوں اور دیلمیوں کے باہمی فساد سے منجانب اللہ کوئی امر پیدا ہو یا کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس سے آپ بآسانی بغداد واپس آئیں اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کیجئے۔ بلکہ براہ اصفہان ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور غالباً باہم مصالحت ہو جائے گی۔

شرف الدولہ کا بغداد پر قبضہ

صمصام الدولہ نے ان رایوں میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی مگر کچھ عرصہ بعد اس کی امارت کے چوتھے برس اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد کی جانب کوچ کیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی مقید اس کے ہمراہ تھا۔ بغداد میں ترکوں اور دیلمیوں کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے دیلمیوں نے ترکوں کو دبا لیا تھا۔ جوں ہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا دیلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ مقرر کرنے کی کوشش کی دوسرا فریق مخالف ہو گیا دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ اکثر اور بیشتر مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے جا ملے۔ خلیفہ طائع ملنے کو آیا فتحیابی پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین میں مصالحت کرا دی اور قلمدانِ وزارت ابو منصور بن صالحان کے سپرد ہوا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا فارس پہنچ کر صمصام الدولہ رہا کر دیا گیا۔

باذ بنی مروان کی حکومت کا آغاز

ہم اُوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دار الحکومت تھا نکال لیا۔ اس کے بعد ۳۶۸ھ میں میافارقین، آمد، دیار بکر اور دیار مضر پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔

ابوالوفاء نامی ایک شخص اس کی طرف سے ان بلاد میں حکومت کر رہا تھا۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان بلاد سے جاتی رہی، دیار بکر کے سرحدی مقامات میں اکراد حمیدیہ کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار ابوعبداللہ حسین بن دوشتک ملقب باد تھا۔ اس اطراف میں اس کے کثیر الغزاوی ہونے کی وجہ سے غیر قوموں کے دلوں پر اس کی صولت وجبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو اکراد حمیدیہ میں سے تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابوشجاع تھی اور حسین اس کا بھائی تھا اور ابتداً اس نے بلاد ارمینیہ میں ارجیش پر حکمرانی کی۔ رفتہ رفتہ اس کی قوت ترقی کر گئی۔

باد کی فتوحات

جس وقت عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کیا۔ باد حاضر آیا عضد الدولہ نے اس کی گرفتاری کی فکر کی تو باد تاڑ گیا اور آنکھ بچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عضد الدولہ نے تلاش کرایا مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ تو خاموش ہو رہا۔ تا آنکہ عضد الدولہ نے وفات پائی۔ اس وقت باد نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت وریاست کی بنا ڈالی۔ اب وہ میا فارقین اور دیار بکر کے اکثر بلاد پر قابض ومتصرف ہو گیا بعد ازاں نصیبین پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ ارمینیہ سے دیار بکر پر آ کر قابض ہوا تھا بعد ازاں میا فارقین کو لیا۔ صمصام الدولہ نے اس کی سرکوبی کو بسرافسری ابوسعید بہرام بن اردشیر ایک فوج روانہ کی جس کو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو اس میں سے گرفتار کر لیا۔ پھر دوسری فوج بسرگروہی ابوالقاسم سعید بن حاجب مقابلہ پر آئی۔ سرزمین کواشی میں صف آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس فوج کو بھی باد سے شکست کھانی پڑی بعض قتل اور بعض قید کر لئے گئے کچھ عرصہ بعد قیدیوں کو بھی باد نے قتل کر دیا۔

موصل پر قبضہ

سعید بحال پریشان موصل کی جانب بھاگا تو باد نے تعاقب کیا اہل موصل میں دیلم کی کج ادائی بدا طواری کی وجہ سے شورش وبغاوت پھوٹ نکلی سعید کو جان کے لالے پڑ گئے مجبوراً موصل سے بھی بھاگ کھڑا ہوا باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بغداد جانا چاہیئے اور لڑ بھڑ کر بغداد کو دیلم کے پنجۂ غضب سے نکال لینا چاہیئے چنانچہ اس آرزوئے خام کو حاصل کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کیں۔

حلب پر فوج کشی

ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دیلمیوں سے مقابلہ ہوا دیلمیوں نے اس کو شکست دے کر موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔ باد موصل کو خیر باد کہہ کر دیار بکر چلا آیا۔ اد

فراہمی لشکر میں معروف ہوا اس وقت حلب میں بنو سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیام بھیجا کہ اگر تم باد کی خاطر خواہ گوشمالی کر دو تو میں تم کو دیار بکر دے دوں گا۔ سعد الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور ایک فوج تیار و مرتب کر کے بھیج دی۔ لیکن باد سے مقابلہ نہ کر سکے باد کے حوصلے بڑھ گئے۔ حلب پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ آئی حکمت عملی اور حیلہ و مکر کی تلاش ہوئی۔ ایک شخص کو باد کی خواب گاہ میں بھیج دیا۔ اس نے کوئی دوا ایسی سنگھا دی جس سے باد علیل ہو گیا اور مرتے مرتے بچا مجبوراً باد نے سعد و زیاد امراء موصل کو مصالحت کا پیام دیا۔ بالآخر ان دونوں نے مصلحت کے پیش نظر اس امر پر مصالحت کر لی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دیدیا جائے۔ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد میں دیلمی فوجیں لے کر باد کے مقابلہ پر آیا اور اس کو شکست دی۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۷ھ میں سعد حاجب کا موصل میں انتقال ہو گیا اور باد کو اس پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی۔

ابو نصر کا موصل کی امارت پر تقرر

اس اثناء میں شرف الدولہ نے حکومت موصل پر ابو نصر خواشاذہ کو متعین کیا۔ ابو نصر نے موصل میں پہنچ کر فراہمی لشکر اور خزانہ کو معمور کرنے کی کوشش کی۔ نو وارد شخص تھا دبہ ہوئی تب اس نے دلاوران عرب کو بنی عقیل اور بنی نمیر سے طلب کر کے ان کو جاگیریں دیں اور باد کی مدافعت پر ان کو مامور کیا۔ باد نے بقیہ حصہ طور عبدین پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو بھیجا مگر یہ شکست کھا کر بھاگا اور مارہ ڈالا گیا۔ ابو نصر اور فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ اس کے بعد ابو ابراہیم اور ابو عبداللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل ہو کر آئے ۳۸۱ھ تک بھی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی، ایک فوج بسرافسری ابو جعفر حجاج بن ہرمز موصل پر بھیج دی ابو الرداد محمد بن مسیب (بنی عقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی فریقین جی توڑ کر لڑتے رہے۔ ابو جعفر نے اس مہم کے سر کرنے کو بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابو القاسم علی بن احمد کو اوائل ۳۸۳ھ میں ابو جعفر کی کمک کو روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے لگانے بجھانے سے ابو جعفر کو وزیر کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا۔ کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا۔ جھٹ ابو الرداد سے مصالحت کر لی اور لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے بحکم چاہ کندہ را چاہ درپیش ابن معلم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔

بہاء الدولہ کا زمانہ حکومت

۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابو الفوارس شیرزیک بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دو برس آٹھ مہینے بعد مدت دراز کی علالت اٹھا کر بعارضہ استسقاء مر گیا۔ دوران علالت میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دینے کا حکم فارس روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابو علی کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ خزانے فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر تھا۔ زمانہ بیماری میں اس سے ارکین دولت نے دریافت کیا "آپ کے بعد ریاست و امارت کا کون مالک ہوگا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا؟" جواب دیا "جو لائق ہوگا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک ہو جائے گا میں کسی کو اپنا ولی عہد نہ بناؤں گا"۔ مگر حالت حیات ہی میں امور ریاست و امارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا پس جب شرف الدولہ مر گیا تو بہاء الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ خلیفہ طائع تعزیت کو آیا کرسی امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

بنی حمدان کا موصل پر قبضہ

بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو عہدۂ وزارت پر بحال و قائم رکھا۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت موصل پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ شرف الدولہ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے امارت موصل کی درخواست کی۔ بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت مرحمت کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی۔ مگر بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا۔ ابو نصر کو ان دونوں کی مدافعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ ابو طاہر اور ابو عبداللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر لگ گئی وہ دیلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے لڑتے بھڑتے ابو طاہر اور ابو عبداللہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہو کر پھر دیلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک گروہ کثیر تہ تیغ کیا باقی ماندگان نے دار الامارت میں جا کر پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کو دار الامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا۔ یہ تو بغداد چلے آئے اور ابو طاہر و ابو عبداللہ (بنی حمدان) نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں اور دیلمیوں میں جھڑپیں

ابو علی بن شرف الدولہ کو بوقت مراجعت فارس مقام بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی مال و اسباب اور اہل و عیال کو براہ دریا ارجان روانہ کر دیا اور خود فارس گیا۔ فارس سے شیراز آیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اس کے بھائی ابو طاہر سے مڈبھیڑ ہوئی جس کو محافظین جیل نے رہا کر دیا تھا ان دونوں کے ہمراہ فولاد بھی تھا۔ تھوڑے دنوں میں ان کے پاس دیلمیوں کا ایک جم غفیر مجتمع ہو گیا۔ ابو علی یہ خبر پا کر ترکوں کے پاس چلا آیا۔

ان لوگوں کا بھی ایک گروہ اکٹھا ہوگیا جو صمصام الدولہ اور دیلم سے مدتوں معرکہ آرا رہا بعدازاں فسا ء چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کرکے دیلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فساء سے ارجان چلا آیا اور ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔

اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلا بھیجا در پردہ ترکوں کی فوج اس کی جانب مائل ہوگئی۔ اور ابو علی کو کہہ سُن کر بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۸۰ھ میں ابو علی نے سامان سفر درست کرکے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا لیکن کچھ عرصہ بعد گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ اس سے ترکوں اور دیلم میں لڑائی ہوگئی پانچ روز تک خونریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے باہم مصالحت کر لینے کا پیام بھیجا فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے ایلچی کو قتل کر ڈالا انجام کار ترکوں کو دیلم پر فتحیابی ہوئی۔ اس فتحیابی سے ترکوں کی شان و شوکت اور رعب داب بڑھ گیا اور دیلم میں ضعف کے آثار پیدا ہوگئے۔ بعض سرداران دیلم گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ گئے۔

قادر کا بغداد سے فرار

اسحاق بن مقتدر نے بوقت وفات ایک بیٹا ابو العباس احمد (جو آئندہ "القادر باللہ" کے لقب سے یاد کیا جائے گا) چھوڑ گیا تھا اس سے اور اس کی بہن کی ایک مالی معاملہ میں ان بن ہوگئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں خلیفہ طائع سخت خطرناک علالت میں مبتلا ہوگیا۔ شفایابی کے بعد قادر کی بہن نے خلافت مآب سے اپنے بھائی کی شکایت کر دی کہ آپ کے زمانہ علالت میں یہ طالب خلافت تھا۔ خلیفہ طائع نے ابو الحسین بن حاجب کو معہ چند سپاہیوں کے قادر کے گرفتار کرنے کو بھیجا قادر اس وقت حریم ظاہری میں تھا۔ ابو الحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور و غل مچانا شروع کیا قادر کو موقع مل گیا۔ ایک کھڑکی سے نکل کر بطیحہ کا راستہ لیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا مہذب الدولہ نے عزت و اکرام سے ٹھہرایا اور نیاز مندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

بلادِ فارس پر صمصام الدولہ کا قبضہ

جس وقت صمصام الدولہ نے بلادِ فارس پر قبضہ حاصل کر لیا اور ابو علی بن شرف الدولہ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا اور بہاء الدولہ نے ابو علی کو قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں بقصد بلادِ فارس ابو نصر کو اپنا نائب مقرر کرکے بغداد سے خوزستان کی جانب کُوچ کیا۔ خوزستان پہنچ کر اس کے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر پہنچی۔ عزاداری کو بیٹھا۔ اس کے بعد ارجان کی طرف بڑھا اور قبضہ حاصل کرکے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ضبط کر لیا۔ علاوہ بریں دس لاکھ آٹھ ہزار درہم نقد ہاتھ

آئے۔ بہاء الدولہ کے اس فعل سے لشکر ارجان نے شور وغل مچایا اور بغاوت کرنے پر آمادہ ہوئے مجبوراً بہاء الدولہ نے یہ کل نقد وجنس ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور دو ایک روز آرام کر کے اپنے مقدمۃ الجیش کو نوبند جان کی طرف بڑھایا ابوالعلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نوبند جان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ ابوالعلاء اطراف فارس میں استقلال کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے مابین مصالحت

صمصام الدولہ نے ایک دوسرا لشکر ابوالعلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا کمان افسر فولاد بن مابدان تھا۔ اس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دی۔ ابوالعلاء ارجان بھاگ آیا اور صمصام الدولہ فتح کی خوش خبری سن کر شیراز سے فولاد کے پاس چلا آیا۔ فریقین میں مصالحت کا نامہ وپیام ہونے لگا بالآخر یہ طے پایا کہ (۱) بلاد فارس وارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہیں (۲) خوزستان اور علاوہ اس کے ملک عراق پر بہاء الدولہ متصرف وقابض ہو اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے مقبوضہ ممالک میں رہیں۔ صلحنامہ لکھا گیا وکلاء فریقین نے صلحنامہ مرتب کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کے حوالے کی۔

بغداد میں بدامنی کا دور دورہ

مصالحت ہونے پر بہاء الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اس وقت بغداد میں اہل سنت وجماعت اور شیعہ کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا۔ اور لوٹ مار اور قتل وغارت کی گرم بازاری تھی بہاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرا دی قبل روانگی خوزستان وزارت بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابومنصور بن صالحان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابونصر سابور بن اردشیر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا تھا لیکن تمام حکومت وانتظام ابوالحسین ابن معلم کے ہاتھ میں تھی۔

خلیفہ طائع کی اہانت اور معزولی

تھوڑے دنوں میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور وغل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا اپنے وزیر ابونصر کو گرفتار کر لیا اس پر بھی لشکریوں کی شورش کم نہ ہوئی۔ تب خلیفہ طائع کے مال وزر پر دانت لگایا گرفتار ومعزول کرنے کی فکر کرنے لگا۔ ابوالحسین بن معلم جو اس کی خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس رائے کی تائید کی۔ بہاء الدولہ لشکر آراستہ کر کے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دربار عام منعقد کیا۔ بہاء الدولہ مسند خلافت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت جوق در جوق آ رہے تھے اور خلافت مآب کی دست بوسی کرتے جاتے تھے اس اثناء

میں ایک دیلمی سردار حاضر ہوکر دست بوسی کو بڑھا جوں ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا پھر کیا تھا قصر خلافت لٹنے لگا۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر پا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ طائع کشاں کشاں بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچا یا گیا۔ اور مجبوراً ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جب کہ اس کی خلافت کو سات برس آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کیا۔

باب ۲۸

احمد بن اسحاق قادر باللہ

۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر کی بغداد میں آمد اور بیعت

بہاؤ الدولہ نے اپنے ایک مصاحب خاص کے ذریعہ سے قادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بطیحہ سے بلا بھیجا۔ مہذب الدولہ والئ بطیحہ نے یہ خبر پا کر بطیحہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو بہاؤ الدولہ معہ اراکین دولت اور رؤسا شہر کے استقبال کو گیا۔ ایک منزل کے فاصلہ پر ملاقات کی۔ عزت و احترام سے بارھویں تاریخ ماہ رمضان ۳۸۱ھ کو محل سرائے خلافت میں لا کر ٹھہرایا۔ اگلی صبح کو جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مگر اہل خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اور بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے۔ چند ماہ کم تین برس بطیحہ میں اس کا قیام رہا۔

طائع کی وفات

خلیفہ طائع کو معزولی کے بعد قصر خلافت کے ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور ہوئے اور جس طرح یہ اپنے زمانہ خلافت میں رہتا تھا اسی صورت سے اس کے کل کاروبار کو جاری و ساری رکھا تا آنکہ ۳۹۳ھ میں وہ انتقال کر گیا۔ نماز جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا گیا۔

ابو العلاء کی شکست

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مابین صمصام الدولہ اور بہاؤ الدولہ کے اس امر پہ مصالحت ہو گئی تھی کہ فارس پر صمصام الدولہ قابض رہے خوزستان اور اس کے علاوہ اور ممالک عراق بہاؤ الدولہ کے مقبوضات میں شمار کیا جائے۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔ ۳۸۳ھ میں بہاؤ الدولہ نے بہانہ کر کے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں بتدریج بدفعات تمہارے پاس فوجیں بھیجتا جاؤں گا جب خاطر خواہ مجتمع ہو جائیں تو بحالت غفلت دفعتہً فارس پر حملہ کر دینا اتفاق یہ کہ بہاؤ الدولہ کی فوجوں کے مجتمع ہونے سے پیشتر کسی ذریعہ سے صمصام الدولہ

کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ اس نے ایک لشکر مرتب کر کے خوزستان کی جانب روانہ کر دیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آئی سخت خونریز جنگ کے بعد ابو العلاء کو شکست ہوئی گرفتار کر کے صمصام الدولہ کے پاس بھیجا گیا صمصام الدولہ نے اپنی بے نظیر فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رہا کر دیا۔ بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اپنے وزیر ابو النصر بن سابور کو فراہمی مال کی غرض سے واسط روانہ کیا ابو النصر کو موقع مل گیا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس بھاگ گیا۔ دیلم نے شور و غل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دار الوزارت کو لوٹ لیا۔ بہاء الدولہ نے گھبرا کر قلمدان وزارت ابو القاسم بن احمد کے سپرد کیا۔

بہاء الدولہ کا سوس پر قبضہ

ابو القاسم عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کا متحمل نہ ہوا کام چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تب بہاء الدولہ نے ابو نصر کو بلا کر دوبارہ عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور حسن تدبیر سے دیلم کے جوش کو فرو کر دیا اور باہم مصالحت ہوگئی۔ اس کے بعد ۳۸۴ھ میں بہاء الدولہ نے ایک لشکر عظیم بسرگردہی طغان ترکی اہواز کی جانب روانہ کیا۔ جو رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ صمصام الدولہ کے عمال یہ خبر پا کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ اس کے ہمراہی اکثر ترک تھے اور صمصام الدولہ کے ہمراہی زیادہ تر دیلم۔ اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلہ کے بھی تھے۔ صمصام الدولہ کو اس شکست سے بے حد ندامت ہوئی اس نے لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم بڑھایا اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے شب خون مارنے کو رات ہی میں نشتر سے کوچ کر دیا اثناء راہ میں مڈبھیڑ ہوگئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ تمام رات قتل و خونریزی ہوتی رہی دیلم کی فوج کا حصہ کثیر کام آ گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی۔ واسط سے اہواز آیا۔ طغان کو مالی اور فوجی مدد دے کر پھر واپس ہوا۔ اور صمصام الدولہ فارس چلا پہنچا۔ جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ چھپ چھپا کر کرمان پہنچے اور بادشاہ سندھ کی خدمت میں پہنچ کر اس کے ملک میں آباد ہونے کی اجازت کی درخواست دی۔ بادشاہ سندھ نے پہلے تو اجازت دے دی لیکن بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے ملنے گیا اور چن چن کر سب کو مار ڈالا۔

بہاء الدولہ کا اہواز پر قبضہ

ان واقعات کے بعد صمصام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے بسرگردہی علاء بن حسین اہواز پر یلغار بھیجی۔ انفگین رامہرمز میں ابو کالیجار مرزبان بن سفہیون کی بجائے حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ یہ خبر پا کر کہ صمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے اس کی روک تھام کو خوزستان کی جانب بڑھا انفگین اور ابن مکرم کو مع ان کی فوجوں کے اپنی کمک پر بلا بھیجا جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے آ ملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو صمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور جس قدر اس کے ہمراہی ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بہاء الدولہ نے بصرہ

کا رُخ کیا اور ابن مکرم کیمپ مکرم کی جانب لوٹا علاء اور دیلم اس کے تعاقب میں تھے تا آنکہ ابن مکرم تستر سے آگے نکل آیا اور دیلم نے قریب ترین راستے سے مسافت طے کر کے ابن مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر تستر سے رامہرمز چلا آیا اور صمصام الدولہ کی فوج تستر سے ارجان چلی آئی چھ ماہ تک فریقین لڑتے رہے آخری فیصلہ جنگ کا نہ ہوا۔ آخر کار تھک کر دیلم نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور ترکوں نے واسط کی طرف۔ تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے مراجعت کر دی اور اور ابن مکرم نے کیمپ مکرم میں جا کر قیام کیا۔

صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ

بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر دیلم جو اس کے ہمراہ تھے امان حاصل کر کے علاء کے پاس چلے آئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ بہاء الدولہ کی فوج مقیم بصرہ سے مقابلہ ہوا۔ اہل شہر نے شکرستان سے سازش کر لی۔ ان لوگوں کا پیشوا ابو الحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہو گئی۔ اہل شہر کشتیوں پر سوار ہو کر آئے۔ اس کو کشتی پر سوار کر کے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے بہاء الدولہ معہ اپنی رکاب کی فوج کے بصرہ کو خیر باد کہہ کر نکل آیا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر زیر افسری اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ شکرستان کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا اس کے بعد پھر شکرستان نے لشکر مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور یہ قرار پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا مطیع رہے اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور مزید اطمینان کے لئے اپنے لڑکے کو بطور ضامن کے مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے۔ فریقین نے بموجب شرائط مذکورہ مصالحت کر لی۔ اور شکرستان بصرہ پر قابض ہو کر صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ اور اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

ابو علی کی بغاوت

ان واقعات کے بعد علاء بن حسن (صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کیمپ مکرم میں مر گیا بجائے اس کے ابو علی اسمٰعیل بن استاذ ہرمز مامور کیا گیا۔ رخصت ہو کر جندیسا پور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے ابو علی کو جندیسا پور میں داخل نہ ہونے دیا ادھر ترکوں نے حدود خراسان میں بغاوت کر دی مجبوراً ابو علی واسط واپس آیا بعدازاں ابو محمد مکرم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی اثناء میں ابو علی نے صمصام الدولہ

سے منحرف ہو کر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابوعلی کی بہت عزت افزائی کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ابوعلی بھی جان و دل سے تدابیر مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہوا۔ کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ نے ابوعلی کو ابن مکرم کے زیر کرنے کو کیمپ مکرم پر روانہ کیا مگر ابوعلی نے کیمپ مکرم پہنچ کر بہاء الدولہ سے سرتابی کی اور ایک بہانہ کر کے باغی ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی بدر نے امداد دی پھر بھی بہاءُ الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انہیں لڑائیوں کے صدمات سے اس کی روح تحلیل ہو جاتی کہ اس اثناء میں صمصام الدولہ کی موت کی خبر آئی گویا بہاء الدولہ کے تن مردہ میں جان پڑ گئی۔

صمصام الدولہ کا خاتمہ

صمصام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ فارس پر متولی تھا اور ابوالقاسم و ابونصر پسران عضد الدولہ فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو محافظین جیل نے رہا کر دیا۔ رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی انہیں دنوں دیلم کا ایک گروہ صمصام الدولہ سے اس امر پر کہ اس نے اس کا نام دیوان سے خارج کر دیا۔ ناراض ہو کر ان لوگوں سے آملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے کل ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے ارجان کا رخ کیا۔ صمصام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کو کوچ کر دیا۔ اس وقت ابوعلی فناء میں مقیم تھا لشکریوں نے اس سے مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر کو موقع مل گیا۔ انہوں نے ابوعلی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد رہائی مل گئی۔ صمصام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں بانتظار امداد پناہ گزین ہونے کا قصد کیا۔ مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ ابوالقاسم و ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ بعض مصاحبین نے ابوعلی یا کردوں کے پاس چلے جانے کی رائے دی اس عرصہ میں کردوں کا ایک گروہ آگیا معہ اپنے مال و اسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچ کر کردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بیچارہ صمصام الدولہ بحال پریشان رودمان کی طرف روانہ ہوا۔ جو شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا۔ ابونصر یہ خبر پا کر شیراز کی جانب آیا۔ والی رودمان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابونصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جب کہ فارس میں اس کی حکومت کو نو برس گزر چکے تھے مار ڈالا۔

بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ

صمصام الدولہ کے قتل ہونے پر ابوالقاسم و ابونصر پسران عضد الدولہ نے بلاد فارس پر بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ ابوعلی کو اہواز میں دیلم

سے بیعت اطاعت لینے اور بہاء الدولہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا۔ چونکہ اس سے پیشتر ابو علی نے ابو القاسم وابو نصر پسران عز الدولہ کے دو بھائیوں کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ابو علی کو ابو القاسم وابو نصر سے خوف پیدا ہوا۔ بجائے اس کے کہ دیلم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دیتا، بہاء الدولہ کی طرف مائل کر دیا اور بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے اقرار نامہ و حلف نامہ لکھے جانے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے جو اس کے ہمراہ تھے آئندہ فسادات سے بچنے کی ضمانت چاہی۔ اور نیز بہاء الدولہ کو پسران عز الدولہ سے صمصام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا۔ دیلم نے بہاء الدولہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ایک گروہ ان کے سرداروں کا بطور وفد بہاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک سے دوسرے کو تبادلہ خیالات اور طمانیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ دیلم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ سے مطلع کیا ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔

چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کیا پہلے تو اہل سوس مقابلہ پر آ گئے لڑے۔ لیکن دیلمیوں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے خطا معاف کرا کے اس سے آ ملے اور اس کے ساتھ ساتھ اہواز گئے۔ پھر اہواز سے رامہرمز و ارجان کی جانب بڑھے، غرض رفتہ رفتہ کل بلاد خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے اثناء میں ابو علی شیراز گیا ہوا تھا۔ اور اہل شیراز کے ساتھ جدال و قتال میں مصروف تھا تا آنکہ ابو القاسم و ابو نصر پسران عز الدولہ کے ہمراہیوں نے اس سے سازش کر لی اور غفلت کی حالت میں براہ سرنگ شیراز میں گھس گیا۔ پھر کیا تھا۔ ابو القاسم وابو نصر کا لشکر منتشر و غیر مرتب ہو گیا۔ ابو علی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابو نصر بلاد دیلم بھاگ گیا اور ابو القاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ بعد بطیحہ چلا گیا ابو علی نے فتح کا اطلاع نامہ بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کر پھولا نہ سمایا۔ اسی وقت روانہ ہو کر ابو علی کے پاس آ گیا۔ شیراز سے کچھ معترض نہ ہوا البتہ قریہ رودمان کو جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اہل رودمان کو اس طرح تہ تیغ کیا کہ ان کا نشان تک نہ رہ گیا۔ بعد اں ایک لشکر بسر افسری ابو الفتح جعفر بن استاد ہرمز کی طرف کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔

ابو نصر کا خاتمہ

ابو نصر نے بلاد دیلم میں پہنچ کر ان دیلمیوں سے فارس حوالہ کر دینے کے متعلق خط و کتابت شروع کی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب وہ اس امر پر راضی ہو گئے تو ابو نصر نے بلاد فارس کی جانب کوچ کیا۔ زط، دیلم اور ترکوں کا ایک گروہ ابو نصر کے پاس آ کر مجتمع

ہو گیا۔ اب اُس نے کرمان کا قصد کیا۔ اس وقت کرمان میں ابوالفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ ابونصر سے شکست کھا کر سرجان بھاگ گیا۔ ابونصر نے جیرفت کی طرف قدم بڑھایا اور اس پہ اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پہ قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد بہاؤالدولہ نے موفق بن علی بن اسمٰعیل کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ جیرفت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچتے ہی ابونصر کے کل ہمراہیوں نے امان حاصل کر کے بلا جدال و قتال جیرفت کو موفق کے حوالہ کر دیا۔

موفق کا قتل

موفق نے جیرفت پہ قبضہ کرنے کے بعد چند نامی سرداروں کو لے کر ابونصر کے تعاقب میں کوچ کیا مقام دارین میں ڈبھیڑ ہوئی ابونصر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا اثنائے جنگ میں اس کے کسی ہمراہی نے موقع پا کر اس کو قتل کر ڈالا اور سر اُتار کر موفق کے پاس لے گیا موفق نے ابونصر کے قتل کے بعد کل بلاد کرمان پہ قبضہ کر کے بہاءالدولہ کی جانب مراجعت کی بہاءالدولہ نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمات کی بجا آوری سے استعفاء داخل کیا بہاءالدولہ نے منظور نہ کیا۔ موفق اس پہ مصر ہوا۔ بہاءالدولہ نے جھلا کر اس کو گرفتار کر لیا اور موفق کے اہل و عیال کی گرفتاری کا فرمان اپنے وزیر سابور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاءالدولہ نے ابومحمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

وزارت میں تبدیلیاں

آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں کہ بہاءالدولہ نے قبل روانگی خوزستان اپنے وزیر ابومنصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابونصر بن سابور بن اردشیر کے حوالہ کیا تھا اور ۳۸۰ھ سے ابوالحسن بن معلم اس کی حکومت و دولت کا انتظام کر رہا تھا رفتہ رفتہ ابوالحسن کل امور ریاست پر متصرف و مستولی ہو گیا۔ رؤسائے شہر و امراء مملکت بھی اس کی جانب مائل ہو گئے پھر کیا تھا آنکھیں بلند ہو گئیں ظلم و ستم کی بنا ڈال دی۔ اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابونصر خورشادہ اور ابوعبداللہ بن طاہر کی شکایت کر دی چنانچہ بہاءالدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس پہ فوج نے بغاوت کر دی اور اسی بناء پہ ابوالحسن کو طلب کیا بہاءالدولہ نے سمجھایا بجھایا لیکن وہ اپنے ارادے سے نہ پھرے، تب بہاءالدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالہ کر دیا فوج نے اس کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے۔ اس سے قبل بہاءالدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابونصر کو مقام اہواز میں گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کے سپرد کیا۔ ۳۸۲ھ میں اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے سازش کر لی تھی گرفتار کر لیا اور ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت مرحمت کیا کچھ عرصہ بعد یہ بھی گرفتار کر لیا گیا اور

ابو نصر بن سابور و ابو منصور بن صالحان دونوں پھر قلمدان وزارت کے مالک ہوئے ۳۸۳ھ میں فوج نے ابو نصر کی مخالفت کی اور اس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اس کے ساتھ ابو منصور نے گھبرا کر استعفاء داخل کیا تب دوبارہ ابو القاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا مگر وہ عہدۂ وزارت کے اہم فرائض انجام نہ دے سکا اور کاروبار چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بجائے اس کے ابو نصر دوبارہ قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کی شورش کم ہو گئی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اُسے گرفتار کر لیا گیا۔ اور بجائے اس کے فاضل عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل کی سیر کرنی پڑی۔ ابو نصر بھی سابور بن اردشیر سہ بارہ عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا۔ بہاء الدولہ سے مال و خزانہ کو سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔ اسی بناء پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے عیسیٰ بن خربب کو متعین کیا۔

ابو علی حسن کا عراق کی گورنری پر تقرر

جس زمانہ سے بہاء الدولہ نے فارس پر استیلا حاصل کیا تھا وہیں قیام پذیر رہا۔ خوزستان اور عراق پر ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو مامور کیا۔ ابو جعفر بغداد میں آ کر مقیم ہوا۔ خلافت مآب نے "عمید الدولہ" کا لقب دیا اس نے بڑی بداخلاقی کی اور ہر کس و ناکس سے جبر و ستم سے پیش آنے لگا اہل کرخ و اہل سنت و جماعت کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ اور اوباشوں اور جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی۔ تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں معزول کر دیا۔ اور بجائے اس کے ابو علی حسن بن استاد ہرمز کو مامور کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا۔ ہر شخص سے بہ حسن اخلاق پیش آنے لگا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بہت سا مال و اسباب فراہم کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس کے بعد بجائے اس کے ۳۹۲ھ میں ابو نصر بن سابور مامور ہوا تو ترکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابو نصر بھاگ گیا۔ اہل سنت جماعت اور اہل کرخ و ترکوں کے مابین پھر کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اہل سنت و جماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے۔ کشیدگی ایک حد تک پہنچ کر رک گئی اور مصالحت کے نام و پیام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

بنی مسیب کی حکومت کا آغاز

۳۸۰ھ میں دولت بنی مروان کے قتل کے بعد ان کے ماموں باد کی دوبارہ بجبر میں بنا پڑی۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ۳۸۲ھ میں دولت بنی حمدان کا موصل میں خاتمہ ہوا۔ اور اس کے بعد ہی دولت بنی مسیب کی ابتدا ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے ۳۸۴ھ میں دولت بنی سامان کا خراسان سے نام و نشان جاتا رہا۔ اور دولت بنی

سبکتگین کا دہیں سے آغاز ہوا ۳۸۱ھ میں دولت بنی حسنویہ اکراد کی خراسان میں بنا پڑی ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر سے بنی سامان کی حکومت جاتی رہی اور بنو سبکتگین اور بادشاہ خان نے ممالک ترک کو باہم تقسیم کر لیا ۳۹۹ھ میں بنی کلاب سے بنی صالح بن مرداس کی حلب میں حکومت کا سکہ چلا جیسا کہ ہم ان دولتوں اور حکومتوں کے حالات کو جدا گانہ بیان کریں گے۔

بنی مزید کا ظہور

۳۸۷ھ میں ابو الحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنو اسد کو مرتب کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، ابو الحسن شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اور اس قدر دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں تعاقب نہ کر سکیں۔ کچھ عرصہ بعد مصالحت کا پیام بھیجا اور گردن اطاعت جھکا دی۔ مگر ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہو گیا اور قیرواش بن مقلد والی موصل اور اس کی قوم بنی عقیب کے ساتھ ہو کر مدائن پر حملہ کر دیا۔ ابو جعفر حجاج سپہ سالار افواج بغداد نے ان کی مدافعت پر فوجیں مامور کیں چنانچہ قیرواش معہ اپنے ہمراہیوں کے بھاگ گیا۔ ابو جعفر حجاج نے خفاجہ کو اپنی کمک پر شام سے بلا بھیجا اور جب یہ آگئے تو بنی عقیب اور بنی اسد سے جنگ کرنے کو نکلا اور ان کو مار بھگایا پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان پر چڑھائی کی اور ایک سخت خونریزی کے بعد ان کو شکست دے دی اور ان کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔

ابو علی کی بغداد کو روانگی

ابو جعفر کی عدم موجودگی کے زمانہ میں بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی قتل و غارت کی ایسی گرم بازاری شروع ہوئی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابو علی بن جعفر استاد ہرمز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور "عمید الجیوش" کا لقب دیا اس سے فساد فرو ہو گیا اور امن و امان کا پھر دور آیا اور جب ابو جعفر معزول ہو کر اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا۔ ابو علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا دیلم ترک اور خفاجہ کو مجتمع کر کے ابو جعفر پر حملہ کر دیا یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی اس معرکہ میں ابو جعفر کو شکست ہوئی۔ ابو علی مظفر و منصور خوزستان کی طرف بڑھا اور خوزستان سے سوس آیا۔ ابو جعفر نے میدان خالی دیکھ کر کوفہ کی جانب مراجعت کی ابو علی یہ خبر پا کر بغرض تعاقب پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ و فساد کی بنا پڑتی ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک فریق بنی عقیب، بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کا خواہاں و طالب ہوتا ہے: تا آنکہ بہاء الدولہ نے ابو علی کو طلب کر کے بنی واصل کے فتنہ و فساد فرو کرنے کو بطیحہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی دولت و حکومت کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بغداد کا محاصرہ

۳۹۷ھ میں ابو جعفر ایک عظیم لشکر مجتمع و مرتب کر کے بغداد کے محاصرہ کے لئے

بڑھا۔ بدر بن حسنویہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی۔ سبب یہ تھا کہ عمید الجیش نے طریق خراسان پر ابوالفضل بن عنان کو مامور کیا تھا اور یہ بدر بن حسنویہ کا جانی دشمن تھا۔ اس کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوالفضل کوئی فساد نہ اُٹھائے اس خیال کا گزرنا تھا کہ ابوجعفر کو بغداد کے محاصرہ پر اُبھارا اور امراء اکراد کے ایک جم غفیر کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ ان میں ہندی بن سعد، ابوعیسیٰ شاذی بن محمد اور رزام بن سعد تھا۔ ابوالحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کر انہیں لوگوں میں آملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی اُنھوں نے پہنچتے ہی بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابوالفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ جاری رہا۔ زمانہ حصار میں عمید الجیوش سے ابن واصل کی بطیحہ میں شکست کھا جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ محاصرین کا گروہ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید نے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ابوجعفر نے حلوان کی جانب۔ مگر کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کی تحریک و تحریر کے مطابق ابوجعفر نے تستر میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ تعرض نہ کیا۔

بنی مزید اور بنی دبیس کی جنگ

ابوالغنایم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابوالغنایم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اس پر بنی دبیس بگڑ گئے ابوالغنایم اپنے بھائی ابوالحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ آیا۔ ابوالحسن نے دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر دیلمی فوج بھیج دی۔ بنی دبیس بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالحسن کو شکست ہوئی اور ابوالغنایم مارا گیا۔

کوفہ و موصل میں علوی حکومت

اوائل پانچویں صدی میں قرواش بن مقلد سردار بنی عقیل نے اپنے کل صوبجات موصل، انبار، مداین اور کوفہ میں "حاکم باللہ" علوی والئ مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کے پاس قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی پیام کہلا بھیجا۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں صرف کرنے کو دس ہزار دینار بھیج دیئے۔ عمید الجیوش نے لشکر آراستہ کر کے موصل کا راستہ لیا۔ قرواش نے یہ خبر پا کر سر اطاعت خم کیا، اپنی غلطی کا اعتراف کیا، معافی چاہی اور علویوں کا خطبہ موقوف کر دیا۔ یہی امر علویہ مصر کی نسبت سے محضر لکھے جانے اور اس پر طعن کرنے کا داعی ہوا۔ جس پر امراء دولت میں سے رضی، مرتضےٰ، ابن بطحادی، ابن

ازرق، زکی، ابوالعلی عمر بن محمد اور علماء و قضاۃ میں سے ابن الکفانی، ابن جزری، ابوالعباس، ابی داؤد، ابو حامد اسفرائینی، کستلی، قدوری، صہیری، ابو عبداللہ بیضاوی، ابوالفضل نسوی اور ابو عبداللہ نعمان فقیہہ شیعہ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ بعد ازاں دوسرا محضر ۴۴۴ھ مقام بغداد میں تحریر کیا گیا۔ اس میں اس قدر اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً مجوس ہیں (یعنی دیصانیہ سے اور یہود (یعنی بنی قداح سے منسوب کر دئیے گئے۔ علویہ، عباسیہ فقہا اور قضاۃ نے اپنی اپنی شہادتیں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام بلاد وامصار اسلامیہ میں بھیج دی گئی۔

فخر الملک کی وزارت

عمید الجیوش ابو علی، ابو جعفر استاد ہرمز کا بیٹا تھا اور ابو جعفر عضد الدولہ کے حاجبوں میں تھا اس نے اپنے بیٹے ابو علی کو صمصام الدولہ کی خدمت میں سپرد کر دیا تھا صمصام الدولہ کے قتل کے بعد بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا جس وقت بغداد میں اوباشوں، جرائم پیشہ اور بدمعاشوں کی گرم بازاری ہوئی اس وقت بہاء الدولہ نے ابو علی کو آتش فتنہ و فساد فرو کرنے کی غرض سے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے مفسدین کا قلع قمع کیا۔ اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد پانچویں صدی کے اوائل میں مر گیا۔ بہاء الدولہ نے بجائے اس کے عراق میں فخر الملک ابو غالب کو مامور کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام کیا۔ بدنظمیاں رفع کر دیں اتفاق یہ کہ اس کے آتے ہی ابوالفتح محمد بن عنان والی طریق خراسان نے اپنی حکومت کے بیسویں برس مقام حلوان میں وفات پائی۔ یہ دولت و حکومت کا ایک خیر خواہ شخص تھا۔ کثیر مال و زر بغداد بھیجا کرتا تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو الشوک کرسی حکومت پہ متمکن ہوا اور بیٹھتے ہی دولت و حکومت سے باغی ہو گیا۔ فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کو ایک فوج بھیج دی۔ ابو الشوک شکست کھا کر حلوان کی طرف بھاگا۔ فوج نے تعاقب کیا۔ ابو الشوک نے مجبوراً صلح کا پیام دیا اور اطاعت قبول کر لی۔

ابن سہلان کی وزارت

فخر الملک ابو غالب بنی بویہ کے نامور اور سربر آوردہ وزراء میں سے تھا۔ پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا نائب بغداد رہا۔ بعد ازاں کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ۴۰۶ھ میں گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور بجائے اس کے ابو محمد حسن بن سہلان مامور ہوا۔ اسے "عمید الجیوش" کا لقب دیا گیا ۴۰۹ھ میں اس نے بغداد کا قصد کیا اور تن تنہا طراد بن دبیس اسدی کے ہمراہ مہارش و مضر پسران دبیس کی جستجو میں روانہ ہوا۔ مہارش و مضر زمانہ وزارت فخر الملک سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے۔ ابن سہلان کا یہ ارادہ ہوا کہ جزیرہ بنی اسد ان

سے چھین کر طراد کو دیدیا جائے اور اسی غرض کے لئے وہ براہ مدار روانہ ہوا۔ حسن بن دبیس بھی یہ خبر پاکر ابن سہلان کے لشکر میں آکر شامل ہو گیا۔ مہارش و معز کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کیا گیا اور خاطر خواہ خونریزی ہوئی بالآخر مہارش و معز نے امان کی درخواست کی۔ امان دی گئی مگر حکومت و ریاست میں طراد اس کا شریک بنایا گیا۔ اس کے بعد ابن سہلان نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرا، ناراضگی اور تہدید کا خط لکھا۔ اس اثناء میں ابن سہلان واسط پہنچا۔ اس وقت اہل واسط میں باہم کشیدگی ہو رہی تھی۔ ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان میں مصالحت کرا دی۔ پھر یہ خبر لگی کہ بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے فوراً کوچ کر دیا بغداد پہنچا اور باہم مصالحت کرا دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چکے تھے ضعف پیدا ہو گیا تھا۔ مجبوراً بغداد سے نکل کر واسط چلے آئے۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارش کے مابین جنگ

سلطان الدولہ نے اپنے باپ بہاء الدولہ کے بعد زمام حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی ابوالفوارش کو کرمان کی گورنری پر مامور کیا جس وقت ابوالفوارش وارد کرمان ہوا۔ دیلم نے مجتمع ہو کر ابوالفوارش کو یہ رائے دی کہ آپ حکومت و ریاست کو اپنے بھائی کے قبضہ سے نکال لیجئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابوالفوارش نے ان کی پشت گرمی سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے بقصد جنگ سلطان الدولہ لشکر آراستہ کر کے میدان جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ میدان سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابوالفوارش شکست کھا کر کرمان کی جانب واپس ہوا سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابوالفوارش کرمان کو بھی خیرباد کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ فریادی صورت بنائے ہوئے بطلب کمک و امداد محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچا محمود نے اس کی بے حد خاطر و مدارت کی اور ایک لشکر کو اس کی کمک پر متعین کیا جس کا سردار ابوسعید طائی تھا۔ ابوالفوارش نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شیراز کی طرف بڑھا اور بلا جدال و قتال اس پر بھی قابض ہو گیا۔

سلطان الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر بقصد جنگ ابوالفوارش لوٹ پڑا دونوں بھائی پھر متصادم ہو گئے۔ آخر کار ابوالفوارش کو شکست ہوئی اور بلاد فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابوالفوارش کے تعاقب میں تھا۔ کرمان کو بھی ابوالفوارش کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابوالفوارش بے سرو سامانی کے ساتھ شمس الدولہ بن معز الدولہ بن بویہ، والیٔ ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ

محمود سبکتگین کے پاس اس وجہ سے نہیں گیا کہ اس کے سپہ سالار ابو سعید طائی کے ساتھ بد معاملگی اور کج ادائی کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد شمس الدولہ سے جدا ہو کر مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس جا پہنچا مہذب الدولہ خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی جلال الدولہ نے اس کے پاس بصرہ سے مال وزر اور قیمتی قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی استدعا کی، ابو الفوارش نے منظور نہ کیا۔ اور اس کے اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت کے سلسلے میں خط و کتابت شروع ہوئی بالآخر سلطان الدولہ نے ابو الفوارش کی خطا معاف کر دی اور یہ گورنری کرمان پہ واپس کیا گیا۔ اس کے بعد ۴۰۸ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فانجس اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے بجائے اس کے ابو غالب حسین بن منصور کو مامور کیا۔

ترکوں کا خروج

۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس درۂ کوہ سے جو چین و ماوراء النہر کے مابین ہے خروج کیا جن کے ہمراہ تین سو خیموں سے زائد تھے یہ خیمے جانوروں کی کھالوں سے بنائے گئے تھے زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے ان کے خروج کا باعث یہ ہوا تھا کہ طغان خان والی ترکستان ایک سخت علالت میں مبتلا ہو گیا تھا ترکوں نے اس کی علالت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ آراستہ ہو کر بقصد قبضہ ترکستان نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خاں کو صحت ہو گئی اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے فوجیں اور رضا کار کو جمع کر کے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ترکوں کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو نکل پڑا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی بھاگ کھڑے ہوئے طغان خاں تین ماہ کی مسافت تک تعاقب کرتا گیا اب ترکوں کو بوجہ بعد مسافت ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔ مگر طغان خاں نے ترکوں کے قریب پہنچ کر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ دو لاکھ ترک مارے گئے۔ ایک لاکھ قید ہوئے، مویشیاں، باربرداری کے جانور، گھوڑے اور سونے چاندی کے ظروف چینی ساخت کے ایسے کہ جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی ہاتھ آئے۔

سلطان الدولہ کا زوال

۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکہ چلتا رہا اس کے بعد لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو بجائے اس کے مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشیروں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کے گرفتار کر لینے کی رائے دی مگر سلطان الدولہ اس رائے پہ عمل نہ کر سکا اور واسط چلے جانے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے جائیے چنانچہ سلطان الدولہ نے شرف الدولہ کو عراق میں بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے اہواز کا راستہ لیا۔ تستر پہنچ کر ابن سہلان کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ اقرار کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو عہدۂ وزارت نہیں دوں گا اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہوئی مزید برآں سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق مشرف الدولہ کے

کے نکالنے پر مامور کیا۔ مشرف الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم لشکر مرتب و مجتمع کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسط کے ترک تھے اور ابو الاعز دبیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کا ہم آہنگ تھا مقام واسط میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا۔ ابن سہلان شکست کھا کر واسط میں جا چھپا اور قلعہ بند کر لی مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا۔ تا آنکہ ابن سہلان نے شدت حصار سے تنگ آ کر مصالحت کا پیام دیا اور واسط کو اس کے سپرد کر کے نکل کھڑا ہوا۔

مشرف الدولہ کی حکومت کا آغاز

چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ کر لیا۔ واسط میں جس قدر دیلم تھے انھوں نے بھی حاضر ہو کر سر اطاعت خم کر دیا۔ ابو طاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) والی بصرہ یہ خبر پا کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح و مشورہ کر کے اس امر پر متفق الرائے ہوئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف ہو کر مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اس کے بعد ہی ابن سہلان گرفتار کر لیا گیا۔ آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں۔ سلطان الدولہ گھبرا کر ارجان چلا گیا۔ پھر ارجان سے اہواز کی طرف واپس ہوا۔ ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے مخالفت کی مشرف الدولہ کی خوشنودی مزاج کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلہ پر آ گئے۔ سلطان الدولہ نے لڑائی سے گریز کیا مگر ترکوں کو کہاں صبر آتا تھا۔ اِدھر اُدھر پھیل گئے اور رہزنی کرنے لگے۔

سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں مصالحت

۴۱۲ھ میں مشرف الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا دیلمیوں نے اپنے شہر خوزستان میں جا کر آباد ہونے کی استدعا کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور بہ حفاظت تمام خوزستان پہنچا دینے کی غرض سے اپنے وزیر ابو غالب کو ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ دیلم اہواز پہنچے تو سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا اور مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہو گئے اور ابو غالب کو اس کی وزارت کے ایک برس چھ مہینے بعد گرفتار کر کے مار ڈالا۔ ابو غالب کے ہمراہ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ دیلم کی مدافعت نہ کر سکا۔ طراد بن دبیس کے پاس جزیرہ چلا گیا۔ سلطان الدولہ کو یہ خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی اسی وقت اپنے بیٹے ابو کالیجار کو اہواز کی طرف روانہ کیا ابو کالیجار نے پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بذریعہ ابو بن ابی مکرم و موید الملک رخجی مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو ..... دیا گیا اور کرمان و فارس سلطان الدولہ کے حوالہ ہوا۔

ابوالقاسم حسین بن علی کی وزارت

شرف الدولہ نے ابوغالب کے قتل کے بعد مصالحت ہونے سے پیشتر ابوالحسین بن حسن رخجی کو عہدۂ وزارت مرحمت کر کے مویدالملک کا خطاب دیا تھا اور ابوغالب کے بیٹے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے بعدازاں ۱۴۱۴ھ میں جب کہ مویدالملک کی وزارت کو دو برس گزر چکے تھے اثیر خادم کی چغلی کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا اور اس کی بجائے مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا۔ اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے مصاحبین میں سے تھا اور کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا اور "حاکم باللہ" والی مصر کی ملازمت کر لی تھی کچھ عرصہ بعد "حاکم باللہ" نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا لڑکا ابوالقاسم شام چلا آیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے "حاکم باللہ" کی اطاعت سے منحرف ہو جانے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کر لینے کی ترغیب دی اور کہہ سن کر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابوالفتوح کو رملہ میں طلب کر کے اس کی حکومت کی بیعت کی اور "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا۔ بعدازاں ابوالفتوح مکہ لوٹ آیا اور ابوالقاسم نے عراق کا راستہ لیا۔ عراق پہنچ کر وزیر فخر الملک سے ملاقات کی۔ خلیفہ قادر نے ابوالقاسم سے مشتبہ ہو کر علیٰحدہ کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے عراق سے نکل کر قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے اس کی بابت لکھا پڑھی ہوئی مجبوراً موصل سے پھر عراق واپس آیا طرح طرح کے حوادث کا تصادم ہوا تا آنکہ بعد مویدالملک رخجی کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ خبیث مزاج، حیلہ ساز اور حد درجہ کا حاسد تھا اس کے بعد مشرف الدولہ اسی ۱۴۱۴ھ میں وارد بغداد ہوا اور خلیفہ قادر سے ملاقات کی اس سے پیشتر بنی بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر ابوالقاسم کا فرار

اثیر عنبر خادم اور وزیر ابوالقاسم مغربی مشرف الدولہ کے عہد حکومت میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے مشرف الدولہ دم تک نہ مارتا ترکوں کو اس کا مستولی ہونا ناگوار گزرا۔ اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ جان کے خوف سے بغداد سے کسی محفوظ مقام پر چلے جانے کی مشرف الدولہ سے اجازت طلب کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ترکوں سے کشیدہ خاطر ہو کر اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کے ہمراہ بغداد سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام سندیہ پہنچ کر قرواش کے پاس قیام کیا۔ مشرف الدولہ کے اس فعل سے ترکوں کو بے حد رنج ہوا اور معذرت کا پیام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی وزیر ابوالقاسم نے کہلا بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور مصارف کی تعداد چھ لاکھ! اگر تم لوگ ایک لاکھ

چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ کا تاوان برداشت کرلوں گا اور مشرف الدولہ کو واپس بغداد لاؤں گا ترکوں نے اس پیام کو براہ دغا منظور کر لیا۔ وزیر ابو القاسم تاڑ گیا کہ اسمیں کچھ فریب ہے چنانچہ ابھی وزارت کئے سویں مہینے بھاگ گیا۔

کوفہ میں فتنہ و فساد

اس کے بعد علویہ اور عباسیہ کے مابین مقام کوفہ میں جھگڑا ہو گیا۔ سبب یہ پیدا ہوا کہ وزیر ابو القاسم اور بعض علویہ کوفہ کے مابین مراسم اتحاد اور نیز سسرالی رشتہ جاری تھی اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی امر میں دبایا عباسیوں نے دار الخلافت میں اس کی شکایت پیش کی خلیفہ قادر نے وزیر کے لحاظ سے کچھ التفات نہ کی بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر مصالحت کر لینے کا حکم دیا۔ عباسی کوفہ واپس آئے۔ فریقین نے خفاجہ سے امداد طلب کی۔ خفاجہ دو گروہ ہو گئے اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر دونوں فریق کی مدد پہ آئے اور باہم جدال و قتال شروع ہو گیا۔ بالآخر علویہ نے عباسیہ کو نیچا دکھایا عباسیہ بغداد بھاگ آئے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جمعہ کے دن خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی کوفہ کے فساد میں شریک تھا۔ خلیفہ قادر نے مرتضیٰ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ ابو الحسین علی بن ابی طالب ابن عمر کو نقابت کوفہ سے معزول کر کے مختار، سردار عباسیہ کو مامور کر و اور عباسیوں کو سمجھا بجھا کر کوفہ لوٹا دو۔ وزیر ابو القاسم کو یہ خبر لگی یہ اس وقت قرواش کے پاس سر من رائے میں مقیم تھا۔ خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا۔ خلیفہ قادر نے اس سے مطلع ہو کر قرواش کے نام وزیر ابو القاسم کے نکال دینے کا حکم بھیج دیا۔ قرواش نے اس حکم کی تعمیل میں وزیر ابو القاسم کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا وزیر ابو القاسم ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ کی حکومت کا آغاز

ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں مشرف الدولہ ابو علی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی اور اس کی بجائے عراق میں اس کا بھائی ابو طاہر جلال الدولہ والی بصرہ متمکن ہوا۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے بلا بھیجا۔ جلال الدولہ بجائے بغداد آنے کے واسط چلا گیا۔ کچھ عرصہ قیام کر کے پھر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔ اس بناء پہ اس کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر ماہ شوال سنہ مذکور میں اس کے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابو الفوارس والی کرمان سے مصروف جدال و قتال تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابو سعید بن ماکولا بھی تھا۔ عساکر بغداد نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا۔ جلال الدولہ نے سماعت نہ کی، لڑائی ہوئی۔ آخر کار نہایت بری طور سے بغداد

جلانے سے روکا گیا۔ عساکر بغداد نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ مجبوراً بصرہ کی جانب مراجعت کی۔ اہل بغداد نے ابو کالیجار کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا چونکہ ابو کالیجار اپنے چچا ابوالفوارش کی مہم پر جا رہا تھا اس لئے بغداد نہ آسکا۔ کرمان میں اس کے چچا کو شکست ہوئی اس نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور اس کا چچا بلند پہاڑوں پر چڑھ گیا مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجے نے اس پر مصالحت کر لی کہ کرمان پر ابوالفوارش حکمرانی کرے اور بلاد فارس پر ابو کالیجار کا قبضہ رہے۔

جلال الدین کی بغداد میں آمد

جس وقت ترکوں کو اس امر کا احساس ہو گیا کہ ممالک مجروسہ ویران اور خراب ہوا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے کہ عوام الناس آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور نیز عرب اور اکراد دارالخلافت بغداد کو چاروں طرف سے دبائے چلے آتے ہیں اور ہر شخص کے دندان حرص بغداد پر لگے ہوئے ہیں اس وقت ان کو اپنے کئے پر پشیمانی اور جلال الدولہ کے واپس کر دینے پر ندامت ہوئی۔ مجتمع ہو کر خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کر زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دیجئے ورنہ حکومت و ریاست کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے خلافت مآب نے قاضی ابوجعفر سمنانی کو اقرار نامہ اور حلف نامہ دے کر جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ جلال الدولہ ماہ جمادی الاول ۴۱۸ھ میں وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے گئے۔ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دارالحکومت میں قیام کیا پھر اوقات صلوٰۃ خمسہ (نماز پنجگانہ) میں طبل بجانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے ممانعت کی جلال الدولہ نے طبل کا بجانا بند کر دیا مگر رنج اور کشیدگی کے ساتھ کچھ عرصہ بعد خلافت مآب نے طبل بجوانے کی اجازت دی۔ جلال الدولہ نے بدستور اوقات نماز پنج گانہ میں طبل بجنے کا حکم دے دیا اور موید الملک ابو علی رخجی کو اثیر عنبر خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور اُسے واپس لانے کو روانہ کیا۔ وہ ان دنوں قرواش کے یہاں مقیم تھا۔

ترکوں کی بغاوت

ان واقعات کے بعد ۴۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا وزیر ابو علی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کئے جب وزیر ابو علی ادا نہ کر سکا تو اس کے مکانات اور نیز کل عمال، منشیوں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات لوٹ لئے۔ خلافت مآب نے نامہ و پیام کر کے ترکوں اور جلال الدولہ کے مابین مصالحت کرا دی۔ اور شور و شغب فرو ہو گیا۔

ابو کالیجار کا بصرہ و کرمان پر قبضہ

ابو کالیجار بن سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر کہ جلال الدولہ بصرہ

سے بغداد چلا گیا ہے۔ لشکر مرتب کر کے بصرہ کا قصد کیا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے کرمان پر حملہ کیا چنانچہ کرمان پر بھی والی کرمان کی وفات کے بعد قوام الدولہ بن ابو الفوارس تابض و متصرف ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں پر ان کا تذکرہ جداگانہ لکھنے والے ہیں تحریر کریں گے چنانچہ اسی مقام پر ان کی اور نیز کل بنی بویہ، بنی وشمگیر اور بنی مرزبان وغیرہ دیلمیوں کی حکومت و دولت کے تفصیلی حالات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

ابو کالیجار کا واسط پر قبضہ

نور الدولہ دبیس بن علی بن مزید والی حلہ دجلہ کی اس وقت تک بنا نہیں پڑی تھی) دبیل نے اپنے کل صوبہ جات میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس وجہ سے کہ ابو حسان مقلد بن الاعز حسن بن مزید نے بوجہ عداوت نور الدولہ امراء بنی خفاجہ سے سازش کر کے عساکر بغداد کو نور الدولہ کے ساتھ جنگ پر اُبھارا تھا۔ نور الدولہ سے کچھ بن نہ آئی ابو کالیجار کا نام خطبہ میں داخل کر کے واسط پر چڑھائی کر دی اور ابو کالیجار کو بھی واسط پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بُلا بھیجا۔ ان دنوں واسط میں الملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا الملک العزیز نے یہ خبر پا کر واسط چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی طرف کوچ کیا۔ نور الدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر تنگ کرنے لگا۔ جس سے الملک العزیز کے اکثر ہمراہی متفرق و جُدا ہو گئے اور فوج کا حصہ کثیر روزانہ کوچ و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔ اس اثناء میں ابو کالیجار نے واسط پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

جلال الدولہ کی اہواز کی جانب روانگی

اس کے بعد بطیحہ میں بھی کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرواش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر دُرست کر کے کحیل کی طرف کوچ کیا۔ اور اس مقام پر پہنچ کر مر گیا۔ اس کے مرنے سے قرواش کی کمر ٹوٹ گئی اور بیٹھ رہا۔ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو عساکر بغداد کو مجتمع و مرتب کیا۔ ابو الشوک وغیرہ سے امداد و کمک کی درخواست کی اور سامانِ جنگ و سفر دُرست و مہیا کر کے بقصد واسط پہنچ کر ایک مدت تک بلا جدال و قتال شہر کے باہر پڑاؤ کیے رہا۔ بارش کا موسم تھا سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سینکڑوں آدمی مر گئے۔ رسد و مال کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہو گیا۔ ابو کالیجار نے اس سے مطلع ہو کر بغداد جانے کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں ابو الشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا چونکہ محمود بن سبکتگین کا لشکر بقصد عراق بڑھا آتا ہے لہٰذا تم دونوں آدمی باہم مصالحت کر کے اس کی مدافعت پر مجتمع و متفق ہو جاؤ۔ ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس اُمید پر کہ جلال الدولہ اس خط

کو دیکھ کر لوٹ جائے گا غافل ہو گیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اہواز میں داخل ہو کر قتل و غارت کا ہنگامہ گرم کر دیا دو لاکھ دینار دار الامارت سے لئے۔ عربوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہ و بالا کر دیا ابو کالیجار کے اہل و عیال کو قید کر کے بغداد روانہ کیا گیا۔ اثناء راہ میں ابو کالیجار کی ماں مر گئی۔ ابو کالیجار یہ خبر پا کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کو بڑھا۔ نور الدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا خفاجہ میرے ہمراہیوں پر حملہ آور ہوں ابو کالیجار کا ساتھ نہ دیا اور علیحدہ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ میں جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تین روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے روز ابو کالیجار کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو ہزار آدمی مارے گئے۔

نور الدولہ کی شکست

نور الدولہ۔ ابو کالیجار سے علیحدہ ہو کر اپنے شہر چلا آیا۔ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اسی کی قوم کے چند سربر آوردہ افراد نے مجتمع ہو کر اس کے خلاف ایک گروہ قائم کر لیا تھا۔ نور الدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ اور بعض کو جوسق بھیج دیا۔ بعد ازاں مقلد بن ابو الاعز اور جلال الدولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا۔ اس واقعہ میں نور الدولہ کو شکست ہوئی اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا گرفتار کر لیا گیا۔ وہ بھاگ کر ابو سنان غریب بن مکین کے پاس پہنچا ابو سنان نے لکھا پڑھی کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی اور دس ہزار دینار سالانہ کی شرط پر نور الدولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر متمکن کرا دیا۔ مقلد کو اس کی اطلاع ہوئی۔ جھٹ پٹ خفاجہ کو مجتمع کر کے نور الدولہ پر فوج کشی کر دی۔ مطیر آباد، نیل اور سورا کو تاخت و تاراج کیا۔ اکثر حصہ میں آگ لگا دی جو جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد دجلہ عبور کر کے ابو الشوک کے پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ جلال الدولہ سے صفائی ہو گئی۔

جلال الدولہ کا مدار پر ناکام حملہ

ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۱ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج کو مدار پر قبضہ کر لینے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مدار ابو کالیجار کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔ اس کے بعد ابو کالیجار نے جلال الدولہ کی فوج کی مدافعت پر اپنے نامی نامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل شہر نے ابو کالیجار کے لشکر کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر سے ابو کالیجار کا لشکر اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملہ آور تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اس کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ نے واسط میں جا کر جان بچائی اور مدار پر بدستور سابق ابو کالیجار کا پھر قبضہ ہو گیا۔

وزیر ابو علی کی گرفتاری

جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولا کو بطائح پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور بطائح کے سر ہونے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا ان دنوں بصرہ میں ابو منصور بن بختیار بن ابو کالیجار کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور نے ابو علی کی آمد کی خبر سن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کا سردار ابو عبد اللہ شرابی والی بطیحہ تھا۔ ابو علی اور ابو منصور سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابتداءً ابو منصور شکست کھا کر بھاگا ابو علی نے تعاقب کیا۔ اس کے بعد جس وقت ابو علی کی جنگی کشتیاں ابو منصور کے قریب پہنچیں ابو منصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ابو علی کو شکست کھانی پڑی اسی اثناء میں ابو علی گرفتار ہو گیا ابو منصور نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و احترام سے ابو کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو علی کالیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دنوں بعد ابو علی ہی کے غلاموں نے ابو علی کا کام تمام کر دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ ان کی ایک مذموم حرکت سے مطلع ہو گیا تھا۔ ابو علی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی ظالمانہ رسوم کی بنا ڈالی تھی اور کئی محصول قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ

وزیر ابو علی کی گرفتاری و شکست کے بعد جلال الدولہ نے فوج بصرہ کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا ابو کالیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ نے ابو منصور کے پاس ابلہ میں جا کر دم لیا۔ اور فتح مند گروہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ ابو منصور نے جنگی کشتیاں مہیا کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی نیچا دکھا دیا۔ تب ابو منصور خود لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر اتفاق یہ کہ اس کو بھی شکست ہوئی اور اس کے بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ اور یہ خود بھی مار ڈالا گیا۔ اس خداداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے اور گورنر بصرہ سے ابلہ پر فوج کشی کرنے کی تحریک کی اور مال و اسباب اور رسد و غلہ طلب کیا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ باہم جھگڑا ہوا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر ادھر اُدھر منتشر و متفرق ہو گیا۔ والی بطیحہ نے معہ اپنی فوج کے اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔ باقی ماندہ ترکوں نے ابو الفرج ذی السعادات وزیر ابو کالیجار کے پاس جا کر امان حاصل کر لی۔

ابو القاسم کی ابو کالیجار سے بغاوت اور اطاعت

ابو الفرج نے ان ترکوں کے مل جانے سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اور کامیابی

کے ساتھ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد عز الدولہ والی بصرہ نے وفات پائی اور بجائے اس کے اس کا داماد ابو القاسم زیر حمایت ابو کالیجار حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابو القاسم اور ابو کالیجار میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابو القاسم نے ابو کالیجار کی اطاعت سے انحراف کر کے جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسط سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے بصرہ پر آیا اور ابو کالیجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا ۔ ۴۲۵ھ تک ابو القاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابو القاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دیلم نے الملک العزیز سے ابو القاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے طیش میں آ کر ابو القاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابو القاسم نے ابلہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلنا پڑا۔ مجبوراً پھر واسط کا راستہ لیا۔ اور ابو القاسم نے بدستور سابق ابو کالیجار کی اطاعت قبول کر لی۔

باب ۲۹

عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ

۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

بیعت خلیفہ قادر باللہ نے اپنی خلافت کے اکیس برس چار ماہ کے بعد ۴۲۲ھ میں انتقال کیا۔ اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کی رونق دیلمیوں اور ترکوں کے تغلب و تصرف سے جاتی رہی تھی۔ نام ہی نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی۔ لیکن اس مرحوم خلیفہ نے گلزار خلافت کی تازگی اور شادابی کا اپنی حسن تدبیر کی آبپاشی سے پھر اعادہ کر لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب اور اس کی محبت کا سکہ "بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر عبداللہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ سنہ گزشتہ میں بحالت علالت مرحوم خلیفہ نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ چنانچہ جب ۴۲۲ھ میں مرحوم خلیفہ کا انتقال ہو گیا تو اراکین دولت و امراء مملکت نے ابو جعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ ابو جعفر نے سند خلافت پر متمکن ہو کر "القایم بامر اللہ" کا لقب اختیار کیا۔ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابو القاسم مرتضےٰ تھا۔

ابو کالیجار کی اطاعت خلیفہ قائم نے تکمیل بیعت کے بعد قاضی ابو الحسن ماوردی کو بیعت لینے اور خطبوں میں خلافت مآب کا نام داخل کرنے کی غرض سے ابو کالیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے علم خلافت کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ تحائف اور نذرانے روانہ کئے۔

جلال الدولہ کی گوشہ نشینی خلیفہ قائم کی خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ اہل سنت و شیعہ کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ، قتل اور آتشزدگی کی گرم بازاری ہو گئی بازار اور محلے لوٹ لئے گئے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کر دی۔ ٹیکس اور محصول وصول کرنے والے مار ڈالے گئے۔ لشکریوں کو جلال الدولہ سے کشیدگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا۔ اور اس امر کی خلافت مآب سے اجازت طلب کی، خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔

جلال الدولہ نے لشکریوں کو مال و زر دے کر راضی کر لیا۔ جب ان کی شورش فرو ہو گئی تو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس اور محافظ کے اصطبل سے مطلق العنان کر کے نکال دیا۔ اس کے دو سبب تھے اوّل یہ کہ چارہ کی کمی تھی۔ دوسرے یہ کہ جلال الدولہ سے ترک گھوڑے طلب کرنے لگے تھے۔ ان گھوڑوں کی تعداد پندرہ تھی۔ جلال الدولہ کے خانہ نشین ہو جانے سے امن و امان کا دروازہ بند ہو گیا۔ حاشیہ نشینان خلافت اور اراکین مملکت بھی آنکھیں بچا بچا کر ادھر اُدھر چھپ رہے۔ وقتاً فوقتاً فتنہ و فساد بڑھتا گیا یہاں تک کہ سنہ مذکور تمام ہو گیا۔

جلال الدولہ کی دوبارہ امارت

۴۲۶ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے منحرف ہو کر بغاوت کر دی اور مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے مکان پر چڑھ آئے اس کے اور نیز جلال الدولہ کے اراکین دولت کے مکانات کو لوٹ لیا۔ پھر وزیر ابو اسحاق سہلی کو ڈھونڈنے لگے۔ وزیر ابو اسحاق یہ خبر پا کر غریب بن تکین کے پاس بھاگ گیا اور جلال الدولہ بغداد سے نکل کر عکبرا چلا آیا۔ ترکوں نے جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا (یہ اس وقت اہواز میں تھا) اور طلبی کا خط روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے اپنے بعض مصاحبین کے مشورہ سے بغداد نہ آنے کی معذرت کی تب ترکوں نے جلال الدولہ کے پاس جا کر عذر خواہی کی اور تینتالیس ۴۳ دن کے بعد اس کو بغداد میں لا کر دوبارہ امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔

ابو القاسم کی وزارت

جلال الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر ابو القاسم بن ماکولا کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے عمید الملک ابو سعید عبد الرحیم کو متعین فرمایا چند دنوں تک اس نے وزارت کی۔ بعد ازاں اس نے جلال الدولہ کے اشارہ سے ابو معمر بن حسین بساسی کو گرفتار کر لیا اور اپنے گھر میں لا کر چھوڑ دیا۔ اس پر ترکوں کو اشتعال پیدا ہوا روک ٹوک کی عمید الملک متوجہ نہ ہوا۔ ترکوں نے یورش کر کے عمید الملک کو گرفتار کر کے خوب مرمت کی کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ پا مکان سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر عمید الملک کے مکان پر آیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ جلال الدولہ نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لیکر اُسے رہا کر دیا عمید الملک کی جان بچی وہ کسی گوشہ میں جا کر چھپ گیا۔

ترکوں کی شورش

اس واقعہ کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شور و غل مچایا اور علم بغاوت و سرکشی بلند کیا۔ سبب یہ پیدا ہوا کہ جلال الدولہ نے بغیر علم و اطلاع ترکوں کے ابو القاسم کو دوبارہ عہدۂ وزارت دے دیا تھا اور اس کو ترکوں سے کشیدگی تھی اور ان کے مال و اسباب پر یہ دانت لگائے ہوئے تھا۔ اس وجہ سے ترکوں نے مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے گھر کو جا کر گھیر لیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بریک بینی و دوگوش اس کو مکان کی ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام الناس

کا ایک گروہ اس کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد پر آیا۔ اور رہا کرکے اُس کو اُس کے مکان پر لے جاکر ٹھہرایا۔ رات کے وقت بیچارہ جلال الدولہ معہ اپنے اہل و عیال اور وزیر ابوالقاسم کے کرخ چلا گیا۔

جلال الدولہ کی مراجعت

جلال الدولہ کے چلے جانے پر لشکریوں میں امارت کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بحث و تکرار کے بعد جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ آپ اپنے لڑکوں میں سے کسی کو امارت کے لئے منتخب کیجئے اور آپ واسط چلے جایئے۔ ہنوز نامہ و پیام اس کے متعلق ہو ہی رہا تھا کہ جلال الدولہ نے آہستہ آہستہ ترکوں کے حصّہ کثیر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اُن کی جماعت منتشر ہو گئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اس کو بغداد واپس لے جاکر پھر امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ چونکہ آئے دن لشکریوں کی بغاوت کی وجہ سے بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں کی کثرت ہو گئی تھی اور دن دہاڑے مکانات اور دکانیں لوٹ لی جاتی تھیں اس وجہ سے جلال الدولہ نے ۴۲۵ھ میں لبسا سیری کو معہ ایک جماعت کے بغداد کے غربی جانب پر مامور کیا۔

طوائف الملوکی

ان واقعات کے بعد خلافت و سلطنت کے قوائے حکمرانی اس درجہ مضمحل اور کمزور ہو گئے کہ لشکریوں نے علم بغاوت بلند کرکے قریہ یحییٰ کی طرف خروج کردیا۔ وہاں کردوں سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ کردوں نے لشکریوں کو نیچا دکھا کر ان کے گھوڑوں اور باربرداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ آئی اور یہ الزام قائم کرکے کہ عمال خلافت نے کردوں کی مدافعت نہیں کی اور نہ انہوں نے ہم کو ان کے حالات سے مطلع کیا تھا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ آئی نہ تو وہ کردوں کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت رفع کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر اس نے قضاۃ، شہود اور فقہا کو مراتب دینیہ اور فرائض مذہبی کے چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ اُدھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے رل مل کر بظاہر اپنے کو گرفتار کرا لیا اور دیوان خلافت میں پہنچ کر رہا ہو گیا۔ اوباشوں، بدمعاشوں اور چوروں کی بن آئی۔ اطراف و جوانب بلاد میں عجب ہی عجب دکھائی دینے لگا۔ لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دشوار تھا۔ جامع منصور تک انہیں لوگوں کا عمل و دخل تھا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں تک اتار لی جاتی تھیں۔ وزیر ابوسعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدۂ وزارت چھوڑ کر ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابوالقاسم کو عہدۂ وزارت عطا کیا بغاوت کا زمانہ تھا۔ آمدنی ندارد مزید برآں خرچ کی بھرمار تھی گھبرا کر بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کرکے ایوان وزارت میں برہنہ سر ایک پھٹا قمیص پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت

کے دوسرے مہینہ کا ہے۔ جلال الدولہ نے اس کو معزول کر کے ابوسعید عبدالرحیم کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔

فوجی بغاوت

۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کی جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین روز کی مہلت چاہی۔ باغی فوج نے مہلت نہ دی پتھر اور اینٹ سے خبر لینے لگے۔ دو ایک پتھر جلال الدولہ کو آلگے وہ گھبرا کر مرتضیٰ کے مکان پر کرخ چلا گیا۔ اور جب وہاں بھی اس کے مضطرب دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین بن مکن کے پاس تکریت میں جا کر دم لیا۔ باغی فوج نے اس کے گھر بار کو لوٹ لیا دروازے توڑ ڈالے کیواڑ نکال لئے۔ خلیفہ قائم نے نامہ و پیام بھیج کر باغی فوج کے جوش کو فرو کیا اور درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی جلال الدولہ تکریت سے بغداد واپس آیا۔ اور اپنے وزیر ابوسعید بن عبدالرحیم کو گرفتار کر لیا۔ یہ اس کی چھٹی وزارت تھی۔

اسی سنہ میں خلیفہ قائم نے مغربیہ دینار کے رواج کی ممانعت کر دی۔ شہود اور صرافوں کو معاملات بیع و شراء میں اس کے ساتھ تعامل کرنے کو منع کر دیا۔

جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں مصالحت

۴۲۸ھ میں مابین جلال الدولہ اور اس کے برادر زادہ ابوکالیجار کی مصالحت کے بارے میں نامہ و پیام شروع ہوا تا آنکہ قاضی ابوالحسن ماوردی اور عبداللہ مردوستی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں مصالحت ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح و اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب

۴۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں ملک الملوک کے خطاب ملنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خطاب کا جواز دریافت کیا۔ قاضی ابوالطیب طبری، قاضی ابو عبداللہ صیمری، قاضی ابن بیضاوی اور ابوالقاسم کرخی نے تو جواز کا فتویٰ دیا اور قاضی ابوالحسن ماوردی عدم جواز کا قائل ہوا۔ فریقین میں بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ بالآخر خلیفہ قائم نے مجوزین خطاب کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب دیا۔

جلال الدولہ کا قاضی ابوالحسن سے حسن سلوک

قاضی ابوالحسن ماوردی کو جلال الدولہ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت تھی وہ دارالامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا لیکن "ملک الملوک" کے عدم جواز کا فتویٰ دینے سے خانہ نشین ہو گیا ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عیدالاضحیہ) تک گھر سے نہ نکلا۔ جلال الدولہ نے بلا بھیجا۔ قاضی ابوالحسن خائف ہراساں

حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبت کے پاس نہ کرنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بلاحصول اجازت ہر وقت میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ قاضی ابوالحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا، بعد ازاں جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن اور تمام حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرین جلسہ محض خاص ابوالحسن کی وجہ سے بلائے گئے تھے۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ

سنہ ۴۳۱ھ میں ابوکالیجار نے اپنی فوجیں بسر افسری عادل ابومنصور بن مافنہ کے بصرہ پر بھیجیں اور اس وقت بصرہ ظہیر ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا جو عزالدولہ کے بعد والی بصرہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیر ابوالقاسم نے ابوکالیجار سے بغاوت کی تھی اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی اور ستر ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا۔ مال و دولت کی کثرت ہو گئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان کے املاک کو غصبًا دبا لیا۔ ابوالحسن نے ابوکالیجار سے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی استدعا کی۔ اس بنا پر ابوکالیجار نے اپنی فوجیں بسر گروہی عادل ابومنصور بصرہ کی جانب روانہ کیں۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ جس وقت ابوکالیجار کی فوجیں سرزمین بصرہ پر آ اتریں والی عمان کا بھی لشکر ان کی کمک پر آ گیا۔ بات ہی بات میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا ظہیر ابوالقاسم کو گرفتار کر لیا گیا اور مال و اسباب لٹ گیا۔ دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کیے گئے۔ کامیابی کے بعد ابوکالیجار بصرہ میں آیا کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ عنایت کر کے معہ ظہیر ابوالقاسم کے اہواز کی جانب مراجعت کی، اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوالفرج بن فسانجش بھی تھا۔

ترکوں کی شورش

سنہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے پھر سر اٹھایا اور جلال الدولہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر شہر سے نکل آئے۔ بیرون شہر آ کر خیمہ زن ہوئے اور چند مقامات کو لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس وقت بغداد کی غربی جانب میں تھا اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا قصد کیا۔ مشیروں اور مصاحبوں نے روکا۔ تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرواش والی موصل سے ترکوں زیر کرنے کو امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرواش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی اثناء میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہو گیا تھا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ مصالحت ہو گئی۔ جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آیا مخالفت کے زمانہ میں ترکوں نے خوب دست درازیاں کی تھیں اس کثرت سے غارت گری اور لوٹ ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ سارے انتظامات درہم برہم

ہو گئے تھے۔

سلجوقیوں کا ظہور

ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں کہ معمورۂ عالم کے رُبع شرقی شمالی میں ترکوں کی قوم مابین چین و ترکستان، خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو بلاد ماوراء النہر وغیرہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا۔ صرف ترکستان، کاشغر، شاش اور فرغانہ ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کیا۔ اس بناء پر ترکستان میں ان کی حکومت و دولت کی بنا پڑی۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

سلجوقیوں کے ابتدائی حالات

مابین ترکستان اور بلاد چین کے درّۂ کوہ میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا وہ بہت بڑا درّہ تھا جو آبادی سے معتدبہ فاصلہ پر واقع تھا ان کی تعداد سوائے خالق اکبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درّہ کی مسافت ہر طرف سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اسی درّہ میں رہتا تھا اتفاق یہ کہ ان کی ضروریات زندگی بھی وہیں مہیا تھیں۔ ان کی عام غذا گوشت جانوران صحرائی، طیور و دودھ تھی اور کبھی کبھی غلّہ بھی مل جاتا تھا۔ سواریوں کے گھوڑے تھے جن کے لئے قدرتی طور سے اس درّہ میں چراگاہ بھی تھی۔ بھیڑ اور بکریوں کی اون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنا لیتے تھے۔ شامت اعمال یا اتفاق سے اگر کسی قافلہ کا اس طرف سے گزر ہو جاتا تو اس کو لوٹ لینے میں بھی اُن کو دریغ نہ ہوتا غرض چاروں طرف سے اس درّہ پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور اُن کی بسراوقات کی یہی صورت تھی۔ اس گروہ میں سے غز، خطا اور تتر (تاتار) بھی ہیں ان سب کا تذکرہ ہم اُوپر تحریر کر آئے ہیں۔

ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری

چنانچہ جب دولت ملوک ترکستان (کاشغر) حد کمال پر پہنچ کر اضمحلال اور تنزل کی جانب مائل ہوئی جیسا کہ ہر دولت و سلطنت کے لئے یہ امر طبعًا لازم ہے تو ان بادیہ نشین ترکوں نے درّہ کوہ سے نکل کر بلاد ترکستان پر قبضہ کر لیا اس سے ان کی قوت بہت بڑھی۔ جلب منفعت کے بے شمار مواقع ہاتھ آئے اس وجہ سے کہ لوٹ مار اور رہزنی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے بادیہ نشینوں کی طرح کسب معاش و رزق کرنے لگے۔ اور بخارا کے قریب بیس فرسنگ کے فاصلہ پر ایک راہ گزر عام پر آکر قیام پذیر ہوئے۔ اسی اثناء میں بنی سامان اور اہل ترکستان کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی سامان کے سپہ سالاروں میں سے محمود بن سبکتگین اس دولت و حکومت پر مستولی اور قابض ہوا۔ ایک روز

محمود کا بخارا سے اس سمت پہ گزر ہوا ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کر کے بلاد ہند کے کسی قلعہ میں بھیج دیا اور خود سوار ہو کر مع اپنی فوج کے اس کے گروہ کی طرف گیا اور ان کو پامال کرنا شروع کیا وہ متفرق و منتشر ہو کر اطراف خراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے تعاقب کیا گھبرا کر اصفہان میں جا کر دم لیا۔ علاء الدولہ ابن کالویہ والی اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دغا بازی کا قصد کیا۔ ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اس کا علم ہو گیا۔ لڑ بھڑ کے یہ ان شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہوئی، شکست کھا کر آذربائیجان چلے آئے۔ اور والی آذربائیجان وہشوذان دیبری مرزبان سے ہم سے بھی لڑ سے۔

ترکوں کی سرکوبی

جس وقت ان ترکوں نے اصفہان سے آذربائیجان کی جانب روانگی کا قصد کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے گرد و نواح کے قصبات، دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر دست درازی شروع کر دی۔ آئے دن قافلوں کو لوٹ لینے لگے۔ والی طوس کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے ان کی گوشمالی کو آیا اس عرصہ میں محمود بن سبکتگین بھی آ پہنچا اور رستاق سے جرجان تک ان لوگوں کا تعاقب کرتا گیا۔ بوقت واپسی ترکوں کے اس گروہ نے امان کی درخواست کی۔ محمود بن سبکتگین نے امان دے کر اپنی فوج میں رکھ لیا اور یغمر نامی ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنایا اور اس کے بیٹے کو رَے میں ٹھہرایا۔

ترکوں کی فتوحات

ان واقعات کے بعد محمود نے وفات پائی اور مسعود بن محمود بجائے اپنے باپ کے مسند حکومت پر متمکن ہوا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے بغاوت کر دی مسعود نے ایک فوج ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی۔ ترکوں کے اس باغی گروہ کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس، مرقاکول، یغمر اور یاصعکی تھے جو تاخت و تاراج کرتے ہوئے دامغان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پائمال کر کے سجستان کی طرف بڑھے۔ بعد ازاں سمنانات رَے کو غارت کیا۔ والی طبرستان اور رَے متفق ہو کر مسعود کے سپہ سالار کی کمک پہ آئے اور اس کے ساتھ ہو کر باغیوں سے لڑے۔ باغی ترکوں نے ان کو شکست دے کر رَے کا قصد کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پہ قبضہ کر لیا۔ والی رے بھاگ کر کسی قلعہ میں جا چھپا یہ واقعہ ۴۲۶ھ کا ہے۔ اس کے بعد علاء الدولہ بن کالویہ والی اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے رے پر قبضہ کر لیا تھا تالیف قلوب کر کے ابن سبکتگین کی مدافعت کرنی چاہی۔ ابتداً ترکوں نے علاء الدولہ کی اس استدعا کو منظور کر لیا لیکن بعد کو بد عہدی کی۔

ترکوں میں اختلاف

ترکوں کا وہ گروہ جنہوں نے آذربائیجان کی طرف مراجعت کی تھی۔ اس کا سردار بوقا، کوکباش، منصور اور دانا تھا۔ وہسوذان والی آذربائیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا لیکن اس کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑتا بھڑتا مراغہ چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہل مراغہ کو ان کی آمد کی کچھ خبر نہ تھی۔ بہت بُری طرح سے پامال ہوئے۔ اکراد ہذبانیہ کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی اور وہ دو گروہوں پر منقسم ہوئے۔ ایک گروہ بوقا کے ہمراہ ان ترکوں کے پاس چلا آیا جو رے میں مقیم تھے اور دوسرا گروہ بہمراہی منصور اور کوکباش ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

کرخ اور ہمدان پر ترکوں کا قبضہ

ان دنوں ہمدان میں ابو کالیجار بن علاء الدولہ بن کالویہ حکمرانی کر رہا تھا۔ بوقا نے ہمدان پہنچ کر ابو کالیجار کا محاصرہ کر لیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ اس محاصرہ اور جنگ میں منی خسرو بن مجد الدولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹائے ہوئے تھا۔ بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر ابو کالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ بوقا نے شہر میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کیا۔ بعد ازاں کرخ کی جانب بڑھا اور اہل کرخ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔ پھر قزوین کو جا کر گھیر لیا۔ اہل قزوین نے اطاعت قبول کر لی اور سات ہزار دینار نذر کئے۔ فتح قزوین کے بعد انہیں ترکوں میں سے ایک گروہ بلاد ارمن چلا گیا اور عام خونریزی اور غارت گری کرتا ہوا ارمینیہ کی جانب لوٹا پھر ارمینیہ سے رے کی طرف مراجعت کی اور رے سے قلعہ ہمدان کا قصد کیا چونکہ ابو کالیجار ان کا لوہا مان چکا تھا بلا جدال و قتال قلعہ ہمدان کو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔

ترکوں کی مصالحت اور بدعہدی

ان سب واقعات میں منی خسرو مذکور ان کے ہمراہ تھا قلعہ ہمدان کے سر ہونے پر اطراف و جوانب کے اُمراء دم بخود ہو گئے۔ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ ان غارت گر ترکوں نے استرآباد تک جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ ابو الفتح بن ابی الشوک والی دینور کو ان کی ظالمانہ حرکات پسند نہ آئیں۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان کو فاش شکست دے کر ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے مصالحت کا پیام دیا ابو الفتح نے ان کی درخواست کے مطابق قیدیان ترک کو رہا کر دیا اور باہم صلح ہو گئی اس کے بعد ترکوں نے ابو کالیجار سے میل جول پیدا کیا اور اس کو یہ دم پٹی دی کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے تمہارے ملک کا انتظام کریں گے۔ ابو کالیجار اس فقرے میں آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کر دی اور اس کو لوٹ لیا۔

ترکوں کی پسپائی

اس اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں مرتب کر کے ترکوں کو ہوش

میں لانے کی غرض سے خروج کیا۔ ترکوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ترکوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آبدار نے ان کی گرمی مزاج کو فوراً ہی فرو کر دیا وہشوذان والی آذربائیجان نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذربائیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر کردوں (یعنی ہمراہیان وہشوذان) نے ترکوں کو دبا لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ اس کے بعد کوئی ان ترکوں کا سرگروہ مر گیا جو رے میں مقیم تھے۔

ترکوں کا رے پر حملہ

جس وقت ترکوں کا ٹڈی دل ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا ان میں سے چند لوگ اپنے وطن اصلی اور مسکن قدیم میں باقی رہ گئے تھے طغرل بک بن میکائیل بن سلجوق اس گروہ باقی ماندہ کا امیر تھا اس کے بھائی داؤد، بیغو، نیال اور جعفری بھی اس کے ہمراہ یہیں رہے۔ ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں کے پہلے جرگہ سے باعتبار قوت اور بہ لحاظ شوکت و جلال اور مردانگی و حکومت کے لحاظ سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ نیال (برادر طغرل بک) ایک مختصر سی فوج لے کر رے کی طرف بڑھا۔ اہل رے نے مقابلہ کیا اور باہم متصادم ہو گئے۔ بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر آذربائیجان سے جزیرہ ابن عمر چلے آئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان والی جزیرہ نے ان میں سے منصور بن غز علی کو بحیلہ و مکر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جس سے اس کے ہمراہی منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ مزید براں قرواش والی موصل نے بھی اپنی فوجیں ان کی سرکوبی پر بھیج دیں پھر کیا تھا۔

دیار بکر میں قتل و غارت

ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی وہ سرگرداں و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے جوں توں کر کے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے۔ خوب جی کھول کر اس کو تاخت و تاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کرا دیا۔ مگر اس سے اس کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔

موصل پر قبضہ

امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کر دی والی موصل نے بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار شدتِ جنگ سے تنگ آ کر کشتی پر سوار ہو کر سند چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اور جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ والی موصل نے سند پہنچ کر جلال الدولہ، دبیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کر دیا۔ اس سے ایک عام برافروختگی پیدا ہوئی۔ سب نے متفق ہو کر بغاوت

کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکباش (ترکوں کا سردار) موصل سے چلا آیا تھا۔ بغاوت اور شورش کی خبر پاکر رجب ۴۳۴ھ میں موصل کی جانب پھر مراجعت کی۔ اور بزورِ تیغ داخل ہو کر قتل و غارت کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعا سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل بک کا نام لیتے تھے۔

ترکوں کی غارت گری کے خلاف طغرل بک سے احتجاج

جلال الدولہ نے طغرل بک کو ان واقعات سے مطلع کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت لکھی۔ طغرل بک نے جواباً تحریر کیا کہ بے شک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے ہمارے علم حکومت و سرداری کے آگے سرِ اطاعت جھکائے ہوئے تھے۔ تا آنکہ ہمارے اور محمود سبکتگین کے مابین مناقشہ پیدا ہوا۔ جیسا کہ آپ پہ روشن ہے۔ چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطراف خراسان میں گئے۔ مگر خراسان پہنچ کر یہ لوگ حدودِ اطاعت اور قبضۂ اقتدارِ حکومت سے متجاوز ہو گئے۔ اب میرے اختیار سے یہ باہر ہیں ان کی سرکوبی اور گوشمالی ایک ضروری امر ہے۔ جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی بتاکید ممانعت کر دی۔

ترکوں کی پسپائی

جلال الدولہ تو اس خط کو دیکھ کر والی موصل کی امداد و اعانت سے دست کش ہو گیا۔ دبیس بن مزید اور امراءِ عرب سے بنو عقیل بغرض امداد و کمک قرواش والی موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ انہوں نے ان ترکوں کو جو دیارِ بکر میں تھے بلا بھیجا اور مجتمع ہو کر مقابلہ پہ آئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ دوپہر ہونے پائی تھی کہ عرب کو شکست ہوئی۔ مگر یہ شکست چند ہی گھنٹے میں کامیابی سے بدل گئی۔ عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا سخت اور قوی تھا کہ ترکوں کے پاؤں میدانِ جنگ سے اُکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے عرب نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچ لی اور نہایت سختی اور مستعدی سے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ قرواش والی موصل شکست خوردہ گروہ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کر واپس آیا۔ اور شکست خوردہ گروہ دیارِ بکر اور دیارِ بکر سے بلادِ ارمن اور روم چلا گیا اور انہیں مقامات پہ ان لوگوں نے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے۔

طغرل بک اور سلطان مسعود کی جنگ

طغرل بک اور اس کے بھائیوں نے خوزستان میں پہنچ کر لڑائی کا بازار گرم کیا۔ بنی سبکتگین کی فوج سے

مدتوں لڑتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ سباشی حاجب وسپہ سالار افواج السلطان مسعود بن محمود بن سبکتگین کو شکست ہوئی تو وہ میدان جنگ سے بھاگ کر ہرات پہنچا اور جب طغرل بک نے ہرات کا قصد کیا تو سباشی غزنہ بھاگ آیا۔ سلطان مسعود کو اس سے بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ اس نے فوجیں آراستہ کر کے طغرل بک پر حملہ کر دیا۔ طغرل بک کو اس معرکہ میں نیچا دیکھنا پڑا اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کر بیابان میں گھس گیا۔ سلطان مسعود تین برس تک اس کی جستجو اور تعاقب کرتا رہا۔ ایک روز طغرل بک موقع پا کر سلطان مسعود کے لشکر پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ اس کا لشکر بوقت عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ سلطان مسعود کے لشکر کو شکست کھانی پڑی۔ طغرل بک کی فوج نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود سے کچھ بن نہ آئی۔ طغرل بک اس اتفاقی کامیابی سے شاداں و فرحاں نیشاپور کی جانب روانہ ہوا۔ اور ۴۳۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔

جلال الدولہ کی سلجوقیوں سے مصالحت

اب اس وقت آتش جنگ جو ایک مدت سے شعلہ زن تھی خاموش ہو گئی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری جاتی رہی اطراف و جوانب کے عمال نے سلطان اعظم کے لقب سے طغرل بک کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اس کا نام داخل کیا گیا۔ نیشاپور میں انتظامات میں جو خلل واقع ہو گیا تھا اس کو رفع کیا، اوباشوں اور جرائم پیشہ کو فرار واقعی سزا دی۔ اسی زمانہ سے سلجوقیہ کا اکثر بلاد پر قبضہ و تصرف شروع ہو گیا۔ بیغو نے ہرات کو دبا لیا داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا (بلخ میں توتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کر رہا تھا سلطان مسعود کسی وجہ سے اس کی مدد نہ کر سکا اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کر دیا) چنانچہ سلجوقیہ کی حکومت کو کل بلاد میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا اس کے بعد طغرل بک نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوچہر بن قابوس کے قبضۂ اقتدار سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ طغرل بک نے اپنی طرف سے طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مرداویج کو جو اسی کے ہمراہیوں میں سے تھا پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر جرجان میں مامور کیا۔ خلیفہ قائم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی فرو کرنے کی غرض سے قاضی ابو الحسن ماوردی کو طغرل بک کے پاس روانہ کیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخر کار اس سے اور جلال الدولہ سے مصالحت ہو گئی جس کے قبضہ میں خلافت عباسیہ کی زمام تھی اور اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

جلال الدولہ اور قرواش میں جنگ اور مصالحت

قرواش والی موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب والی تکریت کے محاصرہ کو روانہ کیا تھا۔ خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت لکھ بھیجی جلال الدولہ نے قرواش کو ممانعت اور خمیس سے معترض

نہ ہونے کا خط تحریر کیا قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود تکریت کے محاصرہ پر گیا۔ طرہ اس پر یہ کہ ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ سے مخالفت کرنے پر اُبھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی، اس سے جلال الدولہ کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اسی وقت ابوالحرث ارسلان بساسیری کو ماہ صفر ۴۳۲ھ میں قرواش کے نائب کو جو سندیہ میں مقیم تھا گرفتار کر لینے کے لئے روانہ کیا۔ اثناء راہ میں عربوں سے اتفاقاً چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی جس کی وجہ سے ابوالحرث بے نیل و مرام واپس ہوا۔ اور ان لوگوں نے صرصر بغداد کے مابین قیام کر کے رہزنی شروع کر دی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ لشکر آراستہ کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا۔ قرواش کو اس کی خبر نہ تھی محاصرہ میں آ گیا۔ بعد ازاں بنو عقیل نے درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ اور قرواش کے مابین مصالحت کرا دی۔

جلال الدولہ کا انتقال

آمدنی میں کمی اور خراج ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر دست درازی شروع کی اور حکمت عملی یا جبر اس کو بھی لے لیا۔ یہ خاص خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت و ریاست کے سترھویں برس مر گیا۔ اس کے مرنے پر اس کے اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آئے اور سپہ سالاران افواج شاہی نے مجتمع ہو کر ترکوں اور عوام الناس کی مدافعت کی۔ اور اس کے بڑے بیٹے الملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسط میں اطاعت کے بارے میں خط و کتابت شروع کی۔ اور اس کو بلا بھیجا۔ اُس نے حسب دستور قدیم حق البیعت طلب کیا۔ تعین مقدار یا عدم موجودگی زر کی وجہ سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہوا۔

ابو کالیجار کی امارت

ابو کالیجار کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی۔ اُس نے سرداران لشکر اور افواج شاہی کے پاس زر کثیر حق البیعت بھیج دیا اور اپنی حکومت و سرداری کی تحریک کی۔ سرداران لشکر اور لشکریوں نے الملک العزیز کو چھوڑ دیا اور ابو کالیجار کی طرف مائل ہو گئے اس اثناء میں الملک العزیز بھی واسط سے آ گیا وہ جس وقت نعمانیہ میں وارد ہوا لشکر بغداد نے بغاوت کر دی۔ چار و ناچار پھر واسط کی جانب مراجعت کی۔ بغاوت فرو ہو گئی اور جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

الملک العزیز کا انجام

الملک العزیز نے نعمانیہ سے واسط جاتے ہوئے دبیس بن مزید سے ملاقات

کی مگر کچھ کار برآری کی صورت نظر نہ آئی۔ تب قرواش بن مقلد والی موصل کے پاس گیا۔ اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابوالشوک کے یہاں جا پہنچا۔ .... ابوالشوک نے اس سے کج ادائی کی اور دغابازی کا ارادہ کیا۔ الملک العزیز کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ بحال پریشاں نیال برادر طغرل بک کے پاس چلا گیا۔ اور مدتوں اس کے پاس مقیم رہا۔ کچھ عرصہ بعد چند لوگوں کے ساتھ خفیہ طور سے بغداد آیا۔ ابوکالیجار کے ہمراہیوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو گئی وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ بعض ہمراہیان الملک العزیز مارے گئے مگر الملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیرالدولہ بن مروان کے پاس میافارقین بھاگ گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۴۱ھ میں جاں بحق تسلیم کی۔

ابوکالیجار کی بغداد میں آمد

اب ابوکالیجار کا حال سُنیئے۔ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ ابوکالیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سے مال و اسباب کے خلافت مآب کی خدمت میں پیش کئے۔ لشکریوں اور سرداران لشکر کو بے حد انعامات اور صلے دئے۔ خلافت مآب نے "محی الدین" کا لقب عنایت کیا۔ ابوالشوک، دبیس اور نصیرالدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبجات کے جوامع میں ابوکالیجار کے نام کا خُطبہ پڑھا۔ ابوکالیجار کو ان واقعات کی برابر اطلاع ہوتی جاتی تھی۔ جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا یقین کامل ہو گیا تو سامان جلوس مرتّب و تیار کر کے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا وزیر ابوالفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجّش بھی اس کے ہمراہ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کرنے کا عزم کیا۔ لیکن ابوکالیجار نے عذر کیا۔ خلافت مآب نے اس کے سرداران لشکر بساسیری نساوری اور ہمام ابواللقاء کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابوکالیجار اور طغرل بک میں مصالحت

ابوکالیجار نے بغداد میں داخل ہو کر اتنطاش عمید الدولہ ابوسعید کو بغداد سے نکال دیا۔ چنانچہ عمید الدولہ تکریت کو روانہ ہو گیا۔ ابومنصور[1] بن علاء الدولہ بن کالویہ والی اصفہان نے پھر اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بک سے منحرف ہو کر اس کے نام کا خُطبہ پڑھا۔ ابومنصور اور ابوکالیجار میں بعد جنگ و جدال کے مصالحت کی ٹھہر گئی تھی۔ ابومنصور

---

[1] بات یہ تھی کہ ابومنصور نے کسی اُمید پر طغرل بک کی اطاعت قبول کی تھی اور ابوکالیجار سے نقض عہد کیا تھا۔ لیکن جب طغرل بک سے اس کی اُمید بر نہ آئی اور طغرل بک نے خراسان کی جانب مراجعت کی تو ابومنصور کو ابوکالیجار سے خوف پیدا ہوا۔ اس سے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی اور اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ ابوکالیجار نے اس کی یہ درخواست منظور کر لی۔ بہ ادائے خراج سالانہ باہم مصالحت ہو گئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۳ جلد ۹)

نے بہ خیال خوف آئندہ خراج دینا منظور کیا تھا اور یہی امر باعث مصالحت ہوا۔ اس کے بعد ابو کالیجار نے سلطان طغرل بک سے مصالحت کی درخواست کی۔ اور اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر کے مصالحت کر لی۔ یہ واقعہ ۴۳۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا انتقال

چونکہ بہرام بن لشکرستان (سرداران دیلم میں سے تھا) والی کرمان نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور آئے دن ایک نہ ایک بہانہ کرتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے ۴۴۰ھ میں ابو کالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر فوج کشی کی اور خود اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ والی کرمان قلعہ بردشیر میں تھا۔ ابو کالیجار نے بحکمت عملی بردشیر پر قبضہ کر لیا۔

اس اثناء میں کسی فوجی افسر نے کسی کشیدگی کی وجہ سے بہرام کا کام تمام کر دیا۔ اور اہل کرمان ابو کالیجار کی طرف مائل ہوتے نظر آئے اس بناء پر ابو کالیجار نے نہایت سرعت سے کرمان کا سفر کیا مگر اثناء راہ میں علیل ہو گیا۔ شہر جناب (بلاد کرمان میں) پہنچ کر ۴۴۰ھ میں جبکہ اس کی حکومت کو چار برس تین ماہ گزر چکے تھے، مر گیا جونہی اس کی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اس کا بیٹا ابو منصور فلاستون وزیر کے خیمہ میں بھاگ آیا ترکوں نے اس پر بھی دست درازی کا قصد کیا۔ دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر روک دیا۔ اس کے بعد ابو منصور نے شیراز کی جانب معاودت کی اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ وزیر کو کسی خاص امر کے باعث ابو منصور سے سوء مزاجی پیدا ہوئی۔ علیحدہ ہو کر قلعہ خرمہ میں چلا آیا اور وہیں قلعہ بندی کر کے مقیم ہو گیا۔

الملک الرحیم کی امارت

چند دنوں کے بعد بغداد میں ابو کالیجار کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا لڑکا الملک الرحیم ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا۔ سرداران لشکر اور اراکین دولت نے اس کی امارت و ریاست کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس نے خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت طلب کی "الملک الرحیم" کا لقب مرحمت ہونے کی درخواست دی۔ خلافت مآب نے بوجہ مانع شرعی "الملک الرحیم" کا لقب دینا منظور نہ فرمایا۔ اور باقی التماسات منظور فرمائے۔ غرض عراق، خوزستان اور بصرہ میں الملک الرحیم کی حکومت کا سکہ چل گیا بصرہ میں اس کا بھائی ابو علی حکومت کر رہا تھا اس کے دوسرے بھائی ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر رکھا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ الملک الرحیم نے ایک لشکر بسر افسری اپنے تیسرے بھائی ابو سعید خسرو شاہ شیراز کی طرف روانہ کیا جس نے شیراز پر قبضہ کر کے ابو منصور کو گرفتار کر لیا۔

اسی سنہ میں ابو کالیجار کی وفات کے بعد الملک العزیز بن جلال الدولہ کے دماغ میں بھی ہوائے حکومت سمائی ایک مختصر سی فوج مرتب کر کے قرواش سے جدا ہو کر بصرہ کا رخ کیا۔ ابو علی بن کالیجار نے نہایت خوبی سے اس کی مدافعت کی خائب و خاسر ہو کر واپس آیا۔ اور اسی سنہ میں الملک الرحیمؒ نے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا۔ لشکر خوزستان نے جوش اور خوشی سے استقبال کیا۔ مطیع تو پہلے ہی سے تھے اس کے علم حکومت کے آگے بھی سر اطاعت خم کر دیا۔ اسی زمانہ میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے مابین بغداد میں جھگڑا ہوا اور مدتوں بنائے فتنہ و فساد قائم رہی۔

ابو منصور کا اہواز پر قبضہ

سنہ ۴۴۱ھ میں الملک الرحیم نے اہواز سے فارس کی جانب کوچ کیا اور شیراز کے باہر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ ترکان شیراز اور بغداد سے کسی بات میں چل گئی اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا ترکان بغداد نے ناراض ہو کر عراق کی طرف مراجعت کی چونکہ الملک الرحیم کو ترکان شیراز پر پورا بھروسہ نہ تھا باقی رہے دیلم۔ وہ اس کے بھائی ابو منصور کی طرف مائل تھے جو اصطخر میں مقیم تھا اس وجہ سے یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ عراق کی طرف چلا اور اہواز میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ ارجان میں ابو سعد اور ابو طالب (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) کو مامور کیا ابو منصور فوجیں مرتب کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ الملک الرحیم یہ خبر پا کر بقصد مقابلہ اہواز سے رامہرمز کی طرف بڑھا دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ الملک الرحیم شکست کھا کر بصرہ کی طرف بھاگا اور پھر بصرہ سے واسط چلا آیا۔ ابو منصور کی فوج نے اہواز میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھریرہ اڑا دیا اور اہواز کے باہر ایک میدان میں پڑاؤ کئے رہی۔ اتنے میں سنہ ۴۴۱ھ کا دور تمام ہو گیا۔

الملک الرحیم کا اہواز، تستر اور رامہرمز پر قبضہ

سنہ ۴۴۲ھ کے شروع ہی میں لشکر فارس میں بغاوت پھوٹ نکلی بعض حصہ بلا اجازت ابو منصور فارس چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور ایک حصہ الملک الرحیم سے آملا۔ الملک الرحیم بغاوت لشکر فارس کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ ادھر لشکر بغداد کو طلبی کا خط روانہ کیا ادھر اپنے رکاب کی فوج کو مرتب کر کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا اور وہاں پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور بانتظار آمد لشکر بغداد اہواز میں ٹھہرا رہا تا آنکہ لشکر بغداد بھی آ گیا تب الملک الرحیم نے کیمپ کرم کا رخ کیا اور ۴۴۲ھ کے تمام ہونے تک اس پر بھی قابض و متصرف ہو گیا بعد ازاں سنہ ۴۴۳ھ میں کیمپ کرم سے قنطرہ اربق کی طرف بڑھا اس کے ہمراہ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہ بھی تھے اور امیر ابو منصور، ہزار شب بن تنکیر اور منصور بن حسین اسدی نے معہ دیلم اور اکراد کے ارجان سے تستر کا قصد کیا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے

الملک الرحیم تستر پہنچ گیا تھا اور ابو منصور کو شکست کھا کر واپس ہونا پڑا۔ اس کے بعد الملک الرحیم نے ایک فوج رامہرمز کی جانب روانہ کی۔ اس وقت تک رامہرمز میں امیر ابو منصور کا قبضہ و دخل تھا اسی کا لشکر اور اسی کے سردار رہتے تھے۔ محاصرہ اور خفیف جنگ کے بعد ماہ ربیع الثانی ۴۴۳ھ میں فتح ہو گیا۔

الملک الرحیم کی پسپائی

اس خداداد کامیابی کے بعد الملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعد کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ بلاد فارس کی طرف روانہ کیا۔ اس وجہ سے کہ اس کا بھائی ابو نصر خسرو جو اصطخر میں مقیم تھا اس نے ہزار شب (امیر ابو منصور کا مشیر اور سپہ سالار) کے تغلب سے بیزار ہو کر الملک الرحیم اپنے بھائی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضی بھی بھیجدیا تھا اس بناء پر الملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعد کو بلاد فارس کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو نصر نے ابو سعد کو اصطخر میں داخل کر کے قبضہ دلا دیا۔ امیر ابو منصور کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ہزار شب اور منصور بن حسین اسدی کو مجتمع کر کے بقصد مقابلہ الملک الرحیم اہواز کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بک سے بھی باظہار اطاعت و فرمانبرداری امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان طغرل بک نے ایک فوج ان کی کمک پہ بھیج دی، یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان طغرل بک نے اصفہان وغیرہ پہ قبضہ کر لیا تھا، اور اس کی حکومت و دولت کی چاروں طرف دھوم مچی ہوئی تھی طرہ اس پہ یہ ہوا تھا کہ الملک الرحیم کے ہمراہی بھی متفرق و منتشر ہو گئے تھے لبابیری اور دبیس بن مزید نے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی عرب اور اکراد کی فوجیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ کچھ تھوڑی سی فوج اہوازی دیلم اور بغداد کی باقی رہ گئی تھی مجبوراً مصلحت کے پیش نظر یہ رائے قائم کی کہ کیمپ لحرم سے اہواز میں داخل ہو کر قلعہ نشین ہو جانا چاہیے۔ اور باتنظار لشکر بغداد وہیں ٹھہرا رہنا مناسب ہے۔ اس کے بعد آپنے بھائی ابو سعد کو فارس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں اس سے یہ غرض تھی کہ امیر ابو منصور اور ہزار شب وغیرہ کی توجہ و عنایت بوجہ حملہ ابو سعد فارس کی جانب منعطف ہو جائے گی لیکن الملک الرحیم کا یہ خیال خام نکلا............ ان لوگوں نے ابو سعد کا مطلق خیال نہ کیا، سیدھے اہواز چلے آئے اور الملک الرحیم سے لڑائی چھیڑ دی۔ الملک الرحیم شکست اٹھا کر واسط بھاگ آیا امیر ابو منصور کے لشکریوں نے اہواز کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ میں کمال الملک ابو المعالی عبدالرحیم وزیر گم ہو گیا جس کا بعد میں کوئی پتہ نہیں چلا۔

الملک الرحیم کی اہواز میں آمد

امیر ابو منصور اس خداداد کامیابی کے بعد ابو سعد کی روک تھام کو شیراز کی جانب روانہ ہوا قریب شیراز پہنچکر فریقین نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ہر مقابلہ میں ابو سعد نے ابو منصور کو شکست فاش دی۔ اس سے

ابو منصور کے ہمراہی ہمت سی ہار گئے اکثر نے امان کی درخواست کی ابو منصور مجبور ہو کر فارس کے کسی قلعہ میں جا چھپا۔ اور اہواز میں الملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور الملک الرحیم کو اہواز بلا بھیجا۔

شیعہ سُنّی فسادات

زمانہ عدم موجودگی الملک الرحیم میں شیعہ و اہل سُنّت و جماعت کے مابین بغداد میں جھگڑا[1] ہو گیا۔ فریقین کی سینکڑوں جانیں تلف ہوئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال و تفتیش مقدمہ کی غرض سے مامور کیا مگر اس واقعہ کی اصلیت کا انکشاف نہ ہوا اور فتنہ و فساد بڑھتا ہی گیا اہل بیت کے مشاہد غلماء جلا دئے گئے۔ دبیس بن مزید کو ان واقعات کی خبر لگی۔ خلیفہ قائم کو افسوسناک توہین آمیز خط تحریر کیا۔ اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ مگر پھر خلیفہ قائم کی خط و کتابت سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرل بک کا خراسان، اصفہان اور فارس پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان کو بنی سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بک نے ۴۴۲ھ میں اصفہان کو بھی ابن کالویہ سے چھین لیا۔ اور اپنے بھائی ارسلان بن داؤد کو بلادِ فارس کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۴۰ھ میں قبضہ حاصل کر لیا اور جس قدر دیلم وہاں تھے، ان کو پائمال اور زیر و زبر کر کے شہر فساء میں قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ اور طغرل بک

خلیفہ قائم بامر اللہ نے طغرل بک کے پاس خلعت اور القاب روانہ کیا۔ اور اُس کو اُن بلاد کی سندِ حکومت عطا کی جس پر اُس نے غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان طغرل بک نے دس ہزار دینار نقد، جواہرات قیمتی قیمتی پارچہ جات اور چند مشک کے نافے خلافت مآب کے حضور میں تحفتہً روانہ کئے۔ اس کے علاوہ اراکین دولت کو پانچ ہزار دینار اور وزیر کو دو ہزار دینار بھیجے۔ اس اثناء میں ۴۴۳ھ کا دور آ گیا عید کی تقریب میں سلطان

---

[1] اس جھگڑے کی بنیاد ماہ صفر ۴۴۳ھ میں پڑی تھی۔ ابتداً اس کی یوں ہوئی تھی کہ شیعان کرخ نے چند بلند برج بنائے تھے اور اس پر سُنہرے حرفوں سے "محمد و علی خیر البشر" تحریر کیا تھا اہل سنت و جماعت اس پر جھگڑ پڑے۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۱۴ جلد ۹۔

طغرل بک نے بغداد میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ خلافت مآب نے دربار عام کیا اور جلوس کے ساتھ سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۴۲ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابو سعد (الملک الرحیم کا بھائی) حکومت کر رہا تھا ترکوں سے معرکہ آرا ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ

۴۴۳ھ میں الملک الرحیم نے اپنی فوجیں بسرکردگی بساسیری بصرہ کی طرف روانہ کیں چنانچہ بساسیری نے بصرہ پر پہنچکر اس کے بھائی ابو علی کا محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو علی کو شکست ہوئی اور الملک الرحیم کی فوج نے دجلہ اور انہار پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد الملک الرحیم بھی براہ خشکی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے حاضر ہو کر امان کی درخواست دی۔ الملک الرحیم نے ان کو امان دے دی اور بصرہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بعد قبضہ بصرہ دیلم کے سفرا در خوزستان سے آئے اور انہوں نے اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

ابو علی سے طغرل بک کا حسن سلوک

ابو علی شکست کھا کر شط عُثمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ الملک الرحیم نے تعاقب کیا ابو علی یہ خبر پا کر عبادان بھاگ گیا الملک الرحیم نے عبادان کا قصد کیا ابو علی عبادان سے نکل کر ارجان کی طرف روانہ ہوا اور ارجان سے سلطان طغرل بک کے پاس اصفہان چلا گیا سلطان طغرل بک نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا عقد کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور قیام کرنے کو صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ مرحمت کیا۔

الملک الرحیم کا تشتر پر قبضہ

الملک الرحیم نے بصرہ قبضہ حاصل کر کے اپنے وزیر بساسیری کو بصرہ کی سندِ حکومت عطا کی اور اہواز کا راستہ لیا۔ منصور بن حسین و ہزارشب کے پاس ارجان و تشتر کے حوالہ کر دینے کا پیام بھیجا ان دونوں نے مصالحت کے ساتھ تشتر کو الملک الرحیم کے حوالہ کر دیا۔ ارجان کی عنان حکومت فولاد بن خسرو دیلمی کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی مگر ۴۴۵ھ میں الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

سعدی کی سرکشی اور اطاعت

سعدی بن ابی الشوک نے اطراف رَے میں سلطان طغرل بک کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو حاضر دربار بھی ہوا تھا جسے سلطان طغرل بک نے ۴۴۶ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ عراق

روانہ کیا جو لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا۔ بنی عقیل نے سعدی سے خط و کتابت شروع کی۔ قریش بن بدران مہلہل برادر ابی الشوک کی ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ سعدی نے امداد کا وعدہ کیا مہلہل کو یہ خبر لگ گئی۔ تو طیش میں آ کر بنی عقیل پر مقام عکبرا میں حملہ کر دیا بنی عقیل شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس گئے یہ اس وقت سامرا میں تھا۔ مہلہل کے جور و ستم کا شکوہ پیش کیا۔ سعدی کی رگ حمیت جوش میں آ گئی کمر ہمت باندھ کر مہلہل کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار مہلہل کو شکست ہوئی۔ اثنائے دار و گیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کی جانب کوچ کیا۔

بغداد میں شیعہ سنی فسادات

سعدی کی اس کامیابی سے الملک الرحیم کے کان کھڑے ہوئے حلوان کی جانب لشکر کی روانگی کا سامان کرنے لگا۔ اور دبیس بن مزید کو اس مہم پر جانے کے لئے بلا بھیجا اس عرصہ میں ۴۴۳ھ کا دور آ گیا۔ بغداد میں مابین شیعہ اہل سنت و جماعت پھر کشیدگی شروع ہو گئی اطراف و جوانب سے اتراک یورش کر کے بغداد میں گھس آئے اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی غارت گری رہزنی اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سپہ سالاران لشکر آتش فساد کے فرد کرنے پر کمربستہ ہوئے۔ اتفاق سے ایک علوی نژاد شخص اہل کرخ کا مارا ڈالا گیا۔ عورتوں نے شور و غل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے نامہ و پیام کر کے اس ہنگامہ کو فرد کیا۔

مہلہل کے گرفتار ہو جانے پر اس کا بیٹا بدر سلطان طغرل بک کے پاس چلا گیا۔ سلطان طغرل بک کے پاس سعدی کا لڑکا بطور ضامن کے تھا۔ سلطان طغرل بک نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم کو اس کا فدیہ لینا منظور ہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس واپس کر دیا ہے۔

سعدی کی شکست اور فرار

سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کر دیا اور اسی بنا پر سلطان طغرل بک سے باغی ہو گیا۔ اور حلوان سے ہمدان کی جانب بڑھا۔ اہل ہمدان سینہ سپر ہو کر مقابلہ پہ آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روک دیا۔ الملک الرحیم کو موقع مل گیا اس نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی اس عرصہ میں سلطان طغرل بک کا لشکر سعدی کی سرکوبی میں کو آ پہنچا سعدی نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر سلطان طغرل بک کے لشکر نے اس کو شکست دے دی وہ بھاگ کر اسی مقام پر ایک قلعہ میں جا چھپا۔ بدر بن مہلہل اس کے تعاقب میں شہر زور تک چلا گیا۔

ترکوں اور کردوں کو اس باہمی نزاع سے لوٹ مار کا موقع مل گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر رہزنی شروع کر دی۔ طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بساسیری نے ان کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور بوازیج تک ان کا پیچھا کرتا چلا گیا۔ ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بساسیری نے خاطر خواہ گوشمالی کی اور ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کافی لوگ زاب کو تیر کر نکل گئے۔ بساسیری کے ہمراہیوں نے بھی عبور کرنے کا قصد کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کر سکے۔ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی بغاوت

سنہ ۴۴۶ھ میں ترکوں نے الملک الرحیم کے وزیر کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا۔ سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے ان کی تنخواہیں اور روزینے بند تھے۔ دیوان میں حاضر ہو کر ترکوں نے تنخواہ نہ ملنے کی شکایت پیش کی۔ کچھ سماعت نہ ہوئی چیں بجبیں پُرغضب واپس آئے۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی دارالخلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلافت مآب کو واقعات متذکرہ بالا کی کچھ اطلاع نہ تھی پریشان تھے کہ ترکوں نے محلسرائے خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے۔ اتنے میں بساسیری نے شرف حضوری حاصل کی اور کل واقعات عن وعن عرض کیے ترکوں نے وزیر کی ہر چند جستجو کی کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر یہ شیوہ اختیار کیا کہ شبہ میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان لوگوں کے مکانات کے لوٹنے کا ہاتھ آ گیا۔ بعض محلات کے سربرآوردہ لوگوں نے مجتمع ہو کر اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کرنے کی کوشش کی۔

بغداد میں طوائف الملوکی

خلافت مآب تک یہ خبر پہنچی۔ انہوں نے ترکوں کو غارت گری سے باز نہ رہنے کی ممانعت کی۔ مگر ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ناچار بغداد سے چلے جانے کا قصد کیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا۔ اس کے بعد وزیر نے ظاہر ہو کر ان کی تنخواہیں اور روزینے دے دیئے مگر وہ لوگ اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے اور بدستور ہنگامہ بغاوت گرم رکھا۔ کردوں اور عربوں کی بھی بن آئی۔ اطراف و جوانب شہر میں لوٹ مار شروع کر دی۔ شہر، قصبہ، گاؤں اور محلے ویران ہو گئے۔ باشندے مکانات خالی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی طوفان بے تمیزی میں قریش بن بدران کے ہمراہیوں نے بردان پر حملہ کر کے کامل بن محمد بن مسیب کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اسی عام لوٹ مار میں بساسیری کی اونٹنیاں اور گھوڑے لوٹ لے گئے حکومت و سلطنت کا رُعب دلوں سے جاتا رہا اور شیرازہ سیاست منتشر ہو گیا۔

طغرل بک کی فتوحات

سنہ ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بک نے صوبہ آذربائیجان کا قصد کیا۔ والی تبریز ابو منصور وہشوذان بن محمد روادی نے سر اطاعت خم کر دیا

اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک نے والی جیرہ امیر ابو الاسوار کی جانب قدم بڑھایا اس نے بھی حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ ان دونوں امیروں کی دیکھا دیکھی اس اطراف کے کل والیان ملک نے طغرل بک کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بک نے ان کے ضامنوں کو لے کر ارمینیہ کی طرف کوچ کیا ملاز کرد پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل ملاز کرد نے اطاعت قبول نہ کی۔ برابر لڑتے رہے جس کی وجہ سے سلطان طغرل بک نے جھلا کر اس کے قرب وجوار کے کل شہروں کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ انہیں واقعات کے اثناء میں نصیر الدولہ بن مروان نے جو پہلے سے اس کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو گیا تھا۔ بہت سے تحائف بھیجے سلطان طغرل بک نے ان کو منظور و قبول کر لیا۔ اور لشکر آراستہ کر کے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کر دی اور تاخت و تاراج کرتا ہوا اُردن روم تک چلا گیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ مصلحتاً لڑائی موقوف کر کے آذربائیجان کی طرف مراجعت کی کچھ عرصہ آذربائیجان میں قیام کر کے رے چلا گیا۔ قریش بن بدران والی موصل نے اپنے کل صوبہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا انہیں واقعات پر سنہ مذکور تمام ہو کر ۴۴۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک انبار پر فوج کشی کرتا ہے اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیتا ہے۔ بساسیری کا مال و اسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ جاتا ہے۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ بساسیری یہ خبر پا کر لشکر آراستہ کر کے انبار پر چڑھ آتا ہے۔ اور سلطان طغرل بک کے قبضہ سے اس کو واپس لے لیتا ہے۔

بساسیری اور رئیس الرؤساء میں کشیدگی

ابو الغنائم و ابو سعد پسران محلبان، قریش بن بدران کے مصاحبوں میں سے تھے۔ قریش نے ان کو بساسیری سے چھپا کر ان واقعات کی اطلاع کرنے کو جو بساسیری سے انبار میں سرزد ہوئے تھے خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ بساسیری کو اس کی خبر لگ گئی خلافت مآب اور رئیس الرؤساء سے بگڑ گیا۔ ان کی اور ان کے حواشی کی تنخواہیں بند کر دیں۔ مزید برآں بنی محلبان کے مکانات کے مسمار کر دینے کی کوشش کی مگر کسی وجہ سے رک رہا۔ سامان سفر درست کر کے انبار کی طرف کوچ کر دیا۔ ان دنوں انبار میں ابو القاسم بن محلبان تھا۔ دبیس بن مزید یہ خبر پا کر اس کی کمک پر آ گیا۔ بساسیری کی قوت دبیس کے آ جانے سے بڑھ گئی۔ کمال مردانگی سے بزور تیغ انبار کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ اور پانچسو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے علاوہ ایک سو بنی خفاجہ بھی قید کیے گئے۔ ابو الغنائم بھی قید ہو گیا تھا۔ پابہ زنجیر ایک اونٹ پر سوار کیے ہوئے بغداد واپس آیا۔ دبیس نے ابو الغنائم کو قتل نہ کرنے کی سفارش کی جس سے

اس کی جان بچ گئی مگر اور قیدی مار ڈالے گئے۔ بساسیری نے دار الخلافت میں تاج کے مقابلہ میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور اپنے مکان کی جانب لوٹ آیا۔

دسکرہ میں ترکوں کی غارت گری

ماہ شوال ۴۴۶ھ میں ابراہیم بن اسحاق والی حلوان جو امراء غزیہ سلجوقیہ سے تھا دسکرہ کی جانب آیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں تک سے جرمانے اور تاوان وصول کئے دسکرہ کی لوٹ سے فارغ ہو کر روشن قباد اور قلعہ برداں کی طرف بڑھا۔ دونوں مقامات سعدی بن ابی الشوک کے قبضہ و تصرف میں تھے اور یہاں پر اس کے مال و اسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ والی قلعہ نے قلعہ بندی کر لی برابر مقابلہ کرتا رہا۔ ابراہیم سے اور کچھ تو بن نہ آئی اس کے قرب و جوار میں جس قدر گاؤں تھے ان کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ان واقعات سے ترکوں کی آنکھوں پر طمع کے پردے پڑ گئے۔ غارت گری کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ دیلمیوں کے قویٰ مضمحل ہو گئے۔ ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اسی اثناء میں سلطان طغرل بک نے ابوعلی بن ابی کالیجار امیر بصرہ کو ترکی فوج کے ساتھ خوزستان پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابوعلی سب سے پہلے اہواز پر مستولی اور متصرف ہوا ترکوں نے جو اس کے ہمراہ تھے لوگوں کے مال و اسباب کو بھی کھول کر لوٹا۔ اس سے باشندگان اہواز کو سخت مصیبت اور تباہی کا مقابلہ کرنا پڑا۔

الملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ

۴۴۷ھ میں دیلم کا نامی سپہ سالار فولاد والی قلعہ اصطخر نے شیراز پر فوج کشی کی اور امیر ابومنصور فولاستون بن ابوکالیجار کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بک کا خطبہ موقوف ہو کر الملک الرحیم اور اس کے بھائی ابوسعد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ فولاد کی خوش قسمتی سے الملک الرحیم اور ابوسعد نے اس میں کچھ فریب خیال کر کے وقعت کی نظر سے نہ دیکھا، بلکہ ابوسعد نے ایک لشکر مجتمع و مرتب کر کے معہ اپنے بھائی ابومنصور کے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ اور شیراز پہنچ کر محاصرہ کر لیا طول اور شدت حصار سے تنگ آ کر فولاد قلعہ اصطخر بھاگ گیا۔ ابوسعد اور ابومنصور نے شیراز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی الملک الرحیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بساسیری کا اخراج

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بساسیری اور رئیس الرؤسا میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ ۴۴۷ھ کے دور کا شروع ہونا تھا کہ یہ شکر رنجی فتنہ و فساد کی حد تک پہنچ گئی۔ شرقی بغداد میں عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ اہل سنت و جماعت نے بالجہار امر بالمعروف و نہی عن المنکر دیوان کو جا کر گھیر لیا تا آنکہ ان کو اس امر کی اجازت دی گئی۔ اتفاق سے اہل سنت و جماعت نے چند کشتیاں پکڑ لیں جو بساسیری کے پاس واسطہ جا رہی تھیں۔ تلاشی کے وقت

شراب کے پیپے برآمد ہوئے اہل سنت و جماعت ان کو لئے ہوئے دیوان والوں کے پاس آئے جو بساسیری کی موافقت پر ان کو مجبور کر رہے تھے اور اُن سے اُن پیپوں کو توڑنے کی اجازت طلب کی اور اجازت حاصل کر کے توڑ ڈالا۔ بساسیری کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُسے سخت صدمہ پہنچا فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ فعل رئیس الرؤسا کا ہے۔ پھر فقہا حنفیہ سے اس امر کا استفسار کیا۔ کہ کشتی کی تلاشی لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہا حنفیہ میں سے بعض نے جائز اور کسی نے ناجائز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الرؤسا نے بھی ان واقعات سے آگاہ ہو کر ترکان بغداد کو اُبھار دیا جو بساسیری کی علانیہ برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگے اور رفتہ رفتہ جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گئے۔ اتنے میں ماہ مبارک رمضان آگیا۔ دارالخلافت سے اجازت حاصل کر کے بساسیری کے مکان پر چڑھ گئے اور لوٹ لیا۔ اس کے بعد جلا دیا۔ اور اس کے اہل و عیال اور مصاحبین کو گرفتار کر لیا۔ اب رئیس الرؤسا بھی علی الاعلان بساسیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا۔ کہ خلیفہ مستنصر والی مصر نے اس کی تحریک کی ہے۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے الملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ الملک الرحیم نے اس تحریر کے مطابق بساسیری کو نکال دیا۔

ترکوں کی شورش

ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان طغرل بک جہاد روم سے واپسی پر رَے کی طرف جُھک پڑا تھا پھر رَے سے ہمدان کی جانب مراجعت کی اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام کو خلفاء علویہ کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے حلوان روانہ ہوا۔ اسی زمانہ میں بغداد اور اطراف بغداد میں اوباشوں اور بازاریوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ شرفاء و رؤسا شہر غربی بغداد بھاگ گئے تھے اور ترکوں نے شہر چھوڑ کر شہر کے باہر اپنے اپنے خیمے نصب کر لئے تھے اور الملک الرحیم واسط سے بساسیری کو علیحدہ کر کے چلا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد کو روانہ ہوا۔ مگر واسط سے نکل کر دبیس بن مزید سے بوجہ رشتہ دامادی ملنے گیا۔ سلطان طغرل بک نے ایک عرضداشت باظہار اطاعت و فرمانبرداری خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی۔ اور ایک ترکوں کے نام بھیجا جس میں ان کو خلافت مآب کی اطاعت اور اُن کے روبرو حاضری کی ہدایت کی تھی۔ ترکوں نے اس پر کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ اس کے برعکس خلیفہ قائم سے بساسیری کو واپس بلانے کی استدعا کی یہ ان کا نامی سردار تھا۔ اس اثناء میں الملک الرحیم بغداد پہنچ گیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کو سلطان طغرل بک سے مراسم قائم رکھنے کی رائے دی۔ خلیفہ قائم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور یہ حکم دیا کہ کل فوجیں بیرونی بغداد سے حرم سرائے خلافت میں آکر خیمے نصب کریں اور سلطان طغرل بک کے پاس اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے پیام بھیجیں۔

طغرل بک کی بغداد میں آمد

کل فوج نے خلافت مآب کے اس حکم کو بسر و چشم تسلیم کیا اور سلطان طغرل بک کی خدمت میں اس امر کے اظہار کے لئے اپنے سرداروں کو بھیجا۔ اُدھر سلطان طغرل بک نے یہ پیام سن کر مسرت ظاہر کی اور انعام دینے کا وعدہ کیا ادھر خلیفہ قائم نے خطیبوں کو منابر جامع بغداد پر سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ خطیبوں نے آخر ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں اس کے نام کا خطبہ بغداد کی تمام جامع مسجدوں میں پڑھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دیدی رؤساء، امراء، اراکین دولت، فقہا، قضاۃ اور سرداران دیلم جلوس کے ساتھ بغداد سے اس کے استقبال کو نکلے۔ سلطان طغرل بک نے بھی یہ سن کر اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا۔ رئیس الرؤساء نے سلطان طغرل بک سے مل کر خلافت مآب کا پیام زبانی ادا کیا اور اس کو اور الملک الرحیم اور لشکریوں کی طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہو کر باب شماسیہ میں قیام کیا اس وقت ماہ رمضان المبارک ۴۴۷ھ کے تمام ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ قریش بن بدران والی موصل بھی انہیں دنوں سلطان طغرل بک سے ملنے کے لئے بغداد آ گیا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بک کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا تھا۔

آلِ بویہ کی حکومت کا خاتمہ

جس وقت سلطان طغرل بک بغداد میں وارد ہوا اس کے لشکری تمام شہر میں اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لئے منتشر ہو گئے اتفاقاً ترکوں سے اور ایک بازاری شخص سے جھگڑا ہو گیا بازاریوں نے مجتمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ان پر پتھر برسائے۔ شور و غل کی آواز بڑھی اور تمام باشندگان شہر کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ پیدا ہوا کہ الملک الرحیم نے سلطان طغرل بک سے لڑائی چھیڑ دی۔ چاروں طرف سے کل اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا اور اُن کی حمایت کی۔ سلطان طغرل بک کے وزیر عمید الملک نے عدنان بن رضی نقیب علویہ کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کرخ سے بلا بھیجا اس نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بک کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ سرداران دیلم اور الملک الرحیم کے مصاحبین اس طوفان بے تمیزی کی تہمت سے بچنے کے خیال سے محلسرائے خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرل بک کے سپہ سالاران لشکر عوام الناس کی بغاوت فرو کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا ہزارہا زخمی ہوئے۔ رئیس الرؤساء اور اس کے مصاحبوں کے مکانات، رصافہ، خلفاء کے مقابر

اور بہتوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف، مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک ہو کا عالم سارے شہر پہ طاری تھا۔ ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بک نے خلیفہ قائم کے پاس عتاب آمیز خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں دیلم اور الملک الرحیم کی ہیں۔ اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہو گئے تو اس جرم سے بری سمجھے جائیں گے۔ ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا یقین کامل ہو جائے گا۔ سب سے پہلے سلطان طغرل بک کے قاصد کے ہمراہ خلیفہ قائم آیا۔ وہ جس وقت خیموں کے قریب پہنچا ترکوں نے اس کو اور اس کے ترجمانوں کو لوٹ لیا۔ مگر جونہی الملک الرحیم کی صورت دکھائی دی۔ فوراً اس کو معہ ان کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا۔ اور بحفاظت تمام قلعہ شیرداں میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے برس کا ہے۔

الملک الرحیم کی اسیری و رہائی

اسی بلوائے عام میں ترکوں نے قریش بن بدران والی موصل اور اس کے ہمراہیان حرب کو بھی لوٹ لیا تھا اُس سے بحال پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہلل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر قریش کو بُلا بھیجا۔ خلعت دی اور پھر اس کو اسی کے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کے پاس پیام بھیجا کہ میں نے اپنے ذمہ الملک الرحیم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا۔ تم نے میری ذمہ داری کا پاس نہیں کیا اور اس کو معہ اس کے ہمراہیوں کے قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو۔ ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤں گا۔ مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی" سلطان طغرل بک نے الملک الرحیم کے بعض ہمراہیوں کو رہا کر دیا۔ مگر سب کی جاگیریں ضبط کر لیں اس وجہ سے الملک الرحیم کے اکثر ہمراہی بساسیری کے پاس چلے گئے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بک نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بساسیری کے بھیجنے کا پیام بھیجا۔ دبیس نے اس پیام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بساسیری کو نکال دیا۔ بساسیری بحال پریشان رحبہ چلا گیا۔ اور مستنصر علوی والی مصر سے خط و کتابت شروع کی۔

بغداد کی تباہی

چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرل بک کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بک نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو اُن کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا چنانچہ ترکان سلجوقیہ سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے اور جانب مغرب میں تکریت سے نیل تک لوٹ لیا۔ اور جانب شرقی سے نہروانات تک تاخت و تاراج کر ڈالا۔ دیہات

قصبات اور شہر کے شہر اُجڑ گئے۔ رعایا اور باشندگانِ شہر پریشان و تباہ حال ہو کر اِدھر اُدھر جلاوطن ہو گئے۔

اس عام غارت گری سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی۔ ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کو بہ ادائے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ اہواز اور بصرہ کی سند حکومت عطا کی۔ ارجان کو اُس کی جاگیر میں دے دیا۔ اور یہ اجازت بھی دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خُطبہ پڑھے۔ ابو علی بن ابو کالیجار کو قرمیسین اور اس کے صوبہ کو جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا۔ دار المملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال سنہ رواں میں وہیں جا کر قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم اور ارسلان خاتون کا عقد

اسی ۴۴۷ھ میں ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی۔ اس کے بعد سنہ آئندہ میں سلطان طغرل بک نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ دامادی قائم کیا۔ جلسہ عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بک، ابو علی بن ابو کالیجار، ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کردی اور ابن ابی الشوک وغیرہ رؤساء ترک افواج سلطان طغرل بک بھی شریک تھے رئیس الرؤساء نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی ہوا تھا۔ خلیفہ قائم نے بنفسہٖ قبول کیا تھا نقیب النقباء ابو علی، ابی تمام، نقیب علو بن عدنان بن رضی اور قاضی ابو الحسن ماوردی وغیرہ بھی شریک جلسہ تھے۔

ابو الغنائم کی بغاوت

رئیس الرؤساء نے ابو الغنائم بن محلبان کی حکومت واسط کے بارے میں سفارش کی تھی جس کی وجہ سے ابو الغنائم کو بلا ٹنک و دو سند حکومت واسط مل گئی۔ ابو الغنائم نے واسط پہنچ کر رؤساء امراء واسط سے میل جول پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی اور ایک لشکر بھی مرتب کر لیا۔ اہل بطیحہ سے بھی سازش کر لی جب ہر طرح سے اپنی مضبوطی کر لی تو واسط کے اردگرد خندقیں کھدوائیں اور شہر پناہ بنوایا اور مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خُطبہ پڑھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ چند کشتیاں گرفتار کر لیں جو خلیفہ قائم کے لئے مال و اسباب لئے جا رہی تھیں۔ دار الخلافت میں اس کی خبر لگی عمید العراق ابو نصر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ واسط کے باہر ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ابو نصر کے ہاتھ رہا۔ ابو الغنائم بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے اس کے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ ابو نصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ عوام الناس تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں

سے لڑتے رہے۔ بالآخر وہ بھی بھاگ نکلے اور شہر کو ابو نصر کے حوالہ کر دیا۔ ابو الغنائم معہ اپنے وزیر ابن فسانجس کے واسط کو خیر باد کہہ کر چل کھڑا ہوا۔ مگر جوں ہی ابو نصر واسط میں منصور بن حسین کو مامور کر کے بغداد کی جانب واپس ہوا۔ ابن فسانجس وزیر واسط لوٹ آیا اور جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو تہہ تیغ کیا اور دوبارہ مستنصر علوی والی مصر کا خطبہ جامع واسط میں پڑھا۔ منصور بن حسین جان بچانے کی غرض سے مدار بھاگ گیا۔ دارالخلافت میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی۔ امداد طلب کی، ابو نصر اور رئیس الرؤساء نے واسط کے محاصرہ کا حکم دیا۔ منصور نے اس حکم کے مطابق واسط پہنچ کر محاصرہ[1] کر لیا۔ ابن فسانجس وزیر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار شدت حصار اور طول جنگ سے تنگ آ کر ابن فساہ گھبرا گیا۔ اور اکثر اہل واسط نے منصور سے امان کی درخواست کی ابن فساء جنگ کا نقشہ بدلا ہوا دیکھ کر بھاگ گیا۔ منصور کے لشکریوں نے تعاقب کیا۔ اور گرفتار کر لائے۔ ماہ صفر ۴۴۹ھ میں پابہ زنجیر بغداد لائے اور تشہیر کر کے قتل کر ڈالا۔

بساسیری اور قطلمش میں جنگ

آخری شوال ۴۴۸ھ میں قطلمش (یہ سلطان طغرل بک کے چچا کا بیٹا اور بنی قلج ارسلان ملوک بلاد روم کا جد ہے) ہمراہی قریش بن بدران والی موصل بساسیری اور دبیس بن مزید سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ قریب سنجار معرکہ آرائی کی نوبت آئی، اتفاق یہ کہ قطلمش اور قریش کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ قریش بن بدران زخمی ہوا اور گرفتار ہو کر دبیس بن مزید کے روبرو پیش کیا گیا۔ دبیس نے عزت سے ہاتھ ملایا اور ان سب کو لئے ہوئے موصل گیا۔ خلیفہ مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ مستنصر علوی نے ان کو اور نیز جابر بن ناشب، ابو الحسن بن عبد الرحیم، ابو الفتح بن ورام النصر بن عمر اور محمد بن حماد کو خلعت اور خوشنودی مزاج کا فرمان پہنچا۔

طغرل بک کی فوج کا بغداد سے انخلاء

بغداد میں سلطان طغرل بک کے طول قیام سے رعایا کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچنے لگیں لشکر کی کثرت تھی ہر چیز گراں ہو گئی۔ علاوہ ازیں فوجی سپاہی جابجا دست درازی بھی کر بیٹھتے تھے خلیفہ قائم نے نصیحت نامہ تحریر کیا اور باشندگان بغداد کی حالت لکھ بھیجی جس میں وہ گرفتار تھے سلطان طغرل بک نے معذرت کی کہ بوجہ کثرت فوج معذور ہوں اس کے بعد اسی شب کو سلطان طغرل بک نے رسول اللہ

---

[1] یہ واقعہ ۴۴۸ھ کا ہے۔ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۱۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کو اس عذر گناہ بدتر از گناہ اور جابرانہ حرکات پر جھڑک رہے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اپنے وزیر عمید الملک کی زبانی خلافت مآب کی خدمت میں یہ کہلا بھیجا کہ جیسا کہ خادمان خلافت نے ارشاد فرمایا ہے بسروچشم میں اُس کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو رعایا کے مکانات سے نکال کر بغداد کے باہر خیموں میں ٹھہرایا اور لوگوں کے مطالبات ادا کرنے کا حکم دیا۔

طغرل بک کا تکریت پر قبضہ

اسی اثناء میں قطلمش اور لبا بیبری کی لڑائی اور قریش والی موصل کے علویوں کی طرف مائل ہو جانے کی خبر گوش گزار ہوئی۔ فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ تیرہ مہینے بعد بغداد سے بقصد موصل کوچ کیا اور انا اور عکبرا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا تکریت پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاکہ والی تکریت نصر بن عیسٰے نے علم خلافت عباسیہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ سلطان طغرل بک اس سے کچھ مال و اسباب بطور تاوانِ جنگ وصول کر کے بوازیج کی جانب فراہمی لشکر کی غرض سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس کی روانگی کے بعد نصر والی تکریت کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں غریبہ بنت غریب بن مقن اس خوف سے کہ مبادا اُس کا بھائی ابوالغنائم ...... تکریت پر قبضہ کر لے تکریت کو ابوالغنائم کے حوالہ کر کے موصل چلی گئی دبیس بن مزید کے ہاں قیام پذیر ہوئی۔ ابوالغنائم نے رئیس الرؤساء سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی۔ اور تکریت کو سلطان طغرل بک کے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔

طغرل بک کی موصل پر فوج کشی

سلطان طغرل بک ۴۴۹ھ تک بوازیج میں خیمہ زن رہا۔ جب اس کا بھائی یاقوتی لشکر لے کر آ گیا۔ تو اس نے موصل کی طرف کوچ کیا۔ روانگی کے وقت ہزار شب بن تنکیر کردی کو شہر بلد جاگیر میں دیا۔ لشکریوں نے بلد کے لوٹنے کا قصد کیا۔ سلطان طغرل بک نے ممانعت کی بعد ازاں اہل بلد کو موصل چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود نصیبین کی طرف متوجہ ہوا۔ ہزار شب کو ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے باغیان عرب کی قیام گاہ کے قریب پہنچ کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ تھوڑی دیر لڑ کر پیچھے ہٹا۔ باغیان عرب آگے بڑھے ہزار شب لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا آتا تھا۔ اور باغیان عرب دلیری کے ساتھ جوش کامیابی میں آگے بڑھے آتے تھے۔ جوں ہی باغیان عرب کمین گاہ سے متجاوز ہوئے ہزار شب کی فوج نے جو کمین گاہ میں چھپی بیٹھی تھی حملہ کر دیا۔ باغیان عرب کے حواس جاتے رہے، شکست کھا کر بھاگے ترکان سلجوقیہ نے قتل و قید کا

ہنگامہ گرم کر دیا اور گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں بنی نمیر اصحاب حران ورقہ بھی تھے۔ ہزار شب نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرل بک کے حضور میں پیش کیا۔ سلطان طغرل بک نے سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

دبیس اور قریش کی اطاعت

اس واقعہ سے دبیس اور قریش کی گرمی دماغ فرو ہو گئی ہزار شب کے پاس سلطان طغرل بک کو راضی کرنے کا پیام بھیجا۔ ہزار شب کے کہنے سننے سے سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطا معاف کر دی۔ باقی رہا بساسیری اس کے متعلق یہ کہا کہ چونکہ اس کی خطا کا تعلق خلافت مآب سے ہے اس وجہ سے ہم نہیں معاف کر سکتے۔ خلافت مآب جو چاہیں کریں ہم ان کے حکم کے تابع و فرماں بردار ہیں۔ اسی بناء پر بساسیری نے رحبہ کی جانب کوچ کر دیا۔ بغدادی ترکوں، عقیل بن مقلد اور ایک گروہ بنی عقیل نے اس کی اتباع کی۔ تب سلطان طغرل بک نے ابوالفتح بن ورام کو بساسیری کے پاس اس کے خیالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوالفتح نے واپس ہو کر بیان کیا کہ بساسیری آپ کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکانے کو تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزار شب کو امان نامہ دے کر اس کے پاس روانہ کیجئے چنانچہ سلطان طغرل بک نے ہزار شب کو امان نامہ دے کر بساسیری اور فضل کے پاس روانہ کیا۔ ہزار شب نے ان دونوں کو سلطان طغرل بک کی خدمت میں حاضر ہونے پر بہت کچھ ابھارا اور جان و مال کی امان دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ انہوں نے ہزار شب کی ایک بھی نہ سُنی۔

قریش کی سندِ حکومت

اس کے بعد قریش نے ابوالسرا و ہبتہ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرل بک کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں سے بعزت و احترام ملاقات کی اور اُن دونوں کو ان کے صوبجات کی سندِ حکومت تحریر کر کے عنایت فرمائی۔ قریش کے زیر حکومت نہر الملک، بادرویا، انبار، ہیت، دجیل، نہر بیطر، عکبرا، دانا، تکریت، موصل اور نصیبین تھا۔

جزیرہ کا محاصرہ

باغیان عرب سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے دیار بکر کا رُخ کیا اور جزیرہ ابن عمر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ والی جزیرہ نے خطا معاف کرانے کی درخواست کی۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ اثنائے محاصرہ میں ابراہیم نیالؔ (سلطان کا بھائی) ملنے کو آیا۔ امراء و رؤساء شہر نے حاضر ہو کر نذریں گزاریں۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرل بک نے ہزار شب کو دبیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے بعد مراجعت سلطان پھر ہاتھ پاؤں نکالے تھے)

اور عواقب سرکشی و بغاوت سے ڈرایا۔ دبیس تو اپنے صوبہ عراق چلا گیا۔ اور قریش بساسیری کے پاس رحبہ میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

طغرل بک کا سنجار پر قبضہ

اسی اثناء میں قتلمش (یہ سلطان طغرل بک کا چچازاد بھائی تھا) نے اہل سنجار کی سال گزشتہ کی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت میں قریش اور دبیس سے شکست کھا کر واپس آرہا تھا مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ سلطان طغرل بک نے ایک لشکر سنجار پر بھیجدیا جس نے طویل محاصرہ کے بعد بزور تیغ سنجار کو مفتوح کر لیا۔ کئی روز قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا علی بن وصی امیر سنجار بھی مارا گیا۔ باقی ماندگان کی بابت ابراہیم نے سفارش کی ، سلطان طغرل بک نے ان لوگوں کی خطا معاف کی سنجار اور اس کے ساتھ ہی موصل و مضافات موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو دی۔

طغرل بک کی بغداد کو مراجعت

اس عرصہ میں ۴۴۹ھ کا دورہ آگیا سلطان طغرل بک نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ رئیس الرؤساء خلافت مآب کی جانب سے استقبال کو آیا اور خلافت مآب کا سلام پہنچایا۔ طلائی جام مرصع بجواہر پیش کیا خلعت دی۔ سلطان طغرل بک نے شکر گزاری کے ساتھ خلعت کو زیب تن کیا اور شاداں و فرحاں بغداد میں داخل ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے حاضری کی اجازت دی اور اسی غرض سے دربار عام منعقد کیا۔ سلطان طغرل بک معہ اپنے سرداران لشکر اور مصاحبوں کے کشتیوں پر سوار ہو کر آیا۔ جونہی خشکی پر قدم رکھا خلافت مآب کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جو زمین سے سات ذراع بلند تھا ، رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھا ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلافت مآب کے اشارہ پر ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

طغرل بک کی توقیر

رئیس الرؤساء نے خلافت مآب کی جانب سے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا ”امیر المومنین خلیفۃ المسلمین تمہاری کوششوں کے بے حد شکر گزار ہیں۔ اور تمہاری جاں نثاری اور خدمت گزاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں امیر المومنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المومنین تم کو کل بلاد کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمران اللہ جل شانہ

نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ کے مراعات و داد و فریاد تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ اس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بظاہر و باطن ڈرتے رہو۔ امیر المومنین کے احسانات و انعامات کو فراموش نہ کرو۔ عدل و انصاف کے پھیلانے ظلم و جور کے روکنے اور عیوب کی اصلاح میں بجان و دل کوشاں رہو۔" سلطان طغرل بک نے زمین بوسی کی خلیفہ قائم نے اشارہ کیا، خلعت فاخرہ عطا ہوئی اور "الملک المشرق والمغرب" کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرل بک نے بڑھ کر خلافت مآب کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور بہ نظر افتخار سر پر رکھ لیا۔ رئیس الرؤساء نے سند حکومت لکھ کر سلطان طغرل بک کے حوالہ کی۔ دربار برخاست ہوا۔ سلطان طغرل بک اپنی قیام گاہ پر آیا۔ پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام معہ گھوڑے اور سائیسوں اور عمدہ عمدہ پارچہ جات کے بطور نذر خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابراہیم کی سرکشی و اطاعت

ابراہیم نے بلاد جبل اور ہمدان پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اطراف بلاد جبل و ہمدان سے حلوان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہو گیا۔ اس کے بعد ابراہیم سے اور سلطان طغرل بک سے ان بن ہو گئی اس بنا پر کہ سلطان طغرل بک نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے قلعات کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس طلب کیا تھا اور ابراہیم نے جوش مردانگی میں آ کر انکار کر دیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر فراہم کر کے عساکر سلطانی سے جا بھڑا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ سرماج میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ سلطان طغرل بک نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ بمجبوری ابراہیم نے خطا معاف کرنے کی درخواست کی اور دروازہ قلعہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بک نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے .... سلطان طغرل بک قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ یہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو میں وہاں کی سند حکومت تم کو دیدوں تم وہاں چلے جاؤ ابراہیم نے شرط اوّل کو تسلیم کیا۔

قریش کی سرکشی و معزولی

ان واقعات کے بعد ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بک نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا۔ اور اس کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ بساسیری نے قریش بن بدران والی موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلہ کی پشت پناہی سے بغاوت و سرکشی کی۔ سلطان طغرل بک نے ان کی سرکوبی کو بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی)، بھی اپنی فوج لئے ہوئے آملا۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے موصل کو قریش کے قبضہ سے نکال کر

ابراہیم کے سپرد کر دیا۔ علاوہ اس کے سنجار، رحبہ اور کل صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے ان کی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کی اور ۴۴۹ھ میں واپس بغداد آیا۔

معرکہ موصل

بعدازاں ۴۵۰ھ میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے۔ اس سے سلطان طغرل بک کو خطرہ پیدا ہوا، واپسی کا خط لکھا بھیجا خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندری کے ہاتھ روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم نے کندری کے ہمراہ بغداد کی طرف مراجعت کی۔ بساسیری اور قریش بن بدران نے یہ خبر پا کر موصل پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایک دن میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل پر فوج کشی کر دی۔ بساسیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سلطان طغرل بک ان دونوں کا نصیبین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسی مقام سے اس کا بھائی ابراہیم اس سے علیحدہ ہو کر ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علوی والی مصر اور بساسیری نے اس سے خط و کتابت کر کے اپنی طرف مائل کر لیا تھا۔ اور حکومت و سلطنت کی طمع دلائی تھی۔ سلطان طغرل بک کو اس خطرہ کا خیال پیدا ہوا۔ نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب میں کوچ کر دیا اور اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندری کے ہمراہ بغداد واپس کر دیا۔

قلعہ ہمدان کا محاصرہ

تھوڑے دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمدان پر پہنچا۔ اس عرصہ میں ترکان بغداد کی فوج بھی آ گئی اور قلعہ ہمدان کا محاصرہ کر لیا اس کے بھائی ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک گروہ کثیر مجتمع ہو گیا۔ ابراہیم نے ان کے اطمینان کے لئے طغرل بک سے مصالحت ہو کرنے اور ان کو عراق نہ لے جانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انہیں دنوں محمد و احمد پسران ارناش (یہ ابراہیم کا بھائی تھا) بھی غز کی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے ابراہیم کی کمک پر آ گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چونکہ سلطان طغرل بک کے ہمراہ مختصر سی فوج تھی اس لئے محاصرہ سے دست کش ہو کر رے چلا آیا۔ اور اپنے برادر زادہ ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی (ارسلان نے اپنے باپ داؤد کے بعد ۴۵۱ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا) پس ارسلان نے کثیر التعداد لشکر فراہم کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی۔ یاقوت اور قاروت بک (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) بھی اس مہم میں اس کے ہمراہ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ مگر بدقسمتی سے شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں ابراہیم مع اپنے برادر زادگان محمد و احمد کے گرفتار ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد سلطان طغرل بک کے

روبرو پیش کیا گیا سلطان طغرل بک نے سب کو قتل کر ڈالا۔ اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی جانب مراجعت کی۔

بساسیری اور قریش کا بغداد پر حملہ

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان طغرل بک اپنے بھائی سے لڑنے کے لئے ہمدان چلا گیا ہے اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا ہے اور بساسیری و قریش بن بدران یہ خبر پا کر کہ سلطان طغرل بک آ رہا ہے موصل چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ جوں ہی سلطان طغرل بک نے ہمدان کا رُخ کیا۔ بساسیری و قریش نے موقع پا کر بغداد کا راستہ لیا۔ اس وجہ سے عوام الناس اور بازاریوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ خلیفہ قائم نے دبیس بن مزید کو عہدۂ حجابت دینے کے لئے بغداد بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس ایک سو سواروں کی جمعیت سے بغداد آ گیا۔ شرقی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خلیفہ قائم سے یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ہمراہ بغداد سے نکل چلئے۔ اور ہزار شب کو جو اس وقت واسط میں تھا دشمنان خلافت کی مدافعت کے لئے طلب کیا۔ ہزار شب نے آنے میں تاخیر کی اتنے میں بساسیری آٹھ ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو چار سو جنگ آور غلاموں کی جمعیت کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا۔ ابو الحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ حسین بن بدران ایک سو سواروں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پہ خیمہ زن تھے لشکر بغداد اور باشندگان شہر عمید العراق کے پاس مجتمع ہوئے۔ اور مسلح ہو کر بساسیری کے مقابلہ پر آئے مگر بلا جدال و قتال واپس چلے گئے۔

بساسیری کا بغداد پر قبضہ

بساسیری نے بغداد میں داخل ہو کر پہلے جامع منصور میں مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں جامع رصافہ میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کے کہنے کا حکم دیا اور مقام زاہر میں معہ اپنے لشکر کے پڑاؤ کیا۔ چونکہ بساسیری کا میلان مذہب شیعہ کی جانب تھا۔ اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھر رہے تھے۔ اور اہل سنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کے سبب سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندری بانتظار سلطان طغرل بک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور رئیس الرؤساء ہر لحظہ آمادۂ جنگ تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اس کو کچھ دخل نہ تھا۔ ایک روز اتفاق سے بغیر اطلاع کندری رئیس الرؤساء مسلح ہو کر نکل پڑا۔ فنون جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں شکست کھائی۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔ باب الازج جو محل سرائے کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم افتاں و خیزاں محلسرائے خلافت کے گوشوں میں جا چھپے۔ خلیفہ قائم نے کندری کو دشمنان خلافت کی مدافعت کا حکم دیا۔ اور خود بھی جنگی

لباس پہن کر لڑنے کو نکلا اس وقت فتح مند گروہ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچ گیا تھا اور کندری نے قریش سے امان حاصل کر لی تھی۔ مجبوراً خلیفہ قائم محلسرائے خلافت میں واپس آیا اور محلسرائے خلافت کی فصیل سے قریش کو پکارا اور بذریعہ رئیس الرؤسا امان کی درخواست کی۔ رئیس الرؤسا بھی امان کا خواستگار ہوا۔ قریش نے دونوں کو امان دی۔

خلیفہ قائم کی گرفتاری

رئیس الرؤساء اور خلیفہ قائم محل سرائے خلافت سے نکل کر قریش کے ساتھ ہو لئے۔ بساسیری کو قریش کی یہ بدعہدی ناگوار گزری۔ بول اٹھا "اے قریش تو نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی" قریش نے جواب دیا "یہ بدعہدی نہیں ہے۔ ہم میں اور تم میں یہی عہد ہوا تھا۔ کہ جس پہ ہم لوگ قابض ہوں گے بالمشارکت قابض ہوں گے۔ یہ رئیس الرؤسا تمہارا ہے اور خلیفہ میرا ہے"۔ چنانچہ جس وقت رئیس الرؤسا بساسیری کے روبرو پیش ہوا بساسیری کمال تند خوئی سے پیش آیا۔ رئیس الرؤسا نے خطا معاف کرنے کی استدعا کی۔ بساسیری نے انکار کر دیا باقی رہا خلیفہ قائم۔ اس کو قریش اسی صورت سے جیسا کہ وہ تھا اپنے لشکر گاہ میں لایا۔ اپنے خاص خیمہ میں اتارا اور اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت برادر سلطان طغرل بک کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا اور اس کی خدمت گزاری کا حکم دیا۔ دار الخلافت اور حرم سرائے خلافت کئی دن سے لٹتا رہا۔

رئیس الرؤساء کا خاتمہ

بعد ازاں قریش نے خلیفہ کو اپنے برادر عم زاد مہارش بن مجلی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد سے حدیثہ خان میں لا کر ٹھہرایا اور بساسیری بغداد ہی میں مقیم رہا۔ مصری امراء کے ساتھ نماز عید الاضحیٰ پڑھی اور رؤسائے شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ فقہا اور قضاۃ کو وظائف اور تنخواہیں دیں۔ تعصب مذہبی کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو بدستور اسی کے مکان میں رہنے دیا۔ اسے لونڈیاں خدمت کرنے کو دیں اور مصارف روزانہ کے لئے اس کی تنخواہ مقرر کر دی۔ ہنگامہ فرو ہونے پر قریش نے محمود بن احرم کو کوفہ اور فرات کی گورنری عطا کی اور بساسیری نے رئیس الرؤسا کو آخری ذی الحجہ ۴۵۰ھ کو جیل سے نکال کر حد نجمی کے قریب اس کی وزارت کے پانچویں برس صلیب پر چڑھا دیا۔ ابن ماکولا کہتا ہے کہ رئیس الرؤساء کی شہادت ۴۴۱ھ میں ہوئی۔

بساسیری کا والی مصر کے نام خط

دار الخلافت بغداد کی غارت گری سے فارغ ہو کر بساسیری نے مستنصر علوی والی مصر کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا۔ عراق میں دولت علویہ کے جانشین کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع کی۔ اتفاق سے ان دنوں ابوالفرج برادر زادہ ابوالقاسم مغربی مصر میں وزارت کر رہا تھا۔ اس نے بساسیری کے اس

فعل کی بے حد مذمت کی اور والی مصر کو اس کے عواقب امور سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مدت تک بساسیری کی عرضداشت کا جواب نہ دیا گیا۔ اور پھر جب جواب دیا بھی گیا تو بساسیری کے خلاف امید جواب ملا۔

بساسیری کا واسط اور بصرہ پر قبضہ

اس کے بعد بساسیری نے بغداد سے واسط و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کی طرف بڑھا ہزار شب بن تنکیر والی اہواز نے مصالحت کا پیام بھیجا چنانچہ ایک مقدار مقررہ خراج سالانہ بھیجنے پر صلح ہوگئی۔ مصالحت کے بعد بساسیری نے ماہ شعبان ۴۵۱ھ میں واسط کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اس سے علیحدہ ہزار شب کے پاس چلا آیا۔ اس کو اس کے باپ کے بعد سند حکومت عطا ہوئی تھی۔ جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

بساسیری کا فرار

ان واقعات کے بعد بساسیری تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان طغرل بک کو بمقابلہ ابراہیم (برادر سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہوگئی ابھی اس نے اپنے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرل بک نے قریش اور بساسیری کے پاس یہ پیام بھیجا "تم لوگ فوراً خلافت مآب کو دارالخلافت میں واپس بھیج دو۔ اور خطبہ و سکہ ان کے نام کا بدستور جاری کر دو۔ میں فقط اسی امر پر قانع ہو جاؤں گا۔ ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کرو" بساسیری نے انکاری جواب دیا اس بنا پر سلطان طغرل بک نے لشکر آراستہ کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت سلطانی مقدمۃ الجیش قصر شیریں میں وارد ہوا۔ اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اہل کرخ معہ اپنے اہل و عیال کے براہ خشکی و دریا بھاگ گئے بنو شیبان کی بن آئی۔ غارت گری شروع کر دی بساسیری بھی معہ اہل و عیال چھٹی ذیقعد ۴۵۱ھ میں بغداد داخل ہونے کے کامل ایک برس بعد بغداد سے کوچ کر گیا۔ بدنظمی، غارت گری، اور آتش زنی کی گرم بازاری ہو گئی۔

خلیفہ قائم کی بحالی

اس اثناء میں سلطان طغرل بک بغداد پہنچ گیا۔ اثناء راہ سے امام ابوبکر احمد بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اس کے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیج دیا تھا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرل بک کی بھتیجی) کے ساتھ کئے تھے اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو مامور کیا تھا لیکن امام ابوبکر کے پہنچنے سے پیشتر قریش نے خلیفہ قائم کو معہ اس کی بیوی کے مہارش کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ تم خلافت مآب کو لے کر کسی بیابان میں چلے جاؤ: تاکہ سلطان طغرل بک

یہ خبر پاکر قصد عراق سے باز رہے اور اس ذریعہ سے ہم جو چاہیں گے سلطان سے بزور منوا لیں گے مہارش نے اس کی تعمیل سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ بساسیری نے بدعہدی کی تھی اور یہ معذرت کی کہ میں نے خلافت مآب سے کچھ ایسا قول و اقرار کیا ہے کہ جس کا توڑنا میرے امکان سے باہر ہے۔ یہ پیام بھیجنے کے بعد مہارش معہ خلافت مآب کے عراق کی جانب روانہ ہوا اور بدر بن مہلہل کے شہر کا راستہ اختیار کیا۔ ابن فورک کو اس کی خبر لگی تو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بدر کے پاس پہنچ گیا۔ خلافت مآب سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرل بک کی طرف سے نذرانے اور تحفے پیش کئے۔ اتنے میں سلطان طغرل بک تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کندری کو معہ امراء دولت، اراکین سلطنت حجاب، خیمے، پردے اور گھوڑے کے خلیفہ قائم کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ بدر کے شہر میں ان لوگوں کو خلافت مآب کی ملازمت کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت مآب کو ان کے ملنے سے بے حد مسرت ہوئی چوبیس ذیقعدہ ۴۵۱ھ کو معہ ان لوگوں کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بک روانگی کی خبر سے مطلع ہو کر استقبال کو آیا ہوا تھا۔ نہروان میں ملاقات ہوئی۔ دست بوسی کی۔ سلامتی کی مبارکباد دی۔ اور اتنے دنوں خلافت مآب کی خبر گیری میں تاخیر کرنے کے سلسلے میں معذرت کی کہ میرا بھائی داؤد خراسان میں انتقال کر گیا تھا۔ ابراہیم والی ہمدان نے علم عباسیہ کے مقابلہ میں بغاوت کر دی تھی میں اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی طرف متوجہ تھا۔ ہمارے خلافت مآب کے اقبال اور خداوند ذوالجلال والاکرام کے افضال سے ابراہیم باغی و سرکش پر اس خادم کو فتحیابی حاصل ہوئی۔ اور اس کو میں نے بجرم بغاوت مار ڈالا۔ اور داؤد کے لڑکوں کو داؤد کی جگہ پر قائم کیا۔ اب میرا قصد بساسیری کے تعاقب میں شام جانے کا ہے اور خلافت مآب اجازت دیں تو والی مصر سے بھی دو چار ہونے کا ارادہ ہے۔ خلیفہ قائم نے خوش ہو کر اپنے ہاتھ سے سلطان طغرل بک کے گلے میں تلوار حمائل کی اور ارشاد فرمایا "سوائے اس کے امیر المومنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے" سلطان طغرل بک کے گلے میں تلوار حمائل کی اور ارشاد فرمایا "سوائے اس کے امیر المومنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے" سلطان طغرل بک نے خیمہ کا پردہ اٹھا دیا امراء دولت نے دوڑ کر قدم بوسی کی اور واپس آئے اس کے بعد سلطان طغرل بک نے معہ خلافت مآب کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ بغداد میں امراء دولت اور رؤساء شہر میں سے کوئی باقی نہ تھا۔ جو خلافت مآب کے استقبال کو آتا۔ سلطان طغرل بک نے آگے بڑھ کر باب نوبی پر قیام کیا۔ جہاں کہ خلافت مآب کا حاجب رہتا تھا اور جب خلیفہ قائم کا اس مقام سے گزر ہوا تو سلطان طغرل بک نے اٹھ کر خلیفہ قائم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ساتھ ساتھ محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آیا جب

خلیفہ قائم محلسرائے خلافت میں چلا گیا تو سلطان طغرل بک اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور امور سلطنت کی تدبیر میں مصروف ہوا۔ یہ واقعہ ۲۵ ذیقعدہ ۴۵۱ھ کا ہے۔

بساسیری کا قتل

خلافت مآب کی واپسی بغداد کے بعد سلطان طغرل بک نے خمارتکین کو دو ہزار سواروں کی جمعیت سے کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ سرایا ابن منیع کو معہ بنی خفاجہ کے ان کی کمک کا حکم دیا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی لشکر آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ دبیس، قریش اور بساسیری کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ وہ بے فکری کے ساتھ غارت گری میں مصروف تھے۔ کوفہ کو لوٹ چکے تھے کہ سلطانی لشکر کوفہ کی راہ سے نمودار ہوا۔ مقابلے کی طاقت نہ تھی بطیحہ کی جانب بھاگے۔ دبیس نے عرب کو واپس کر لینے کی کوشش کی۔ کامیاب نہ ہوا۔ اب بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ باقی رہے بساسیری اور قریش وہ سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں آئے۔ ایک گروہ ان دونوں کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ ابوالفتح بن ورام، منصور بن بدران، حماد بن دبیس قید کر لئے گئے۔ بساسیری کو ایک تیر لگا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ کمشتکین نامی ایک سوار نے بڑھ کر سر قلم کر دیا اور وزیر کندری کے روبرو پیش کیا۔ کندری نے سلطان طغرل بک کے پاس روانہ کر دیا۔ سلطانی لشکر نے باغیوں کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس کو پایا گرفتار کیا۔ سلطان طغرل بک نے فتحیابی کی اطلاع کے ساتھ بساسیری کا سر بھی بغداد بھیج دیا۔ خلافت مآب کے حکم سے پندرہ ذی الحجہ ۴۵۱ھ کو بساسیری کا سر محلسرائے خلافت کے دروازہ پہ باب نوبی کے سامنے ٹکا دیا گیا۔ دبیس بھاگ کر بطیحہ پہنچا۔ اس کے ہمراہ زعیم الملک ابوالحسن عبدالرحیم بھی تھا۔

بساسیری[1] ترکی النسل، بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کا خادم تھا۔ اس کا نام ارسلان اور کنیت ابوالحرث تھی۔ بساسیری کے حرف اوّل کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان میں ہے۔ فساء شہر کی طرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے۔ ابوعلی فارسی صاحب الیضاح اسی شہر کا رہنے والا تھا۔ چونکہ بساسیری کا پہلا آقا بسا کا رہنے والا تھا اس مناسبت سے اس کو بساسیری کہنے لگے۔

سلطان طغرل بک کی واسط کو روانگی

دار الخلافت بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزار سب بن تنکیر والی اہواز یہ خبر پا کر سلطان طغرل بک سے ملنے کو واسط میں حاضر ہوا، عرض معروض

---

[1] حاشیہ تاریخ ابن خلدون پہ بحوالہ ابوالفداء لکھا ہوا ہے۔ بسا کو عربی زبان میں فسا کہتے ہیں بفتح باء موحدہ وسین مہملہ بعدہ الف۔ یہ ایک شہر ہے مضافات دار الجبرد سے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا۔ اہل عرب اس کی طرف جب منسوب کرتے تھے تو فسوی کہتے تھے مگر اہل فارس خلاف قیاس بساسیری بولتے ہیں۔ عرب بھی بہ تقلید اہل فارس بساسیری کہنے لگے۔ بساسیری وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں خطبہ پڑھا اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

کے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی عفو تقصیر کرائی۔ اور تلافی کی غرض سے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کا قصور معاف کر دیا۔ بعد ازاں ابو علی بن فضلان کو واسط پر بشرط ادائے خراج دو لاکھ سالانہ اور ابو سعد سابور بن مظفر کو بصرہ پر مامور کیا۔ اور بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔ چند روز بعد ماہ ربیع الاوّل ۴۵۲ھ میں بلادِ جبل کی طرف روانہ ہوا۔ بوقت روانگی امیر برسق کو بغداد کا شحنہ مقرر کیا۔ ابو الفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا ٹھیکہ چار لاکھ دینار پر تین برس کے لئے دیا۔ محمود احرم کو بنی خفاجہ کی امارت اور کوفہ و فرات کی حکومت پر واپس کیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے سلطان طغرل بک کے مصاحبوں کو چار ہزار دینار سالانہ کی جاگیریں مرحمت ہوئیں۔

وزراء کی تبدیلیاں

خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے پر ابو تراب اثیری کو امیر البحر مقرر کیا۔ کشتیوں کی فراہمی کی خدمت سپرد کی اور "حاجب الحجاب" کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلافت مآب کی حدیثہ میں انجام دی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابو منصور بن یوسف نے ابو الفتح بن احمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور عرض کیا کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابو الفتح بطور نذرانہ کے ایک معتد بہ رقم سالانہ پیش کیا کرے گا۔ خلافت مآب نے شیخ ابو منصور کی سفارش منظور فرمائی چنانچہ ۱۵ ربیع الثانی ۴۵۳ھ کو ابو الفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے خلعت دیا اور قلمدانِ وزارت عطا فرمایا۔ ابو الفتح اس سے پیشتر ابو کالیجار کی طرف سے تجارت کرتا تھا۔ القصہ سال تمام ہو گیا اور رقم معینہ ادا نہ کر سکا۔ اس پر خلیفہ قائم نے اس کو معزول کر دیا۔ اہواز لوٹ آیا اس کے بعد ہی ابو نصر بن جہیز وزیر نصیر الدولہ بن مروان بہ اُمید وزارت بغداد آیا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست کی اور خلافت مآب سے لڑ جھگڑ کے عہدۂ وزارت حاصل کر لیا۔ خلافت مآب نے عہدۂ وزارت عطا کرنے کے بعد فخر الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بک کی خلیفہ سے رشتہ کی درخواست

۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بک نے ابو سعد قاضی رَے کے واسطے سے خلیفہ قائم کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس سے انکار کیا۔ بعد ازاں ابو محمد تمیمی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ سلطان طغرل بک امیر المومنین کو اس رشتہ سے معذور سمجھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسط مع اس کے مضافات کے دست بردار ہو جائیں جس وقت تمیمی نے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کا یہ پیام پہنچایا۔ عمید الملک نے ہنس کر جواب دیا الحمد للہ خلافت مآب نے سلطان کی درخواست منظور

فرمائی۔ سلطان کو چاہیے کہ ان شرائط کو منظور کر لیں اور خلافت مآب کو یہ مناسب ہے کہ بعوض رشتہ داری کے مال و زر طلب نہ فرمائیں۔" تمیمی سے اس کا کچھ جواب نہ بن آیا، خاموش ہو رہا۔ عمید الملک نے اس بات سے سلطان طغرل بک کو مطلع کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا بعد ازاں سلطان نے وزیر عمید الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ہمراہ مع امرائے رَے، جس میں فرامرز بن کاکویہ بھی تھا، دس لاکھ دینار، بے شمار جواہرات اور لونڈیاں دے کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔

خلیفہ کا رشتہ قبول کرنے انکار

عمید الملک نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا۔ پیشکش کیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کا پیام سنتے ہی ارشاد کیا۔ "اگر سلطان طغرل بک اپنے اس خیال خام سے باز نہ آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا۔" عمید الملک نے عرض کی "خلافت مآب نے پہلے ہی سے انکار کر دیا ہوتا اور جب منظوری کو مشروط کیا اور وہ شرطیں پوری کر دی گئیں تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں" خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ اگلے دن عمید الملک اور اس کے ہمراہیوں کو نہروان کی طرف نکلوا دیا۔ قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر لگی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد و منت کر کے روکا۔ بعد اس کے خلافت مآب کی خدمت میں آئے۔ نشیب و فراز سمجھایا بالآخر باتفاق رائے حاضرین دربار دیوان سے ایک خط بنام خمارتکین (یہ سلطان طغرل بک کا مصاحب تھا) متضمن شکایت عمید الملک روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرل بک کی طرف سے مدارت اور نرمی کا جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلافت مآب کو بزور اس رشتہ پر برابر تیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور خلافت مآب پٹھے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتے تھے۔

منگنی کا اعلان

انجام کار عمید الملک۔ ناامید ہو کر ماہ جمادی الآخر ۴۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بک کے پاس چلا آیا کل واقعات از ابتدا تا انتہا عرض کئے اور یہ بھی کہا کہ خمارتکین اگر دخل در معقولات نہ کرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا ہوتا۔ سلطان طغرل بک کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خمارتکین بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ نسال کے لڑکوں نے سلطان کی اجازت سے خمارتکین کا تعاقب کیا۔ اور اپنے باپ کے عوض میں اس کو مار ڈالا۔ تب اس کے بجائے سارتکین مامور ہوا۔ عمید الملک کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بک نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب آلود خط لکھا۔ اور اپنی بھتیجی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچتا جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک کی منگنی اپنی لڑکی سے

منظور کر لی۔

سلطان طغرل بک کا سیدہ بنت خلیفہ قائم سے نکاح

وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بک کے ساتھ شہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کیا اور ابو الغنائم بن محلبان کی معرفت بلادِ اسلامیہ میں خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ماہ شعبان ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز خلافت مآب کی بیٹی سے سلطان طغرل بک کا عقد ہو گیا۔ عقد ہونے کے بعد سلطان طغرل بک نے خلافت مآب (ولیعہد) اور خلافت مآب کی بیٹی کے لئے (جس سے عقد ہوا تھا) مال و اسباب اور جواہرات روانہ کئے اور جس قدر عراق میں اس کی متوفیہ بیوی کی جاگیریں تھیں سب خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے ارمینیہ سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ امراء دولت سلجوقیہ سے ابو علی بن ابو کالیجار، سرخاب بن بدر، ہزار شب اور ابو منصور بن فرامرز بن کاکویہ وغیرہ اس کے ہمراہ رکاب تھے۔ وزیر ابن جہیر خلافت مآب کی طرف سے استقبال کو آیا۔ سلطان طغرل بک نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور غربی بغداد میں مع اپنے لشکر کے قیام کیا۔ کثرت لشکر سے رعایا واویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک محلسرائے خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی لڑکی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلافت مآب نے اپنی لڑکی اور نیز سلطان کے اراکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کو ایک محل علیحدہ کر دیا، اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ شاہزادی تخت پر جو سونے سے منڈھا ہوا تھا، جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی بہت سا مال اور بے شمار جواہرات پیش کئے۔ چند روز تک اسی دستور سے سلطان طغرل بک آتا جاتا رہا۔ امراء دولت عباسیہ اور خلافت مآب کے مصاحبوں کو انعامات دے کے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابو سعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جس قدر ٹیکس اور محصول رئیس العراقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعرابی سعد ٹھیکہ دار بصرہ گرفتار کر لیا گیا۔ واسط کا ٹھیکہ دو لاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بک کی وفات

سلطان طغرل بک نے چند روز بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الآخر ۴۵۵ھ میں بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت رَے میں داخل ہوا۔ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ ۸ رمضان سنہ مذکور یوم جمعہ کو وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش والی موصل، دبیس بن مزید، ہزار شب والی اہواز، بنی ورام اور بدر بن مہلہل وغیرہ بغداد میں آگئے۔ ابو سعد فارسی ٹھیکہ دار بغداد

نے نفر جیسے پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پا کر بغداد سے خروج کر کے اطراف وجوانب بغداد کو تاخت وتاراج کرنے لگا۔ دبیس بن مزید، بنو خفاجہ، بنو ورام، اور اکراد اس سے جنگ کرنے کو بڑھے۔ مسلم بن قریش کا مزاج درست ہو گیا۔ بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ اس اثناء میں ابوالفتح بن ورام سردار اکراد جاوانیہ کا انتقال ہو گیا۔ عربوں نے تاخت وتاراج کرنا شروع کر دیا۔ لوٹنے پر پھر تل گئے۔ بازاریوں اور اوباشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی جس سے نظام حکومت مدتوں درہم وبرہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان

سلطان طغرل بک کے انتقال کے بعد اراکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جعفری بک کو سریر حکومت پر جلوہ افروز کیا۔ داؤد جعفری بک، سلطان طغرل بک کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد سلطان طغرل بک نے اس کی بیوی (یعنی مادر سلیمان سے) عقد کر لیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرل بک کا ربیب[1] بھی تھا اور بھتیجہ بھی۔ سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنایا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کر دی۔ باغیسان اور اردم بغداد سے قزوین چلا گیا۔ عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔ بات کی بات میں لوگوں کا رجحان اس کی جانب ہو گیا۔

عمید الملک کندری کی سرکشی

عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اس خیال سے کہ مبادا کسی قسم کا اختلال میری حکومت میں پیدا نہ ہو جائے رَے میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر لگی لشکر مرتب کر کے خراسان سے رَے پر چڑھائی کر دی۔ اہل رے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر پا کر ملنے کو آئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کا شرف حضوری حاصل کیا اور اس کے وزیر نظام الملک سے ملا۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے لیکن اس سے کچھ کاربراری نہ ہوئی اور نہ اس کی طرف سے سلطان الپ ارسلان کی

---

[1] ربیب اس کو کہتے جس کی ماں سے اس کے پیدا ہونے کے بعد نکاح کیا جائے۔ (مترجم)

کی سوءِ ظنی کم ہوئی - چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے فتنہ و فساد کے خوف سے ۴۵۶ھ میں اس کو گرفتار کر کے مرد روز کے جیل میں ڈال دیا - اور ایک سال کے بعد ماہ ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں قتل کر ڈالا -

عمید الملک نیشاپوری کے ابتدائی حالات

عمید الملک نیشاپور کا رہنے والا فصیح و بلیغ اعلیٰ درجہ کا منشی تھا جس وقت سلطان طغرل بک نیشاپور میں وارد ہوا - ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق پدر ابو سہل نے عمید الملک کو پیش کر دیا - چونکہ اس میں خداداد قابلیت موجود تھی سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا - یہ پیدائشی مخنّث تھا بعضوں کا بیان ہے کہ چونکہ اس نے سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے عقد کر لیا تھا اور سلطان سے باغی ہو گیا تھا - سلطان نے اس پر چڑھائی کی - مدتوں محاصرہ کئے رہا اور کامیابی و فتحیابی کے بعد اس کو مخنّث بنا کر بدستور عہدۂ کتابت پر مامور کیا - بعض مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے یہ خبر اُڑا دی تھی کہ سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے عقد کر لیا ہے اس وجہ سے اس نے اپنے آپ کو خصی کر ڈالا - تاکہ دشمنوں کی عداوت سے بے خوف ہو جائے - یہ شافعیہ، اشعریہ اور رافضیوں سے بے حد تعصب رکھتا تھا - سلطان سے منابر خراسان پر رافضیوں پر لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی - بعد چندے اشعریہ پر بھی لعنت کرنے لگا - اس سے ائمہ اہل سنت کی جماعت کو بے حد صدمہ و ملال ہوا -

نظام الملک طوسی کا امام الحرمین سے سلوک

چنانچہ ابو القاسم قشیری اور امام المعالی خراسان چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے آئے - چار برس تک حجاز میں قیام کیا اور حرمین میں درس و تدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسبت سے یہ امام الحرمین کے لقب یاد کئے جاتے ہیں - پس جس وقت سلطان الپ ارسلان کا دورِ حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی ہوا تو امام الحرمین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بنت خلیفہ قایم کو جس کے ساتھ سلطان طغرل بک نے عقد کیا تھا - بغداد واپس کیا اور خدمت گزاری کے لئے امیر اتکین سلیمانی کو ہمراہ کر دیا - تاکہ شہزادی کو دوران سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے - بغداد پہنچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیر اتکین کو بغداد کی کوتوالی عنایت کی - اس سفر میں شاہزادی سیدہ کے ہمراہ ابو سہل محمد بن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن موفق بھی تھا - دار الخلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت حاصل کرنے کو خلافت مآب کی خدمت میں جا رہا تھا - اثناءِ راہ میں انتقال کر گیا - نیشاپور کے مشہور علماء شافعیہ میں سے تھا

الپ ارسلان نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اب عمید ابو الفتح مظفر بن حسین کو روانہ کیا وہ بھی راستہ ہی میں مر گیا۔

نظام الملک طوسی کی بغداد کو روانگی

تب سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔ عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جہیر وغیرہ استقبال کو آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملاقات کی غرض سے ۷، جمادی الاول ۴۵۶ھ کو دربار عام کیا اور سلطان الپ ارسلان کے نمائندے نظام الملک سے ہاتھ ملایا اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ رؤسا، شہر اور ارکین دولت کے روبرو خلعتیں اور ضیاء الدولہ کا لقب دیا۔ اور منابر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست "الولد المؤید" کے خطاب سے متعلق منظور کی جاتی ہے گشتی فرامین تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کئے گئے۔ بیعت خلافت لینے کو نقیب طراد زینبی سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا۔ مقام نقجوان مضافات آذربائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ بعد ازاں بیعت خلافت کی۔ اسی اثناء میں امراء سلجوقیہ سے والی ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے ہرات پر دھاوا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح حاصل کی۔ جیسا کہ آئندہ اس کی دولت حکومت کے ضمن میں ہم علیحدہ لکھنے والے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قطلمش کی بغاوت

قطلمش، خاندان سلاطین سلجوقیہ کا ایک نامور ممبر تھا۔ سلطان طغرل بک سے نسباً بہت قریب بلکہ اسی کے خاندان سے تھا۔ قونیہ، قیصریہ، انقرا اور ملطیہ پر اسی نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بک نے ابتداءً جب کہ بغداد پر ۴۴۸ھ میں قبضہ حاصل کیا تھا بساسیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔ انتقال کے بعد سلطان طغرل بک اس نے لشکر مرتب کر کے رے کا قصد کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر لگ گئی فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ مگر عساکر سلطانی کے پہنچنے سے پہلے قطلمش رے سے پہنچ گیا تھا اور لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قطلمش کے پاس روانہ کیا کہ قتل و غارت روک دی جائے قطلمش نے کچھ توجہ نہ کی۔ سلطان نے رے کے قریب پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا قطلمش کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ سلطان نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ ہزارہا قتل اور قید کئے گئے۔ اسی دارو گیر میں قطلمش بھی مارا گیا۔ قطلمش کے مارے جانے سے لڑائی فرو ہو گئی۔ سلطان کو اس کے مارے جانے سے سخت رنج و ملال ہوا۔ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرایا۔

سلطان الپ ارسلان کی فتوحات

اس واقعہ کے بعد سلطان نے بقصد جہاد بلاد روم کا ارادہ کیا۔

آذربائیجان کی طرف سے گزرا۔ امیر طغرتکین مع اپنے اعزہ اور اقارب کے ملنے کو آیا۔ امیر طغرتکین کو بلاد روبیہ سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اس کو جہاد اور رہبری کی غرض سے اپنے ہمراہ لیا اور بجزان پہنچا۔ نہر ارس کے عبور کرنے کو کشتیاں تیار کرائیں۔ خوئی اور سلماس قلعاتِ آذربائیجان کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور خود بلاد کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ متعدد قلعات کو یکے بعد دیگرے مفتوح کیا جیساکہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ الغرض فتح یابی حاصل کرنے کے بعد مژدۂ فتح، بغداد روانہ کیا۔ اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی، سلطان الپ ارسلان نے اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اصفہان میں چند روز قیام کر کے کرمان کا رُخ کیا۔ قاروت بن داؤد جعفری بک (یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کیا بعدہٗ سلطان مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اسی اثنا میں سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراءُالنہر کی بیٹی سے اپنا عقد کر لیا اور دُوسرے بیٹے کا والی غزنہ کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ملک شاہ کی ولیعہدی

۴۵۸ھ میں سلطان الپ ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ امراء مملکت اور اراکین دولت سے ملک شاہ کی ولیعہدی کی بیعت کی حسب مدارج سب کو خلعتیں دیں اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ولی عہد کے نام کا خُطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ بعد ازاں بلاد مختلفہ میں متعدد اشخاص کو جاگیریں دیں چنانچہ بلخ اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو خوارزم ارسلان ارغو کو، مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو، صغانیان و طغارستان اپنے دوسرے بھائی الیاس کو، مازندران امیر ابنائج بیغو کو اور بغشور مع اُس کے مضافات کے مسعود بن ارتاش کو عنایت کیا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد

وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنا ڈالی جس کی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ ۴۵۹ھ میں بن کر تیار ہوئی شیخ ابواسحاق[1]

---

[1] شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروزآبادی ملقب بہ جمال الدین ۳۹۳ھ میں مقام فیروزآباد میں پیدا ہوئے اور شب یکشنبہ ۲۱ جمادی الآخر ۴۷۶ھ مقام بغداد میں وفات پائی۔ باب ابرز میں مدفون ہوئے علم، زہد اور ورع و تقویٰ میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے اُس وقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہی کے شاگرد تھے محب الدین بن نجار نے تاریخ بغداد میں ان کو امام اصحاب شافعی تحریر کیا ہے صاحب تصانیف کثیرہ تھے ازاں جملہ مہذب فی المذہب، تنبیہ فقہ میں، لمع اور اس کی شرح اصول فقہ میں تبصرہ، معونۃ اور تلخیص جدل میں ہے۔ ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۔

شیرازی درس کے لئے منتخب کئے گئے۔ ایک جم غفیر طلبا کا درس لینے کو حاضر ہوا۔ چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سُن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ زمین منصوبہ پر بنایا گیا ہے اس وجہ سے وہ درس دینے نہ آئے دوپہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے بعد دوپہر شیخ ابو منصور نے فرمایا۔ شائقین اور طلباء بغیر درس لئے نہ جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل شیخ کا ہونا ضروریات سے ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ابو نصر[1] بن صباغ جو اس وقت حاضر جلسہ ہیں درس دیں۔ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے ابو نصر مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ بیس دن تک درس دیتے رہے تاآنکہ شیخ ابو اسحاق کا شک رفع ہو گیا اور پڑھانے کے لئے مدرسہ نظامیہ میں تشریف لائے۔

خلیفہ کے وزراء

فخر الدولہ ابن جہیر، خلیفہ قایم کا وزیر اعظم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں چند روز بعد سنہ ۴۶۰ھ میں خلافت مآب نے اس کو معزول کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل کر نور الدولہ دبیس بن مزید کے پاس قلوجہ چلا گیا۔ خلافت مآب نے بجائے اس کے ابو یعلیٰ والد وزیر ابو شجاع کو عہدۂ وزارت پر مامور کرنے کے لئے طلبی کا فرمان تحریر کیا۔ ابو یعلیٰ ان دنوں ہزار شب بن تنکیر والی اہواز کے ہاں عہدۂ کتابت پر تھا۔ ابو یعلیٰ خلافت مآب کا فرمان پا کر اہواز سے بغداد روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں مر گیا۔ نور الدولہ نے معز الدولہ کے لئے دربار خلافت میں سفارش کی خلافت مآب نے منظور فرما لیا اور معز الدولہ کو طلب فرما کر ماہ صفر سنہ ۴۶۱ھ میں دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔

مکہ معظمہ میں عباسی خطبہ کا اجرا

سنہ ۴۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم والی مکہ نے خلیفہ قایم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی والی مصر کا خطبہ موقوف کر دیا۔ فقرہ "حی علی خیر العمل" کو اذان سے نکال دیا۔ اور اپنے بیٹے کو بطور نمائندہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خبر فرحت اثر کو سُن کر بے حد خوش ہوا۔ تیس ہزار دینار اور ایک گراں بہا خلعت مرحمت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ مقرر فرمائے۔

---

[1] عبد السید بن محمد بن عبد الواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صباغ فقیہ شافعی سنہ ۴۰۰ھ مقام بغداد میں پیدا ہوئے، آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۴۷۷ھ مقام بغداد وفات پائی فقہ میں کتاب الشامل انہی کی تصنیفات سے ہے، جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے وقت افتتاح مدرسہ نظامیہ یہی مدرسی پر مامور ہوئے تھے اور بعد انتقال شیخ ابو اسحاق بھی یہی منتخب کئے گئے۔ تذکرۃ العالم، الطریق السالم اور العدہ فی اصول فقہ بھی انہی کے مصنفات سے ہے۔ ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۳۰۳۔

ابن قریش اور ابن مزید کی اطاعت

اسی سنہ میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی اور حکومت کے مخالف ہو گئے تھے بات یہ تھی کہ ہزار شب بن تنکیر بن عیاض نے سلطان کو بھڑکا کر ان دونوں کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کے لئے اُبھارا تھا۔ جب ان دونوں کو اس واقعہ کی خبر لگی تو سلطان سے منحرف ہو گئے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت میں ہزار شب خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت انتقال کر گیا۔ دبیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر مع شرف الدولہ بن قریش والی موصل سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سلطان بھی بہ عزت و احترام پیش آیا۔ ان دونوں نے بھی سر اطاعت جھکا دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا حلب پر قبضہ

محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب پر قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ اس سے پیشتر خلیفہ علوی والی مصر کا تصرف و اثر اس شہر میں جاری و ساری تھا۔ محمود ایک چلتا پرزہ شخص تھا سلطان الپ ارسلان کی سطوت اور جبروت سے متاثر ہو کر ایک روز اہل شہر کو جمع کیا اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں کو خلافت بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۳ھ میں منابر حلب پر خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی گئی۔ خلافت مآب نے نقیب النقبا، طراد بن محمد زینبی کی معرفت خلعت بھیجی۔ بعد ازاں سلطان الپ ارسلان نے حلب کا قصد کیا۔ موکب ہمایوں کا دیار بکر ہو کر گذر ہوا۔ نصر بن مروان والیٔ دیار بکر نے حاضر ہو کر اظہار اطاعت کے طور پر ایک لاکھ دینار پیش کئے۔ سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کر آمد پہنچا اہل آمد نے سرکشی کی۔ الرہا والے بھی انہی کے قدم بقدم چلے۔ لیکن سلطان نے کچھ پروا نہ کی۔ سیدھا حلب پر جا اُترا۔ محمود والیٔ حلب نے نقیب النقباء طراد کو سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود عدم حاضری کی معافی چاہی۔ سلطان نے حاضری پر اصرار کیا۔ بات بڑھی۔ محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی۔ بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر والی حلب مع اپنی ماں منیعہ بنت ریاب نمیری دربار سلطانی میں شب کے وقت حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت افزائی کی اور خلعت مرحمت فرمایا۔ اور بدستور حکومت حلب پر اس کو قائم رکھا۔ اسکے بعد یہ سلطان ہی کا مطیع رہا۔

ارمانوس والیٔ قسطنطنیہ کا بلاد اسلامیہ پر حملہ

ارمانوس بادشاہ روم والی قسطنطنیہ نے ۴۶۳ھ میں ایک لشکر عظیم کے ساتھ بلاد اسلامیہ شامیہ پر چڑھائی کی۔ منبج کو لوٹ لیا۔ اہل منبج کو کمال بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبائل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہ کو جمع کر کے منبج کے چھڑانے کو آئے لیکن ارمانوس سے شکست کھا گئے اور ارمانوس

منبج پر قابض رہا۔ چند دنوں کے بعد رسد و غلہ کی کمی محسوس ہوئی۔ بمجبوری اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر دو لاکھ فوج سے جس میں فرنج، رومی، روسی اور کرخ تھے صوبہ خلاط پر دھاوا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملازکرد پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوئی مضافات آذربائیجان میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا۔ اس خبر کو سن کر سخت غضب ناک ہوا۔ لیکن بوجہ بُعد مسافت زیادہ فوج فراہم نہ کر سکا۔ موجودہ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ بہ نظر دوربینی اہل و عیال اور مال و اسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور بہ نفس نفیس پندرہ ہزار کی جمعیت سے ارمانوس کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کے لئے بسم اللہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ قریب خلاط سلطانی مقدمۃ الجیش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی سخت لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ بادشاہ گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے پاس بغداد بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد رومی فوج سے مقابلہ کی ٹھہری۔

ارمانوس کی گرفتاری و رہائی

سلطان الپ ارسلان نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ ارمانوس نے انکار کر دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا لیکن پھر اپنے حواس کو جمع کر کے بارگاہ عزوجل میں بعجز و الحاح مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کی۔ تمام رات گریہ و زاری اور دعا میں گزاری۔ صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ادھر فوج صف آرائی میں معروف ہوئی۔ اُدھر سلطان سجدہ میں رو رو کے فتحمندی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار فوج نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع کی، سلطان نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر لَو لگائے میدان جنگ کا راستہ لیا اس وقت عساکر اسلامیہ کا عجب پُر ہیبت منظر تھا۔ سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ اُمید و بیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج و مصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا۔ جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ بات کی بات میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ جس طرف نظر اُٹھتی تھی عیسائی مقتولوں کی لاشیں نظر آتی تھیں۔ ارمانوس گرفتار ہو گیا۔ اس کو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا۔

صلح نامے کی شرائط

جس وقت سلطان کے روبرو پیش ہوا سلطان نے تین دعوے اس کے سر پر رسید کیں اور ارشاد فرمایا۔ کیوں ارمانوس تیرے دماغ کی گرمی فرو ہوئی؟ میں نے تجھے مصالحت کا پیام دیا تھا تو نے انکار کیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ارمانوس نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زر فدیہ لے کر ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جس قدر اس کے پاس

مسلمان قیدی ہیں ان کو چھوڑ دے اور آئندہ سے رومی لشکر سلطان کی رینہ و فوج تفوق کی جاوے جس وقت سلطان کسی مہم کے لئے طلب فرمائے فوراً اُسے تامل حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر بچاس برس کے لئے یہ عہد قرار پایا۔ سلطان نے دس ہزار دینار نقد اور ایک خلعت مرحمت فرما کر ارمانوس کو رخصت کیا۔

رومیوں کو جس وقت ارمانوس کی شکست و گرفتاری کی خبر پہنچی پریشان ہو گئے۔ میخائیل کو موقع مل گیا۔ مملکت رومیہ پہ قابض و متصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو اس کی خبر ہوئی۔ جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا سب یکجا کر کے سلطان کے پاس بھیجدیا۔ اس مال و اسباب کی تعداد دو لاکھ دینار تھی۔ علاوہ اس کے ایک طبق جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا۔ جس کی قیمت نوے ہزار تھی۔ چند روز بعد ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اس کے شہروں پہ قبضہ کر لیا۔

ایتکین کی عہدۂ کوتوالی سے معزولی

آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ایتکین سلیمانی کو ۴۵۶ھ میں بغداد کی کوتوالی پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ ایتکین ایک مدت تک اس عہدہ پر رہا بعد ازاں ایتکین اپنے بیٹے کو بجائے اپنے مقرر کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی خدمت میں گیا۔ ایتکین کے بیٹے نے ظلم و سفاکی اختیار کی۔ خادمان محلسرائے خلافت میں سے ایک شخص کو مار ڈالا۔ اہل دیوان نے مقتول کا خون آلودہ قمیص سلطان کے پاس بھیجا اور معزولی کی تحریک کی۔ چونکہ نظام الملک کو ایتکین کی رعایت منظور تھی۔ سفارشی عریضہ لکھ کر ۴۶۴ھ میں ایتکین کو بغداد روانہ کیا۔ ایتکین بغداد پہنچ کر دربار خلافت میں حاضر ہوا معافی کی درخواست کی، خلافت مآب نے کچھ سماعت نہ کی۔ نظام الملک نے ایتکین کو تکریت کی طرف روانہ کر دیا۔ اور وہیں اس کو جاگیر بھی عنایت کی دیوان خلافت سے والی تکریت کو لکھا گیا کہ ایتکین تکریت میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ خلافت مآب کے اصرار سے سعد الدولہ گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی عنایت ہوئی۔ اہل بغداد نے نہایت جوش اور مسرت سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی میں دربار عام منعقد فرمایا۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کا قتل

۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا قصد کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا والی شمس الملک تکین تھا دریائے جیحوں کو عبور کرنے کے لئے پل باندھا گیا۔ بیس دن میں پُل تیار ہوا اور سلطان نے اس سے عبور کیا۔ اس وقت

سلطان کا لشکر دو لاکھ سے زیادہ تھا۔ محافظ قلعہ یوسف خوارزمی کو حاضر کیا گیا۔ دوران گفتگو کسی بات پر سلطان نے ناراض ہو کر سزا دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے سخت کلامی کی۔ سلطان نے ارشاد فرمایا "چھوڑ دو میں اس کو نشانہ اجل بناتا ہوں" خادمان سلطانی نے چھوڑ دیا۔ سلطان نے تیر مارا۔ نشانہ خطا کر گیا۔ یوسف تخت سلطنت کی طرف دوڑا۔ سلطان طیش میں آ کے اٹھ کھڑا ہوا۔ یوسف نے پہنچ کر سلطان کو ایک چھری ماری، سعد الدولہ نے لپک کر یوسف کو گرفتار کر لیا۔ اور ترکوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ سلطان زخمی ہو کر شاہی خرگاہ میں لایا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے ۔ا ربیع الاول سنہ مذکور کو ساڑھے نو برس حکومت کر کے انتقال کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔

سلطان الپ ارسلان کی سیرت اور کردار

سلطان الپ ارسلان سخی، عادل، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار، رقیق القلب اور بے حد صدقات کا دینے والا تھا۔ اس کا دائرہ حکومت اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ اس کو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے اس نے بوقت وفات حکومت و سلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی۔ چنانچہ اس کے مرنے پر ملک شاہ مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے اراکین دولت و امراء حکومت سے ملک شاہ کی امارت کی بیعت لی اور دار الخلافت بغداد میں اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ خطبوں میں بجائے سلطان الپ ارسلان، ملک شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔

سلطان الپ ارسلان کی وصیّت

سلطان الپ ارسلان بوقت وفات ملک شاہ کو وصیت کی۔ قاروت بک بن داؤد بک کو صوبہ فارس اور کرمان کی حکومت پر مامور کرنا علاوہ بریں کچھ نقد بھی دینے کی وصیت کی داؤد ان دنوں کرمان ہی میں تھا۔ ایاز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی کہ اس کو پانچ لاکھ دینار جو اس کے باپ داؤد کا متروکہ ہے دے دینا۔ یہ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں، اراکین سلطنت اور امراء دولت سے یہ اقرار لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں سدّ راہ ہو اس سے بے تامل جنگ کرنا۔

سلطان ملک شاہ کی حکومت کا آغاز

ملک شاہ مسند حکومت پر متمکن ہو کر بلاد ماوراء النہر سے رخصت ہوا، مرحوم سلطان الپ ارسلان کے تعمیر کردہ پل کو تین دن میں عبور کیا۔ لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور پہنچا۔ یہاں قیام کیا یہیں سے اطراف و جوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کی بابت تحریر کیا

بھیجیں۔ جنہیں لوگوں نے بخوشی و رضامندی منظور و قبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ رے کی جانب روانہ ہوا۔

نظام الملک طوسی کا عروج

ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دیدیا۔ شہر طوس کو جو اس کا مولد و منشا تھا اسے جاگیر میں دیا اور متعدد خطابات دیئے از انجملہ "اتابک" تھا اس کے معنی ہیں "امیر الوالد" نظام الملک امور سلطنت کو نہایت ہوشیاری اور سلامت روی سے انجام دینے لگا۔ عدل و انصاف سے ممالک محروسہ کو معمور کیا۔ ۴۶۶ھ میں گوہر آئین عہدۂ کوتوالی سے ممتاز ہو کر دار الخلافت بغداد میں بغرض حصول عہد سلطنت ملک شاہ وارد ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربار عام منعقد کیا۔ مسند خلافت پر خلافت مآب رونق افروز تھے پیچھے ولی عہد خلافت "المقتدی بامر اللہ" کھڑا تھا۔ خلافت مآب نے سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ اور لواء حکومت عطا کیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات

۱۵ شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قایم نے فصد کرائی اور سو گیا۔ اتفاق یہ کہ رگِ نشتر زدہ سے پھر خون جاری ہو گیا۔ جو کسی طرح بند نہ ہوا۔ اور اسی تکلیف میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت خلیفہ کو اپنی موت کا یقین ہوا اپنے پوتے ابو القاسم عبد اللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ قایم کو طلب فرمایا۔ وزیر السلطنت ابن جبیر نقیب النقبا اور قضاۃ بھی بلائے گئے علاوہ ان کے اور اراکین دولت بھی موجود تھے۔ دستور کے مطابق ابو القاسم عبد اللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ اس کے دوسرے دن خلیفہ قایم نے وفات پائی۔ پینتالیس ۴۵ برس خلافت کی، خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اپنے دادا مرحوم کی حسب ہدایت اپنی خلافت کی بیعت لی۔ وقت بیعت خلافت موید الملک بن نظام الملک وزیر فخر الدولہ بن جبیر عمید الدولہ ابو اسحاق شیرازی، ابو نصر صباغ، نقیب النقباء طراد، نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ دامغانی وغیرہ علماء و اراکین دولت شریک اور موجود تھے۔ بیعت سے فارغ ہو کر سب نے نمازِ عصر ادا کی۔

باب ۳۱

عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

خلیفہ قایم کی نسل میں اولاد ذکور سے سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد، اپنے باپ خلیفہ قایم کے زمانہ زندگی میں انتقال کر چکا تھا۔ چونکہ خلیفہ قایم کا سوائے ذخیرۃ الدین کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قایم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالےٰ نے بہت جلد اس رنج و صدمہ کو مسرت و خوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کے محل میں ارغوان نامی کنیزک سے اس حادثہ جاں کاہ کے چھٹے مہینہ ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قایم کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ محمد نام رکھا۔ جس وقت بساسیری کا منحوس دور شروع ہوا، محمد ابو الغنایم بن مجلیان کے ساتھ حران چلا گیا اُس وقت اُس کی عمر چار برس کی تھی اور پھر جب خلیفہ قایم دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔ محمد بھی حران سے آگیا۔ پھر جب خلیفہ قایم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بعد تکمیل بیعت "المقتدی بامر اللہ" کا لقب دیا۔

خلیفہ قائم کی وصیت کی تعمیل

خلیفہ مقتدی نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو کر اپنے دادا خلیفہ قائم کی وصیت کے بموجب فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کو روانہ کیا۔ تحائف اور نذرانے بے شمار بھیجے ۴۶۸ھ میں سعد الدولہ گوہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف سے شحنہ ہو کر دار الخلافت میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ عمید ابو نصر معنافات بغداد کی نگرانی کو آیا۔ ۴۷۰ھ میں موید الملک بن نظام الملک بغرض قیام وارد بغداد ہوا۔ اور مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

وزراء کی تبدیلیاں

سنہ ۴۶۹ھ میں ابو نصر بن استاد ابو القاسم قشیری حج کرنے کو گیا تھا۔ واپسی کے بعد دار الخلافت بغداد میں قیام کیا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ الشیوخ کے رباط میں وعظ بیان کیا چونکہ ابو نصر مذہب اشعری کا پابند تھا حنابلہ نے رد و قدح شروع کی، جانبین سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی۔ رفتہ رفتہ بحث و مباحثہ نے تکرار اور مجادلہ کی صورت اختیار کر لی۔ پھر کیا ہوا تھا فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ مدرسہ نظامیہ کے قریب غارت گری شروع ہو گئی، موید الملک نے عمید اور شحنہ بغداد کو طلب کیا جو فوراً لشکر لئے ہوئے حاضر ہوئے، فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے ہوا خواہوں نے اس فتنہ و فساد کو وزیر فخر الدولہ بن جہیر کے سر تھوپ دیا۔ نظام الملک کو اس واقعہ کے سننے سے بے حد ملال ہوا۔ گوہر آئین کو نواحی بغداد سے واپس بلا کر خلیفہ مقتدی کی خدمت میں عرضداشت دے کر روانہ کیا۔ جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی۔ معزولی کی درخواست کی تھی۔ اور گوہر آئین کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ موقع پا کر فخر الدولہ کو مع اس کے مشیروں اور ہوا خواہوں کے گرفتار کر لینا۔ اتفاق سے فخر الدولہ کے گھر والوں کو اس کی خبر لگ گئی، اسی وقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذر خواہی کی غرض سے نظام الملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس اثناء میں گوہر آئین سلطان ملک شاہ کا نامہ پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کے مطابق فخر الدولہ کو معزول کر کے ابو شجاع کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا بعد چندے عمید الدولہ سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے ابو شجاع کو معزول کر کے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔ اور اس کے نائب فخر الدولہ کو حاضری دربار کی اجازت دی یہ واقعہ ماہ صفر سنہ ۴۷۱ھ کا ہے۔

ابن آبق کا دمشق کا محاصرہ

اتسز (بہمزہ و سین و زا) ابن آبق خوارزمی سلطان ملک شاہ کے امراء سے تھا۔ اس نے سنہ ۴۶۳ھ میں فلسطین (ملک شام) پر چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر رملہ کو فتح کر کے بیت المقدس پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اور کمال مردانگی سے اس کو بزور تیغ دولت علویہ کے قبضہ سے نکال لیا، علاوہ بیت المقدس کے اور شہروں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے قابض و متصرف ہو گیا صرف عسقلان اس کے دست برد سے محفوظ رہا۔ بعد ازاں دمشق کا محاصرہ کیا۔ کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر محاصرہ سے دست کش ہو کر واپس آیا مگر ہر سال دمشق پر فوج کشی کرتا رہا۔ سنہ ۴۶۸ھ میں بہت بڑی تیاری سے پھر دمشق پر فوج کشی کی ان دنوں معلی بن حمدرہ خلیفہ مستنصر علوی عبیدی والئی مصر کی جانب سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل حصار و جنگ کا سلسلہ جاری و قائم رہا۔ اثناء جنگ میں

اہل دمشق بوجہ بدخلقی معلی سے باغی ہو گئے۔ معلی، دمشق کو خیرباد کہہ کر بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ چند روز بعد صور سے مصر چلا گیا۔ والی مصر نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

دمشق پر قبضہ

معلی کے بھاگ جانے کے بعد اہل دمشق نے متفق ہو کر انتصار بن یحییٰ مصمودی کو اپنا امیر بنایا اور "زین الدولہ" کا لقب دیا۔ چونکہ اتسز طول جنگ، اور رسد غلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا۔ اس کے بعد اہل دمشق میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ اتسز کو اس کی خبر لگی، لوٹ پڑا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اتسز نے انتصار کو بجائے دمشق کے قلعہ بانیاس اور شہر یافا کی حکومت عنایت کی۔ اتسز نے دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعد ۴۶۸ھ میں پڑھا۔ اور رفتہ رفتہ اکثر بلاد شام پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہنے کی ممانعت کر دی۔ فتح دمشق کے بعد ۴۶۹ھ میں مصر کی طرف قدم بڑھایا اور کمال مردانگی وہوشیاری سے مصر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ابتداءً عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اتسز کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہو گیا تھا۔ مگر اس کے بعد ہی خدا معلوم کیا اتفاق پیش آیا کہ اتسز نے بلاجدال وقتال محاصرہ اٹھا کر دمشق کی راہ لی۔

معرکہ قدس

اتسز کے زمانہ غیر حاضری میں اکثر اہالی بلاد شامیہ باغی وسرکش ہو گئے تھے اور اس کے مال واسباب کو لوٹنا چاہتے تھے۔ لیکن اہل دمشق کی مخالفت سے باز رہے۔ اتسز نے دمشق میں پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ایک برس کا خراج معاف کر دیا۔ اسی اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی۔ کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اتسز کے عمال اور ملازموں پر دفعتہً ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہ لوگ خوف جان سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہوئے ہیں اہل قدس نے محراب داؤد میں جا کر محاصرہ کر لیا ہے۔ اتسز اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار اتسز نے بزور تیغ ان کو مفتوح کیا۔ اور چن چن کر جس کو جہاں پایا قتل کیا سوائے ان لوگوں کے جو صخرہ میں جا چھپے تھے کوئی جانبر نہ ہوا نہ کسی کو پناہ ملی۔

اتسز بن آبق خوارزمی کا قتل

۴۷۰ھ میں ملک شاہ نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو بلاد شامیہ پر حملہ کرنے کی اجازت دی بشرطیکہ قرار

پائی کہ جن شہروں کو تم مفتوح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ متصور ہوں گے چنانچہ تتش ۴۷۱ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کر حلب کی طرف روانہ ہوا اور حلب پر پہنچکر نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ تتش کے ہمراہ ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر تھا۔ اسی زمانہ میں والی مصر نے ایک فوج بسرافسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اس فوج نے دمشق پر پہنچ کر ہر چہار طرف سے اس کو گھیر لیا تھا۔ اتسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو محاصرہ حلب پر چھوڑ کر دمشق کا رُخ کیا۔ مصری لشکر نے یہ خبر پا کر دمشق کے محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ اس عرصہ میں تتش آ پہنچا۔ اتسز ملنے کی غرض سے شہر کے باہر آیا۔ تتش نے اتسز کو غفلت و بے پروائی پر لغزش کی۔ اتسز عذر کرنے لگا۔ تتش کو غصہ آ گیا گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے حافظ ابو القاسم بن عساکر روایت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتسز کا نام افسلس تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اتسز تھا اور یہ ترکی نام ہے۔

شیخ ابو اسحاق کی سفارت

خلافت مآب کی کمزوری طبع کی وجہ سے عمید العراق ابو الفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دئے تھے۔ رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا، حاشیہ نشینان دربار خلافت کے حقوق نظر انداز بلکہ خلافت مآب کا پاس و لحاظ بھی ترک کر دیا تھا۔ خلافت مآب نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کو روانہ کیا۔ شیخ ابو اسحاق کے ہمراہ علماء شافعیہ کا ایک گروہ تھا از انجملہ ابو بکر شاشی تھے جن جن شہروں سے شیخ کا گذر ہوتا اہل شہر تبرکاً و تیمناً شیخ کی دست بوسی کرتے رکاب پکڑے ہوئے میلوں ساتھ چلتے۔ تعریف و توصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسب حال ہوتا عرض معروض کرتے۔ رفتہ رفتہ شیخ مسافت طے کرنے کے بعد سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان اور وزیر السلطنت ادب و احترام سے پیش آئے۔ امام الحرمین اور شیخ سے وزارت مآب کے حضور میں مناظرہ ہوا۔ جس کو مورخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے شیخ ابو اسحاق کی واپسی کے بعد لوگ عمید العراق کی اہانت کرنے لگے۔ اس وجہ سے اس کے ظلم و ستم ہاتھ کوتاہ ہو گئے۔

عمید الدولہ کی معزولی

ماہ صفر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت سے معزول فرمایا۔ اتفاق یہ کہ جس روز عمید الدولہ معزول کیا گیا اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خطوط بنی جہیر کی طلبی کے لئے دار

ہوئے۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ مع اپنے اہل و عیال کے سلطان ملک شاہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو بجائے ابن مروان کے دیار بکر کی حکومت عنایت کی۔ علم و طبل بھی دیا۔ باقاعدہ فوج کو اس کے ہمرکاب روانہ کیا۔ خطبہ میں اس کا نام داخل کیا گیا۔ اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرنے کی اجازت دی۔ غرض ۴۷۶ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزاز سے دیار بکر کی جانب کوچ کیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ۴۷۷ھ میں ایک دوسری فوج بہ افسری امیر ارتق بن اکسب جو بارویں کے سربر آوردہ سپہ سالاروں سے تھا، فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کی۔ ابن مروان نے فخر الدولہ کے پہنچنے پر اپنے گرد و نواح کے امراء سے سازش کر لی۔ فخر الدولہ اور امیر ارتق کے رکاب میں ترکمانوں کا گروہ کثیر تھا۔

آمد کا محاصرہ

شرف الدولہ، ابن مروان کے حامیوں اور مددگاروں سے تھا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی شرف الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا۔ اور قتل و غارت کرتے ہوئے آمد کی طرف بڑھے۔ مگر شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پہنچنے سے پہلے آمد میں داخل ہو چکا تھا اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کر لی تھی۔ فخر الدولہ اور امیر ارتق نے آمد کے قریب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس ایک معتد بہ رقم بھیج کر یہ پیام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دے دیجئے، امیر ارتق نے اس رقم کو اپنے قبضہ میں کر کے شرف الدولہ کی درخواست منظور کر لی چنانچہ شرف الدولہ ار ربیع الاول ۴۷۷ھ کو آمد سے نکل کر رقہ کو روانہ ہو گیا۔ فخر الدولہ نے بھی میافارقین کی جانب مراجعت کی۔ بہاء الدولہ منصور بن مزید والئی حلہ و نیل اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ اس کے ہمراہ تھے ہنوز میافارقین نہ پہنچنے پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہو گئی، بہاء الدولہ مع سیف الدولہ کے عراق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ اور فخر الدولہ نے خلاط کا راستہ لیا۔

شرف الدولہ کو معافی اور سند امارت

سلطان ملک شاہ نے شرف الدولہ کی ہزیمت اور آمد میں محصور ہونے کی خبر پا کر عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو خلعت عنایت فرما کر ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا۔ امرائے ترکمان کو اس کی اطاعت اور بوقت ضرورت امداد کرنے کے لئے فرامین بھیجے۔ قسیم الدولہ آقسنقر (الملک العادل نور الدین محمود زنگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کا ہمرکاب تھا۔ تھوڑے دنوں بعد یہ مہم موصل کے قریب پہنچی، عمید الدولہ

سے اہل موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی، بغاوت و سرکشی کے خراب نتائج سے ڈرایا اہل موصل نے شاہی علم کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ شہر پناہ کے دروازے کھول دئے۔ عمید الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔ سلطان ملک شاہ نے یہ مژدۂ جاں فزا سُن کر بہ نفسِ نفیس، معدودے چند سواروں کے ساتھ موصل کی جانب کوچ کیا اور لشکر ظفر پیکر شرف الدولہ کے مقبوضات کو سر کرنے میں مصروف و مشغول رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ محاصرہ آمد سے نکل آیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر پا کر مویدالدولہ بن نظام الملک سے خط و کتابت شروع کی، یہ ان دنوں رحبہ میں مقیم تھا۔ تحائف اور نذرانے بھیجے۔ اور درخواست کی کہ سلطان ملک شاہ سے میری سفارش کریں۔ مویدالدولہ کو شرف الدولہ کے حال زار پر رحم آ گیا۔ اسے دربار سلطانی میں حاضر کیا اور سفارش کی۔ شرف الدولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکا لی۔ اپنی جسارت کی معافی چاہی۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے سلطان ملک شاہ نے اس کی تقصیر فرما کر اپنی طرف سے سندِ حکومت دے دی۔ اور خراسان کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

ابوالقاسم کا دیار بکر پر قبضہ

اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تا آنکہ ۴۷۷ھ میں زعیم الرؤساء ابوالقاسم کو دیار بکر کی طرف روانہ کیا زعیم الرؤساء نے دیار بکر پر پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ اہل شہر کے لئے رسد و غلّہ کی آمد بند کر دی۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ اس اثناء میں دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعیم الرؤساء سے سازش کر کے دروازہ شہر پناہ کا کھول دیا اور زعیم الرؤساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اہلِ شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے کیونکہ ان عیسائیوں نے زمانہ حکمرانی ابن مروان میں اہل شہر پر بے حد و بے انتہا ظلم و ستم کئے تھے اور یہی لوگ اعلےٰ عہدوں پر سرفراز و ممتاز تھے۔ انہی دنوں فخر الدولہ میافارقین پر محاصرہ ڈالے پڑا تھا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم الشان لشکر سلطان ملک شاہ کی طرف سے لئے ہوئے فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا۔ اس خبر کے سُننے سے محصوروں کے ہوش و حواس جاتے رہے مزید آفت یہ آئی کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف کی ٹوٹ گئی۔ اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر پناہ چاہی۔ آواز کا بلند ہونا تھا کہ فخر الدولہ کا لشکر جھرمٹ باندھ کر شہر میں گھس پڑا۔ اور ابن مروان کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا زعیم الرؤساء نے اپنے بیٹے کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کی شرف ملازمت حاصل کی۔

جزیرہ کی مہم

مہم میافارقین سے فارغ ہو کر فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو روانہ کی۔ جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات سے تھا۔ فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جنگ شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک گروہ اہل شہر کا والی جزیرہ سے باغی ہو گیا۔ والی جزیرہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ ان لوگوں نے لڑ بھڑ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا شہر میں گھس پڑا۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ انہی واقعات پر ۴۷۸ھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو جاتی ہے۔ فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

فخر الدولہ کا انتقال

چند روز بعد سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیتا ہے فخر الدولہ موصل چلا جاتا ہے اور وہیں ۴۸۳ھ میں سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔ فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا۔ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا۔ پھر تحائف و نذرانے لے کر بادشاہ روم کے پاس گیا۔ وہاں سے واپسی پر حلب آیا۔ معز الدولہ ابی شمال بن صالح کے دربار میں قلمدان وزارت حاصل کیا۔ چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا۔ ابن مروان اور اس کے باپ کے یہاں بھی عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ تھوڑے دنوں وزارت کر کے بغداد کا سفر کیا۔ خلافت مآب نے بھی قلمدانِ وزارت سے سرفراز فرمایا جیسا کہ آپ ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کے وزراء

خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے معزول کر دیا ابو الفتح مظفر بن رئیس الرؤساء کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا۔ پھر اس کو معزول کر کے ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ جو ۴۸۴ھ تک عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ابو سعد بن سمحاء یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گوہر آئین شحنہ بغداد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو اصفہان چلا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے اس سے مطلع ہو کر ایک گشتی فرمان ذمیوں کو مجبور کرنے کی بابت جاری کر دیا۔ بعضوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعض بھاگ گئے منجملہ اُن لوگوں کے جو اسلام لائے تھے ابو سعد علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کاتب اور اس کے اعزہ تھے۔

عمید الدولہ کا عہدۂ وزارت پر تقرر

جس وقت ابو سعد اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے وزیر ابو شجاع کی شکایت کی سلطان ملک شاہ اور

وزیر السلطنت نظام الملک نے خلافت مآب کی خدمت میں ایک عریضہ معزولی وزیر ابو شجاع سے متعلق روانہ کیا۔ خلافت مآب نے وزیر ابو شجاع کو معزول کرکے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اس کے بجائے ابو سعد بن علاء بن حسن کاتب کو عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلافت مآب کا فرمان عالیشان پاتے ہی عمید الدولہ کو دار الخلافت میں بھیج دیا۔ خلافت مآب نے ۴۸۴ھ میں قلمدان وزارت پھر عمید الدولہ کے سپرد کر دیا۔ نظام الملک سوار ہو کر عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت کی مبارکباد دینے آیا۔ معزول وزیر ابو شجاع نے ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور محمود بن صالح بن مرداس والی حلب نے جامع حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا اس کے بعد محمود بن صالح نے دولتِ عباسیہ سے منحرف ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کر لی تھی یا دہ زمانہ منقضی نہ ہونے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی رؤسا و شہر اور عمائدین ملت کے مشورہ سے امور سلطنت سرانجام پانے لگے۔ ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجمن شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل تھا اور ابن حتیتی ان کا سردار ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے بلاد روم میں اپنی حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی ۴۷۷ھ میں انطاکیہ پر[1] قبضہ کیا۔ اور پھر اس سے اور شرف الدولہ والی حلب سے ان بن ہو گئی۔[2] ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گیا۔

---

[1] انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا حد درجہ کا ظالم اور کینہ پرور تھا اہل انطاکیہ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے سلیمان کو قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ سلیمان تین سو سواروں اور اسی قدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دریا کو عبور کرکے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۷۷ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶۔

[2] ان بن ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ فردوس والی انطاکیہ شرف الدولہ کو کچھ زر نقد بطور خراج دیا کرتا تھا جب قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب دستور طلب کیا۔ قطلمش نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا جزیہ دیتا تھا میں بحمد للہ مسلمان ہوں خراج یا جزیہ نہ دوں گا۔ اس پر شرف الدولہ نے انطاکیہ کی طرف قدم بڑھایا قطلمش بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶۔

انجام یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۴۷۹ھ میں مار ڈالا اور اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی۔ اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنے کی غرض سے مہلت طلب کی کیونکہ یہ لوگ اسی کے زیر حمایت تھے اور اسی کے علم حکومت کے آگے گردن جھکائے ہوئے تھے چنانچہ اہل حلب نے تتش برادر سلطان ملک شاہ کو دمشق میں یہ پیام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ تتش اس مژدۂ جاں بخش کو سُن کر حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ امیر ارتق بن اکسب بھی تھا۔

چونکہ امیر ارتق نے جب کہ سلطان ملک شاہ موصل کی طرف آیا ہوا تھا بوقت محاصرہ آمد زر نقد لے کر شرف الدولہ کو نکل جانے کی اجازت دے دی تھی اس وجہ سے امیر ارتق بخوف سلطان ملک شاہ تتش کے پاس چلا آیا تھا۔ اور تتش نے اس کو بیت المقدس میں جاگیر دی تھی۔ پس جس وقت تتش نے حلب کی جانب قدم بڑھایا اور قلعہ حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا اس وقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا لڑکا) حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ تتش نے حلب کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن تتش کی طلبی سے پہلے ابن حُتیتی اور اکثر رؤسا حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کو بُلا بھیجا تھا۔ اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الآخر ۴۷۹ھ میں حلب کی جانب کُوچ کیا۔ موصل ہوتا ہوا حران آیا والی حران نے مصالحت کے ساتھ شہر سپرد کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے حران محمد بن شرف الدولہ کو جاگیر میں دے دیا بعد ازاں الرہا کا رُخ کیا۔ یہ اس وقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا۔ بعد محاصرہ اور جنگ کے اس کو بھی فتح کر کے قلعہ جابر کی طرف بڑھا ایک شبانہ روز محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر بنی قشیر کو جو والی قلعہ تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ منبج پہنچا اور اس پر بھی بزور تیغ اپنی کامیابی کا سکہ بیٹھاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے قریب جا اُترا۔ تتش نے یہ خبر پا کر حلب کو خیرباد کہا اور دمشق کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امیر ارتق بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ کے پہنچتے ہی سالم بن مالک والی قلعہ حلب نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان ملک شاہ مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور سالم کی درخواست کے مطابق اسے قلعہ حلب قلعۂ جابر کی حکومت عنایت کی۔ اس زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اس کی اولاد کے قبضہ میں برابر رہا تا آنکہ الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔

والیٔ شیزر کی اطاعت

حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو قلعہ اور شہر کا حاکم مقرر کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن منقذ کنانی والیٔ

شیرز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور والئ شیرز نے بھی سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی، لاذقیہ، کفر طالب اور فامیہ کو مصالحت کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کر شیرز کی حکومت پر اس کو بحال رکھا۔ اور ہفتہ عشرہ آرام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ زمانہ قیام حلب میں اہل حلب نے ابن حتیتی کی سفارش کی تھی۔ سلطان نے ان کی درخواست پر اس کو دیار بکر بھیج دیا تھا چنانچہ وہیں بحالت افلاس و فقر مر گیا۔

سلطان ملک شاہ کی بغداد میں آمد

ماہ ذی الحجہ ۴۷۹ھ سلطان ملک شاہ بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ اگلے دن خلافت مآب نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ خلعت دینے کو دربار عام منعقد کیا گیا۔ مسند خلافت پر خلافت مآب رونق تھے۔ وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا ایک کے بعد دیگرے امراء سلطانی کو خلافت مآب کے حضور میں پیش کرتا اور ان کے اسماء اور انساب اور مراتب بیان کرتا جاتا۔ بعد ازاں خلافت مآب نے امور سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ سفید کا اختیار عنایت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور دربار سے واپس ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کے دیکھنے کو گیا۔ کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث کی سماعت کی اور کچھ حدیثیں لکھیں ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا۔ بعد ازاں ماہ صفر ۴۸۰ھ میں اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ پھر دوبارہ ماہ رمضان ۴۸۴ھ میں وارد بغداد ہوا۔ اور دار الحکومت میں قیام کیا۔ تاج الدولہ تتش، قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب اور دوسرے حکمرانان ممالک محروسہ حاضر ہوئے ۴۸۵ھ میں اس دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل بغداد نے کبھی ایسی شان دار مجلس نہ دیکھی تھی۔ امراء سلطانی نے اپنی رہائش کے لئے مکانات بنوانے شروع کئے مگر زمانہ نے مہلت نہ دی۔

بغداد میں فتنہ و فساد

دار الخلافت بغداد کیا بہ لحاظ آبادی اور کیا بہ نظر عمارات اُس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں تک ہماری محدود واقفیت شہادت دیتی ہے ابتداء آفرینش سے دنیا کا کوئی شہر نہ پہنچا ہو گا۔ مگر بحکم ہر کمالے را زوالے، دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور اور مضمحل ہو جانے سے بغداد فتنہ و فساد کا مخزن اور معدن بن گیا تھا۔ فتنہ پردازوں، چوروں اور بدمعاشوں کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی اور گوشمالی سے عاجز آ گئے تھے۔ لبسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ و جدال کرنے کو تیار ہو کر جاتا اور ناکام واپس آتا تھا اور گاہے گاہے باشندگان بغداد کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا تھا۔ کبھی اہل سنّت و جماعت اور شیعہ

بوجہ اختلاف مذہب و عقائد جھگڑ جاتے تھے۔ کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد برپا ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی باری تعالیٰ کی ذات و صفات میں صراحتہً تشبیہہ دیتے تھے ان کے نزدیک امام احمد بن حنبل کی یہی رائے ہے۔ حالانکہ امام صاحب اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ نوبت جدال و قتال تک پہنچ جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ فتنہ تمام شہر پر چھا گیا اب اس کا انسداد غیر ممکن تھا۔ فسادات بکرات مرات ہوتے رہتے۔ خلفاء عباسیہ تو بے کار ہی ہو گئے تھے امراء بنو بویہ اور ملوک سلجوقیہ بھی اس آگ کے بجھانے پر قادر نہ ہو سکے، اس وجہ سے کہ بنی بویہ فارس میں رہتے تھے اور ملوک سلجوقیہ اصفہان میں۔ چونکہ دارالخلافت بغداد کی ان دونوں مقامات سے معتدبہ دوری تھی ان کی شوکت و ہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہ پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے دارالخلافت بغداد میں جو شحنہ عہدۂ کوتوالی پر) رہتا تھا۔ وہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکتا تھا وہی فتنہ و فساد اس کے روکنے سے رُک جاتا تھا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہ پہنچتا تھا اور امراء بنی بویہ و ملوک سلجوقیہ کو کبھی بذاتہ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی جانب کوئی توجہ خاص اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ ہمیشہ ممالک محروسہ اسلامیہ کے اُن امور کے انجام دینے میں مشغول و مصروف رہے جو اس سے زیادہ مہتم بالشان تھے انہی وجوہات سے ان مفاسد اور فتنوں کا بغداد سے قلع قمع نہ ہو سکا۔ آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا قائم رہا تا آنکہ اس کی خوش منظر عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ آبادی ویرانی سے بدل گئی۔ خوشی اور چہل پہل کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ صرف نقش و نگار صفحۂ قرطاس پر باقی رہ گئے جس کو زمانہ نہیں مٹا سکا۔

نظام الملک طوسی کی وزارت

نظام الملک ابو علی حسین بن علی بن اسحاق طوس کے ایک زمیندار کا لڑکا تھا۔ طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پا کر سن شعور کو پہنچا، عربیت، فقہ کی تعلیم پائی احادیث کثیرہ کی سماعت کی۔ ابتداً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی، کفایت شعار، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیاروں میں شمار کیا جانے لگا۔ اتفاق یہ کہ جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ جو کچھ سال بھر میں نظام الملک پیدا کرتا سب چھین لیتا تھا۔ ایک مدت تک نظام الملک صبر و استقلال کا پتھر اپنے سینے پر رکھ کر ضبط کرتا رہا۔ آخر تاب نہ رہی۔ ملازمت چھوڑ کر جعفری بک داؤد کے پاس بھاگ گیا۔ آقائے سابق نے طلبی کا خط بھیجا۔ جعفری بک نے روک لیا۔ ابو علی بن شاد ان کی پیشی میں کام کرنے لگا جو جعفری بک داؤد والد سلطان الپ ارسلان و برادر سلطان طغرل بک کی طرف سے صوبہ بلخ کا والی تھا۔ چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری، انتظام اور اُلجھے ہوئے پولیٹیکل معاملات کے سلجھانے

کی عام شہرت ہو گئی تھی۔ اور نیز ابو علی نے بوقت وفات سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس وجہ سے وفات کے بعد ابو علی سلطان الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ اور کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیا۔ چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدۂ وزارت سے ممتاز و سرفراز رہا اور جس مراتب علیہ پہ یہ پہنچا اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کی اولاد عہدہ ہائے جلیلہ سے ممتاز تھی سلطان کو اس کا اس درجہ پاس و لحاظ تھا کہ اس کے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا والی تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر سے جس کو سلطان نے شحنۂ مرو مقرر کر کے روانہ کیا تھا ان بن ہو گئی۔ عثمان جمال نے بوجہ نو عمری جوش میں آکر اس امیر کو گرفتار کرا کے سزا دیدی۔ امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ سلطان کو سخت ملال ہوا۔ مگر نظام الملک کے لحاظ سے عثمان جمال سے کچھ جواب طلب نہ کیا البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے کو بھیج دیا۔ نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا۔ سلطان اور نظام الملک میں باہم ایک مدت تک اس معاملے سے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی غمازوں نے غمازیاں بھی خوب کیں۔

نظام الملک طوسی کا قتل

چند دنوں بعد خود بخود یہ قضیہ رفع دفع ہو گیا اس اثناء میں ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آگیا سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاوند میں خیمہ زن ہوئے۔ نظام الملک بعد افطار صوم شاہی خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کی طرف آرہا تھا۔ ایک لڑکا (جو غالباً فرقہ باطنیہ سے تھا) مستغیث کی صورت بنائے ہوئے ملا۔ نظام الملک نے عرضی لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا۔ لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہنچ کر پیٹ میں چھری بھونک دی۔ نظام الملک زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی وقت دم توڑ دیا۔ لڑکا بھاگا۔ لشکریوں نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر اسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی صورت دیکھنے سے گونہ اطمینان اور سکون ہوا۔ تیس برس وزارت کی۔ اس وزارت کے علاوہ جو اس نے ملک شاہ کے باپ الپ ارسلان کے زمانۂ امارت خراسان میں کی تھی[1]۔

---

[1] خواجہ نظام الملک طوسی ۲۱ ذیقعدہ ۴۰۸ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا۔ ستر برس کی عمر پائی۔ اصفہان میں دفن کیا گیا۔

سلطان ملک شاہ کی وفات

نظام الملک کی شہادت کے بعد جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور چند مدت سفر کر کے آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے استقبال کیا۔ سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی مفارقت ابدی پر یہ قصد کر لیا تھا کہ قلمدانِ وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا اس وجہ سے سلطان ملک شاہ کے خیالات اس کی طرف سے اچھے ہو گئے تھے۔ نماز عید پڑھ کر سلطان نے اپنے محلسرا کی جانب معاودت کی۔ موت کا وقت آ گیا تھا۔ ۱۵ر شوال سنہ مذکور کو انتقال کر گیا۔

سلطان محمود کی تخت نشینی

سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپایا جو کچھ مال و اسباب اس کا اور شاہی دربار کا تھا سب کا سب محلسرائے خلافت میں پہنچا دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی طرف کوچ کر دیا روانگی کے وقت در پردہ امراء و اراکین سلطنت کو بے شمار زر نقد دی گئی اور یہ ہدایت کر گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین اور مرحوم سلطان کا وارث تاج و نگین بنانا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے اس ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کربوقا (جو آئندہ موصل کا حکمراں ہوگا) کو طلب کر کے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔ قلعہ دار نے خاتم سلطانی دیکھ کر قلعہ سپرد کر دیا۔ محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کی طرف سے درخواست دی گئی کہ محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمالی مگر اس شرط سے کہ امیر انز کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء سے ہے) امور سلطنت و حکومت انجام دئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد تقرری عمّال اور محکمہ خراج رہے۔ ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ تا آنکہ امام ابو حامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جائز اور جاری نہیں ہو سکتے امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تشفی ہو گئی اور خلافت مآب کی شرائط کو منظور کر لیا۔ آخری شوال سنہ مذکور میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا "ناصر الدولہ والدین" کے لقب سے ملقب ہوا۔ حرمین شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری و رہائی

بوقت وفات سلطان ملک شاہ، ترکمان خاتون نے اس کے واقعہ موت کے چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت سلطنت لینے کی جو کارروائی کی اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کے گرفتار کرنے کو اصفہان بھیج دیا تھا اس خوف سے کہ مبادا میرے بیٹے محمود سے برکیاروق جھگڑ پڑے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان پہنچ کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پس جس وقت سلطان ملک شاہ کی خبر موت مشہور ہوئی۔ خادمان نظامیہ نظام الملک کے سلاح خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس پڑے اور آلات حرب لے کر شہر کو گھیر لیا۔ برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی اور جامع اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس کی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یاقوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کی بابت ترکمان خاتون مادر محمود سے بے حد خائف تھی مگر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ نظامیہ خدام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسکین اور مسرت ہوئی۔

برکیاروق کی یورش

اس وقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر بخوف خدام نظامیہ بیٹھ رہا۔ جس وقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی ترکمان خاتون نے عذر قبول کر لیا۔ برکیاروق نے مع خادمان نظامیہ اصفہان سے رَے کا راستہ لیا۔ امیر ارغش (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی امیر) مع اپنی رکاب کی فوج کے برکیاروق سے آملا۔ ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدان جنگ میں آئیں۔ ہنوز معرکہ جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ آئے بعد ازاں معرکہ کارزار شروع ہوا۔ ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو کر اصفہان کی جانب بھاگی۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

وزیر تاج الملک کا قتل

وزیر تاج الملک جنگ ترکمان خاتون اور برکیاروق میں موجود اور ترکمان خاتون کی طرف سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکمان خاتون کی فوج ہزیمت اٹھا کر بھاگی تاج الملک بھی قلعہ یزدجرد کی جانب بھاگا اثناء راہ سے گرفتار ہو کر برکیاروق کے روبرو پیش کیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چونکہ برکیاروق

اس کی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا اسے عہدۂ وزارت سے سرفراز کرنے کا قصد کیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دو لاکھ دینار اس کی طرف سے انہیں دئیے وہ لوگ راضی ہو گئے عثمان نائب نظام الملک کو اس کی خبر لگ گئی۔ چند غلاموں کو اُبھار دیا۔ اور ان کو یہ سمجھایا کہ اسی نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے۔ چنانچہ اُن غلاموں نے ایک روز تاج الملک کو گرفتار کر کے مار ڈالا، اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ھ کا ہے۔

عز الملک ابو عبداللہ کا عہدہ وزارت پر تقرر

اس واقعہ کے بعد عز الملک ابو عبداللہ حسین بن نظام الملک زمانہ محاصرہ اصفہان میں اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ اس سے پیشتر خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا۔ اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کا شرف حضوری حاصل کرنے کو اصفہان آیا تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کا باپ شہید ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی اور یہ اس وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا تا آنکہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق عزت و احترام سے پیش آیا۔ اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر کے امور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیا۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد

برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر ۴۸۶ھ میں بغداد آیا دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے اجازت دی جامع بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ "رکن الدولہ" کا خطاب عنایت ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر دربار خلافت سے خلعت لے کر برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا۔ برکیاروق بغداد میں مقیم ہی تھا کہ خلیفہ مقتدی نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات

یوم شنبہ ۵ محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامر اللہ نے دفعۃً وفات پائی۔ ہوا یہ سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ لیا بعد ازاں دستر خوان چنا گیا کھانا کھایا۔ جو نہی ہاتھ دھویا غشی طاری ہوئی مر گیا۔ وزیر عمید الدولہ نے تجہیز و تکفین کی۔ ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی دفن کر دیا گیا۔ انیس برس آٹھ مہینے خلافت کی، اگرچہ خلیفہ مقتدی عالی ہمت، صاحب سطوت اور عظیم الشان تھا مگر پھر بھی اپنے امراء دولت اور اراکین خلافت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ اس کے زمانہ میں بغداد کی آبادی کو بے حد ترقی ہوئی۔ عالیشان عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ بغداد کی ترقی بوجہ عروج دولت بنی طغرل بک وقوع میں آئی۔

باب ۳۱

احمد بن مقتدی مستظہر باللہ

۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

بیعت خلافت خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو دربار خلافت میں لا کر مسند خلافت پر متمکن کیا اراکین خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی، ابو العباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد ازاں وزیر عمید الدولہ بیعت لینے کی غرض سے برکیارق کے پاس گیا۔ برکیاروق نے بطیب خاطر خلیفہ مستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مقتدی کی موت کے تیسرے روز مجلس عزا منعقد ہوئی۔ سلطان برکیارق مع اپنے وزیر عز الملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ارباب مناصب سے طراد عباسی، معمر علوی اور علماء کبار سے قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی، غزالی اور شاشی وغیرہ بھی ماتم پرسی کو آئے تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس گئے۔

تتش بن الپ ارسلان کی فتوحات اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تتش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال و استحکام کے ساتھ دمشق میں حکمرانی شروع کر دی تھی اور قبل وفات سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس گیا تھا، واپسی کے بعد ملک شاہ کی وفات کی خبر پائی فوراً ہیئت پر قبضہ کر کے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے دمشق کی طرف کوچ کیا اور لشکر آراستہ کر کے حلب پر فوج کشی کر دی قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب نے سر اطاعت خم کر دیا اور اس کے ساتھ ہو لیا، باغیسان والی انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران کو بھی لکھ بھیجا کہ بنظر مصلحت وقت تا درستی احوال اولاد سلطان ملک شاہ تتش کی اطاعت قبول کر لو۔ باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تتش کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کیا اور اس کے ہمرکاب رحبہ کے محاصرہ کو بڑھے، ماہ محرم

۴۸۶ھ میں رحبہ مفتوح ہوا تتش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے ممبر پر پڑھا گیا بعد ازاں تتش نے نصیبین کا رُخ کیا اور بزور تیغ اس کو بھی مفتوح اور تاخت و تاراج کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور موصل پر قبضہ کرنے کے قصد سے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر نے ملاقات کی یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا تتش نے براہ عزت افزائی عہدۂ وزارت سے اس کو سرفراز کیا۔

موصل پر قبضہ قریب موصل پہنچ کر ابراہیم بن قریش والی موصل کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا مجھے راستہ دو۔ ابراہیم نے اس کو منظور نہ کیا اور انکاری جواب دیا۔ تتش نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ دس ہزار فوج تتش کی رکاب میں تھی آقسنقر میمنہ پر تھا بوزان میسرہ پر۔ ابراہیم والی موصل تیس ہزار کی جمعیت سے میدان جنگ میں آیا ہوا تھا۔ ایک زبردست لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہوئی۔ ابراہیم اور امرائے عرب کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ تتش نے سب کو کمال بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور تسلط ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت عنایت کی۔ یہ تتش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

بوزان اور آقسنقر کی برکیاروق کی اطاعت موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں اپنا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست بھیجی۔ گوہر آئین شحنہ بغداد نے سفارش کی۔ جواب دیا گیا "لشکر اسلام سے قاصد کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے" قاصد بے نیل مرام تتش کے پاس واپس آیا۔ تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے آذربائیجان کا قصد کیا۔ ان واقعات کی خبر برکیاروق تک پہنچی۔ اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی اور ہمدان اور رے پر متصرف ہو چکا تھا۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کے روک تھام کو اٹھ کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ آقسنقر نے بوزان سے کہا "ہم نے تتش کی اطاعت محض اس وجہ سے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار ملک شاہ کے لڑکوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے الحمدللہ کہ جس امر کے ہم خواستگار تھے وہ پردۂ غیب سے ظاہر ہو گیا۔ یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا لڑکا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا۔ اب ہم کسی طرح تتش کے ہمراہ نہیں رہ سکتے۔ کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے؟" بوزان نے جواب دیا "میں آپ کی رائے سے متفق ہوں" آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگا لیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور مع اپنے ہمراہیوں کے تتش سے علیحدہ ہو کر

برکیاروق کے پاس چلا گیا۔ ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تتش کی قوت ٹوٹ گئی، شکست کھا کر دمشق کی جانب لوٹ آیا۔ اب برکیاروق کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ گوہر آئین نے حاضر ہو کر تتش کی درخواست کی سفارش کرنے کی کوشش کی۔ برکیاروق نے اس کی ایک نہ سنی، معزول کر کے امیر ینجبرد کو اس کی جگہ دارالخلافت بغداد کا شحنہ مقرر کیا اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور اس کے بعد مسند خلافت پر خلیفہ مستظہر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

آقسنقر اور بوزان کا انجام

تتش نے آذربائیجان سے شام کی جانب مراجعت کرنے کے بعد فوجیں مرتب کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کی طرف بڑھا برکیاروق نے امیر کربوقا کو (جو آئندہ امیر موصل ہوگا) آقسنقر کی کمک پہ روانہ کیا۔ قریب حلب[1] دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ آقسنقر گرفتار کر لیا گیا اور کمال بیکسی سے مار ڈالا گیا[2]۔ امیر بوزان اور کربوقا بھاگ کر حلب میں جا چھپے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام کیا۔ تتش نے پہنچ کر حلب کو محاصرہ میں لے لیا۔ چند دنوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر تتش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کربوقا کو گرفتار کر لیا چونکہ حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اہل حران اور الرہا امیر بوزان کی گرفتاری سے اطاعت قبول کر لیں۔ مگر اہل حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی، تتش نے جھلا کر امیر بوزان کا سر کاٹ اہل حران کے پاس بھیج دیا اہل حران خوف سے تھرا گئے۔ بجبر و اکراہ سر اطاعت جھکا دیا۔ باقی رہا امیر کربوقا اس کو حمص کے جیل میں ڈال دیا۔ تا آنکہ رضوان نے اپنے باپ تتش کے مارے جانے کے بعد امیر کربوقا کو قید سے رہا کیا۔

تتش کی مزید فتوحات

تتش اس مہم سے فارغ ہو کر جزیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے دیار بکر، خلاط، ارمینیہ، آذربائیجان اور ہمدان کو یکے بعد دیگرے، کسی کو بجنگ اور کسی کو بصلح و امان

---

[1] تتش اور آقسنقر سے مقام نہر سبعین قریب تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب نو کوس کے فاصلہ پہ ہے جنگ بڑی زبردست اور خونریز ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

[2] امیر قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب شکست و گرفتاری کے بعد ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ میں تاج الدولہ تتش کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

فتح کرتا گیا۔ انہی دنوں فخرالدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیارق کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے کو جارہا تھا مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا مڈبھیڑ ہوگئی۔ امیر قماج نے فخرالدولہ پر شب خون مار کر اس کے کل مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخرالدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کر ہمدان بھاگ آیا یہاں ایک دوسری مصیبت سر پر آپڑی، تتش کو اس کی خبر لگ گئی وہ فخرالدولہ کے قتل پر تل گیا۔ امیر باغیسان نے سفارش کی بیچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی امیر کی سفارش سے عہدہ وزارت بھی مل گیا۔

برکیارق کی شکست اور اصفہان کو مراجعت

ان مہم کامیابیوں سے تتش کے حوصلے بڑھ گئے خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی پھر ہوس سمائی، چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخرالدولہ کو دارالخلافت بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابق ترکمانی کو ترکمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ بغداد کا شحنہ مقرر کر کے بھیجا۔ لیکن اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ برکیارق ان واقعات سے مطلع ہو کر تتش کے سلسلہ فتوحات کو روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا۔ دجلہ کو بالائی موصل سے عبور کیا اربل ہوتا ہوا سرخاب بن بدر کے شہر میں پہنچا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر اپنے چچا تتش کے لشکر گاہ کے قریب جا اترا۔ دونوں لشکروں میں صرف نو کوس کا فاصلہ تھا۔ اس کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی، اور اس کے چچا تتش کے رکاب میں پچاس ہزار جنگ آور تھے تتش نے برکیارق کی آمد سے مطلع ہو کر اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیارق پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ برکیارق شکست کھا کر اصفہان پہنچا۔ اس وقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا اس کی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا محمود کے امراء نے برکیارق کو گرفتار کرنے کے قصد سے اصفہان میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہی محمود نے بھی آخری شوال ۴۸۷ھ میں وفات پائی پھر برکیارق اصفہان پر قابض و متصرف ہوگیا۔ موید الملک بن نظام الملک اس واقعہ سے مطلع ہو کر حاضر ہوا برکیارق نے ماہ ذالحجہ ۴۸۷ھ میں موید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ موید الملک نے اپنی حکمت عملیوں اور عاقلانہ تدابیر سے امراء مملکت کو برکیارق کی طرف مائل کر لیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

تتش کا خاتمہ

برکیارق کی شکست کے بعد تتش اور امراء مملکت میں شکر رنجی بلکہ خاصی مخالفت پیدا ہوگئی تھی، تتش ان لوگوں کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہتا تھا اور وہ لوگ بانتظار صحت برکیارق جو بعارضہ چیچک علیل ہوگیا تھا۔ بہ لطائف الحیل امروز فردا کا وعدہ کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں برکیارق کو صحت حاصل ہوگئی اراکین دولت اس سے مل گئے اور تتش کو صاف جواب

دیدیا۔ تتش نے جھلا کر ان لوگوں کی سرکوبی کے قصد سے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ امراء مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے برکیاروق کے پاس اصفہان میں آموجود ہوئے ہر طرف سے فوجیں چلی آرہی تھیں بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہوگئی۔ رَے کے قریب چچا اور بھتیجے (یعنی برکیاروق اور تتش) کا مقابلہ ہوا۔ تتش ہزیمت کھا کر بھاگا۔ آقسنقر کے کسی مصاحب نے دار وگیر میں اس کو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لے لیا۔ اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ برکیاروق کی حکومت کو استحکام ہوگیا اور دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔[1]

محمد بن ملک شاہ کا عروج

برکیاروق نے خراسان پر اپنے برادر علاتی سنجر کو مامور کیا تھا پس مستقل طور سے اس کی حکومت خراسان میں مستحکم ہوگئی جیسا کہ اس کے حالات میں ہم ملوک سلجوقیہ کے حالات میں علیحدہ تحریر کریں گے بیان کرنے والے ہیں۔ اس مقام پر ہم ان کے حالات اُسی قدر احاطہ تحریر میں لائیں گے جن کو خلافت مآب اور بغداد میں خطبہ پڑھے جانے کے ساتھ تعلق ہے اس وجہ سے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت وحکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا اُن لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود اصلی ہے جنہوں نے خاص طور سے خلافت عباسیہ کو دبا لیا تھا۔ سنجر بن ملک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور ماں ترکمان خاتون کے ہمراہ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا۔ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا آیا اور اُسکے ساتھ ساتھ ۴۸۶ھ میں بغداد آیا برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر عنایت کیا اور انتظام کرنے کی غرض سے قطلغ تکین کو محمد کے ہمراہ مامور کر دیا۔ تھوڑے دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے موقع پا کر قطلغ تکین کو مار ڈالا اسکے بعد مویدالملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اس سے پیشتر امیر انز کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر اُبھارا تھا امیر انز کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے سمجھا بجھا کر محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ محمد نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلمدان وزارت مویدالملک کے حوالہ کیا۔ اسی زمانہ میں برکیاروق نے اپنے ماموں مجد الملک بلاسانی کو کسی وجہ سے مار ڈالا۔

---

[1] ہم نے امیر آقسنقر، سلطان ملک شاہ، برکیاروق اور تتش وغیرہ کے حالات کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ حیات سلطان نور الدین محمود زنگی میں تحریر کیا ہے جس کو زیادہ واقفیت حاصل کرنے کا شوق ہو وہ کتاب مذکورہ کا مطالعہ کرے۔ مترجم۔

اس سے اکثر امرائے لشکر کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ اور برکیاروق سے علیحدہ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق سے کچھ نہ بن پڑی رے کا راستہ لیا۔ رے میں پہنچتے ہی اس کا لشکر پھر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا رے پر قبضہ

عزالملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لے کر آ گیا۔ انہی دنوں یہ خبر مسموع ہوئی کہ محمد ایک عظیم لشکر لیے ہوئے آ رہا ہے، برکیاروق نے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد ہی محمد شروع ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پہنچ گیا اور مویدالملک نے زبیدہ خاتون مادر برکیاروق کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ رے پر قابض ہو جانے سے محمد کی حکومت کو استحکام ہو گیا۔ چونکہ سعدالدولہ گوہر آئین شحنہ بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی ہو گئی تھی۔ سلطان محمد کی فتحیابی کا حال سن کر مع امیر کربوقا والی موصل چکرمش والی جزیرہ اور سرخاب بن بدر والی کنکورہ کے فتحیابی کی مبارکباد دینے کو آیا۔ مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی عزت و احترام سے پیش آیا حسب مدارج خلعتیں دیں، امیر کربوقا اور چکرمش سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہوئے اور سعدالدولہ گوہر آئین بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے ۱۵؍ ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کرایا۔ دربار خلافت سے سلطان محمد کو "غیاث الدنیا والدین" کا خطاب مرحمت ہوا۔

برکیاروق کی بغداد کو روانگی

گزشتہ سنہ میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر ینال بن انوشتگین حسانی تھا اس کے ہمراہ امراء لشکر کا بھی ایک گروہ تھا ان سب نے خوزستان میں پہنچ کر عراق جانے کی رائے قائم کی چنانچہ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا واسط میں صدقہ بن مزید والی حلہ نے حاضر ہو کر ملازمت کا اعزاز حاصل کیا۔ دو چار روز آرام کر کے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا۔ ۱۵؍ صفر ۴۹۳ھ کو وارد بغداد ہوا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا، سعدالدولہ گوہر آئین در سے مرج بھاگ گیا اس کے ساتھ امیر ایلغازی بن ارتق بھی تھا، سلطان محمد اور اس کے وزیر مویدالملک کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بغداد آنے کی ترغیب دی۔ سلطان محمد نے امیر کربوقا والی موصل اور چکرمش والی جزیرہ کو بغداد روانہ کیا چکرمش نے سعدالدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دارالحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت اپنے ملک کا راستہ لیا۔

گوہر آئین کی اطاعت

گوہر آئین نے یہ رنگ دیکھ کر باتفاق رائے امراء لشکر امیر کربوقا والی موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ برکیاروق سوار ہو کر ان امراء کی طرف گیا ان لوگوں نے پیادہ پا استقبال کیا زمین بوسی

کی اور اسکے ساتھ ساتھ بغداد آئے برکیاروق نے ابو المعالی عبد الجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر خلیفہ کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب طلب کیا جو اس کے اور اس کے باپ کی سپردگی اور چارج میں تھا۔ عمید الدولہ کا حساب صاف نہ تھا۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دے کر قید کی مصیبت سے جان بچائی۔ خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا۔ اور برکیاروق استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

معرکہ نہر ابیض

چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے بغداد سے شہرزور کی جانب ارادہ کیا ترکمانوں کا ایک عظیم لشکر اس کی رکاب میں تھا۔ والی ہمدان نے تحریک کی کہ آپ اس طرف تشریف لائیے اور جس قدر محمد کے امراء کی جاگیریں ہیں ان کی ضبط کر لیجئے برکیاروق اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بھڑا۔ نہر ابیض پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پہ ہے میدان کارزار گرم ہوا۔ محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی۔ امیر سرخو شحنہ اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا میمنہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا۔ میسرہ میں مؤید الملک اور فوج نظامیہ تھی۔ برکیاروق کیساتھ قلب میں اسکا وزیر ابوالمعالی تھا میمنہ میں گوہر آئین صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر میسرہ میں کربوقا وغیرہ برکیاروق کی طرف سے حملہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پہ حملہ کیا محمد کا میسرہ تاب مقاومت نہ لاسکا ہزیمت اٹھا کر بھاگا گوہر آئین کی رکاب کی فوج نے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا۔ بعد اسکے محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پہ یلغار کیا امیر کربوقا نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر محمد کے میمنہ کے پر زور حملہ کو روک نہ سکا مجبوراً پیچھے ہٹا محمد نے میمنہ کی کمزوری محسوس کر کے چند دستہ تازہ دم فوج میمنہ کی کمک پر بھیجی امیر کربوقا کو شکست فاش ہوئی محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا اتنے میں گوہر آئین اپنے منہزم لشکر کو فراہم کر کے میدان جنگ میں پھر واپس آیا اتفاق وقت سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گوہر آئین سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا۔ سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ وزیر ابو المعالی گرفتار کر لیا گیا مؤید الملک نے عزت و احترام کا برتاؤ کیا۔ اپنے خیمہ میں اتارا اور خاتمہ جنگ کے بعد اس کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر ۱۵ رجب ۴۹۳ھ کو بہ اجازت خلیفہ مستظہر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کے ابتدائی حالات

گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا خرید و فروخت یا اور جو مختلف مزدوریں اس عورت کو ہوتی تھیں وہ سب گوہر آئین انجام دیا کرتا۔ اس عورت کے خاندان والوں کو جہاں گوہر آئین کی ذات سے بہت آرام تھا، وہاں گوہر آئین بھی ان کی بدولت عیش و آرام سے بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ گوہر آئین ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا۔ اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اس قدر رسوخ پیدا کیا کہ ملک ابو کالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابو نصر کے ہمراہ بغداد روانہ کیا۔ ایک مدت تک ابو نصر کے ساتھ

بغداد میں رہا یہانتک کہ سلطان طغرل بک نے ابو نصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا اسکے ساتھ گوہر آئین بھی قلعہ مذکور میں قید کیا گیا پس جب ابو نصر نے وفات پائی اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور بغداد کا شحنہ مقرر کیا جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اُس وقت گوہر آئین موجود تھا اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا۔ بعد انتقال سلطان الپ ارسلان اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اسے اسی عہدے پر قائم رکھا چنانچہ گوہر آئین بغداد روانہ ہوا دربار خلافت میں اسکی بڑی آؤ بھگت ہوئی خلعت ملی خطاب ملا امراء مملکت اور روساء دربار خلافت نے اسکی بجد اطاعت کی اور جو عزت و احترام اُسکو حاصل تھا کسی کو نصیب نہیں ہوا تھا یہانتک کہ وہ جنگ [illegible] میں مارا گیا۔

معرکۂ نوشجان

برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے میں جا کر دم لیا۔ ہوش و حواس بجا ہو گئے تو اپنے ہوا خواہوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کئے چند دنوں بعد وہ لوگ اس سے آملے۔ اور سب کے سب اسفرائن کی جانب روانہ ہوئے امیر داؤد حبشی بن تونطاق والی خراسان و طبرستان کو دامغان سے بلا بھیجا۔ امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور میں جا کر قیام کرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور وہاں پہنچکر روساء نیشاپور کو گرفتار کر لیا مگر بعد چندے ان سب کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا امیر داؤد نے معذرت کی کہ چونکہ سلطان سنجر نے لشکر بلخ کو لے کر مجھ پر چڑھائی کی ہے اس وجہ سے حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں امداد کیجائے، برکیاروق کو اس خط کے پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا، جوش میں آ کر اُسی وقت ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امیر داؤد حبشی کی کمک کو روانہ ہو گیا امیر داؤد حبشی کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا۔ سنجر کے میمنہ میں امیر برغش، میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا۔ برکیاروق نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رستم شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔

برکیاروق کی پسپائی

برکیاروق کی فوج اس کے لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئی بظاہر اسکو فتحیابی حاصل ہو چکی تھی اور سنجر کا قلب لشکر بھاگ گیا تھا کہ اس اثناء میں برغش اور کوکر نے اپنی اپنی رکاب کی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا برکیاروق کی فوج غارت گری میں مصروف تھی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی، برکیاروق بھی جان بچانے کی غرض سے بھاگا ترکمانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کر لیا۔ بعد خاتمہ جنگ برغش کے روبرو پیش کیا گیا برغش نے اس کو قتل کر ڈالا، باقی رہا برکیاروق وہ میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان پہنچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جا کر دم لیا، دامغان میں بھی حفاظت کا کافی انتظام نہ پایا تو براہ خشکی اصفہان روانہ ہوا کیونکہ اہل اصفہان نے اسکو طلبی کے خطوط بھیجے تھے مگر اتفاق وقت سے محمد اسکے پہنچنے سے پیشتر اصفہان میں داخل ہو چکا تھا مجبوراً بیرم کو لوٹ آیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابو المحاسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق

اور محمد ہی ہو گئی تھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور موید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اس کو رہا کر کے اپنی طرف سے بغداد روانہ کیا تھا چنانچہ ابوالمحاسن نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ مستظہر سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور نیز موید الملک کی ہدایت کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر مجبور کیا اس واقعہ کی عمید الدولہ تک خبر پہنچ گئی۔ عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالمحاسن کے قتل پر مامور کر دیا۔ قریب یعقوبا ابوالمحاسن اس شخص سے دوچار ہو گیا جونہی اس شخص نے حملہ کیا ابوالمحاسن پیچھے ہٹ گیا حملہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابوالمحاسن ایک گاؤں میں جا چھپا۔ حملہ آور کو اپنی عجلت پر پشیمانی ہوئی۔ بظاہر ابوالمحاسن نے اپنی جسارت کی معافی چاہی اور ملنے کی استدعا کی لیکن دماغ میں وہی خیال سمایا ہوا تھا کب موقع ملے اور کب ابوالمحاسن کا کام تمام کروں ابوالمحاسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور اسی وقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے طلب کر لیا۔ جو اس کے ہمراہ بغداد آیا تھا اور اس سے پیشتر بغداد پہنچ گیا تھا۔ امیر ایلغازی کے آ جانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہو گئی۔ سارا قصہ از ابتدا تا انتہا ابوالمحاسن کو کہہ سنایا۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب بغداد آ گئے ابوالمحاسن نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر موید الملک کا پیام در بارہ معزولی عمید الدولہ خلافت مآب تک پہنچایا۔ خلافت مآب نے حکم دے دیا چنانچہ ابوالمحاسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پچیس ہزار دینار جرمانہ بھی کیا۔ اس وقت سے برابر معزول اور قید خانہ ہی میں رہا تا آنکہ اسی حالت میں قید حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک عدم ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کی شکست اور فرار

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جنگ اول میں برکیارق اپنے بھائی محمد سے شکست اٹھا کر اصفہان کی طرف چلا گیا مگر اہل اصفہان نے اس کو داخل نہ ہونے دیا تب یہ عسکر مکرم ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی والبکی پسران برسق بھی آ گئے چند روز قیام کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ ہمدان میں پہنچتے ہی امیر ایاز بھی آ ملا جو محمد کا قدیمی ہی خواہ اور اس کے سربرآوردہ امراء سے تھا اور کسی وجہ سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ اس کے رکاب میں پانچ ہزار سوار تھے۔ ایاز نے برکیارق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ ابھارا برکیارق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس اثناء میں سرخاب بن کیخسرو والی آوہ بھی امن حاصل کر کے برکیارق سے آملا۔ اس کے ملنے سے برکیارق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی۔ یکم جمادی الآخر ۴۹۴ھ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ہنگامہ کارزار کا گرم ہونا تھا کہ محمد کے امراء لشکر کے بعد دیگرے امن قال کر کے برکیارق کے پاس چلے

آئے بالآخر مجبور ہو کر محمد شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے وزیر موید الملک کو مجد الملک بارسلانی کے ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا برکیاروق نے اس کو زجر و توبیخ کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ خاتمہ جنگ اور قتل موید الملک کے بعد وزیر ابو المحاسن نے ایک شخص کو موید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں پہنچ کر بغداد اور دیگر مقامات ممالک عجم سے جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد موید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ اس اسباب کے جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا۔ ایک ہیرے کا ٹکڑا تھا جو اکتالیس مثقال (پندرہ تولہ ۴ ماشہ) وزن میں تھا۔

برکیاروق کی رے کو مراجعت

برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر رے کی جانب روانہ ہوا۔ رے میں امیر کربوقا والی موصل اور نور الدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آ ملا، رفتہ رفتہ ہر چہار طرف سے فوجیں آ آ کر جمع ہو گئیں۔ ایک لاکھ سواروں سے جمعیت بڑھ گئی۔ رہائش کی دقت ہونے لگی، شہر، قصبہ اور گاؤں میں جگہ نہ ملتی تھی۔ برکیاروق نے فوجوں کو ادھر اُدھر پھیلا دیا۔ نور الدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ امیر کربوقا موصل، ودود بن اسمٰعیل بن یاقوتی سے جنگ کرنے کو آذربائیجان چلا گیا (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال میں ماہ صیام گزارنے کو ہمدان کا راستہ لیا۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا ہمدان اور حلوان پر قبضہ

محمد شکست اٹھا کر اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا۔ چند روز جرجان میں مقیم رہا۔ سنجر سے مالی اور فوجی مدد طلب کی۔ سنجر نے محمد کو ابتداءً مالی مدد دی بعد ازاں خود ایک لشکر لئے ہوئے محمد کی کمک کو جرجان آ پہنچا اور اس کے ساتھ ساتھ دامغان کو روانہ ہوا، اثناء راہ میں جو شہر، قصبے اور گاؤں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تاخت و تاراج کرتا جاتا تھا تا آنکہ رے کے قریب پہنچا۔ فوج نظامیہ بھی آ ملی جمعیت بڑھ گئی ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو ادھر اُدھر منتشر کر دیا ہے اس کی رکاب میں اب تھوڑی سی فوج ہے جو تعداد میں تین سو سے زیادہ نہ ہو گی۔ محمد اور سنجر یہ سن کر نہایت تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ برکیاروق کو ان واقعات کی خبر پہنچی۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایاز سے ملنے ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے فوراً لوٹ کھڑا ہوا۔ اور خوزستان کا قصد کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تستر پہنچا۔ امراء بنی برسق کو بلا بھیجا چونکہ ان امراء نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے۔ اس وجہ سے وہ

نوبت نہ آئے جواب بھی نہ دیا۔ برکیاروق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ امیر ایاز نے جو خط وکتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کا مستدعی ہوا تھا اس کا نتیجہ ایاز کی مرضی کے خلاف ہوا۔ محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے ایاز بھی ہمدان کو خیر باد کہہ کر برکیاروق کا سراغ لگاتا ہوا چل کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان میں وارد ہوئے۔ اور دو ایک روز آرام لے کے پھر دونوں بغداد کی جانب روانہ ہوئے محمد نے ایاز کے بعد ہی ہمدان اور حلوان پر قبضہ کر کے مال و اسباب اور زر نقد جو کچھ پایا ضبط کر لیا ایاز کے مال و اسباب میں بعض ایسی چیزیں ملیں جو نوادرات زمانہ سے تھیں۔ ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمدان میں اس وقت موجود تھے جرمانے کئے۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد

برکیاروق ۱۵ ذیقعدہ ۴۹۴ھ کو بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستظہر نے اپنی طرف سے امین الدولہ بن موصلایا کاتب کو مع فوج کے برکیاروق کے استقبال کو بھیجا۔ برکیاروق مسلسل سفر سے بیمار ہو گیا تھا دربار خلافت میں حاضر نہ ہو سکا اتنے میں عید الاضحیٰ کا دن آ گیا۔ بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے کو عید گاہ نہ جا سکا خلیفہ مستظہر نے اس کے مکان پر منبر بھیج دیا۔ شریف ابوالکرم نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ برکیاروق کا ہاتھ تنگ ہو رہا تھا۔ پریشان تھا۔ خلافت مآب سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے رد و کد کے بعد پچاس ہزار دینار عنایت کئے۔ مگر اس مقدار قلیل سے برکیاروق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا۔ رعایا کے مال و زر کی طرف ہاتھ بڑھایا طرح طرح کی جائز اور ناجائز تدبیریں روپیہ وصول کرنے کی نکالیں۔ اس سے اہل بغداد کو برکیاروق اور اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی، اسی اثناء میں شام سے ابومحمد عبداللہ بن منصور قاضی جبلہ عیسائیوں سے شکست کھا کر بغداد آ گیا تھا۔ برکیاروق نے اس کے بھی مال و زر کو جبراً لے لیا۔

ابو محمد عبداللہ

ابو محمد عبداللہ معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانہ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا۔ جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اس کی زمام حکومت ابوالحسن علی بن عمارہ والی طرابلس کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال و قائم رکھا۔ تا آنکہ اس نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ابو محمد عبداللہ مذکور اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چونکہ اس میں مادۂ شہامت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور بہادروں کا سرگروہ ہو کر انہی لوگوں میں رہنے لگا۔ ابوالحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کرنے کی تدبیریں کیں۔ ابو محمد نے متاثر ہو کر علم بغاوت بلند کر دیا اور بر سر منبر خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابوالحسن، مصری خلافت کا مطیع تھا اور خلفاء مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

محاصرۂ جبلہ اور ابو محمد کی دستبرداری

اس واقعہ کے عیسائیوں[1] نے جبلہ پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ بالآخر ابو محمد نے محاصرہ کی طوالت سے تنگ آ کر طغتگین اتابک والی دمشق کو کہلا بھیجا کہ میں عیسائیوں کے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے عاجز آ گیا ہوں آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں چنانچہ طغتگین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا۔ عیسائی فوجیں یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کر چلی گئیں۔ ابو محمد نے تاج الملوک کو شہر سپرد کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ ابوالحسن کو اس کی خبر لگی طغتگین کو لکھ بھیجا "تم ابو محمد کو میرے حوالہ کر دو میں تم کو تیس ہزار دینار علاوہ اور اسباب و مال کے دینے کو تیار ہوں" طغتگین نے انکاری جواب دیا۔ اور ابو محمد کو بحفاظت تمام بغداد بھیج دیا۔ ابو محمد نے بغداد میں پہنچ کر وزیر ابو المعالی کے توسط سے سلطان برکیاروق سے ملاقات کی۔ سلطان برکیاروق نے خرچ کے لئے تیس ہزار دینار طلب کئے ابو محمد نے عرض کی "میرا مال انبار میں ہے" برکیاروق نے وزیر السلطنت ابو المعالی کو انبار بھیج کر ابو محمد کا کل مال و اسباب اور زر نقد

---

[1] ابوالحسن نے بغاوت کے بعد ابو محمد / دقاق بن تتش کو زر نقد دے کر محاصرہ جبلہ پر ابھارا تھا چنانچہ دقاق ایک مدت تک جبلہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کیا۔ ابو محمد نے یہ خبر اڑا دی کہ سلطان برکیاروق شام کی طرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ تھوڑے دنوں بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہنچے۔ اس مرتبہ ابو محمد نے یہ مشہور کیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرہ سے چھڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے کو آ رہی ہیں عیسائی فوجیں اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر چلی گئیں، جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہو گئی تو پھر سہ بارہ محاصرہ کو بڑھیں۔ ابو محمد نے ان عیسائیوں کی طرف سے جو اس وقت جبلہ میں سکونت پذیر تھے محاصر عیسائی فوج کو لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلاں برج کی طرف آؤ ہم تم کو شہر پر قبضہ دے دیں گے۔ عیسائی افسر اس پیام کو سن کر بے حد محظوظ ہوا۔ فوراً تین سو سواروں کو اس برج کی طرف روانہ کیا۔ راستہ تنگ تھا ایک ایک سپاہی برج میں داخل ہوتا تھا۔ اور ابو محمد ان کو مارتا جاتا تھا تا آنکہ سب کو مار ڈالا صبح ہوتے ہی مقتولوں کے سروں کو عیسائی کیمپ میں پھنکوا دیا عیسائی فوجیں اس ماجرے کو دیکھ کر سہم گئیں۔ اسی وقت محاصرہ اٹھا کر واپس گئیں۔ چند دنوں کے بعد پھر محاصرہ کا شوق چرایا۔ اس مرتبہ عیسائیوں کا سپہ سالار کند اصطبل گرفتار کر لیا گیا۔ عیسائیوں نے کثیر التعداد زر نقد دے کر اسے رہا کرایا۔ مگر پھر بھی محاصرہ کی ہوس دماغ سے نہ گئی۔ ابو محمد نے یہ خیال کر کے کہ عیسائی فوجیں چین سے نہ بیٹھنے دیں گی طغتگین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسی کو جبلہ بھیج دیں میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں۔ چنانچہ طغتگین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا اور ابو محمد نے جبلہ اسکے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دہم صفحہ ۱۲۹۔

ہنگڈ الیا اور اس میں سے ایک حبہ تک ابو محمد کو نہ دیا جیسا کہ آپ ابھی اُوپر پڑھ آئے ہیں۔

صدقہ بن منصور کی بغاوت

علاوہ اس کے برکیارق نے اور بہت سے ناجائز افعال و حرکات کا ارتکاب شروع کر دیا۔ جس کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بعد ازاں برکیارق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والی حلب کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خراج کا جمع ہے بھیج دو۔ صدقہ اس رقم کے ادا کرنے سے قاصر ہوا۔ برکیارق نے دھمکی دی۔ اس پر صدقہ کو بھی جوش آ گیا علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیارق نے اس خبر سے آگاہ ہو کر امیر ایاز کے ذریعہ سے صدقہ کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف جواب دے دیا۔ کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں، میں تمہارے پاس ہرگز نہ آؤں گا۔ صدقہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو کوفہ بھیج دیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیارق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالک مقبوضہ میں اس کو شامل کر لیا۔

محمد بن ملک شاہ کا بغداد پر قبضہ

ہم اُوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے اواخر ذالحجہ ۴۹۱ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی سنجر بھی تھا۔ اور برکیارق حلوان ہوتا ہوا بغداد چلا آیا تھا اور اس پر قابض و متغلب ہو گیا تھا مگر چند دنوں کے بعد اہل بغداد کو اس کے ناجائز حرکات سے کشیدگی اور بیزاری پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ محمد تک اس کی خبر پہنچی۔ دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت مقام حلوان میں پہنچا ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے مع اپنی فوج اور خدم اور حشم کے ملاقات کی۔ سلطان محمد کی جمعیت ایلغازی کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیارق شدت مرض سے اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ عام طور سے اس کی زندگی کی اُمید نہ تھی اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کر بغداد کی غربی جانب چلے آئے تھے۔

اس اثناء میں محمد، بغداد آ پہنچا دجلہ کے دونوں کناروں پر دونوں بھائیوں برکیارق اور محمد کی فوجیں پڑی تھیں۔ جو ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں۔ برکیارق مع اپنے مصاحبوں اور لشکر کے بغداد کو حسرت آلودہ نگاہوں سے دیکھتا ہوا واسط چلا گیا۔ اور محمد فرحاں و شاداں بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا۔ جس میں برکیارق کی بدکرداریوں کی شکایت تحریر تھی اور محمد کے آنے پر اظہار مسرت کیا تھا۔ مجلس شوریٰ اور جامع بغداد کے ممبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل شہر نے اظہار مسرت کی غرض سے روشنی کی۔ آتشبازی چھوڑائی۔ صدقہ بن منصور والی حلب ملنے کو آیا۔ اہل بغداد نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا۔ سنجر نے گوہر آئین کے مکان میں سکونت اختیار کی۔

موید الملک کے بعد قلمدان وزارت خطیر الملک ابو منصور محمد بن حسین کو حوالہ کیا گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔

محمد اور برکیاروق کی مصالحت

۱۵ محرم ۴۹۶ھ کے بعد سلطان محمد اور اس کے بھائی سنجر نے بغداد سے اپنی اپنی دارالحکومتوں کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ سنجر خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ اور محمد نے ہمدان کا راستہ لیا۔ جوں ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ برکیاروق نے خلافت مآب کو الفاظ نا ملائم و قبیح سے یاد کیا ہے اور نیز اس کے حرف خاص سے معترض ہوا ہے۔ خلافت مآب نے محمد کو جنگ برکیاروق کی غرض سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد نے پھر بغداد کی جانب معاودت کی۔ خلافت مآب کو برکیاروق کی طرف سے اس رنج و غصہ تھا کہ بنفسِ نفیس میدان جنگ میں چلنے کو تیار ہوا۔ سلطان محمد نے گزارش کی "امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ جاں نثار، برکیاروق کی سرکوبی کو کافی ہے۔" خلافت مآب نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی۔ اور محمد نے ابو المعالی مفضل بن عبدالرزاق کو شحنۂ بغداد مقرر کر کے برکیاروق سے جنگ کرنے کو واسط کی طرف کوچ کیا۔ برکیاروق جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، محمد کے آتے ہی بغداد سے واسط چلا آیا تھا جب کسی قدر اس کو مرض میں افاقہ محسوس ہوا تو شرقی واسط میں آکر قیام پذیر ہوا کیونکہ اہل واسط اس کے جور و ظلم سے تنگ آکر بھاگے جا رہے تھے، چند روز کے بعد شرقی واسط سے بلاد بنی برسق کی طرف کوچ کیا۔ ان لوگوں نے برکیاروق کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا اور اس کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے۔ محمد کو روزانہ برکیاروق کی نقل و حرکت کی اطلاع ملتی جاتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا تا آنکہ مقام نہاوند میں برکیاروق اور محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دو روز تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ مگر جنگ کی نوبت نہ آئی۔ سردی اور برف کی شدت نے فریقین کو جدال و قتال سے روک دیا۔ بعد ازاں امیر ایاز اور وزیر ابو المحاسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلداجی وغیرہ محمد کی طرف سے ایک مقام پر جمع ہوئے۔ باہمی نزاع اور خانہ جنگی سے جس قدر نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس پر اظہار خیالات ہوئے۔

صلح نامے کی شرائط

بالآخر مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت و سلطنت دی جائے۔ حیرہ، آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل کی عنان حکومت، محمد کے قبضہ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہو گا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کے مخالفین کو اس کے ساتھ ہو کر پامال اور زیر کرے۔ غرض ان شرائط پر فریقین نے مصالحت کی۔ صلح نامہ کو وکلاء فریقین نے دستخطوں سے مرتب و مکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ

ربیع الاوّل ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا۔ برکیاروق ساوہ کی جانب روانہ ہوا۔ اور محمد نے قزوین کی طرف کوچ کیا۔

برکیاروق کے حامی امراء کا قتل

مصالحت کے بعد محمد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے ان لوگوں نے در پردہ برکیاروق سے سازش کر لی تھی اور اسی وجہ سے وہ میری مخالفت کرتے تھے، اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزوین کو اشارہ کر دیا۔ رئیس قزوین نے دعوت کے بہانے اُن امراء کو جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے اپنے مکان پہ بلایا۔ محمد کو موقع مل گیا، بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ وہ اندھے ہو گئے، اس وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ پھر کھل گیا۔ اسی زمانے میں امیر ینال بن انوش تکین نے برکیاروق سے جب کہ وہ فرقہ باطنیہ سے معروف جدال و قتال تھا۔ علیحدگی اختیار کر کے محمد سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کے ساتھ ساتھ رے کو روانہ ہوا۔

برکیاروق کا محمد پر انتقامی حملہ

رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر برکیاروق تک پہنچی آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً لشکر آراستہ کر کے آٹھ شب میں مسافت طے کر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا، نویں روز فریقین نے صف آرائی کی دونوں فریق کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کی جمعیت تھی۔ برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی آوہ نے امیر ینال بن انوش تکین پر حملہ کیا، جو محمد کے میمنہ کا کمان افسر تھا، امیر ینال مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا امیر ینال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اس کا کچھ حصہ طبرستان میں جا کر پناہ گزین ہوا اور دو چار دستے قزوین پہنچ گئے، ستر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جا کر دم لیا۔ خیمے، اسباب آلات جنگ اور غلہ و رسد وغیرہ لوٹ لیا گیا۔ امیر ایاز اور البکی بن برستق قم تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر محمد کے گرد کو بھی نہ پہنچا، بے نیل مرام واپس آیا۔

برکیاروق کا اصفہان کا محاصرہ

اصفہان میں محمد کا ایک نائب رہتا تھا امیر ینال وغیرہ بھی شکست اٹھا کر یہیں چلے آئے تھے، محمد نے پہنچتے ہی شہر پناہ کی درستی کا حکم دیا (جس کو علاء الدین بن کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں سلطان طغرل بک سے جنگ کرنے کو بنوایا تھا) خندقوں کو اس قدر عمیق کرایا کہ پانی پھوٹ نکلا، موقع موقع سے فصیلوں پہ منجنیقیں نصب کرائیں غرض مضبوطی اور استحکام کا انتظام پورا پورا کیا۔ اور ہر طرح سے اپنے کو برکیاروق کا مدِ مقابل بنا لیا۔ برکیاروق کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی لشکر آراستہ کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں اصفہان پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ

گاڑ دیا۔ اس کی رکاب میں پندرہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ ایک مدت تک حصار کیے رہا۔ آخر کار محصوروں کو رسد و غلہ کی کمی محسوس ہوئی، تا آنکہ لشکری بھوکوں مرنے لگے، گھوڑوں اور اونٹوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کیا۔ بدرجہ مجبوری محمد نے شہر کو اپنے امرائے لشکر کے سپرد کیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو لیے ہوئے بروز عید الضحیٰ سنہ مذکور شہر کی ایک جانب سے نکل کھڑا ہوا، اس کے ہمراہ امیر ینال بھی تھا۔ گھوڑے، دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے، ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا، چند کوس چل کر قیام کر دیا۔

برکیارق کی مراجعت

جاسوسوں نے برکیارق کو اس اقدام سے مطلع کیا۔ برکیارق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوجی ہمراہ کیا۔ امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جلد ہی محمد کو اپنے حلقہ میں کر لیا۔ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا "اے ایاز میں نے کبھی تیرے ساتھ برائی نہیں کی۔ تیری گردن میں میرے عہد و پیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ میری ایذا رسانی سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا" ایاز نے ان دردناک فقروں کو سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ گھوڑے علم اور کچھ مال و اسباب لے کر برکیارق کے پاس واپس آیا۔ برکیارق نے محاصرے میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ خندقوں کو مٹی اور نرکل سے پاٹ دیا۔ سیڑھیاں لگا کر فصیلوں پر فوج کو چڑھا دیا۔

اہل شہر بھی باہم عہد و پیمان کر کے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے جی توڑ کر لڑے اور محاصرہ کرنے والوں کو مار بھگایا۔ برکیارق کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اہل شہر کی مردانگی سے اس درجہ متاثر و خائف ہوا کہ ۱۸ ذوالحجہ سنہ مذکور کو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب مراجعت کی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو مع ترشک موالی کے ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے شہر قدیم موسوم بہ شہرستان کے محاصرہ پر چھوڑ دیا۔

وزیر ابو المحاسن کا قتل

زمانۂ محاصرہ اصفہان میں برکیارق کا وزیر ابو المحاسن عبد الجلیل بن محمد دہستانی مارا گیا۔ اپنے خیمہ سے سوار ہو کر سلطان برکیارق کی خدمت میں جا رہا تھا۔ ایک شخص[1] نے لپک کر برچھے کا وار کیا چکرا کر گرا۔ خدام خیمہ میں اٹھا لائے دم توڑ دیا۔ وزیر ابو المحاسن

---

[1] بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابو سعید حداد کا غلام تھا۔ وزیر السلطنت نے ابو سعید کو گزشتہ سال میں قتل کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے اس نے موقع پا کر وزیر کو مار ڈالا۔ اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

کریم النفس، فسیح الصدر اور خلیق تھا لیکن اس کے زمانۂ وزارت میں تاجروں کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ آئے دن فتنہ وفساد کی وجہ سے خراج میں کمی ہو گئی تھی تاجروں سے قرض لے کر کام چلایا جاتا تھا۔ اور پھر وہ بوجہ جدال وقتال ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ تجارت پیشہ اصحاب، شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جو باقی رہ گئے تھے وہ داد وستد کے معاملہ پر مجبور کئے جاتے اور جبراً ان سے قرض لیا جاتا۔ آخر کار اس کی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے باقی مطالبات ڈوب گئے، اس کا بھائی عمید مہذب ابو محمد بوقت مصالحت برکیاروق ومحمد اس کا نائب ہو کر بغداد گیا ہوا تھا اُسے ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے جو محمد کی طرف سے مامور تھا گرفتار کر لیا۔

ایلغازی بن ارتق کا بغداد سے فرار

ایلغازی بن ارتق کو سلطان محمد نے زمانۂ جنگ اول میں شحنگی بغداد پر مامور کیا تھا جیسا کہ ہم اُوپر تحریر کر آئے ہیں خراسان کی راہ داری پر بھی یہی مامور تھا۔ ایک روز دجلہ عبور کر کے بغداد آرہا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ایک سوار نے ایک ملاح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح مر گیا۔ عوام الناس بگڑ گئے، قاتل کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے باب نوبہ پر لائے۔ اتفاقاً ایلغازی کا لڑکا مع ایک گروہ کے مل گیا اُس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ ان لوگوں نے اس پر تیر باری کی۔ وہ روتا پیٹتا ایلغازی کے پاس پہنچا۔ ایلغازی کو غصہ آگیا سوار ہو کر ملاحوں کے محلہ کی طرف گیا اور کھڑے کھڑے اُن کو لٹوا لیا۔ اوباشوں اور بدمعاشوں نے ایلغازی کے ہمراہیوں پر دست درازی شروع کی۔ ایلغازی کے ہمراہی ان کی سرکوبی کی جانب متوجہ ہوئے۔ وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگے۔ ہمراہیان ایلغازی نے تعاقب کیا جوں ہی یہ لوگ نصف دریا میں پہنچے ملاحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا۔ خود تو تیر کر نکل آئے اور وہ سب ڈوب گئے ایلغازی نے ترکمانوں کو بغداد کے غربی جانب کو لوٹنے کے لئے جمع کیا۔ خلیفہ مستظہر کو اس کی خبر لگ گئی۔ قاضی القضاۃ اور الکیا الہراسی مدرس نظامیہ کو ایلغازی کے پاس منع کرنے کو بھیجا۔ چنانچہ ایلغازی ان لوگوں کے روکنے سے اپنے اس ارادہ سے رُک رہا۔

پس جب سلطان محمد کو بمقابلہ برکیاروق شکست ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کر نکل بھاگا اور برکیاروق نے رَے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کمشتکین قیصرانی کو شحنہ بغداد مقرر کر کے دار الخلافت کی طرف روانہ کیا۔ ایلغازی نے یہ سُن کر اپنے بھائی سقمان کو قلعہ کیفا سے کمشتکین کی مدافعت کو بُلا بھیجا۔ چنانچہ سقمان تکریت ہوتا اور اس کو تاخت وتاراج کرتا ہوا بغداد پہنچ گیا۔ اسی اثناء میں کمشتکین بھی ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو بغداد کے قریب آ اُترا۔ ایلغازی اور اس کے بھائی سقمان نے بغداد سے نکل کر

دو ایک گاؤں کو لوٹا کمشتکین کا ایک حصّہ لشکر تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس آیا، ایلغازی اور سقمان تو چلے گئے۔ کمشتکین اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوا۔ جامع بغداد میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد کمشتکین نے خلیفہ مستظہر کی طرف سے سیف الدولہ صدقہ والی حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سیف الدولہ صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ اور سامان سفر درست کر کے جسد صرصر کی جانب کوچ کر دیا۔ بغداد میں خطبوں سے سلاطین کے نام نکال ڈالے گئے صرف خلافت مآب کی دعا پر اکتفا کیا گیا۔

سیف الدولہ اور ایلغازی کا اتحاد

سیف الدولہ نے صرصر میں پہنچ کر ایلغازی اور سقمان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو آتا ہوں۔ ایلغازی اور سقمان یہ سن کر لوٹ پڑے اور سب کے سب نہر دجیل کے تمام چھوٹے بڑے دیہاتوں کو لوٹنے لگے۔ قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی، عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ہمراہ تھے طوفان اٹھا دیا۔ خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا۔ مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ دجیل کے دیہاتوں کو تاخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہنچ کر قیام کیا عوام الناس تو ان سے برہم ہی تھے۔ بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید جدال و قتال پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ خلافت مآب نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی اور تاج الرؤسا ابن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس اس ہنگامہ کے روکنے کو روانہ کیا۔ سیف الدولہ وغیرہ نے یہ شرطیں پیش کیں کہ (۱) کمشتکین قیصرانی کو جو برکیاروق کی طرف سے بغداد کا شحنہ ہے نکال دیا جائے (۲) جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا پھر خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے دونوں شرطوں کو منظور فرمایا۔

کمشتکین کی امان کی درخواست

چنانچہ کمشتکین نے بغداد سے نکل کر واسط کا راستہ لیا۔ اور سیف الدولہ نے حلہ کی جانب معاودت کی۔ ادھر جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اُدھر کمشتکین نے واسط میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ سیف الدولہ اور ایلغازی کو اس کی خبر لگی، فوراً اپنی فوجوں کو مرتب کر کے واسط پر جا اترے کمشتکین نے واسط چھوڑ دیا۔ سیف الدولہ نے تعاقب کیا۔ بالآخر کمشتکین نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیف الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام امیروں نے اپنے بیٹوں کو اپنا نائب بنایا، ایلغازی نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور سیف الدولہ

سنہ حلہ کی طرف، چونکہ واقعات وحادثات مذکورہ بالا سے خلافت مآب کو سیف الدولہ سے کشیدگی پیدا ہوگئی تھی اس وجہ سے سیف الدولہ نے واسطہ سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے اس کی معذرت قبول فرمالی اور خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا۔

نیال کی شکست اور بغداد کو روانگی

رے میں سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ پس جب سلطان محمد کو محاصرۂ اصفہان سے فرصت ملی تو نیال بن انوشتگین حسامی کو رے کی جانب اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کرنے کو روانہ کیا۔ نیال کے ہمراہ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا۔ ان لوگوں نے رے میں پہنچ کر قبضہ کرلیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم وستم کرنے لگے، سلطان برکیارق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ نیال کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ۱۶ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال مع اپنے بھائی علی کے شکست کھا کر بھاگا۔ علی نے قزوین کا راستہ لیا اور نیال پہاڑی راستہ سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں اس کے اکثر ہمراہی پہاڑ کے کھڈوں میں گر کر مر گئے۔ بہزار دقت وخرابی بسیار سات سو پیادوں کے ساتھ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستظہر بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ دو چار روز بعد جب نیال کے ہوش وحواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی دفع ہوئی تو اس نے ایلغازی اور سقمان پسران ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا۔ اور سلطان محمد کی اطاعت کی قسم کھائی بعد ازاں سب کے سب سیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان محمد کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کے جبر وتشدد کا استیصال

نیال نے بغداد میں پہنچ کر ایلغازی کی بہن سے نکاح کیا جو تاج الدولہ تتش کی زوجیت میں تھی اور حسب عادت قدیمہ لوگوں پر ظلم وستم کرنے لگا۔ اراکین دولت اور امراء لشکر سے جبرًا مال تاوان وصول کرنے لگا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل وغارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ جو شخص ان لوگوں کا ذرا بھی مخل اور مزاحم ہوتا اس کو زندگی دوبھر ہو جاتی۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی کو نیال کے پاس ان افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کی ممانعت کو بھیجا۔ نیال نے قسم کھائی کہ آئندہ میں ایسے افعال کا جس سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہو ارتکاب نہ کروں گا مگر عہد پورا نہ کر سکا۔ بدستور اسی وطیرہ پر قائم رہا۔ خلافت مآب نے اس قسم کا پیام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا تھا۔ اس نے بھی خلافت مآب کے حکم کی اطاعت کا اقرار کیا قسم کھائی لیکن اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم وستم سے نہ رکے، تب خلافت مآب نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم وستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے بلا بھیجا۔ سیف الدولہ نے

ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۴۹۶ھ میں وارد بغداد ہو کر مقام نجمی میں خیمہ زن ہوا۔ نیال وایلغازی کو طلب کر کے نصیحت و فضیحت کی اور ان کو عراق سے کوچ کر جانے پر مجبور کیا۔ نیال نے مہلت مانگی سیف الدولہ نے اس کو مہلت دی اور حلہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد یکم ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کئے جو اہل بغداد کے ساتھ کر رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم ڈھانے لگا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ کو پھر اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دئے۔ جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی شحنہ بغداد کے ہمراہ نیال کے پاس گئے۔ نیال ان لوگوں کے روبرو سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہونے کو آذربائیجان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور ایلغازی مع اپنی فوج کے بغداد واپس آیا۔

نیال کا رَے پر قبضہ

گنجہ اور بلاد اران پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اس کا ایک لشکر بہ افسری امیر عز علی رہا کرتا تھا۔ سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت سے محصور تھا۔ امیر عز علی مع اپنی فوج کے سلطان محمد کی کمک کو اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی تھا۔ ۲۰ ذالحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ رَے پہنچے۔ برکیاروق کے لشکر نے رَے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی۔ ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی ملازمت حاصل ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی پسران انوش تکین بھی تھے۔ چھ ہزار سواروں کی جمعیت ان لوگوں کو سلطان محمد نے نیال کو مع اس کے بھائی علی کے رَے کی جانب روانہ کیا۔ سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر پا کر رَے چھوڑ کر بھاگ گیا، نیال نے رَے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رَے کی حمایت کو آگیا ہے۔ سلطان محمد نے بلاد شروان کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ اردبیل پہنچا۔ مودود[1] بن اسمٰعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذربائیجان) نے سلطان محمد کو بلا بھیجا۔ سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو مودود کا انتقال ہو گیا۔ پس اس کے کل لشکریوں اور امراء فوج نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ از انجملہ سقمان قبطی والی خلاط وارمینیہ محمد بن باغیسان داس کا باپ والی انطاکیہ

---

[1] مودود کا باپ اسمٰعیل، سلطان برکیاروق کا ماموں تھا۔ شروع زمانہ حکومت برکیاروق میں اس نے برکیاروق کی مخالفت کی، برکیاروق نے اس کو قتل کر دیا۔ مودود کو اس وجہ سے برکیاروق کے ساتھ مخالفت پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں اس کی بہن سلطان محمد سے بیاہی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلا بھیجا تھا۔ منہ

تھا، اور البپ ارسلان بن سبع احمر تھا۔

باب خوی کا معرکہ

سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کے اجتماع سے مطلع ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہنچ گیا۔ آذربائیجان کے باب خوی پہ دونوں سلطانوں سے مقابلہ ہوا۔ مغرب سے عشاء کے وقت تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں سلطان برکیاروق کی طرف سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پہ حملہ کیا۔ سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی جانب بھاگا۔ امیر سقمان بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیر علی والی اردن روم نے اس سے ملاقات کی۔ بعد ازاں آنی کی جانب کوچ کیا۔ منوچہر برادر فضلون رووادی اس شہر کا حاکم تھا پھر آنی سے تبریز چلا آیا۔ محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی اس جنگ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا۔ شکست کے بعد سلطان محمد نے دیار بکر میں جا کر دم لیا۔ چند روز دیار بکر میں قیام کر کے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

محمد بن موید الملک

محمد زمانہ حیات موید الملک میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا۔ ہمسائیوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی، ہمسائیوں نے اس کے باپ موید الملک سے اس کے ظلم و جور کا شکوہ کیا، موید الملک نے گوہر آئین کو اس کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا۔ محمد کو خبر لگ گئی، دار الخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ بعد ازاں ۴۹۲ھ میں مجد الملک باسلانی کے پاس چلا گیا۔

انہی دنوں اس کا باپ موید الملک سلطان محمد کے پاس قبل دعوئ سلطنت و بادشاہی گنجہ میں تھا۔ مجد الملک باسلانی کے مارے جانے کے بعد محمد اپنے باپ موید الملک کے پاس جا پہنچا۔ اس وقت موید الملک سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا۔ جب اس کا باپ موید الملک مارا گیا تب بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان برکیاروق شکست کے بعد سلطان محمد مابین مراغہ و تبریز ایک پہاڑ پر جا کر مقیم ہوا، ایک برس تک وہاں قیام پذیر رہا۔

وزیر سدید الملک کی معزولی

خلیفہ مستظہر نے عمید الدولہ وزیر کی معزولی کے بعد سدید الملک ابو المعالی بن عبد الرزاق ملقب بہ عضد الدین کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا تھا۔ جب ۴۹۶ھ میں اسے گرفتار کر کے مع اس کے اہل و عیال کے دار الخلافت میں قید کر دیا۔ اس کے اہل و عیال اصفہان سے اتفاقاً گئے تھے جو اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی معزولی کا سبب یہ ہے کہ وزیر سدید الملک مجلس شوریٰ کے قواعد سے ناواقف تھا۔ اس کی ساری

عمر سلاطین کی ملازمت میں بسر ہوئی تھی۔ اسی قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی و خوگر ہو رہا تھا اور مجلس شوریٰ خلافت کا یہ طور اور طریقہ نہ تھا۔

ابوالقاسم بن جہیر کا عہدۂ وزارت پر تقرر

وزیر مذکور کی گرفتاری کے بعد خلافت مآب نے امین الدولہ ابوسعد بن موصلایا کو مجلس شوریٰ کا ناظر مقرر کیا اور زعیم الرؤساء ابوالقاسم بن جہیر کو حلہ سے طلب فرمایا۔ ارباب دولت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا دربارِ خلافت سے خلعت وزارت مرحمت ہوئی، قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔ زعیم الرؤساء ابوالقاسم، امین الدولہ ابوسعد مذکور کا ہمشیر زادہ تھا چونکہ ابوالمحاسن وزیر سلطان برکیاروق ابوالقاسم کو سلطان محمد کی جانب داری سے متہم کرتا تھا اور یہ الزام بھی اسی کے سر تھوپتا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پہ آمادہ کر رہا ہے۔ اس وجہ سے گزشتہ سال میں بخوف سلطان برکیاروق بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جاکر پناہ گزیں ہوا باقی رہا اس کا ماموں امین الدولہ ابوسعد، اس نے بھی مجلس شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی اور خانہ نشین ہو گیا۔

ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی

پانچویں صدی کے آخر میں زعیم الرؤساء پھر معزول کیا گیا بخوفِ گرفتاری سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جاکر پناہ گزیں ہوا۔ سیف الدولہ نے اس کو بحفاظت تمام حلہ بلوا لیا۔ یہ واقعہ زعیم الرؤساء کی وزارت کے تین برس چند مہینے بعد وقوع میں آیا تھا۔ قاضی ابوالحسن دامغانی چند روز اس کی قائم مقامی کرتا رہا، بعدہ ابوالمعالی بن محمد بن مطلب ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوا پھر ۵۰۲ھ میں باشارۂ سلطان محمد معزول کیا گیا مگر اس شرط پر کہ آئندہ عدل و انصاف سے کام لے گا، رعایا کے ساتھ جبر و ظلم سے پیش نہ آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا عہدہ نہ دے گا۔ پھر عہدۂ وزارت پر باجازت سلطان مذکور بحال ہوا۔ اور رجب ۵۰۳ھ میں پھر معزول کیا گیا۔ اس کے بجائے ابوالقاسم بن جہیر عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ ۵۰۹ھ تک وزارت کرتا رہا۔ بعدہ ربیع ابومنصور بن وزیر ابوشجاع محمد بن حسین وزیر سلطان قلمدان وزارت کا مستحق قرار پایا۔

برکیاروق و محمد میں مصالحت

کئی سال گذر گئے اور دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) میں جدال و قتال کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ خونریزی، قتل و غارت کی کثرت ہی ہوتی گئی، گاؤں، قصبے اور شہر ویران و خراب ہو گئے۔ امراء اور حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے پیشتر وہ حکومت سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے سلطان برکیاروق

کا دارالحکومت رے تھا۔ رے، جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ اور حرمین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور سلطان محمد نے آذربائیجان کو اپنا مستقر حکومت بنا رکھا تھا، آذربائیجان، بلاد وارانیہ، ارمینیہ، اصفہان اور باستثناء تکریت کل عراق میں سلطان محمد کا سکہ چل رہا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بطائح کے صوبے میں بعض مقامات پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض مقامات پر سلطان محمد کا۔ بصرے میں دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ باقی رہا خراسان، اس کی یہ کیفیت تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک، سنجر برادر سلطان محمد کے قبضے میں تھا۔ اور خطبوں میں بعد سلطان محمد کے سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان برکیاروق ان امور اور نیز امراء و حکام کے تحکم و قلت مال و خرابی ملک کا احساس کر کے مصالحت کی جانب مائل ہوا۔ قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قراتکین کو اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔

صلح نامہ کی شرائط

ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیام مصالحت پہنچایا، بعدہ مصالحت کے فوائد، خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ و پند کے پیرایہ میں بیان کیا۔ سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ ان شرائط سے دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی:-

(۱) یہ کہ سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم و طبل سے مزاحم و معترض نہ ہو۔

(۲) یہ کہ فریقین کے بلاد مقبوضہ میں دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔

(۳) یہ کہ دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسط سے خط و کتابت کی جائے۔ بغیر توسط وزیر کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھ سکے گا۔ (۴) یہ کہ کسی فریق کو مجاز نہ ہو گا کہ وہ کسی لشکری کو روک ٹوک کرے۔ جس کا جس سلطان کے پاس جی چاہے چلا جائے (۵) یہ کہ نہر اسبیذرود سے باب الابواب، دیار بکر، جزیرہ، موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ و تصرف رہے۔ اور سیف الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کا ماتحت سمجھا جائے (۶) یہ کہ علاوہ مذکورہ بالا شہروں کے کل ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دے جائیں۔

محمد کی اصفہان سے دستبرداری

مصالحت ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امراء کو جو اصفہان میں تھے کہلا بھیجا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپرد اور حوالہ کر کے واپس آؤ۔ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو بخوشی اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن

ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور حسب ہدایت اصفہان کو سلطان برکیارق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کی طرف چلے آئے ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل و عیال بھی تھے۔ سلطان برکیارق نے نہایت عزت و احترام سے زر کثیر اور بہت سا سامان سفر مرحمت فرما کر اپنے بھائی کے اہل و عیال کو رخصت کیا اور حفاظت و خدمت کی غرض سے ایک فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین کر دیا۔

ایلغازی شحنۂ بغداد اور سیف الدولہ

اس کے بعد سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح کو تحریر کیا تھا۔ ایلغازی شحنہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت دی۔ چنانچہ بغداد اور واسط کے منابر پر جمادی الاولیٰ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ امیر سیف الدولہ صدقہ والی حلہ نے اس کی مخالفت کی اور خلافت مآب کو لکھ بھیجا کہ میں ایلغازی کو بغداد سے نکال باہر کرنے کو عنقریب آنیوالا ہوں۔ امیر سیف الدولہ سلطان محمد کا ہوا خواہ تھا ایلغازی نے یہ خبر پاکر ترکمانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عقرقوبا میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لئے ہوئے آپہنچا۔ تاج کے حضور میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور غربی بغداد میں جاکر خیمہ زن ہوا۔ ایلغازی نے معذرت کی کہ میں نے سلطان برکیارق کی اطاعت اس وجہ سے کی ہے کہ سلطان محمد نے مصالحت کر لی ہے۔ حلوان جو میری جاگیر ہے باعتبار مصالحت سلطان برکیارق کا بلاد مقبوضہ تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں شحنہ ہوں سلطان مذکور ہی کے بلاد میں شامل ہوا ہے۔ سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلہ واپس آیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۷ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیارق، امیر ایاز، اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور ساتھ ہی اس کے سند حکومت و سلطنت بھی بھیجی۔ سلطان برکیارق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا۔ سروں پر رکھا اور خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

برکیارق کی وفات

سلطان برکیارق نے مصالحت کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کی کئی مہینے مقیم رہا اس اثناء میں علیل ہو گیا۔ اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ مقام بروجرد پہنچا تھا کہ مرض نے شدت اختیار کی۔ بدرجہ مجبوری قیام کیا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا، چالیس روز تک ٹھہرا رہا۔ جب اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی، اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا۔ اراکین سلطنت بھی حاضر ہوئے۔ دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا۔ اراکین دولت سے امیر ایاز اور ملک شاہ

کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لی گئی اور ان لوگوں کو روانگی بغداد کا حکم دیا اور خود بقصد واپسی اصفہان یزدجرد میں ٹھہرا رہا۔

امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق نے وفات پائی امیر ایاز اور ملک شاہ اس خبر کو سُن کر لوٹ پڑے۔ تجہیز و تکفین کر کے اصفہان میں لائے اور اس تربت میں جو اس کے لئے بنائی گئی تھی دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد کو روانگی

تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے، خیمے، پھریرے، چتر اور وہ تمام اسباب جو شاہی شان و شوکت کے لئے ضروری ہوتے ہیں ملک شاہ کے لئے مہیا کئے، امیر ایلغازی شحنہ بغداد، مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم میں اصفہان آیا ہوا تھا۔ اور وہی اس کو ابھار کر دار الخلافت بغداد لئے جا رہا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ ۱۵ ربیع الآخر سنہ مذکور کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے، پندرہ ہزار سوار رکاب میں تھے۔ وزیر ابو القاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا۔ مقام دیالی میں ملاقات ہوئی مجلس شوریٰ میں امیر ایلغازی اور امیر طغایرک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرما لی اور وہی خطابات اس کو عطا کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے۔ خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات سونا اور چاندی نثار کیا۔

سلطان محمد اور والئی موصل چکرمش

چونکہ موصل منجملہ ان بلاد کے تھا جو سلطان محمد کو بر وئے مصالحت ملے تھے۔ اس وجہ سے مصالحت کے بعد سلطان محمد نے موصل کی روانگی کا عزم بالجزم کیا (موصل اس وقت تک چکرمش کے قبضۂ اقتدار میں تھا) مگر آذربائیجان سے اپنے ہمراہیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا۔ جب اس کے ہمراہی آذربائیجان سے تبریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابو المحاسن کو محافظت اصفہان کے صلہ میں قلمدان وزارت سپرد فرمایا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا چکرمش کو اطلاع ہوئی۔ اس نے قلعہ بندی کا انتظام کیا۔ شہر کی فصیلوں پر جا بجا منجنیقیں نصب کرائیں۔ جدید نہریں کھدوائیں۔ دھس باندھے اور بیرونجات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں چلے آنے کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سلطان محمد نے موصل پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آغاز جنگ سے پیشتر اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکرمش کے پاس بھیج دیا تھا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ملکیت اس کو حاصل ہوا تھا اور نیز وہ صلح نامہ بھی دکھلایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے

ساتھ ہی یہ وعدہ کیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو گے تو میں تم کو تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا۔ جکرمش نے کہلا بھیجا "سلطان برکیارق کا فرمان میرے پاس آیا ہے جو اس مصالحت اور صلح نامے کے خلاف ہے"۔

سلطان محمد یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا محاصرہ میں سختی سے کام لینے لگا، لڑائی چھڑ گئی۔ ہزار جانیں جانبین کی تلف ہو گئیں۔ ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج تمام دن لڑتی رہی اور اس قدر متواتر حملے کیے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ کر فصیل میں روزن کر دیا۔ لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رات ہو گئی۔ محاصرین اپنے مورچے میں واپس آئے۔ محصوروں نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کر لی اور قدر انداز وں کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے پھر ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ سپاہیوں نے سرفروشانہ جنگ شروع کر دی۔ ۹ ربیع الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دسویں ماہ مذکور کو سلطان برکیارق کی وفات کی خبر جکرمش کو پہنچی۔ اس نے ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ رائے یہ قرار پائی کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ چنانچہ جکرمش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیام بھیجا "آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجیے میں آپ کی اطاعت بخوشی و رغبت قبول کرتا ہوں" سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل میں پہنچ کر جکرمش کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں لے آیا۔ سلطان محمد نے اٹھ کر معانقہ کیا اور پھر بلا تاخیر اسے موصل واپس کر دیا۔ کیونکہ اہل شہر جکرمش کے چلے آنے سے بے حد پریشان اور گریاں و نالاں تھے۔ اگلے دن جکرمش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو بیش بہا تحائف اور نذرانے روانہ کیے۔

سلطان محمدؒ کی بغداد کو روانگی

سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیارق کے انتقال کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سقمان قطبی[1] اور جکرمش والی موصل وغیرہ امراء دولت سلجوقیہ اس کے ہمراہ تھے، اس سے پیشتر سیف الدولہ والی حلہ نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیادے، اور اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کے پاس اسے بغداد لانے کو بھیجا تھا۔ پس یہ دونوں بھی موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوا۔ اور بغداد کے باہر آ کر خیمے نصب کرائے امراء اور اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی۔ مگر وزیر ابو المحاسن نے اس رائے کی مخالفت کی سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی غلطی اور جنگ کے عواقب کو

---

[1] سقمان قطبی، قطب الدولہ اسمٰعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد جعفری بک نام تھا جو الپ ارسلان کا باپ تھا۔

ظاہر کیا اور یہ طمع دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے گی تو وہ بڑا دریا دل ہے۔ تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز حیص بیص میں پڑ گیا کبھی مصالحت و اطاعت کی جانب جھکتا تھا اور کسی وقت جنگ و جدال پر تُل جاتا تھا اسی طرف اس کو طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جاتا تھا اور ناکہ بندی بھی کر رہا تھا تا آنکہ سلطان محمد آخری جمادی الآخر ۴۹۸ھ کو بغداد پہنچ گیا۔ غربی بغداد میں مقیم ہوا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خُطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ شرقی جانب پڑھا جاتا تھا۔ جامع منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کی دُعا پر اکتفا کیا۔ اور اللھم اصلح سلطان العالم کہہ کر خاموش ہو گیا۔

سلطان محمد اور امیر ایاز

امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا۔ ان میں سے بعضوں نے حلف لیا اور بعضوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلا ہی حلف ایفائے عہد و پاس وعدہ کے لئے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہوئے، اُسی وقت وزیر السلطنت ابوالمحاسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے کیمپ میں مصالحت کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔ پہلے ابوالمحاسن نے سلطان محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کی اور اظہار مطلب کیا۔ محمد بن محمد ابوالمحاسن کو لئے ہوئے سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ ابوالمحاسن نے امیر ایاز کا پیام پہنچایا اور عہد حکومت سلطان برکیارق میں جو ناروا افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے، امیر ایاز کی طرف سے اُس کی معذرت کی۔ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر اس کی کُل درخواستیں منظور کر لیں۔

مخالف امراء کو امان

اگلے دن قاضی القضاۃ، نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ صفی نے عرض کی "چونکہ ایاز سے خلاف شان ملازمان شاہی ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ بخوف جان حاضر دربار نہیں ہوا۔ اپنی اور ملک شاہ (جو حضور کا برادر زادہ ہے) اور اُن امراء کے لئے امان کا مستدعی ہے جو اس کے ہمراہ ہیں" سلطان محمد نے جواب دیا۔ "ملک شاہ تو میرا بھتیجہ ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے باقی رہا ایاز اور اُس کے امراء میں ان کو بھی امان دیتا ہوں لیکن اس رعایت سے ینال مستثنیٰ ہے"۔ صفی یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ الہراسی مدرس مدرسہ نظامیہ نے اُٹھ کر بموجودگی حاضرین جلسہ سلطان محمد سے ان لوگوں کی امان دینے کی قسم لی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے دن ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا، اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی آ پہنچا۔ سلطان محمد نے بہ کشادہ پیشانی دونوں امیروں سے ملاقات کی، اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوہر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا

بعد فراغ دعوت تحائف اور نذرانے پیش کیے از انجملہ وہ ہیرا بھی تھا جو موید الملک بن نظام الملک کے متروکہ سے اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کا خاتمہ امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے انہیں جنگی لباس پہنایا اور آلات حرب سے مسلح کیا تھا۔ اتفاقاً اس وقت ایک صوفی جبہ پوش شخص آ گیا۔ ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اور اُوپر سے وہی جبہ پہنا دیا اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔ وہ شخص گھبرا کر بھاگا اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپا سلطان محمد نے اس کو اپنے پاس بلایا جبہ اتروا کر دیکھا تو وہ مسلح تھا۔ دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ امیر ایاز کے مکان سے فوراً اُٹھ کر چلا آیا۔ چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلا بھیجا۔ اس کے ساتھ جکرمش بھی تھا۔ علاوہ اس کے اور امراء و اراکین دولت بھی تھے۔ سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا "قلیج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے قصد سے فوج کشی کی ہے۔ تم لوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے کس کو مامور کریں" حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔ امیر ایاز نے گزارش کی "میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ بھی متعین کیا جائے" سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے قریب بلایا۔ جونہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اُٹھ کر سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اُتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا۔ ایاز ہی کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے، سلطان محمد نے اس کی حفاظت کو اپنی فوج بھیجی۔ جس سے لشکریان ایاز منتشر ہو گئے صفی وزیر ایاز بخوف جان چھپ رہا۔ خدام شاہی پتہ لگا کر اسے وزیر ابو المحاسن کے مکان سے گرفتار کر لائے۔ اسی سنہ کے ماہ رمضان میں صفی کو قتل کر دیا گیا۔[1]

ایاز کا وزیر صفی ہمدان کے خاندان ریاست و حکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ انتقال کے بعد ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا آدمی شجاع، ذی مروت، اور لڑائیوں میں صاحب الرائے تھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گیا۔ عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ ٹیکس[2] موقوف کر دیئے۔ لشکریوں کو جبر و تعدی سے روک دیا۔ اور ان کو بازاروں میں جانے کی ممانعت کر دی۔

---

[1] یہ واقعہ ۴۹۸ھ کا ہے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۱۔)

ترکمانوں کی سرکوبی

۴۹۸ھ میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارت گری شروع کر دی فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلطان محمد نے بجائے بہرام بن ارتق کے ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد کو بلاد مذکورہ بالا پر متعین کیا پس اس نے مفسد ترکمانوں کو خاطر خواہ گوشمالی کی اور ان کو زیر و زبر کر کے قلعہ خانیجار کی طرف بڑھا جو سرخاب بن بدر کے مقبوضات سے تھا۔ چند دنوں کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی سنہ میں سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو عراق کا شحنہ مقرر کیا۔ آقسنقر برسقی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ ہر موقع پر ہر مہم میں شریک رہا۔

سلطان محمد کی اصفہان کو مراجعت

اسی سنہ میں سلطان محمد نے امیر قایماز کو کوفہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور سیف الدولہ والی حلہ کو ہدایت کی کہ قایماز اس کے ہمراہیوں کو خفاجہ کے جور و تعدی سے محفوظ رکھے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں سلطان موصوف اصفہان واپس آیا۔ رعایا کی رفاہ کی جانب توجہ فرمائی لشکریوں کے جور و ستم اور جابرانہ حرکات کی روک تھام کی اور عدل و انصاف سے ان کو خوشحال کیا۔

ایوان حکومت کی تعمیر

۵۲۲ھ[1] میں سلطان محمد نے ابو القاسم حسین بن عبد الواحد داروغہ سلح خانہ شاہی اور ابو الفرج بن رئیس الرؤسا کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر بشرط ادائے ایک معینہ رقم کے رہا کر دیا۔ زر مذکور کے وصول کرنے پر مجاہدین بہروز کو مامور کیا اور نیز اسی کو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوان حکومت کی بنا ڈالی۔ رعایا کے ساتھ نہایت عمدگی کا برتاؤ کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد میں آیا تو عمدہ کارگزاریوں کے صلہ میں اس کو کل عراق کی شحنگی عنایت کی اور اصفہان واپس آیا۔

سلطان محمد کی وفات

سنین ماضیہ کا دور، واقعات بالا پر ختم ہو جاتا ہے جن کو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں اور خلافت بغداد کی وہی حالت رہتی ہے جو ایک مدت سے بیمار کی ہوتی ہے سلاطین سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی اور اندرونی نزاعات سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے

---

[1] چھپائی کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ۵۲۲ھ میں سلطان محمد کی حکومت کا خیال میں بھی موجود نہ تھا۔ سلطان طغرل بک کا دور حکومت تھا۔ یہ واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تحریر کیا ہے ۵۰۲ھ کا ہے۔

(مترجم)

تھوڑا عرصہ نہیں گزرنے پاتا کہ دفعتہً رات اور دن کے اُلٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے، ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد علیل ہوتا ہے رفتہ رفتہ مرض میں خطرناک حالت پیدا ہو جاتی ہے، اسی اثناء میں ماہ ذی الحجہ کا آجاتا ہے اور ماہ مذکور کے آخر میں سلطان مذکور اپنی آئندہ تمناؤں کی حسرت دل میں لئے ملک عدم کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

سلطان محمود کی تخت نشینی

سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ مہینے بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اس وقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولی عہدی کا اعلان کر کے سلطان محمد نے رجب کہ اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی، محمود کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہو کر دربارِ عام میں آیا۔ سر پہ تاج رکھا ہاتھوں میں کنگن پہنے اور جاہ و جلال کے ساتھ مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امراء دولت سلجوقیہ اور اراکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا تکمیل بیعت کے بعد ہی دربار خلافت میں اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی۔ اور باجازت خلافت مآب منابر بغداد پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ پندرہ محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

آقسنقر برسقی سلطان محمد کی وفات سے پیشتر مقام رحبہ میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قائمقام مقرر کر کے سلطان محمد کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے بغداد آرہا تھا۔ بغداد کے قریب پہنچ کر سلطان محمد کی وفات سے مطلع ہوا۔ بہروز شحنہ بغداد نے آقسنقر کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ لیا۔ چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں بہروز شحنہ کی بے حد وقعت تھی اور یہ امراء و اراکین دولت کی آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک رہا تھا لوگوں نے لگا بجھا کر سلطان محمود کو بہروز شحنہ کی طرف سے برہم کر دیا اور اس کو معزول کر کے بجائے اس کے آقسنقر برسقی کی تقرری کا فرمان لکھوا کر بھجوا دیا۔ سلطان محمود کا یہ فرمان آقسنقر کو مقام حلوان میں ملا۔ فرطِ مسرت سے پھولا نہ سمایا۔ فوراً بغداد کی طرف مراجعت کر دی مجاہدین بہروز شحنہ بغداد، آقسنقر کی آمد کی خبر پا کر تکریت بھاگ گیا جو اس کا مقبوضہ صوبہ تھا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر کو معزول کر کے امیر منکبرس کو شحنہ بغداد مقرر فرمایا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا۔ پس اس نے اپنی جانب سے امراء اتراک سے حسین بن اُزبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلافت مآب امیر منکبرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں تاآنکہ سلطان محمود سے خط کتابت کر کے اس معاملہ کو میں صاف کر لوں۔ خلافت مآب نے آقسنقر کی درخواست پر

حسین کو بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کی۔ حسین نے کچھ خیال نہ کیا۔ اسی بنا پر آقسنقر نے فوجیں مرتب کیں اور بقصد جنگ بغداد سے خروج کیا۔ حسین بر سر مقابلہ آیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر حسین شکست کھا کر بھاگا۔ اثنائے دار و گیر میں اس کا بھائی مارا گیا۔ اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ کا ہے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات

ان واقعات کے بعد ۱۵ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن قائم باللہ نے وفات پائی۔ چوبیس برس تین مہینے خلافت کی۔

باب ۳۲

فضل بن مستظہر مسترشد باللہ

۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

بیعت خلافت مستظہر کے بعد اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ تیس برس ہوئے کہ اس کی ولیعہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے پر اس کے بھائی ابو عبداللہ محمد، ابو طالب عباس اور اس کے اعمام (چچاؤں)، پسران مقتدی وغیرہ نے بیعت کی، بعد ازاں فقہاء، قضاۃ، اراکین دولت اور امراء سلطنت سے بیعت لی گئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابو الحسن دامغانی مامور ہوا تھا۔ اور یہی ان دنوں قلمدان وزارت کا بھی مالک تھا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ قاضیوں میں سے سوائے قاضی ابو الحسن کے کہ اس نے خلیفہ مسترشد کے لئے اور قاضی احمد بن ابو داؤد نے واثق کے لئے اور قاضی ابو علی اسمٰعیل بن اسحاق نے معتضد کے لئے بیعت لی تھی اور کوئی قاضی بیعت لینے کا متولی اور منصرم نہیں ہوا۔

ابو شجاع محمد کا عہدۂ وزارت پر تقرر بعد چندے خلیفہ مسترشد نے قاضی ابو الحسن دامغانی کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے سلطان محمود کے وزیر ابو شجاع محمد بن ربیب ابو منصور کو مامور کیا۔ ۵۱۶ھ میں اس کو بھی معزول کر کے جلال الدین عمید الدولہ ابو علی بن صدقہ کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابو الرضی بن صدقہ وزیر راشد کا چچا تھا۔

امیر ابو الحسن کا فرار جس وقت اراکین سلطنت خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے خلیفہ کا بھائی امیر ابو الحسن تین آدمیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر مدائن چلا گیا اور مدائن سے حلہ جا پہنچا۔ دبیس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے تردد پیدا ہوا۔ دبیس کے پاس کہلا بھیجا "امیر ابو الحسن کو علی بن طراد زینبی نقیب کے ہمراہ دار الخلافت بغداد بھیج دو"۔ دبیس نے معذرت کی "مجھے تعمیل ارشاد والا میں کچھ عذر نہ تھا۔ لیکن چونکہ امیر ابو الحسن میرے مہمان ہیں اس وجہ سے میں ان کو کسی

ایسے امر پہ مجبور نہیں کر سکتا - جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو"۔ نقیب مذکور نے جب یہ دیکھا کہ خلافت مآب کے نامہ و پیام سے کام نہ چلا تو خود امیر ابو الحسن سے ملا اور اس کو خلافت مآب کی خدمت میں چلنے کی رائے دی امیر ابو الحسن نے معذرت کی "مجھے دربار خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے، لیکن بخوف جان میں اس سے قاصر ہوں ہاں اگر مجھے امان دی جائے تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا"۔ نقیب مذکور نے دربار خلافت میں اس کی رپورٹ کی، خلافت مآب نے امیر ابو الحسن کی درخواست منظور فرمائی - لیکن برسقی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے کہ جس کی وجہ سے امیر ابو الحسن ۱۲/ صفر ۵۱۳ھ تک دبیس کے پاس ٹھہرا رہا، برسقی اور دبیس کے واقعات ہم آئندہ تحریر کریں گے -

امیر ابو الحسن کی گرفتاری اور معافی

اس کے بعد امیر ابو الحسن بن مستظہر حلہ سے واسط کی طرف گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا - اسی اثناء میں خلیفہ مسترشد نے اپنے ولی عہد ابو جعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا (اس وقت ابو جعفر کی عمر بارہ برس کی تھی) اور تمام ممالک اسلامیہ میں گشتی فرامین مشعر مضمون بالا روانہ کئے - دبیس کو لکھ بھیجا "چونکہ امیر ابو الحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہٰذا جہاں تک جلد ممکن ہو انہیں میرے پاس بھیج دو"۔ چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابو الحسن کی گرفتاری کو واسط بھیجی امیر ابو الحسن کو خبر لگ گئی - بھاگ کھڑا ہوا - فوج نے تعاقب کیا صبح ہوتے ہوتے امیر ابو الحسن کو جا گھیر لیا - سارا مال و اسباب لوٹ لیا - کرد اور ترک بھاگ گئے - امیر ابو الحسن گرفتار کر لیا گیا - دبیس کے روبرو پیش ہوا - دبیس نے اس کو بعزت و احترام دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا - خلافت مآب نے بھی اس کی عزت کی - امان دی اور اپنے خاص محلسرا میں ٹھہرایا -

ملک مسعود کی بغداد کو روانگی

مسعود بن سلطان محمد مع جیوش بک (اتابک) بحکم اپنے پدر بزرگ موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود سلطان محمد کے بعد مسند آرائے حکومت ہو گیا - اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے بعد زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی - دبیس والی حلہ اس وقت تک مسترشد کا مطیع تھا اور آقسنقر برسقی اس کی طرف سے عراق کا شحنہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں - آقسنقر برسقی نے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۲ھ میں بقصد حلہ خروج کیا - دبیس کو خبر لگی تو اس نے بھی فوجیں جمع کیں - عرب اور کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا - رفتہ رفتہ اس کی خبر ملک مسعود تک پہنچی اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس وقت عراق اپنے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے - مصاحبوں اور ارباب شوریٰ نے رائے دی کہ موقع اچھا ہے عراق

پر چل کر قبضہ کر لیجئے، کوئی مانع نہ ہوگا۔ ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے عراق کا راستہ لیا۔ اس کے ہمراہ اس کا وزیر فخر الملک ابو علی بن عمارہ والی طرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر آلالملک العادل سلطان نور الدین محمود کا دادا) والی سنجار، ابو الہیجاء والی اربل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والی البوازیک تھا۔ سفر و قیام کرتے ہوئے جس وقت یہ لوگ عراق کے قریب پہنچے آقسنقر برسقی کو خوف پیدا ہوا۔ کیونکہ جیوش بک ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ مگر چار و ناچار لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو اس کی خبر لگی۔ گھبرا گئے۔ امیر کربادی کو مصالحت کا پیام دے کر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کو دبیس کے مقابلے پر آئے ہیں نہ کہ تم سے جنگ کرنے کو۔ آقسنقر برسقی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ فریقین میں اتحاد قائم رکھنے کا معاہدہ ہوا۔ ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دار المملکت میں قیام کیا اور اور آقسنقر برسقی، امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔

امیر منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت

امیر منکبرس نے یہ خبر پا کر دجلہ کو عبور کیا اور دبیس بن صدقہ سے سازش کر کے آقسنقر برسقی سے مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ اس کے بعد ملک مسعود نے مع اپنے ہمراہیوں کے بقصد جنگ دبیس و منکبرس مدائن کی جانب کوچ کیا لیکن یہ خبر پا کر کہ دبیس اور امیر منکبرس کے ساتھ عظیم لشکر ہے ملک مسعود، آقسنقر برسقی اور جیوش بک وغیرہ لوٹ کھڑے ہوئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب بلاد کی غارت گری شروع کر دی۔ نہر ملک، نہر صرصر، نہر عیسیٰ اور بعض مقامات و جبل کے تاخت و تاراج کر ڈالے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آقسنقر برسقی کے نام ناراضگی کا فرمان بھیجا۔ امیر برسقی نے واقعات بالا کا انکار کر کے بغداد کی جانب معاودت کا قصد کیا اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے ایک عظیم لشکر بہ افسری منصور برادر دبیس اور امیر حسین بن اذبک ربیب منکبرس، بغداد کی جانب روانہ کیا ہے۔ آقسنقر برسقی نے اپنے بیٹے عز الدین مسعود کو بجائے اپنے امیر لشکر بنا کر صرصر میں چھوڑا، عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد پہنچا اور منکبرس و دبیس کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روک دیا بعد ازاں منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت ہو گئی۔

ملک مسعود اور امراء کا بغداد میں اجتماع

آقسنقر برسقی یہ خبر پا کر ملک مسعود کے لشکر میں آیا اپنا مال و اسباب لے کر بغداد کی جانب لوٹا اور بغداد میں پہنچ کر ایک سمت میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ملک مسعود اور جیوش بک نے بھی بغداد میں داخل ہو کر دوسری جانب اپنے خیمے نصب کرائے، اسی اثناء میں دبیس اور منکبرس بھی پہنچ گئے انہوں نے ایک قطعہ

زمین قیام کے لئے منتخب کیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد میں محبوب تھا اس وجہ سے جونہی آقسنقر برسقی بغداد میں داخل ہوا، ہوا خواہوں اور ہمراہیوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ ایک مدت تک سب بغداد میں مقیم رہے، ہر طرف چہل پہل رہی، دلوں کی صفائی ہوئی۔ غبار جاتا رہا۔ چند روز کے بعد منکبرس کو بغداد کی شحنگی عطا ہوئی۔ دبیس نے حلہ کی جانب مراجعت کی۔ منکبرس نے ظلم و تعدی کا آغاز کیا۔ اہل بغداد سے بہ سختی پیش آنے لگا۔ اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دئے تا آنکہ رعایا میں برہمی پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس نے منکبرس کو بلا بھیجا۔ پس وہ سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات ملی۔

ملک طغرل اور سلطان محمود میں کشیدگی

ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۰۸ھ میں ساوہ اور زنجان کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور امیر شیرگیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا تھوڑے دنوں میں اس نے فرقہ اسمٰعیلیہ کے اکثر قلعات مفتوح کر لئے جس سے ملک طغرل بک کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ پس جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سلطان محمود نے امیر کنتغدی سے ملک طغرل کا اتابک مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح ممکن ہو میرے پاس بھیجدینا امیر کنتغدی نے ملک طغرل کے پاس پہنچکر سلطان محمود کا پیام ملک طغرل تک پہنچا دیا مگر در پردہ ملک طغرل کو اسکے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کر دیا۔ اسی وجہ سے ملک طغرل نے ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی، امیر شرف الدین نوشیروان بن خالد کو تیس ہزار دینار اور گراں بہا تحائف اور خلعت دے کر ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے پاس چلے آؤ گے تو میں تم کو بخاطر خواہ حکومت عنایت کروں گا۔

امیر شرف الدین ملک طغرل سے ملنے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کنتغدی نے یہ جواب دے دیا "ہم لوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں بجان و دل موجود ہیں۔ فوج بھی ہمارے ساتھ ہے جس طرف سلطان کا قصد ہو ہم آگے بڑھنے کو تیار ہیں" سلطان محمود اس جواب پر بقصد زنجان، ہمدان سے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ پرچہ نویسوں نے کنتغدی کو سلطان محمود کی روانگی سے مطلع کیا۔ پس کنتغدی مع ملک طغرل کے قلعہ سرجہان چلا گیا اور سلطان محمود نے زنجان پہنچ کر لشکر گاہ لوٹ لیا ملک طغرل کے خزانے سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے۔ چند روز قیام کر کے رے کی جانب کوچ کیا اور کنتغدی مع ملک طغرل کے سرجہان سے گنجہ چلا آیا۔ یہ خبر پا کر ہوا خواہوں اور ہمراہیوں نے بھی گنجہ کا قصد کیا۔ چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت و شوکت بڑھ گئی اور دونوں بھائیوں کی منافرت اور کشیدگی میں اور اضافہ ہو گیا۔

والئ خراسان ملک سنجر

ملک سنجر زمانہ حکومت سلطان محمد سے خراسان اور ماوراء النہر کی کرسی حکومت پر متمکن تھا پس جس وقت سلطان محمد نے وفات پائی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال سے بے حد صدمہ ہوا۔ کئی روز تک بازار اور شہر بند رکھا۔ خطیبوں کو سلطان محمود کے محاسن و آثار، قتال باطنیہ اور ٹیکس وغیرہ موقوف کرنے کے واقعات کو ذکر کرنے کا حکم دیا۔ بعدہ یہ خبر لگی کہ سلطان محمد کے بعد اس کا بیٹا محمود مسندِ حکومت پہ جلوہ افروز ہوا ہے اور امراء وار اکین دولت کا اس پر غلبہ ہے۔ ملک سنجر کو اس خبر کے سننے سے ناراضگی پیدا ہوئی بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا جو اس کے بھتیجے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے اپنے کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعد انتقال سلطان محمد کے، معز الدین کا لقب اختیار کیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود کی مصالحت کی کوشش

سلطان محمود نے یہ سن کر کہ میرا چچا سنجر، بقصد عراق اور بلاد جبل آرہا ہے شرف الدین انوشیروال بن خالد اور فخر الدین طغایرک بن الیزن کو تحائف و نذرانے دے کر سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا "آپ مازندران چھوڑ کر چلے جائیے اس کے معاوضہ میں دو لاکھ سالانہ ادا کیا کروں گا" سنجر نے اس پر کچھ التفات نہ کیا اور رَے کا قصد کیا اور محمود کے سفیر کو یہ جواب دیا "محمود ابھی صاحبزادہ ہے اس پہ اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن عمر امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے"، شرف الدین اور فخر الدین اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دے دیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پہ انز د تھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر پاکر مقابلہ کی تیاری کی۔ علی بن عمر کو (جو اس کا اور نیز اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کی جمعیت سے سنجر کے روک تھام کو روانہ کیا اور خود رے میں مقیم رہا۔

علی بن عمر کی دانشمندی

جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمۃ الجیش کے قریب پہنچا (جس کا سردار امیر انز د تھا) سردار لشکر سے بنرمی و ملاطفت کہلا بھیجا "امیر انز د تم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہوگی اس نے یہ سمجھ کر کہ میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اور اس کی سلطنت کی حفاظت کرے گا۔ ہم لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا۔ اور ہم اس وقت تک اُس عہد و پیمان پر قائم ہیں مگر جب اُس نے ہماری حکومت و سلطنت کے زوال پر کمر باندھی ہے تو ہم اس عہد و پیمان کو پورا نہ کر سکیں گے تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دو چند سہ چند ہے باعتبار قوت و مردانگی اور تجربہ کاری کے بھی ہماری فوج تمہاری فوج سے بدرجہا زیادہ ہے"، امیر انز د اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ بلا جدال و قتال جرجان سے لوٹ کھڑا ہوا۔

سلطان محمود کے لشکریوں نے کچھ دُور تک مشایعت کی۔ بعدازاں علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آیا۔ کل حالات عرض کئے، سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے لشکریوں کا شکریہ ادا کیا۔

ابوطالب سمیری کا عہدۂ وزارت پر تقرر

علی بن عمر نے بنظر مصلحت سلطان محمود کو رَے میں قیام کرنے کی رائے دی۔ سلطان محمود نے منظور نہ کیا۔ سامان سفر درست کر کے جرجان کا راستہ لیا۔ جرجان میں پہنچتے ہی امیر منکبرس شحنہ بغداد عراق سے دس ہزار سواروں کی جمعیت سے آپہنچا۔ امیر منصور بن صدقہ برادر دبیس اور امراء بلخیہ بھی آگئے سلطان محمود نے ان لوگوں کے آنے کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ ان میں اس کا وزیر ربیب مرگیا۔ اس کی جگہ پر ابوطالب سمیری کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

معرکہ ساوہ اور سلطان محمود کی شکست

سلطان محمود کے رَے سے روانہ ہونے کے بعد ہی ملک سنجر بیس ہزار سے رَے پر آاترا، علاوہ اور سامان جنگ اس کے پاس اٹھارہ جنگی ہاتھی بھی تھے، امراء کبار سے ابن امیر ابوالفضل والی سجستان خوارزم شاہ محمد، امیر انز اور امیر قماج تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد بھی آملا۔ یہ سلطان محمد و سنجر کی بہن کا داماد تھا مگر سلطان محمد کے ساتھ اس کو اختصاص ذاتی حاصل تھا۔ بعد وفات سلطان محمد سلطان محمود نے اس کو طلب کیا کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراجہ ساقی کے حوالہ کر دیا (جو بعد میں فارس کا حکمراں ہوا) اس اثناء میں علاء الدولہ، ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود کا سب حال بتلایا۔ اس کے ہمراہیوں کے اختلافات اور باہمی نفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔ چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوج کشی کی تیس ہزار فوج سلطان محمود کی رکاب میں تھی، امراء کبار سے علی بن عمر امیر حاجب، امیر منکبرس، غز علی اتابک، ابنی برسق سنقر بخاری اور قراجا ساقی وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نو سو مسلح جنگ آور تھے۔ مقام ساوہ پر جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (یعنی چچا اور بھتیجہ) کا مقابلہ ہوا۔ ابتداءً ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کر بھاگا مگر ملک سنجر مع اپنے مصاحبوں کے ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہوا لڑتا رہا اُدھر سلطان محمود اپنی فوج کو لئے ہوئے بڑھا آتا تھا جوں ہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے شکست خوردہ لشکر نے یہ خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہو گئی ہے پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ غز علی اتابک گرفتار ہو گیا۔ ملک سنجر نے کامیابی کے بعد ہمدان کی جانب معاودت کی۔

ملک سنجر کا پیام مصالحت

اس واقعہ کی خبر دارالخلافت بغداد میں پہنچی، امیر دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد سے سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی تحریک کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی، ۶؍ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمود نے شکست اُٹھا کر اصفہان میں جا کر دم لیا، اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوطالب سمیری، امیر علی بن عمر اور قراجا ساقی وغیرہ تھے رفتہ رفتہ محمود کا لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس کے قوائے مضمحل میں توانائی اور ہمت پھر عود کر آئی، ملک سنجر کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنی کمی فوج سے خائف ہو کر سلطان محمود سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ اس مصالحت کی محرک ملک سنجر کی ماں، سلطان محمود کی دادی تھی۔ گفتگوئے مصالحت شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی شحنہ بغداد آ پہنچا یہ ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے تھا جب وہ بغداد سے واپس آیا تھا اس اثناء میں سلطان محمود کے پاس سے وہ قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر گیا ہوا تھا۔

ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت

سلطان محمود کے امراء نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کی جانب معاودت کر جائے تو مصالحت کی جائے گی۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ سامان سفر درست کر کے ہمدان سے کرج کی طرف کوچ کیا تھوڑی دور گیا ہو گا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیام لے کر آیا کہ مصالحت اس شرط سے کی جاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد بنا لیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ فریقین نے آئندہ اتحاد و مراسم قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے کو آیا اور اس کی ماں یعنی اپنی دادی کے مکان پر فروکش ہوا۔ بیش بہا نذرانے و تحائف پیش کئے، ملک سنجر نے بھی اپنے تمام ممالک محروسہ خراسان، غزنین اور ماوراء النہر وغیرہ میں گشتی فرامین اس مضمون کے بھیج دیئے کہ خطبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعا کے ساتھ لیا جائے۔ اسی مضمون کی عرضی دارالخلافت بغداد میں روانہ کی۔ اور کل شہر جن پر زمانہ جنگ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ سلطان محمود کو لوٹا دئیے صرف رَے پر اس خیال سے کہ مبادا، سلطان محمود پھر سرکشی نہ کرے اپنا قبضہ و اقتدار قائم رکھا۔

امیر منکبرس کو سزائے موت

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس شحنہ بغداد کو موت کی سزا دی۔ امیر منکبرس، سلطان محمود کے ہمراہیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا تھا۔

لیکن دبیس بن صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا۔ مجبوراً لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دونوں چچا بھتیجے (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا امان کی درخواست کی ملک سنجر نے امان دینے سے انکار کیا اور اس کو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس کی ناپسندیدہ حرکات اور خود سری سے ناراض تھا اور وہ اس کے خلاف مرضی شحنگی بغداد پہ چلا گیا تھا اس وجہ سے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزائے موت کا حکم دے دیا۔

علی بن عمر کا خاتمہ

اسی ۵۱۳ھ میں ملک سنجر نے مجاہدین بہروز کو شحنگی عراق پر مامور فرمایا اس سے پہلے دبیس بن صدقہ کا نائب اس عہدے پر مامور تھا جو مجاہدین کی تقرری سے معزول کیا گیا۔ سلطان محمود کا حاجب "علی بن عمر" اسی سنہ میں مارا گیا، یہ اپنے کارنمایاں کی وجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ سارا لشکر اس کا مطیع تھا سرداروں اور امیروں کو یہ شاق گزرا۔ علی بن عمر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا بخوف جان قلعہ برجین کو بھاگ گیا۔ جو بین دجرد اور کرج کے درمیان میں تھا اور یہیں اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب تھا۔ دو چار روز قیام کر کے خوزستان کا راستہ لیا۔ خوزستان پر اقبوری بن برسق قابض تھا علی اس سے اپنے امان کا عہد و پیمان لے کر خوزستان کے حدود میں داخل ہوا جس وقت تستر میں پہنچا اقبوری نے ایک فوج علی کی گرفتاری کو بھیج دی۔ علی نے مستعدی سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ اقبوری کی فوج نے علی کو گرفتار کر لیا۔ اقبوری نے سلطان محمود سے علی کی بابت استفسار کیا۔ سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیج دیا چنانچہ قبوری نے علی کا سر اتار کر سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

دبیس بن صدقہ کی ریشہ دوانیاں

جس وقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود سے مصالحت کر لی تھی اسی زمانہ سے ملک مسعود نے آذربائیجان اور موصل کو اپنا مستقر حکومت قرار دیا تھا۔ آقسنقر برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس آ گیا تھا۔ ملک مسعود نے اس کو علاوہ رحبہ کے مراغہ جاگیر میں عنایت کیا تھا مگر دبیس بن صدقہ کو یہ مصالحت پسند نہ تھی اس کی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ چلی جائے تو اسے عزت و تسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے ....

...... اس مقصود کے حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بک اتابک سے خط کتابت شروع کی اور اس خط و کتابت کو سلطان محمود کی طرف منسوب کیا۔ اکثر یہ لکھنے لگا "برسقی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت

کے صلہ میں سب سے حدر روپیہ میں نم کو دوں گا" کسی ذریعہ سے برسقی کو اس کی خبر لگ گئی تو وہ ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آ رہا۔ سلطان محمود نے اس کی اس درجہ عزت افزائی کی کہ اسی کی رائے سے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ دبیس کا مقصود جب اس سے حاصل نہ ہوا تو اس نے جیوش بک سے اس امر کی سلسلہ جنبانی شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کر دیں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد پسران ملک شاہ کی باہمی نزاعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود و سلطان محمود کی مخالفت و خانہ جنگی سے مستفید ہوں۔

ملک مسعود کی شاہی کا اعلان

ابو المؤید محمد بن ابو اسمٰعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سیکرٹری تھا۔ اور یہی فرامین شاہی کی پیشانی پر شاہی طغرے لکھا کرتا تھا انہی دنوں اس کا باپ ابو اسماعیل حسین اصفہان سے بہ تلاش معاش ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا۔ ملک مسعود نے اپنے وزیر ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے اس کے بجائے ۵۱۳ھ میں ابو اسمٰعیل کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ یہ تقرری سونے پر سہاگہ تھی۔ دبیس جس امر کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا۔ وہ نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔ دبیس اور ابو اسمٰعیل نے متفقہ ملک مسعود کی پیٹھ ٹھونکی رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی دبیس اور ابو اسمٰعیل کو تہدید آمیز خط لکھا۔ اپنی سطوت و جاہ سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی اس کی پرواہ نہ کی۔ علم بغاوت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

معرکہ استرآباد

سلطان محمود کا لشکر ان دنوں بلاد مختلفہ میں منتشر و متفرق تھا۔ ان لوگوں کو طمع دامنگیر ہوئی موقع مناسب تصور کر کے فوج کشی کر دی۔ استرآباد میں ۱۵ ربیع الاول ۵۱۵ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا افسر برسقی تھا۔ اس معرکے میں برسقی نے بڑے بڑے کارنمایاں انجام دئیے کئی بار خطرناک حالتوں میں مبتلا ہوا اور پھر اپنی جان توڑ کوششوں سے نجات پائی۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شب ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ جس میں ملک مسعود کا وزیر استاذ ابو اسمٰعیل طغرائی بھی تھا۔ سلطان محمود نے اس الزام میں کہ اس شخص کا عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دے دیا۔ ایک برس اس نے وزارت کی۔ ادیب، شاعر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔ علم الکیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت

ملک مسعود نے شکست کھانے کے بعد ایک پہاڑ پر

جاکر پناہ لی جو میدان جنگ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے برسقی کو امان نامہ دے کر ملک مسعود کو دربار شاہی میں حاضر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس اثناء میں اس کے بعض بعض امراء بھی اس سے ملے ان لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ موصل میں چل کر قیام کیجئے اور دبیس سے امداد لے کر سلطان محمود کے مقابلے میں پھر آئیے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت و سلطنت واپس آجائے گی۔ ملک مسعود نے عاقبت نااندیشی سے اس مشورے کے مطابق موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد برسقی پہنچا ملک مسعود کو نہ پایا۔ دریافت کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ پینتالیس کوس سفر طے کر کے ملک مسعود سے ملا۔ سلطان محمود کا امان نامہ دیا۔ اور سمجھا بجھا کر واپس لایا جونہی سلطان محمود کے لشکر کے قریب پہنچا۔ سلطان محمود نے مع اپنے لشکر کے استقبال کیا، گلے لگایا۔ پیشانی پہ بوسہ دیا۔

جیوش بک کو امان

جیوش بک آتابک بھی شریک جنگ تھا۔ بوقت شکست ملک مسعود سے بچھڑ گیا بھاگ کر موصل پہنچا۔ فوجیں فراہم کیں اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر مسموع ہوئی۔ موصل سے زاب کی طرف کوچ کیا۔ اس عرصہ میں سلطان محمود بھی ہمدان میں آ اُترا۔ جیوش بک آتابک نے امان کی درخواست کی، سلطان محمود نے امان دی اور بعزت و احترام پیش آیا۔

دبیس کی سرکشی

باقی رہا دبیس وہ اس وقت عراق میں تھا۔ جس وقت اس کو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا قتل و غارت گری شروع کر دی بشہر کے شہر ویران کر ڈالے۔ خلیفہ مسترشد نے ممانعت کی، دبیس نے کچھ توجہ نہ کی، تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھے۔ سلطان محمود نے اس کو ان افعال و حرکات سے باز آنے کی ہدایت کی۔ دبیس اس پر بھی باز نہ آیا۔ بلکہ لشکر آراستہ کر کے اس بہانے کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پہ دھاوا کر دیا اور دار الخلافت کے سامنے پہنچ کر خیمہ نصب کرایا۔ خلافت مآب کو دھمکی دینا شروع کی۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر دار الخلافت سے لوٹ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دار الخلافت بغداد میں وارد ہوا، دبیس نے براہ تملق و چاپلوسی سلطان محمود کو رام کرنے کی غرض سے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بن جہیر کو تحائف و نذرانے دے کر شاہی دربار میں بھیجا۔ مصالحت کا پیام دیا۔ سلطان محمود نے اس کی تنبیہہ کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ماہ شوال ۵۱۷ھ میں چڑھائی کر دی۔ دریا عبور کرنے کو ایک ہزار کشتیاں اپنے ہمراہ لیں۔ دبیس کو اس کی خبر لگی گھبرا گیا، امان کی درخواست کی۔ معذرت کی

عرضداشت بھیجی۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور فرمالی۔ چونکہ دبیس کو وقت ٹالنا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ بعد حصول امن اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو بطیحہ بھیج دیا اور بذات خاص ایلغازی کے پاس جاکر پناہ گزین ہو گیا۔ دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلہ میں داخل ہو کر ایک متنفس بھی نظر نہ آیا۔ شب بھر قیام کر کے مراجعت کر دی۔

منصور برادر دبیس کی نظر بندی

دبیس نے چند روز بعد اپنے بھائی منظور کو اطراف وجوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعہ سے سلطان محمود سے مصالحت کرنے کی خواہش ظاہر کی، مگر اس کی آرزو پوری نہ ہوئی۔ تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس نے ۵۱۴ھ میں قلعہ جعبر سے حلہ کی طرف کوچ کیا اور بآسانی اس پر قابض ومتصرف ہو گیا۔ دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا۔ آئندہ اطاعت اور فرماں برداری کا وعدہ کیا۔ جس کو خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا اور نہ حکومت پناہ نے قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ بلکہ لشکر آراستہ ومرتب کر کے بہ افسری سعد الدولہ بن تتش حلہ کی جانب روانہ کر دیا جوں ہی یہ لشکر حلہ کے قریب پہنچا دبیس حلہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سعد الدولہ نے حلہ میں داخل ہو کر اپنی رکاب کی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصّہ کو حلہ میں ٹھہرایا دوسرے حصّہ کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تاکہ ناکہ بندی سے دبیس سخت چپقلش میں گرفتار ہو گیا مجبور ہو کر پھر معافی کا خواستگار ہوا۔ اطاعت وفرمانبرداری کا عہد وپیمان کیا۔ رد وکد کے بعد اس کا بھائی منصور بطور ضمانت کے شاہی لشکر میں نظر بند کر لیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

آقسنقر برسقی کی عزّت افزائی

چونکہ آقسنقر برسقی گزشتہ جنگوں میں سلطان محمود کے ہمرکاب تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بجھا کر نہ صرف شاہی اطاعت پر مائل اور آمادہ کیا تھا بلکہ شاہی دربار میں لاکر حاضر کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمود آقسنقر برسقی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس وقت جیوش بک (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے سلطان محمود کی خدمت میں آگیا اور جیوش بک موصل کی امارت خالی ہوئی سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو ۵۱۵ھ میں موصل کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آقسنقر اور بنی آقسنقر اس خدمت کو انجام دیتے رہے ان کے حالات علیحدہ بیان کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایلغازی بن ارتق کو جاگیر کا عطیہ

اس کے بعد امیر ایلغازی بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو سلطان محمود کی خدمت میں دبیس بن صدقہ کی

سفارش کے لئے روانہ کیا۔ حسام الدین تمرتاش نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کئے
دبیس کی طرف سے ایک ہزار دینار یومیہ اور چند راس گھوڑے پیش کرنے کا اقرار کیا مگر اتفاق سے معاملہ طے
نہ ہوا۔ بوقت مراجعت، سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں
عنایت کیا۔ میافارقین، امیر سقمان والی خلاط کے قبضہ میں تھا امیر ایلغازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ
میں رہنے دیا پس یہ شہر اس وقت سے اس کے اور اس کے بیٹوں ہی کے قبضہ میں رہا، تا آنکہ سلطان
صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۸۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ ان کے حالات
میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت

ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے سامرہ اور زنجان میں بسازش و تحریک اپنے اتابک کنتبغری، سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا قصد کیا تو ملک طغرل اور اتابک کنتبغری نے زنجان کو چھوڑ کر گنجہ کا راستہ لیا۔ گنجہ میں اس کے بچھڑے ہوئے ہمراہی بھی آملے فوجیں بھی اکٹھی ہو گئیں جس سے اس کا شوق ملک گیری پھر ترقی پذیر ہو گیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات کے آغاز کرنے کی غرض سے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا اس اثناء میں اس کا اتابک کنتبغری ماہ شوال ۵۱۵ھ میں وفات پا گیا۔ آقسنقر احمدیلی والی مراغہ کو کنتبغری کی قائمقامی کی طمع دامن گیر ہوئی۔ سلطان محمود سے اپنے صوبہ مفبوضہ کی طرف جانے کی اجازت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر ملک طغرل کے پاس جا پہنچا۔ دم پٹی دے کر ملک طغرل کو مراغہ کی جانب لے چلا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے اردبیل پہنچے۔ والی اردبیل نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً تبریز کا راستہ لیا۔ تبریز پہنچ کر یہ خبر معلوم ہوئی کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو آذربائیجان مرحمت فرما کر مع ایک عظیم فوج کے روانہ کیا ہے اور جیوش بک مع اپنی رکاب کی فوج کے مراغہ تک پہنچ گیا ہے یہ سنتے ہی فسخ عزیمت کر کے قیام کر دیا۔ والی زنجان سے دوبارہ اعانت و امداد خط و کتابت کی والی زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ہمراہ ابہر کی جانب روانہ ہوا مگر ان ہوا عبد اور عہود کی خواب و خیال سے زیادہ وقعت نہ تھی جس قصد سے یہ سب متفق ہو کر روانہ ہوئے تھے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہ آیا۔ بدرجہ مجبوری سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا اور مصالحت کی درخواست کی۔ اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی چنانچہ اوائل ۵۱۶ھ میں دونوں بھائیوں میں صفائی ہو گئی۔

جیوش بک کا خاتمہ

جیوش بک جو سلطان محمود کی طرف سے فوج لے کر ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا اس پر یہ گزری کہ اس سے اور اس کے امراء لشکر سے ان بن ہو گئی۔

رفتہ رفتہ یہ منافرت و کشیدگی اس حد تک پہنچی کہ امراء لشکر نے سلطان محمود کو اس کی جانب سے بدظن کر دیا چنانچہ سلطان محمود نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں بہ مقام تبریز اس کی زندگی کا اپنی تلوار سے خاتمہ کر کے موت کی آغوش میں سُلا دیا۔ جیوش بک ترکی النسل سلطان محمد کا غلام تھا۔ عادل، منکسر مزاج، عاقل اور سیاست و آئین ملک داری سے بخوبی واقف تھا۔ جس وقت اس کو موصل و جزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں اس صوبہ میں کردوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ راہ چلنا دشوار تھا۔ دن دہاڑے مسافر لُوٹ لئے جاتے تھے۔ امن و امان کا کہیں نشان نہ تھا۔ اکثر قلعات پر انہی کُردوں کا قبضہ تھا۔ رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی۔ جیوش بک نے موصل کی کرسی حکومت پر متمکن ہوتے ہی کردوں پہ فوج کشی کر دی۔ اُن کے قلعات کا محاصرہ کر لیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت سے قلعے شہر ہکاریہ، شہر زوزان شہر لنسویہ اور شہر نخسہ کے بزور تیغ مفتوح کر لئے۔ کردوں پر اس کے رعب و داب کا سکّہ بیٹھ گیا۔ مسافر امن و عافیت کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ خلق اللہ کو آسائش ملی۔

معرکہ حلہ اور دبیس کی شکست

ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں کہ شاہی لشکر برگردہی برسق کرگوئی ۵۱۴ھ میں دبیس کی سرکوبی کی غرض سے بھیجا گیا تھا پھر باہم مصالحت ہو جانے اور دبیس کا اپنے بھائی منصور کو بطور ضامن برسق کے پاس قید کرا دینے اور برسق کا مع منصور کے ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آنے کا حال بھی تحریر کر چکے ہیں خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوتی تو اُسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا۔ سلطان محمود کو لکھ بھیجا "دبیس سے کسی طرح مصالحت نہ کی جائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا۔ مناسب یہ ہے کہ اس کی سرکوبی کو آقسنقر برسقی موصل سے طلب کر کے بغداد و عراق کا شحنہ مقرر کیا جائے" سلطان محمود نے اس تحریک کی بناء پر آقسنقر برسقی کو موصل سے طلب کر کے بغداد کا شحنہ مقرر کیا اور دبیس سے صف آرائی کا بھی حکم دیا۔ اس مرتبہ سلطان کا قیام بغداد میں بیس مہینے رہا۔ جوں ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا دبیس اور کھُل کھیلا۔ خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا کہ آقسنقر برسقی فوراً فوج لے کر حلہ کی جانب روانہ ہو اور دبیس سرکش کو حلہ سے نکال باہر کرے۔ آقسنقر برسقی نے اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے طلب کر کے حلہ کی طرف روانہ کیا۔ دبیس بھی یہ خبر پا کر مقابلے پر آیا۔ ایک دُوسرے سے گتھ گیا۔ آخر کار لشکر موصل شکست کھا کر ماہ ربیع الآخر ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آیا۔ اس مہم میں نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن ابوالجبر والی بطیحہ اور اس کا بچا مظفر بن عماد بن ابوالجبر بھی شریک تھا۔ چونکہ دونوں میں پہلے سے عداوت تھی اس وجہ سے انہزام لشکر کے وقت مظفر، نصر کو قتل کر کے بطیحہ جا پہنچا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر دبیس کی اطاعت قبول کر لی۔

خلیفہ مسترشد کی دبیس سے مشروط مصالحت

اس واقعہ کے بعد دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے عرضداشت روانہ کی اور یہ لکھ بھیجا: "خلافت مآب کا میں اسی طرح مطیع ہوں جیسا کہ اس سے پیشتر تھا اگر اس تابعداری میں کچھ بھی انحراف و سرکشی کا مادہ ہوتا تو آقسنقر برسقی کا لشکر بغداد سے صحیح و سلامت واپس نہ جاتا۔ خلافت مآب اپنے صرف خاص کے بلاد پر قبضہ کرنے اور ان پہ تصرف جاری و نافذ کرنے کے لئے عمال روانہ فرمائیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ گرفتار و قید کرلیا جائے" خلیفہ مسترشد نے اس شرط مصالحت کے مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کرلیا۔ اس کا برادر زادہ جلال الدین ابوالرضی موصل بھاگ گیا۔ اس واقعہ اور شکست کی خبر سلطان محمود تک پہنچی تو اس نے دبیس کے بھائی منصور کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔

دبیس کے خلاف مظفر کی اہل واسط سے سازش

انہی دنوں دبیس نے اپنے ہمراہیوں کو ان کی جاگیروں کی طرف جانے کا حکم دیا جو واسط میں تھیں ترکوں نے مزاحمت کی، اس بنا پر ادھر دبیس نے ایک فوج بہ افسری مہلہل بن ابی العسکر ترکوں کی سرکوبی کو واسط کی جانب روانہ کی اور مظفر بن عماد والی بطیحہ کو مہلہل کی کمک کو لکھ بھیجا اُدھر اہل واسط کی کمک پہ آقسنقر برسقی نے ان کے حسب درخواست ایک لشکر بغداد سے بھیج دیا۔ مہلہل نے بلا انتظار مظفر اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسط نے پہلے ہی حملہ میں مہلہل کو شکست فاش دے کر گرفتار کرلیا۔ علاوہ اس کے ایک گروہ سرداران لشکر کا گرفتار ہوگیا۔ مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوگئی اس کے بعد بطیحہ سے مظفر قتل و غارت اور تاخت و تاراج کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا۔ مہلہل کی شکست کا حال سن کر اُلٹے پاؤں لوٹ کھڑا ہوا۔ اہل واسط کو اس کی آمد و واپسی کی خبر ملی تو انھوں نے دبیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیج دیا جو مہلہل کے اسباب سے برآمد ہوا تھا دبیس نے بدستخط خاص اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے کو لکھا تھا۔ مظفر کو اس خط کے دیکھنے سے سخت حیرت دامن گیر ہوئی تھوڑی دیر کے بعد جب کسی قدر طبیعت کو سکون ہوا تو اس نے بھی اہل واسط سے سازش کرلی۔ اور دبیس سے منحرف و باغی ہوگیا۔

دبیس کی بغاوت

دبیس کو جب یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کرکے قید میں ڈال دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کرکے باغی ہوگیا۔ اس کے صوبہ میں جس قدر خلافت مآب کے گاؤں اور املاک تھے سب کو لوٹ کر

تاخت وتاراج کر دیا۔ چاروں طرف ہنگامۂ حشر برپا ہو گیا۔ امن وعافیت کا نام باقی نہ رہا۔ اہل واسط نے بھی مہلہل کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی جانب قدم بڑھایا اور بات کی بات میں دبیس کے ہوا خواہوں کو نعمانیہ سے نکال باہر کر دیا۔ خلافت مآب نے آقسنقر برسقی کو جنگ دبیس پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ پس اس نے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ درست کر کے جنگ دبیس پہ روانہ ہوا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو موصل کی گورنری کے علاوہ واسط کی گورنری کی سند حکومت بھی عطا کی۔ برسقی نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اپنی طرف سے واسط روانہ کیا۔

وزارت کی تبدیلی ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دبیس نے اپنے شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی شامل کیا تھا۔ چنانچہ خلافت مآب نے اس کو ماہ جمادی الاول [۱] ۵۱۶ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں گرفتار کر لیا بجائے اس کے شرف الدین علی بن طراد زینبی وزارت کا کام نیابتہً کرنے لگا۔ جلال الدین ابو الرضی برادرزادہ وزیر السلطنت جلال الدین بخوف گرفتاری وقتل موصل بھاگ گیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے نظام الدولہ ابو نصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس کا بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک دربار سلطانی میں قلمدان وزارت کا مالک تھا۔ خلافت مآب نے سلطان محمود کی سفارش پہ نظام الدولہ کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔ نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۰۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا۔ مگر سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا تھا۔ پس یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشین تھا۔ جب اس کو قلمدان وزارت عطا ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے کہ اب آئندہ یہ عہدہ مجھے نصیب نہ ہوگا خلافت مآب سے سلیمان بن مہارش کے پاس حدیثہ غانہ جانے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی چنانچہ جلال الدین بغداد کو خیرباد کہہ کر حدیثہ غانہ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں رہزنوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور قید بھی کر لیا مگر چند روز بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اس کو قید سے رہائی مل گئی۔ بعدہ ۵۱۷ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کر کے اسے قید حیات سے آزاد کر دیا خلیفہ مسترشد نے بھی اس کے بھائی نظام الدولہ ابو نصر احمد کو اپنی وزارت سے معزول کر کے سابق وزیر جلال الدین کو عہدۂ وزارت پہ بحال کر دیا۔

---

[۱] اس مقام پہ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

دبیس کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کی روانگی

دبیس نے جنگ برسقی میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ بعد ازاں ۵۱۷ھ میں اس کو رہا کر دیا اور ایک خط خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا جس میں برسقی کو جنگ پر بھیجنے اور سلطان محمود نے جو اس کے بھائی منصور کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں اس کے انتقام میں بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی۔ خلافت مآب کو اس غیر مہذب تحریر کے دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا۔ اسی وقت آقسنقر برسقی کو دبیس کی سرکوبی پہ روانگی کا حکم دیا چنانچہ آقسنقر برسقی اسی سنہ کے ماہ رمضان میں دبیس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے بھی سامان جنگ درست کر کے دارالخلافت بغداد سے دبیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ فرمایا اور اطراف و جوانب ممالک محروسہ سے امدادی فوجیں طلب کیں سلیمان بن مہارش والی حدیثہ مع بنی عقیل کے اور قیرواش بن مسلم وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر آ پہنچے۔ دبیس نے یہ خبر پا کر نہر ملک کو جو خلیفہ کے صرف خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلافت مآب اس خبر کے سننے سے بہت ناراض اور برہم ہوئے اور دارالخلافت بغداد میں منادی کرائی "کوئی لشکری بغداد میں ہرگز ٹھہرانہ رہے سامان سفر و جنگ درست کر کے میدان جنگ روانہ ہو جائے۔ علاوہ لشکریوں کے رعایا اور عوام الناس جس کا جی چاہے شاہی لشکر میں شریک ہو۔ سامان جنگ اور سفر خرچ خلافت پناہی عطا فرمائیں گے"۔ اہل بغداد منادی سن کر شاہی کیمپ میں جوق جوق آنے لگے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو آلات حرب اور سامان سفر دینا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ کل اہل بغداد شاہی کیمپ میں آ گئے۔

معرکہ مبارکہ

۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور کو خلافت مآب نے بیرون بغداد فوجیں مرتب کیں اور اس کے چوتھے دن بقصد جنگ دبیس دجلہ کو عبور کیا۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ بدن پر سیاہ قبا دوش پر چادر اور ہاتھ میں چھڑی۔ کمر بندھی ہوئی تھی جس پر عمدہ نفیس پیٹی لگی ہوئی وزیر السلطنت نظام الدولہ نقیب الطالبین، نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسمٰعیل وغیرہ جلو میں تھے۔ آقسنقر کو اس کی خبر لگی سنتے ہی خلافت مآب کے لشکر میں چلا آیا۔ خلافت مآب نے حدیثہ میں پہنچ کر قیام فرمایا۔ ارا کین دولت اور امرائے لشکر کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے جنگ دبیس کی بیعت لی۔ اگلے دن کوچ کر کے مبارکہ میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ آقسنقر برسقی اپنی فوج کو بقصد جنگ مرتب کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد مع اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے رونق افروز تھا۔ دبیس بھی اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ اس کے لشکر کے آگے عورتیں اور مخنث ڈھول، گا بجا رہے تھے اور خلافت مآب کی فوج میں حفاظ اور قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ شاہی بھریروں کے ساتھ امیر کرہادی بن خراسان، ساقہ میں سلیمان بن مہارش

اور میمنہ میں برسقی، ابوبکر بن الیاس اور امراء بلخیہ مع اپنی اپنی فوجوں کے موجود تھے۔

دبیس کی شکست و فرار پہلے دبیس کے لشکر سے عنتر بن ابو العسکر نے میمنہ پر حملہ کیا۔ ابوبکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں اکھڑ گئے اس کا بھتیجہ مارا گیا۔ ابوبکر ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ عنتر نے دوسرا حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ ابوبکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوتا مگر عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے یہ محسوس کر کے لشکر واسط کو یلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا عنتر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ساری فوج جو اس کی رکاب میں تھی تتر بتر ہو گئی۔ عنتر مع اپنے اسٹاف کے سرداروں کے گرفتار ہو گیا۔ اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی صفوں کی ترتیب میں انتشار پیدا ہو گیا۔ ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا۔ خلافت مآب کا لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً پانچسو سپاہی تھے، کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا جس وقت گھمسان لڑائی ہونے لگی۔ اس حصہ فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دبیس کے لشکر پر پشت سے حملہ کر دیا۔ آگے سے خلیفہ مسترشد شمشیر بدست با آواز بلند تکبیر کہتا ہوا بڑھا۔ دبیس کا لشکر تاب مقابلہ نہ لا سکا۔ بھاگ کھڑا ہوا۔ فتح مند گروہ نے سپاہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد قیدی دربار خلافت میں پیش کئے گئے مرد تو خلافت مآب کے روبرو قتل کر ڈالے گئے۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنا لئے گئے اور یوم عاشورہ ۵۱۷ھ کو خلیفہ مسترشد مظفر و منصور بغداد واپس آیا۔

دبیس کا بصرہ پر قبضہ دبیس نے شکست کھا کر عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کر دم لیا اور ان لوگوں سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے بہ خیال ناراضگی مسترشد و سلطان محمود، اعانت سے انکار کیا تب دبیس نے منتفق (مضافات بحرین) میں جا کر قیام کیا اور اہل منتفق سے استمداد کا خواہاں ہوا۔ اہل منتفق دبیس کے بھڑے میں آ گئے امداد کا وعدہ کر لیا۔ دبیس نے اہل منتفق کو جمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا۔ امیر بصرہ کو اس کی خبر کچھ نہ تھی، تاہم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دبیس کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی آقسنقر برسقی کو غفلت پر سخت و سست کہہ کر دبیس کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ دبیس نے یہ سن کر بصرہ چھوڑ دیا۔ آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی کو بصرہ کی آبادی و حمایت پر مامور کیا۔ عماد الدین نے نہایت مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی اس کے اطراف و جوانب سے سرکش اور باغی عربوں کو منتشر کر دیا۔

دبیس کا محاصرہ حلب دبیس نے جعبر میں پہنچ کر عیسائیوں سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ ہو کر حلب کے محاصرہ پر آیا لیکن عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی۔ ۵۱۸ھ میں وہ محاصرہ حلب سے دست کش ہو کر چلے گئے اور دبیس ملک طغرل بن سلطان محمد کے

پاس چلا گیا۔ ماشاء اللہ طبیعت تیز و طرّار پائی تھی ملک طغرل کو قبضہ عراق کا لالچ دیا اور اپنی چرب زبانی سے اس کو اس پر آمادہ کر لیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

برتقش کی تقرری

واقعات متذکرہ بالا کے بعد اتفاقات سے خلافت مآب کو آقسنقر برسقی شحنہ بغداد سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو لکھ بھیجا "آقسنقر برسقی حکومت عراق سے معزول کر کے موصل کی حکومت پر بھیج دیا جائے۔ ما بدولت واقبال اس کی صورت دیکھنے کے روادار نہیں ہیں" سلطان محمود نے اس تحریک و تحریر کے مطابق برسقی کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے موصل کی روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کمسن بچہ کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ اور بغداد کی شحنگی پر برتقش زکوی کو مامور فرمایا جس وقت برتقش زکوی کا نائب دار الخلافت بغداد میں آیا برسقی نے اس کو چارج دے کر مع شہزادہ کے موصل کا راستہ لیا اور عماد الدین زنگی والی بصرہ کو موصل بلا بھیجا۔ مگر عماد الدین زنگی بجائے موصل آنے کے سلطان محمود کے پاس اصفہان جا پہنچا سلطان محمود اس سے بڑے تپاک سے ملا اور بصرہ کو بطور جاگیر عنایت فرما کر پھر بصرہ کی جانب واپس فرمایا۔[1]

دبیس کا عراق پر قبضہ کرنے کا منصوبہ

آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں کہ دبیس بن صدقہ محاصرہ حلب کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ عراق پر ابھارنا چاہا۔ اور جب ملک طغرل پس و پیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اُٹھا لیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو آراستہ کر کے عراق کی طرف بڑھا۔ دقوقا میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مجاہد بن مہروز نے تکریت سے خلافت مآب کو ملک طغرل اور دبیس کی آمد اور عزیمت سے مطلع کیا۔ خلافت مآب نے ان دونوں سرکشوں اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے سفر و جنگ کی تیاری کا حکم دیا" برتقش زکوی شحنہ بغداد کو یہ اشارہ ہوا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ پر مستعد رہنا" اہل بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج مزید جمع ہو گئی ۵ صفر ۵۱۹ھ کو خلافت مآب نے دار الخلافت بغداد سے نکل کر صحرا شماسیہ میں قیام فرمایا۔

ملک طغرل کی غارت گری

ملک طغرل نے یہ سُن کر راہ خراسان کی جانب قدم اُٹھائے۔ اس کے لشکریوں نے غارت گری شروع کر دی، رباط جلولا میں پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کو اس کی طرف بڑھایا اور

---

[1] یہ واقعات ۵۱۸ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵۔

دسکرہ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا موکب ہمایوں بھی آ گیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں اتر پڑا۔ ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولاء سے نکل کر ہارونیہ میں قیام کیا ملک طغرل اور دبیس میں یہ رائے قرار پائی کہ پہلے دونوں متفق ہو کر جسر نہروان کو عبور کریں بعد ازاں دبیس تو پایاب مقامات اور گھاٹوں کی محافظت و نگرانی کرتا رہے اور ملک طغرل اپنی فوج کو دارالخلافت بغداد کی طرف بڑھائے مگر اتفاقیہ موانع ایسے پیش آئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہوئی ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہوا۔ رسد و غلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچی۔ دبیس پل عبور کرنے کی غرض سے نہروان پر آیا۔ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔ اتفاق سے چند اونٹ مل گئے جن پر کپڑے اور مختلف قسم کے کھانے تھے۔ یہ اونٹ دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کی خدمت میں جا رہے تھے دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ خلیفہ کے لشکر گاہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دبیس نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی لشکری مال و اسباب چھوڑ کر نہروان کی طرف بھاگے۔

دبیس کا اظہار اطاعت

خلافت مآب نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کیا۔ نہروان میں پہنچے تو دبیس اور اس کے ہمراہیوں کو سوتے ہوئے پایا۔ شور و غل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلافت مآب علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی، تملق اور خوشامد سے اظہار عجز و اطاعت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے مصالحت کرنے پر مائل ہو گیا، اس عرصہ میں وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا۔ اس نے خلافت مآب کی اس رائے کو بدل دیا۔ اس کے بعد خلافت مآب کا موکب ہمایوں نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی روانگی کے پچیسویں روز بغداد پہنچا اور دبیس نے ملک طغرل کی جانب معاودت کی۔

ملک طغرل اور دبیس کی خراساں کو مراجعت

اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجر کی طرف کوچ کیا۔ ہمدان ہو کر گزرے رستے اطراف و جوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا۔ عمال شاہی سے تاوان اور جرمانے وصول کئے سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ خراسان میں ملک سنجر کے پاس جا کر دم لیا۔ خلیفہ مسترشد اور برتقش شحنہ بغداد کے شکایات کے دفتر کھولے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں کشیدگی

۵۲۰ھ میں برتقش زکوی شحنہ بغداد اور خلیفہ مسترشد کے نواب میں چلی گئی، خلیفہ

مسترشد نے یرنقش زکوی کو تہدید کا خط تحریر کیا۔ یرنقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا ماہ رجب سنہ مذکور میں بغداد کو خیر باد کہہ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مسترشد نے فوجیں مرتب کر لی ہیں۔ سامان جنگ بھی کافی طور سے فراہم کر لیا ہے۔ مالی قوت بھی ان کی ایک گونہ قابل اطمینان ہے اگر حکومت پناہ دار الخلافت بغداد کے قبضہ سے ذرا بھی تساہلی فرمائیں گے تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گا اور پھر وہ آپ کے قبضہ اقتدار سے باہر ہو جائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سامان سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی کہلا بھیجا۔ "چونکہ دبیس کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے ممالک محروسہ میں امن و عافیت معدوم ہو رہی ہے پس اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم عراق کو واپس جاؤ۔ جس قدر روپے کی ضرورت ہو ما بدولت و اقبال دینے کو تیار ہیں"۔ اس پیام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی اور وہ خیالات جو یرنقش نے محمود کے ذہن میں جا دیئے تھے مجسم ہو کر روبرو آ گئے۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

عفیف اور عماد الدین میں معرکہ آرائی

خلیفہ مسترشد نے ناراض ہو کر بغداد کے غربی ساحل کو اس اعلان کے ساتھ عبور کیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ بغداد میں واپس آنے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ غضبناک ہو کر بغداد کی طرف بڑھا اور خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں ٹھہرا رہا۔ اپنے خادم خاص عفیف نامی کی افسری میں ایک لشکر واسط کی جانب سلطان محمود کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض عفیف اور عماد الدین نے صف آرائی کی۔ خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار عفیف کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا مارا گیا۔ بہزار خرابی عفیف بھاگ کر خلافت مآب کی خدمت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے کشتیاں جمع کرائیں اور محلسرائے خلافت کے کل دروازے باستثناء باب نوبی بند کرا دئیے۔ اتنے میں سلطان محمود ۱۰ ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شماسیہ پر اتر پڑا۔ لشکریوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد سے واپس جانے اور مصالحت کرنے کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے مصالحت اور معاودت سے انکار کیا۔ بعد اس کے سلطانی لشکر کا ایک حصہ موقع پا کر یکم محرم ۵۲۱ھ میں محلسرائے خلافت میں گھس پڑا اور تاج کو لوٹ لیا اس سے عوام الناس کو بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ سب جمع ہو کر خلیفہ مسترشد کی خدمت میں پہنچے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی جنگ

خلیفہ مسترشد طیش میں آ کر نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا۔ وزیر السلطنت آگے آگے تھا، نقارے بج رہے تھے بانسریاں بجائی جا رہی تھیں اور خود بدولت با آواز بلند "یا للہاشم" پکار رہے تھے کشتیوں کا پل بنائے جانے کا ارشاد فرمایا۔ بات کی بات میں بن کر تیار ہو گیا۔ ایک ہی بار میں کل ہمراہیان خلیفہ عبور کر گئے اس وقت خلافت مآب کے مکان میں پردوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ آور زرہ پوش تھے سلطانی لشکر بے خوف و ہراس غارت گری میں مصروف تھا۔ خلافت مآب کے ہمراہیوں نے پہنچ کر ان کو قتل قید کرنا شروع کیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد نے مع تیس ہزار جنگ آوران اہل بغداد کے شرقی ساحل کو عبور کیا۔ دمدمے، خندقیں، اور مورچوں کے بنانے کا حکم صادر فرمایا۔
رات بھر میں بغداد کی حفاظت کا انتظام کامل کر لیا گیا لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ ہر روز کنارۂ دجلہ پر خون کا دریا بہایا جاتا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی مصالحت

اس اثناء میں عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بصرہ سے آ پہنچا اور دریا اور خشکی کو گھیر لیا سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کی، خلافت مآب نے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے صلح کا پیام دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا بعد ازاں بیمار ہو گیا۔ اطباء نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی۔ چنانچہ ماہ مذکور کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت خلافت مآب نے نذرانے تحائف اور انعامات دئے جس کو سلطان نے بسر و چشم قبول کیا۔ اور شحنگی عراق پر بعد غور و فکر عماد الدین زنگی کو متعین فرمایا۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی

جب سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابو القاسم علی بن ناصر نشابادی کو بالزام سازش خلیفہ مسترشد گرفتار کر کے شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ شرف الدین بوقت گرفتاری وزیر ابو القاسم بغداد میں تھا۔ سلطان محمود کی طلبی پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچا۔ دربار سلطانی میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدہ سے سرفراز کئے جانے پر امراء و رؤساء نے نذریں گذرانیں خلافت مآب نے بھی چند تحفے دئے چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی۔ اس کے بعد استعفاء دے کر

بغداد لوٹ آیا۔ وزر السلطنت ابو القاسم اُس زمانہ سے برابر مقید اور محبوس رہا تاکہ آئندہ سنہ میں سلطان سنجر رے آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کی وزارت پھر دلوائی۔

دبیس اور ملک سنجر

جس وقت دبیس ملک سنجر کے پاس پہنچا ملک طغرل بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کیا رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال سنجر کے دماغ میں جاگزین کر دیا۔ اور عراق پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ چنانچہ ملک سنجر سامان سفر و جنگ درست کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا۔ سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لئے کہ آیا وہ میرا مطیع ہے یا نہیں، بلا بھیجا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا چچا سے ملنے کو روانہ ہوا جس وقت ملک سنجر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ملک سنجر نے کل فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی بعزت ملک محمود سے ملا اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سنجر کے پاس مقیم رہا۔ بعد ازاں ملک سنجر نے ۱۵ ذی قعدہ کو خراسان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا۔

دبیس اور سلطان محمود

ملک سنجر کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے بھی ہمدان کی طرف مراجعت کی، دبیس اس کے ہمراہ تھا۔ ہمدان میں چندے قیام کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے عفو تقصیر کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے اس شرط سے اس کی تقصیر معاف فرمائی کہ اس کو حلہ کی بجائے اور کسی صوبہ کی حکومت دی جائے، چنانچہ دبیس نے ایک لاکھ دینار صرف کر کے حکومت موصل کی سند حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عماد الدین زنگی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تحائف اور نذرانے لے کر چپکے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے۔ سلطان محمود نے اس کو پھر حکومت موصل پر واپس کیا اور بہروز کو بغداد کی شحنگی عنایت کی حلہ کی نگرانی بھی اسی کے متعلق کی گئی۔

دبیس کی سرکشی اور فرار

اس کے بعد ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق وقت سے ہمدان میں پہنچ کر علیل ہو گیا۔ دبیس کو موقع مل گیا۔ عراق جا پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ اور مدافعت کی تیاری کی۔ دبیس نے بغداد سے اعراض کر کے حلہ کا راستہ لیا۔ بہروز نے یہ سن کر حلہ چھوڑ دیا۔ پس دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں حلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کزل اور امیر احمد یلی کو حلہ کی طرف

روانہ کیا۔ جنہوں نے دبیس کی ضمانت اور اس کی آئندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری کی تھی۔ دبیس نے یہ خبر پاکر خلیفہ مسترشد کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کی۔ عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساتھ ہی دبیس اپنی تدبیر اور حکمت عملیوں سے غافل نہ تھا۔ فوجیں، اسباب جنگ اور روپیہ فراہم کرتا جاتا تھا تا آنکہ اس کی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں احمدیلی ماہ شوال میں بغداد پہنچا اور فوراً دبیس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ بعد ازاں ماہ ذلقعدہ میں سلطان محمود بھی دار الخلافت بغداد پہنچا دبیس نے نذرانے اور تحائف پیش کر کے معافی تقصیر کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے عفو تقصیر سے انکار کیا۔ دبیس نے حلہ کو خیر باد کہہ کر بصرہ کا راستہ لیا۔ اور جس قدر بصرہ میں خلافت مآب اور سلطنت پناہ کا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود یہ خبر پا کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج متعین کی۔ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں جا چھپا۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی

ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے اپنی حکومت کے تیرھویں برس وفات پائی۔ باتفاق رائے وزیر السلطنت ابو القاسم نشابادی اور اتابک آقسنقر احمدیلی، سلطان محمود کا بیٹا داؤد مسند حکومت پر متمکن کیا گیا۔ تمام بلاد جبل اور آذر بائیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جدید سلطان کی تخت نشینی کی وجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہوئے مگر اکثر فرو بھی ہو گئے۔ وزیر السلطنت اس خیال سے کہ آئندہ کسی خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑے سارا مال و اسباب لے کر سلطان سنجر کے پاس رے چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان داؤد نے ماہ ذلقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کی جانب کوچ کیا۔ اور دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔

سلطان داؤد اور ملک مسعود کی جنگ و مصالحت

اس اثناء میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ داؤد کا چچا ملک مسعود جرجان سے تبریز چلا آیا ہے اور اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس خبر کا سننا تھا کہ فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور بہ عجلت ممکنہ تبریز پہنچ کر آخر ماہ محرم ۵۲۶ھ میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چچا اور بھتیجے میں لڑائی شروع ہوئی۔ آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ داؤد نے تبریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب کوچ کیا اور ملک مسعود تبریز سے باہر آ کر فراہمی لشکر میں مصروف ہوا۔ تھوڑے دنوں میں جب ایک عظیم لشکر جمع ہو گیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا علم بلند کر کے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد سے کہلا بھیجا "میرے نام کا خطبہ جامع مسجد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے"۔ دربار خلافت سے جواب آیا "بالفعل سلطان سنجر والی خراسان کے

نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا" اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجر کے پاس بھی ایک یادداشت بھیج دی گئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب اور سزاوار ہے کسی دوسرے کو اس کا حق نہیں پہنچتا ہے اس یادداشت سے ایک خاصا موقع ہاتھ آگیا اس کے بعد ملک مسعود نے عماد الدین زنگی والی موصل سے اعانت طلب کی۔ عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا اقرار کیا اور لشکر تیار کر کے ملک مسعود کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ معشوق تک پہنچا۔

ملک سلجوق کی بغداد میں آمد

اس عرصہ میں قراجا ساقی والی فارس و خوزستان ہمراہی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پہنچ گیا اور دار الخلافت میں اُتر پڑا۔ خلافت مآب نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنی ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ اس کے بعد ملک مسعود نے عباسیہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ خبر پا کر مقابلہ کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اتنے میں عماد الدین زنگی کے آنے کی خبر ملی قراجا ساقی نے زنگی کی روک کرنے کو ساحل غربی کو عبور کیا۔ زنگی اور قراجا ساقی میں لڑائی چھڑ گئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی طرف بھاگا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب پدر سلطان صلاح الدین یوسف تھا اس نے زنگی کو عبور کرنے کو کشتیاں فراہم کر دیں پل بندھوا دیا۔ زنگی نے جیوں تیوں دریا کو عبور کیا اور باطمینان تمام اپنا راستہ لیا۔

ملک مسعود اور خلیفہ کے مابین معاہدہ

اس کے بعد ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ کو آیا اور اُسی مقام پر مورچے قائم کئے تھے مگر یہ سن کر کہ زنگی میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ہے، بلا جدال و قتال لوٹ کھڑا ہوا۔ اور خلافت مآب کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجر بقصد قبضہ عراق رے آگیا ہے اگر خلافت مآب اور سلجوق شاہ و قراجا ساقی مجھ سے مصالحت کر لیں اور میرے ہم آہنگ ہو جائیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ سلطان سنجر عراق کا رُخ نہ کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلافت مآب کا قبضہ و تصرف جاری و نافذ رہے گا خلافت پناہی کے عمال دلواب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں مگر زمام حکومت میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کی بابت یہ قرار دیا جائے کہ میرے بعد وہ وارث تاج و تخت ہوگا۔ خلافت مآب اور سلجوق شاہ نے اس دم پٹی میں آکر شرائط مصالحت منظور کر لیں۔ چنانچہ تکمیل معاہدہ کی غرض سے ملک مسعود ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۶ھ میں پھر بغداد آیا۔ صلح نامہ لکھا گیا اور مصالحت ہوگئی۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ

آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان مسعود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا داؤد مسند حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ یہ امر اس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گزرا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کو بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ہمراہ اس کا دوسرا برادر زادہ ملک طغرل[1] بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر رے پہنچا۔ دو چار روز قیام کر کے ہمدان کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے مع اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراجا ساقی کے ملک سنجر کے روک تھام کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی حسب وعدہ اس مہم میں شریک ہونے کو سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہوا۔

ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر دبیس کو حلہ عنایت فرما کر بغداد کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا۔ دبیس نے اپنی جانب سے شحنگی بغداد پر عماد الدین زنگی کو مامور کر کے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اس کی روانگی کے بعد آپ بھی روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پا کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان دونوں سرکش اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے دار الخلافت کی جانب مراجعت فرمائی اور سلطان مسعود مع اپنے امراء اور لشکر کے ملک سنجر سے جنگ کرنے کو آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استر آباد میں ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بلا جدال و قتال چار منزل پیچھے ہٹ آیا۔ جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی خبر کر دی۔ اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کے تعاقب میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

دینور کا معرکہ

۸ رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریفوں کا مقام دینور میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراجا ساقی اور امیر کزل تھا۔ میسرہ پر یرنقش بازدار اور یوسف جاروش۔ پہلا حملہ قراجا ساقی نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک سنجر کے قلب لشکر پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ حملہ آور گروہ جوش مردانگی میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراجا ساقی کو دونوں طرف سے گھیر لیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ قراجا ساقی زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا ملک سنجر کے سپاہیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود اور اس کے ہمراہی اس غیر متوقع شکست سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اثناء دارو گیر میں بعض

---

[1] ملک طغرل، دبیس کے ہمراہ ملک سنجر کے پاس، قبل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اس وقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔ منہ

امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے۔ مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ قیدیاں جنگ بعد خاتمہ جنگ ملک سنجر نے ان لوگوں کو زجر و توبیخ کی اور پھر قتل کا حکم دے دیا۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود میں مصالحت اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں عذر خواہی کی غرض سے حاضر ہوا۔ ملک سنجر عزت و توقیر سے پیش آیا۔ گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیمے میں ٹھہرایا۔ اونچ نیچ سمجھائی۔ خود رائی اور مخالفت پر ناراضگی ظاہر کی اور سند امارت عطا فرما کر گنجہ کی جانب روانہ کیا۔ باقی رہا دوسرا برادر زادہ ملک طغرل اس کو مسند حکومت پر متمکن کر کے رہا دت کا قلمدان ابوالقاسم نشاپادی کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان کی جانب لوٹا۔ ۲۰ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کو نیشاپور پہنچا۔

دبیس کی شکست اور فرار خلافت مآب نے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دبیس اور زنگی کی مدافعت کی غرض سے بغداد کی طرف مراجعت کی تھی بغداد پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ سلطان مسعود کو بمقابلہ ملک سنجر شکست ہو گئی۔ خلافت مآب نے یہ سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل کو عبور کر کے عباسیہ کی طرف روانہ ہوا، ۲۷ رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ برا کہ پر زنگی اور دبیس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ خلافت مآب کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلافت مآب کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے رکاب کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ مطر نے یہ دیکھ کر حملہ آور گروہ پر پشت سے حملہ کیا۔ خلافت مآب بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے حملہ آور ہوئے دبیس شکست کھا کر بھاگا۔ زنگی نے کمال استقلال سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوج میں بھگدڑ مچ جانے سے ایک لحظہ بھی خلافت مآب کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا۔ میدان کارزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔

دبیس اور اقبال کی جنگ دبیس نے شکست اٹھا کر حلہ میں جا کر دم لیا۔ حلہ اور اس کے کل مضافات پر اقبال کا قبضہ و دخل تھا۔ اقبال نے یہ خبر پا کر دارالخلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے دبیس کے سر پر جا پہنچا۔ دبیس مقابلہ پر آیا باہم لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا۔ دبیس نے بڑی جد و جہد سے اپنی جان بچائی۔ بھاگ کر واسط پہنچا۔ تھوڑے دنوں میں اس کے لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ انہی واقعات پر ۵۲۶ھ تمام ہو جاتا ہے۔ یہ نقش باز دار اور

اقبال اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے دبیس کی سرکوبی کو آجاتے ہیں۔ دریا اور خشکی کی لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اہل واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آتے ہیں لیکن شکست فاش اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔

ملک داؤد کی پسپائی

ملک طغرل کے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ملک سنجر نے بوجہ بغاوت و سرکشی احمد خاں والی ماوراء النہر، خراسان کی جانب معاودت کی۔ ان دنوں ملک داؤد بلاد آذربائیجان اور گنجہ میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں اور جیش مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی طرف بڑھا ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے میمنہ پر ابن برسق تھا۔ میسرہ پر کزل۔ مقدمۃ الجیش پر آقسنقر۔ اور ملک داؤد کے میمنہ پر یرتقش زکوئی۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک قریہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یرتقش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی۔ ترکوں کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا۔ جمع ہو کر اس کے خیمہ کو لوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تمام لشکر میں گڑبڑ مچ گیا اس کا اتابک آقسنقر احمدیلی بخوف جان بھاگ گیا۔ ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ حریف نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا۔ یرتقش زکوئی گرفتار کر لیا گیا، ملک داؤد موقع پا کر نکل بھاگا۔ ایک مدت تک اِدھر اُدھر مارا مارا پھرا، بعد ازاں مع اپنے آقا آقسنقر کے وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب نے شاہی محلسرا میں عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد کا آذربائیجان اور ہمدان پر قبضہ

سلطان مسعود نے یہ سن کر کہ ملک داؤد کو بمقابلہ ملک طغرل شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بغداد چلا گیا ہے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ قریب بغداد پہنچا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا، ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا۔ پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچکر الیوان شاہی میں قیام کیا۔ دارالخلافت بغداد کے ممبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعدہ سلطان مسعود اور ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے باتفاق رائے خلافت مآب یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان پر فوج کشی کریں دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دی جائے گی۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی کل صوبہ پر قابض و متصرف ہو گئے۔ مقام اردبیل میں ملک طغرل کے چند امراء تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے ان کو بھی ان لوگوں نے جا گھیرا بعض ان میں سے چھپ کر بھاگ گئے اور بعض قتل کر ڈالے گئے۔ بعد ازاں ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کا رخ کیا۔ ملک طغرل فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا۔ سلطان مسعود

نے ہمدان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی اثناء میں آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کر ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو قتل کیا تھا۔

معرکہ رے اور ملک طغرل کی شکست

ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد رے کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ قم پہنچا یہاں بھی اس کو امن کی صورت نظر نہ آئی تو اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اس غرض سے کہ اس کو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے پنجۂ غضب سے بچائے سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر اصفہان کے محاصرے کو بڑھا۔ چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول وفعل کا اعتبار نہ تھا اس وجہ سے اس نے اصفہان کو چھوڑ کر بلاد فارس کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان سے اعراض کر کے ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ ملک طغرل کے بعض امراء لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امن حاصل کر لی جو باقی رہ گئے ان سے ملک طغرل مشکوک ہو گیا۔ ان لوگوں سے پیچھا چھڑا کر افتاں وخیزاں ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں رے پہنچا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا وہ بھی سراغ لگاتا ہوا رے آن پہنچا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ ملک طغرل کو شکست ہوئی ایک گروہ اس کے سرداران لشکر کا گرفتار کر لیا گیا سلطان مسعود نے مظفر ومنصور ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

جس وقت ملک طغرل فارس سے رے آ رہا تھا اثناء راہ میں اس کا وزیر ابو القاسم نشابادی میں مار ڈالا گیا۔ یہ ماہ شوال ۵۲۷ھ تھا۔

خلیفہ مسترشد کا محاصرۂ موصل اور مراجعت بغداد

جس وقت عماد الدین زنگی کو بمقابلہ خلیفہ مسترشد شکست ہوئی جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں تو عماد الدین زنگی نے موصل میں جا کر دم لیا اور سلاطین سلجوقیہ ہمدان میں بوجہ مخالفت باہمی اور خانہ جنگی باہم مصروف جدال وقتال ہو گئے اس وقت امراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے آئے۔ ان لوگوں کے آجانے سے خلیفہ مسترشد کے مضمحل وکمزور قوائے حکمرانی میں توانائی عود کر آئی۔ خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ کو جو اس وقت سربرآوردہ افراد سے تھے عماد الدین زنگی کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر افہام تفہیم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ بلکہ پند وموعظت میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا۔ زنگی نے ان کی بے توقیری کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس بناء پر خلیفہ مسترشد نے محاصرہ موصل کا قصد فرمایا۔

سلطان مسعود کو بھی اس کی تحریک کی چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے کوچ کیا۔ جس وقت موصل کے قریب پہنچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اس کا نائب

نصیر الدین جقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین کی مدافعت کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر سنجر کے پاس جا کر قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے باہر ہی باہر ناکہ بندی کر لی کہ خلیفہ مسترشد کی امداد و رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے خلافت مآب کو بہت سے امور میں صدہا دقتیں اُٹھانا پڑیں مگر پھر بھی تین ماہ کامل موصل کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اُٹھا کر دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سنہ کے یوم عرفہ کو بغداد میں پہنچ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کے لشکر گاہ سے حاضر ہو کر یہ گزارش کر دی تھی کہ سلطان مذکور عراق کا قصد کر رہا ہے اس وجہ سے خلافت مآب نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دار الخلافت کی جانب معاودت فرمائی تھی۔

سلطان مسعود اور طغرل کی جنگ

جس وقت سلطان مسعود نے طغرل کی شکست کے بعد ہمدان کی طرف مراجعت کی یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ملک داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجہ) آذربائیجان میں باغی ہو گیا ہے، فوراً لشکر کو از سر نو مرتب کر کے کوچ کر دیا اور آذربائیجان کے ایک قلعے پر پہنچ کر اسے اپنے محاصرے میں لے لیا۔ ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جبل کی طرف قدم بڑھائے۔ رفتہ رفتہ فوجیں بھی جمع ہو گئیں۔ بلاد جبل کے اکثر شہروں کو مفتوح بھی کر لیا۔ پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان مسعود سے جنگ کرنے کی غرض سے قزوین پہنچا۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر ملک طغرل کی سرکوبی کو آیا۔ چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصہ کو ملا لیا تھا اس وجہ سے بوقت مقابلہ، سلطان مسعود کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اس کے نتیجے میں سلطان مسعود کو آخری ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں اپنے باغی بھتیجے سے شکست اٹھانا پڑی۔

سلطان مسعود کی بغداد کو روانگی

سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا اور خلافت مآب سے دار الخلافت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب بقش سلامی مع اس کے بھائی سلجوق شاہ کے اصفہان میں تھا اس ناگہانی شکست کا حال سُن کر یہ لوگ بھی بغداد چلے آئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔ خلافت مآب نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دئیے اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ اثناء راہ میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے اس کے ہمراہیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیادے۔ خیمے بھی نہ تھے مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے بدن پر کپڑے ثابت نہ تھے۔ خلافت مآب نے خیمے مرحمت فرمائے، مال و اسباب اور روپیہ دیا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کو خلیفہ کی اعانت

غرض ۱۵ ؍ شوال ۵۲۸ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دار الحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ہمدان میں ٹھہرا رہا۔ دار الخلافت بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش و حواس بجا ہوئے، دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کو حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے تسلی و تشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا "تم ناگہانی شکست سے برداشتہ خاطر نہ ہو، کمر ہمت باندھ کر پھر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کو اٹھو۔ با بدولت و اقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں" سلطان مسعود نے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے اٹھ کر خوش خوش اپنے دار الحکومت میں آیا۔

ملک طغرل کی وفات

امراء سلجوقیہ کا ایک گروہ جو بخوف فتنہ اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلافت مآب کی خدمت میں آ گیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ و بہی خواہ ہو گیا۔ ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ سب کو ملا لیا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروہ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو سب کی طرف سے شک پیدا ہو گیا مگر صرف اسی شخص کو جس کے نام خط آیا تھا گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لٹوا لیا جز باقی رہے اور امراء سلجوقیہ وہ سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ان کو بلا بھیجا سلطان مسعود نے ممانعت و مزاحمت کی اس سے باہم کسی قدر کشیدگی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے، ملک طغرل سے جنگ کے لئے چلنے کی درخواست کی، ہنوز کوئی امر طے نہ ہوا تھا کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی سلطان مسعود نے یہ سنتے ہی ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ فوجوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ روساء ملک و ملت نے حاضر ہو کر فرمانبرداری و اطاعت کے عہد کئے۔ غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور قلمدان وزارت شرف الدین انوشیرواں خالد کو مرحمت کیا۔ یہ مع اپنے اہل و عیال کے سلطان مسعود کے ہمراہ گیا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی

ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے پر امراء سلجوقیہ کے چند سربرآوردہ اشخاص کو سلطان مسعود سے منافرت و کشیدگی پیدا ہوئی، از انجملہ یرنقش، کزل، سنقر والی ہمدان اور عبدالرحمٰن بن طغرلک وغیرہ تھے انہی لوگوں کے ساتھ دبیس بن صدقہ بھی تھا ان سب نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کر کے خلافت مآب سے امن کی درخواست کی اور خراسان پہنچ کر بر ستی سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت و فرمانبرداری کا

باہم معاہدہ کیا چونکہ خلیفہ مسترشد کو دبیس کی طرف سے بدظنی تھی اس لئے خلافت مآب نے سدید الدولہ بن انباری کو دبیس اور کل امراء کا امان نامہ مرحمت فرما کر ان لوگوں کے پاس روانہ کیا چنانچہ دبیس سلطان مسعود کے پاس واپس آیا اور امراء نے بغداد کا دلاسہ دیا خلافت مآب نے ان لوگوں سے بعزت احترام ملاقات کی اسی سبب سے مابین خلافت مآب اور سلطان مسعود منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔

خلیفہ مسترشد کی بغرض جنگ بغداد سے روانگی

رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہنچی کہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود ۲۰؍ رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج فرمایا۔ مقام شفیع میں پہنچ کر پڑاؤ کیا والی بصرہ سے امداد طلب کی اس نے بمقابلہ سلطان مسعود امداد دینے سے انکار کیا مگر اور امراء سلجوقیہ جو خلافت مآب کے ہمرکاب تھے وہ خلافت مآب کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو اُبھار نے اور امداد کا وعدہ کر رہے تھے خلافت کا مقدمۃ الجیش کوچ و قیام کرتا ہوا حلوان تک پہنچا۔ اس کے بعد ماہ شعبان سنہ مذکور میں خود خلافت مآب نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کی جمعیت سے چھوڑ کر کوچ فرمایا۔ اس اثناء میں برسق بن برسق بھی آ ملا جس کی وجہ سے اس کی فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ امراء اعراب، خلافت مآب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان لوگوں کی تالیف قلوب کی اور اپنا ہم آہنگ بنا لیا اور ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔

معرکہ دینور

خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگ آور سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آ گئے۔ تا آنکہ خلافت مآب کی رکاب میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی ملک داؤد بن محمود نے آذربائیجان سے یہ کہلا بھیجا "آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کو دینور کا قصد فرمایئے" چنانچہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود، دینور کی جانب کوچ کیا۔ یرنقش بازدار، نور الدولہ سنقر، کن ل اور برسق بن برسق میمنہ میں تھا۔ جاولی برسقی، شراب سالار اور اعلبک میسرہ میں .... اعلبک وہ شخص ہے جس کو خلیفہ مسترشد نے امراء سلجوقیہ سے بہ الزام سازش سلطان مسعود گرفتار کیا تھا[1]۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری

۱۰؍ رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف معرکہ آرا ہوئے اثناء جنگ میں خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑا۔ سلطان مسعود نے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور متواتر حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ سلطان مسعود کو تاڑ گیا۔ فوراً قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ خلافت مآب کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی، خلیفہ مسترشد مع اسٹاف کے

---

[1] اس مقام پر اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔ مترجم۔

گرفتار کر لیے گئے جس میں وزیر شرف الدین علی بن طراد زینبی، قاضی القضاۃ، خطیب، فقہاء اور شہود تھے خلیفہ مسترشد ایک خیمہ میں اتارا گیا باقی قلعہ سرخاب میں قید کر دیئے گئے بعدہ سلطان مسعود نے میدان جنگ سے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ کی گرفتاری پر اہل بغداد کا ماتم اور خونریزی

اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے ایبک آئے محمدی کو شحنہ مقرر کر کے بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ عمید بھی تھا۔ آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو وارد بغداد ہوا۔ خلیفہ مسترشد کے جس قدر املاک تھے سب کو ضبط کر لیا۔ محلسرائے خلافت کو لوٹ لیا اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر رو دیئے، عورتوں نے واویلا کیا۔ عوام الناس منبر کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا۔ خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا۔ بازاروں میں کہرام مچ گیا۔ لوگ سروں پر خاک اڑاتے شور و غل مچاتے شحنۂ بغداد کی فوج سے جا بھڑے۔ کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا۔ خونریزی کے دروازے کھل گئے۔ والی اور حاجب شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے فتنہ و فساد کے امن و عافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔ اسی عرصہ میں ماہ شوال سنہ مذکور میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ملک داؤد ابن سلطان محمود نے مراغہ میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور مقید مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا یہیں سے باہم مصالحت کے نامہ و پیام شروع ہوئے۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان مسعود مع خلیفہ مسترشد کے مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے اور خلیفہ مسترشد کو ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے روانگی مراغہ کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کار ان شرائط پر باہم صلح ہوئی۔

(۱) خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

(۲) خلیفہ مسترشد کو بخیال جنگ اور فتنہ فوج رکھنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۳) کسی غرض سے کسی وقت میں خلیفہ مسترشد دارالخلافت سے باہر نہ نکلے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد فریقین کے وکلاء نے صلح نامہ کو اپنے اپنے دستخطوں سے مرتب کیا۔

خلیفہ کا قتل

خلیفہ مسترشد بقصد واپسی بغداد سامان سفر درست کرنے لگا ردائے خلافت روبرو دلائی گئی اثنائے راہ میں یہ خبر ملی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے اس وجہ سے خلیفہ مسترشد کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کو سوار ہو گیا، خلیفہ مسترشد کا خیمہ، شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب تھا تقریباً بیس نفر یا اس سے کچھ زیادہ باطنی دفعۃً خلافت مآب کے خیمہ میں گھس پڑے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ سر کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ۱۷ ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے ساڑھے سترہ سال خلافت کی، قاتل گرفتار کئے گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔

باب ۳۳

منصور بن مسترشد راشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

و

محمد بن مستظہر لامر اللہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ

بیعت خلافت

اس کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر بہ ولیعہدی اپنے باپ کے مسند خلافت پر رونق افروز ہوا، بغداد میں بحاضری اراکین ملک وملت بیعت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال ، خلیفہ مسترشد کا خادم ، اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو ساحل غربی کو عبور کر کے تکریت کا راستہ لیا اور مجاہدین بہروز کے پاس جا کر قیام کیا۔

دبیس کا قتل

خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سرادقہ دروازہ پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا چنانچہ اس نے راہ چلتے اس کا سر اتار لیا۔ دبیس کے قتل کے بعد اس کا لشکر ، اس کے خدام ، اس کے باپ صدقہ کے پاس حلہ میں جا کر جمع ہوئے قطلغ تکین بھی امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے امیر بک شحنہ بغداد کو حلہ پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ امیر بک نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حلہ کی جانب روانہ کیا۔ صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی تا آنکہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت اور صفائی کر لی اور اسی کے ہمراہ رہا۔

خلیفہ راشد اور یرنقش کی جنگ

مسند خلافت پر خلیفہ راشد کے متمکن ہونے کے بعد یرنقش زکوی سلطان مسعود کے پاس سے ، راشد سے وہ زر نقد وصول کرنے کو بغداد آیا۔ جس کا اقرار اس کے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جو چار لاکھ کی رقم تھی۔ خلیفہ راشد نے جواب دیا "پدر بزرگوار ایک حبہ خزانہ میں نہیں چھوڑ گئے جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد تھا وہ سب کا سب لٹ گیا" یرنقش یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ "یرنقش محلسرائے خلافت پر دفعتہً قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور روپیہ مہیا کر رہا ہے۔"

خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر لیں۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی موقع موقع سے دمدمے اور برج بند ھوائے۔ بعد اس کے یرنقش مع امراء بلخیہ کے سوار ہو کر محلسرائے خلافت کے لوٹنے کو نکلا۔ عوام الناس اور خلافت مآب کے لشکر نے مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلافت مآب کے لشکر نے یرنقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ یرنقش نے دار الخلافت سے نکل کر خراسان کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی

امیر بک شحنہ بغداد بھی خراسان کی جانب نکل بھاگا یرنقش نے بحال پریشان بندنیجین میں جاکر دم لیا۔ عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خاص و عام کو خاطر خواہ لوٹا، اس واقعہ سے مابین سلطنت پناہ اور خلافت مآب منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔ اراکین سلطنت اور امراء مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ خلافت مآب کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ ملک داؤد بن سلطان محمود مع لشکر آذربائیجان بغداد کی جانب روانہ ہوا ماہ صفر ۵۳۰ھ میں وارد بغداد ہو کر محلسرائے سلطانی میں قیام کیا۔

جلال الدین ابو الرضا کا عہدۂ وزارت پر تقرر

عماد الدین زنگی موصل سے، یرنقش بازدار والی قزوین، قزوین سے، البقش کبیر والی اصفہان اصفہان سے صدقہ بن دبیس والی حلہ حلہ سے اور ابن برسق اور احمد یلی وغیرہ بھی آ پہنچے ملک داؤد نے یرنقش بازدار کو بغداد کی شحنگی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصح الدولہ ابو عبداللہ حسن بن جہیر استادودار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جمال الدین اقبال تکریت سے بغداد آیا تھا۔ زنگی کی سفارش سے اقبال رہا کر دیا گیا، رہائی کے بعد وہ زنگی ہی کے پاس رہا۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابو الرضا بن صدقہ زنگی سے ملنے کو آیا اور چندے اس کے پاس مقیم رہا۔ زنگی نے اس کی سفارش کر دہ خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ قاضی القضاۃ زینبی بھی زنگی کے پاس آگیا تھا اور پھر اس کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا۔ اور امیر بک آئی کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا، زنگی یہ خبر پاکر واسط جا پہنچا اور دونوں میں مصالحت اور صفائی کرا کے بغداد واپس آیا۔

سلطان مسعود کا بغداد کا محاصرہ

ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے بقصد جنگ سلطان مسعود طریق خراسان کی طرف کوچ کیا زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا۔ خلیفہ راشد بھی اپنی فوج آراستہ کر کے یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ مگر تیسرے ہی روز لوٹ آیا اور ملک داؤد اور کل امراء کو واپس بلا بھیجا چنانچہ ملک داؤد اور کل امراء واپس

دولت واپس آئے اور اس امر پر اتفاق کر لیا کہ شہر پناہ کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے۔ اتنے میں سلطان مسعود کا خط بایں مضمون صادر ہوا "میں بدل و جان خلافت مآب کی اطاعت پر آمادہ ہوں مجھ سے معرکہ آرائی کی کیا ضرورت ہے؟" خلافت مآب نے اس خط کو اراکین دولت کے روبرو پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کیا۔ چار و نا چار خلافت مآب نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا، سلطان مسعود نے جواب باصواب نہ پا کر بغداد کا قصد کیا اور مسافت طے کر کے بغداد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا، اوباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی۔ تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کا بغداد پر قبضہ

اس عرصہ میں طرنطائی والی واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے آ پہنچا۔ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی جانب معاودت کی، بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا مگر سلطان مسعود کا لشکر نہ رکا۔ دجلہ کو ساحل غربی سے عبور کیا۔ اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ سب نے بوریا بندھنا سنبھال اپنے اپنے ملکوں کی راہ لی۔ زنگی اس وقت ساحل غربی پر سلطان مسعود کی فوج سے مصروف جدال و قتال تھا۔ خلیفہ راشد نے اس کے پاس جا کر کل حالات بتلائے۔ زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریف کے حوالہ کر کے مع خلافت مآب کے موصل کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی

۱۵؍ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود مظفر و منصور بغداد میں داخل ہوا۔ امن و امان کی منادی کرا دی قضاۃ، فقہا، اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھلایا جس میں بخط خاص لکھا تھا "جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے معروف جدال و قتال ہوں تو اس وقت میں معزول سمجھا جاؤں میں خود اپنے آپ کو بار خلافت سے سبکدوش کر لوں گا۔" قضاۃ اور فقہا نے خلیفہ راشد کی خلع خلافت اور معزولی پر فتویٰ دیا۔ اراکین دولت اور امراء مملکت نے اس رائے پر موافقت ظاہر کی اور خلیفہ کے معایب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے۔ سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ میں بغداد اور کل بلاد اسلامیہ میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ خلیفہ راشد نے ایک سال خلافت کی۔

مقتفی لامر اللہ کی خلافت

خلیفہ راشد کی معزولی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے اراکین دولت اور مشیران سلطنت کو انتخاب خلیفہ کا حکم دیا ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستظہر کو منتخب کیا۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا محضر لکھوایا محضر میں ظلم غصب اور کل ان افعال کو تحریر کرایا جو منافی شان امامت اور خلافت تھے اخیر محضر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں ایسی صفات ہوں وہ امامت و خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا قاضی ابو طاہر بن کرخی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر فرمایا۔ اور قاضیوں نے بھی اس حکم کی تعمیل کی۔ قاضی القضاۃ ان دنوں دارالخلافت میں موجود نہ تھا۔ زنگی والی موصل کے پاس گیا ہوا تھا۔ سلطان مسعود دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور صاحب مخزن ابن عسقلانی ساتھ ساتھ تھے۔

بیعت خلافت

ابو عبداللہ بن مستظہر کو محلسرائے شاہی سے طلب کر کے مسند خلافت پر متمکن کیا۔ سلطان مسعود اور جدید خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسب دستور بیعت کی۔ بعد ازاں اراکین دولت ارباب مناصب، فقہا۔ اور قضاۃ نے بیعت کی ۱۲ ذی الحجہ ۵۳۰ھ کو یہ رسم انجام پائی۔ خلیفہ "المقتفی لامر اللہ" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا۔ معزول خلیفہ کی معزولی اور خلع خلافت کا گشتی فرمان تمام بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ ابو القاسم علی بن حسین کو موصل سے طلب کر کے بدستور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور کیا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ صاحب مخزن کو بھی اس کے سابق عہدہ پر بحال رکھا۔

سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ

خلیفہ مقتفی کی بیعت خلافت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ملک داؤد کی تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں ملک داؤد سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دو چار ہاتھ لڑ کر ملک داؤد بھاگ کھڑا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر فراہم ہو گیا۔ جس کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی۔ ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تستر پر محاصرہ ڈالا۔ سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی۔ سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی مدد سے تستر بچانے کو روانہ ہوا۔ ملک داؤد نے کمال مردانگی اور ہوشیاری سے مقابلہ کیا۔ سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔

سلطان مسعود کا بغداد میں قیام

ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ مبادا معزول خلیفہ راشد موصل سے عراق کا قصد نہ کر بیٹھے، بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی زمانۂ قیام میں سلطان مسعود نے زنگی کو مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی بابت تحریر کیا چنانچہ زنگی نے ماہ رجب ۵۳۱ھ میں خلیفہ راشد کا خطبہ موقوف کر کے جدید خلیفہ کا نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گذرا، موصل کو چھوڑ کر چل کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے امراء لشکر کو ان کے بلاد کی طرف مراجعت کرنے کا حکم دیا۔ صدقہ بن دبیس والی حلہ نے اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلہ کی جانب معاودت کی۔

بقش سلامی کا عہدۂ شحنہ پر تقرر

اس اثناء میں ایک گروہ اُن امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا۔ سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں بقش سلامی برسق بن برسق والی تستر اور سنقر خمارتکین شحنۂ ہمدان تھا۔ سلطان مسعود نے ان لوگوں سے بہ کمال خندہ پیشانی ملاقات کی۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا اور بقش سلامی کو دار الخلافت بغداد کی شحنگی عنایت کی اور انجام کار اس نے رعایا کو اپنے ظلم و ستم سے پریشان کرنا شروع کیا۔

امراء کا خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہد

خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مراغا پہنچا۔ چونکہ بوزابہ والی خوزستان امیر عبد الرحمٰن طغرل بک والی خلخال اور ملک داؤد سلطان مسعود سے مخالف اور اس کے مخالف تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر منکبرس والی فارس کے پاس جمع ہو کر متفق و متحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس امر کا بھی عہد و پیمان کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا۔ خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست کو منظور فرمایا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد ان تک نہ پہنچ سکا۔ اور اس کی خبر سلطان مسعود کو پہنچ گئی۔

امراء کی سرکوبی

سلطان مسعود نے لشکر آراستہ کر کے بغداد سے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں ان لوگوں کی طرف کوچ کیا۔ خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی۔ امیر منکبرس والی فارس گرفتار کر لیا گیا سلطان مسعود نے اس کو اپنے روبرو قتل کرا دیا سارا لشکر اس کا تتر بتر ہو گیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب پر روانہ کیا۔ بوزابہ اور عبد الرحمٰن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی کو محسوس کر کے دوبارہ لڑائی کی ٹھان لی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا۔ سلطان مسعود کے امراء لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ از انجملہ صدقہ بن دبیس، ابن اتابک سنقر

اتابک والی آذربائیجان اور عنتر بن ابو العسکر بھی تھا۔

جانبین کے امراء کا قتل

اس جنگ میں میدانِ جنگ ابوزابہ اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ رہا ملک مسعود کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جس وقت ابوزابہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکبرس کو قتل کر ڈالا ہے اسی وقت اُس نے ان سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کی طرف کے قید کئے گئے تھے تہ تیغ کر دیا۔ اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ دونوں فریق کو شکست ہوئی اور دونوں کی فوجیں میدانِ جنگ سے ہٹ گئیں۔ اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا قصد کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھائے اتنے میں خلیفہ راشد آپہنچا۔ ابوزابہ نے جو اس گروہ کا سردار تھا فارس پر قبضہ کرنے کی رائے دی چنانچہ ان لوگوں نے فارس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھا لیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر ناکام حملہ

انہی واقعات کے اثناء میں سلجوق شاہ بن سلطان محمود کو بغداد کے قبضہ کی طمع دامن گیر ہوئی لشکر آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب بڑھا۔ بقش شحنہ بغداد اور مطر خادم امیر حجاج اس کی مدافعت کی طرف متوجہ و مصروف ہوئے بازاریوں اور اوباشوں کی بن آئی۔ بغداد میں قتل و غارت گری کی گرم بازاری ہوگئی۔ شرفاء اور رؤساء شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تا آنکہ سلجوق شاہ نے بے نیل و مرام مراجعت کی۔ بقش سلامی نے بغداد میں واپس آکر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل و قید کرنا شروع کیا اور ان لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلہ پر اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہلہل برادر عنتر بن ابو العسکر کو اس کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد کا قتل

خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عراق کا قصد کیا، خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ جس وقت یہ لوگ جزیرہ کے قریب پہنچے، سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لئے ہوئے ان کے استقبال کو نکلا۔ یہ لوگ اس خبر کو سن کر متفرق و منتشر ہو گئے۔ ملک داؤد فارس چلا گیا، خوارزم شاہ اپنے مستقر حکومت کی جانب لوٹا خلیفہ راشد تن تنہا رہ گیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ اختیار کیا۔ اثناء راہ میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہمرکاب تھے ۱۵ رمضان ۵۳۲ھ میں (جس وقت کہ راشد کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا) دفعۃً حملہ کر کے مار ڈالا۔ مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

غلاف خانہ کعبہ

انہیں واقعات پر ۵۳۲ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور اسی طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت کی وجہ سے زمانہ کا رنگ دگرگوں نظر آتا ہے، فتنہ و فساد کے دروازے

کھل جاتے ہیں۔ غلاف خانہ کعبہ جو من جانب سلاطین، دار الخلافت بغداد سے جایا کرتا تھا۔ اس سنہ میں نہیں جاتا ہے۔ ایک سوداگر فارسی النسل جس کی آمد و رفت بہ سلسلہ تجارت ہند میں رہا کرتی تھی وہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری صرف کرتا ہے۔ اوباشوں کی لوٹ مار اسی سنہ میں حد سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ جمع ہو کر دار الخلافت بغداد کو آ گھیرتے ہیں اور اس کا سردار اپنے نام کا سکہ انبار میں چلا دیتا ہے شحنہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قلع قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور گروہ کے سردار کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ عوام الناس اور رعایا ان اوباشوں کے ظلم و ستم اور تمام بے جا کارروائیوں کو بقش شحنہ بغداد کی طرف منسوب کر دیتی ہے اس عداوت سے کہ اس نے پہلے بھی ان لوگوں کو ستایا تھا۔

بقش شحنۂ بغداد کا قتل

پس سلطان مسعود بقش شحنہ بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیتا اور بعد چندے مجاہد بن بہروز والی تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیجدیتا ہے اور مجاہد بن بقش کو قتل کر ڈالتا ہے۔ اس اثناء میں ۵۳۲ھ کا دور آ جاتا ہے۔ سلطان مسعود ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد بغداد ہوتا ہے۔ سلطان مسعود موسم سرما ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں پہ چلا جایا کرتا تھا۔ اس مرتبہ جب دار الخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹیکس معاف کر دئیے اور معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کرا دیا۔ عوام الناس اور رعایا سے لشکر کا بھی ٹیکس معاف کر دیا۔ اس سے لوگوں نے اس کو دعا اور ثناء سے یاد کرنا شروع کیا۔

وزرائے خلافت کی تبدیلیاں

۵۳۴ھ میں مابین خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت علی بن طراد زینبی اَن بن ہو گئی۔ اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت، خلافت مآب کے کاموں پر اکثر معترض ہو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت سے خوف پیدا ہوا سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی مگر خلافت مآب نے اس کو عہدۂ وزارت پر بحال نہ فرمایا بلکہ اس کے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور بجائے اس کے قاضی القضاۃ زینبی کو جو برادر زادہ وزیر تھا مامور فرمایا۔ بعد چندے اس کو معزول کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ عنایت کیا بعد ازاں ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود دار الخلافت بغداد میں آیا۔ معزول وزیر کو اپنے دار الحکومت میں موجود پایا۔ اپنے وزیر کو خلافت مآب کی خدمت میں وزیر السلطنت کی عفو تقصیر کرانے اور اس کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت دلوانے کو بھیجا۔ چنانچہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کی درخواست پہ وزیر السلطنت کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شحنگی بغداد پر مجاہد بن بہروز کی تقرری

۵۳۶ھ میں مجاہد بن بہروز شحنۂ بغداد معزول کیا گیا۔

سلطان محمود کے خدام میں سے امیر کزل جو حکومت بصرہ پر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا۔ اس تبدیلی سے اوباشوں نے بے حد فائدہ اٹھایا۔ لیکن جب سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں وارد ہوا تو اس نے اس نقصان کا خیال کر کے مجاہدین بہروز کو پھر شحنگی بغداد پر متعین کیا مگر اس مرتبہ مجاہدین کی شحنگی سے لوگوں کو نفع نہ پہنچا۔ اس وجہ سے کہ اوباشوں نے ابن وزیر اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالا تھا سازباز کر لیا تھا جو مال غارت گری سے ہاتھ آتا اس میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہدین شحنہ بغداد کے نائب کو اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انسداد نہ کرنے پر سخت تنبیہہ کی۔ نائب نے عرض کی "حضور ہم خانہ زادوں کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے اوباشوں سے سازباز کر لی ہے اس وجہ سے اس کا انسداد نہیں ہو سکتا" سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ تحقیق و تفتیش کے بعد صحت الزام میں ان دونوں کو صلیب پر چڑھا دوں گا۔ چنانچہ اپنے سالے ابن قاروت کو گرفتار کر کے صلیب دے دی ابن وزیر ہاتھ نہ آیا بھاگ گیا۔ اکثر اوباش گرفتار کر لئے گئے اور کچھ بھاگ گئے، رعایا اور خلق اللہ کو ان کے ظلم و ستم سے پناہ ملی۔

سلطان مسعود کے خلاف امراء کی بغاوت

۵۴۰ھ میں بوزابہ والی فارس و خوزستان مع اپنی فوج کے قاشان کی جانب روانہ ہوا، ملک محمد بن سلطان محمود بھی اس کے ہمراہ تھا ملک سلیمان شاہ بن سلیمان محمد ان لوگوں سے آملا۔ بوزابہ نے امیر عباس والی رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی اور سلطان مسعود کے اکثر بلاد مقبوضہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد سے روانہ ہوا امیر مہلہل اور مطر خادم مع ایک گروہ غلامان بہروز کے آپہنچا۔ اس مہم میں امیر عبدالرحمٰن طغرل بک حاجب بھی شریک تھا یہ شخص نہایت چالاک اور صاحب اقتدار تھا۔ سلطان مسعود سے جو چاہتا بزور کرا لیتا تھا۔ اس کے باوجود عبدالرحمٰن کا میلان طبع اُن دونوں بادشاہوں کی طرف تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے، سلطان مسعود اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا نامہ و پیام شروع ہوا۔ سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ امیر عبدالرحمٰن دونوں فریق کی تنبیہہ و تادیب کر رہا تھا۔ آخر کار فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ امیر عبدالرحمٰن کو علاوہ اُن شہروں کے جو اس کے زیر حکومت تھے آذربائیجان اور آرمینیہ کی سند حکومت بھی عنایت ہوئی۔ ابوالفتح بن دراست کو سلطان مسعود کی وزارت دی گئی، یہ بوزابہ کا وزیر تھا۔

امیر عبدالرحمٰن کا قتل

ان لوگوں نے سلطان کو بہ حکمت عملی ایسا دبا لیا کہ وہ اپنے تصرفات اور

احکام جاری و نافذ نہ کر سکتا۔ بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے مگر حقیقت میں اس سے علیحدہ تھے۔ بک ارسلان بن بلنکری معروف بہ خاص بک کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا۔ اس کی سازش سے ان لوگوں نے خاصا فائدہ اٹھایا۔ سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ دخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم نہ مارتا تھا۔ غرض جب عبدالرحمٰن والی خلخال اور بعض امرائے آذربائیجان کا تحکم واستیلاء اس درجہ بڑھ گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور زمام حکومت عبدالرحمٰن کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو سلطان مسعود نے خاص بک کو طلب فرما کر اپنے حالات بتلائے اور عبدالرحمٰن کے مار ڈالنے کا اشارہ کیا خاص بک نے اگرچہ اُن امراء سے سازش کر لی تھی جو صورتاً سلطان مسعود کے ہوا خواہ تھے اور معناً مخالف۔ مگر سلطان مسعود کے حالات سُن کر خاص بک کا دل بھر آیا۔ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور چند امیروں کو بلا کر عبدالرحمٰن کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمٰن کے سر پر جب کہ وہ اپنی فوج میں تھا۔ ایک گرز رسید کیا۔ عبدالرحمٰن چکرا کر زمین پر گرا اور تڑپ کر فوراً دم توڑ دیا۔

امیر عباس کا خاتمہ

یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی۔ عباس والی رے اس کے ہمراہ تھا۔ والی کا لشکر سلطانی لشکر سے بدرجہا زیادہ تھا۔ اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سلطان مسعود نے اس کو محسوس کیا اور عباس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا ایک روز موقع پا کر عباس کو اپنے محلسرا میں بُلا بھیجا۔ جس وقت اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر مسند سلطانی کی طرف بڑھا۔ سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے لپک کر سر اتار لیا۔ عباس سلطان محمود کا غلام تھا۔ خلیق، عادل، رعایا پرور، امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا۔ اس فرقہ پر عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اس معاملہ میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ میں اس کا واقعہ قتل وقوع میں آیا۔

معرکہ مرج قراتکین اور امیر بوزابہ کا خاتمہ

عبدالرحمٰن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کر دیا۔ شدہ شدہ ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بوزابہ والی فارس تک پہنچی اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کیا۔ بعد چندے اصفہان سے محاصرہ اٹھا کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مقام مرج قراتکین میں مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر جی توڑ توڑ کر لڑے۔ اثنائے جنگ میں بوزابہ مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آ

لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ زندہ گرفتار ہو گیا تھا۔ سلطان مسعود نے اس کو قتل کرایا۔ الغرض بوزابہ کے قتل ہوتے ہی اس کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی کوئی ہمدان کی طرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں جا کر دم لیا۔

امیر خاص بک کا عروج

سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جن جن کو قتل کرنا تھا قتل کر چکا تو امیر خاص بک کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کر لیا۔ چونکہ امیر خاص بک میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ تھوڑے دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا۔ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے احکام جاری و ساری ہونے لگے۔

امراء میں بے چینی

اراکین دولت کو یہ ناگوار گزرا امیر خاص کو حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے مگر چارہ کار کچھ نہ تھا خاموش رہے پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے جو عباس، عبدالرحمٰن اور بوزابہ کے ساتھ برتا گیا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان مسعود کی ترک رفاقت کر کے عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے ایلدکز مسعودی والی گنجہ وارانیہ و قیصر، البقش کون والی صوبجات جبل، حاجب یعنی مسعودی، طرنطائی محمودی، شحنہ واسط اور ابن طغایرک وغیرہ نامی امیر بخوف جان نکل بھاگے کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے۔ اہل بغداد اور عراق کو خطرہ پیدا ہوا خلیفہ مکتفی شہر پناہ کی مرمت کرانے لگا۔ اور ان لوگوں سے کہلا بھیجا "آپ لوگ دارالخلافت بغداد میں نہ آئیے"۔ ان لوگوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا چلتے چلتے ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں بغداد پہنچ گئے۔ ملک محمد بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ بغداد کے شرقی جانب یہ لوگ مقیم ہوئے۔ مسعود جلال شحنہ بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے لوگوں پر اور بدحواسی چھا گئی۔

بغداد پر سلجوقی امراء کا حملہ

اسی اثناء میں علی بن دبیس والی حلہ آ گیا اور جانب غربی بغداد میں قیام کیا۔ خلیفہ مقتفی نے شہر کی محافظت کی غرض سے متعدد فوجیں مرتب کیں۔ بغداد کے عوام الناس اور امیروں میں لڑائی چھڑ گئی، کئی بار لڑائی ہوئی۔ کبھی امراء عوام الناس کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوتے عوام الناس دور تک ان کا تعاقب کرتے چلے جاتے بعد ازاں دفعتہً لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام الناس کو نہایت بے رحمی سے قتل اور پائمال کرتے۔ اس قسم کے واقعات بدفعات وقوع میں آئے غارت گری اور قتل کے ہنگامے برپا رہے۔ چند دنوں بعد کل امراء مجتمع ہو کر تاج کے مقابل گئے زمین بوسی کی جسارت اور دلیری کا عذر کیا۔ خلافت مآب ان لوگوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخر کار ان لوگوں نے بغداد کو چھوڑ کر نہروان کا راستہ لیا۔ مسعود جلال شحنہ بغداد تکریت سے بغداد واپس آیا۔ دمیاتو

قصبات اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی متفرق و منتشر ہو گئے۔

سلطان مسعود اور ملک سنجر کی ملاقات

باوجودیکہ تمام ملک میں ہلچل مچی ہوئی تھی مگر سلطان مسعود بلاد جبل ہی میں مقیم رہا۔ اس سے اور اس کے چچا ملک سنجر سے برابر خط و کتابت ہوتی رہی اور یہ اس کو خاص بک کے بڑھانے اور اراکین دولت کی علیحدگی پر نصیحت و فضیحت کر رہا تھا۔ اتنے میں ۵۴۴ھ کا دور آ گیا۔ ملک سنجر نے رے کی جانب کوچ کیا۔ سلطان مسعود یہ خبر پا کر اپنے چچا سے ملنے آیا۔ معذرت کی۔ عذرات معقول تھے ملک سنجر نے قبول کر لئے۔

بقش کی نہروان میں غارت گری

اس کے بعد رجب ۵۴۳ھ میں اراکین دولت کا ایک گروہ جس میں بقش کون، طرنطائی اور ابن دبیس وغیرہ تھے۔ عراق کی جانب واپس آیا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب سے ملک شاہ کے خطبہ کی بابت خط و کتابت کی مگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ فوجیں فراہم کر کے دارالخلافت کی قلعہ بندی کر لی۔ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا۔ سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اپنے چچا ملک سنجر کی وجہ سے نہ آسکا، رے میں ٹھہرا رہا۔ بقش کو جب یہ خبر لگی کہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کو طلبی کا خط لکھا تھا تو اس نے جی کھول کر نہروان کو لوٹ لیا۔ علی بن دبیس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طرنطائی نعمانیہ کی جانب بھاگ گیا۔ اس کے بعد نصف ماہ شوال ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت علی بن دبیس کو رہا کر گیا۔

یحییٰ بن ہبیرہ کا عہدۂ وزارت پر تقرر

۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتفی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا چونکہ زمانہ محاصرہ بغداد میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور نہایت کفایت شعاری سے کام لیا تھا۔ اس وجہ سے اس کے صلہ میں خلافت مآب نے عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی

یکم ماہ رجب ۵۴۷ھ میں سلطان مسعود نے اپنی حکومت کے اکیسویں سال اور اپنے بھائی کی منازعت کے بیسویں برس، مقام ہمدان میں وفات پائی۔ امیر خاص بک بن بلنکری نے جو اس کے عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے برادر زادہ ملک شاہ بن سلطان محمود کو مسند حکومت پر بٹھایا۔ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود، ملوک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی، اس کے مرنے سے

خاندان سلجوقی کی سعادت اور نیک نامی مفقود ہو گئی۔ اس کے بعد کوئی شخص البانہ ابھرا جس کی طرف التفات کی جاتی۔ خلیق، کثیر المزاح، عادل اور نماز و روزے کا پابند تھا۔

مسعود جلال کا حلہ پر قبضہ اور فرار

سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج بسرگروہی امیر سالار کرد، حلہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ امیر سالار کرد نے پہنچتے ہی حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود جلال شحنہ بغداد یہ خبر پا کر حلہ چلا آیا امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر ثنا و صفت کی اور اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ دو ہی چار روز بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈلوا دیا اور خود حلہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی۔ ایک لشکر مرتب کر کے بسرافسری وزیر السلطنت عون الدولہ ابن ہبیرہ، مسعود جلال کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ مسعود جلال نے بھی لشکر آراستہ کر کے دریائے فرات کو عبور کیا اور کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حلہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور کسی باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہ دیا۔ مجبوراً تکریت کی طرف لوٹا اور وزیر السلطنت مظفر و منصور حلہ میں داخل ہوا۔

وزیر ابن ہبیرہ کا کوفہ اور واسط پر قبضہ

بعد ازاں وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور ایک دستہ فوج واسط کی جانب روانہ کی۔ چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط کی طرف آئی۔ خلافت مآب کی فوج نے واسط کو چھوڑ دیا۔ خلافت مآب یہ سن کر بہ نفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پر آ پہنچے اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ دو چار روز قیام کر کے حلہ کی طرف کوچ فرمایا بعدہ ۱۰ ذیقعدہ ۵۴۳ھ کو دار الخلافت بغداد واپس آ گئے۔

امیر خاص بک کا قتل

ان واقعات کے بعد امیر خاص بک جو سلطان ملک شاہ کو بحکمت عملی دبائے ہوئے تھا اس طمع میں کہ خود مستقل حکمراں ہو جائے سلطان ملک شاہ سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو گیا۔ ملک محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلا بھیجا اور بکم صفر سنہ مذکور میں اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی۔ نفیس نفیس تحائف، قیمتی قیمتی نذرانے پیش کئے۔ مگر دل میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ کسی طرح سے اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت سلطنت کی بیعت لینا چاہیئے۔ بیعت و تخت نشینی کے دوسرے روز امیر خاص بک ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک محمد اس کے تیور سے تاڑ گیا کہ اس کی نیت اچھی نہیں۔ فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اُتار لی ایدغدی ترکمانی معروف شملہ نے جو امیر خاص بک کے مصاحبوں سے تھا خاص بک کو ملک محمد کے پاس

جانے سے منع کیا تھا لیکن خاص بک نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ پس جب یہ مارا گیا تو شملہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر خوزستان میں جا کر دم لیا۔ امیر بک ایک ترکمان کا لڑکا تھا۔ تیز، ذہین اور ہوشیار تھا سلطان مسعود کی ملازمت کی رفتہ رفتہ اس کو اس قدر عروج ہوا کہ کل اراکین دولت اس سے دب گئے۔

محاصرہ تکریت

۵۴۳ھ میں خلیفہ مقتفی نے ایک فوج بسرافسری پسر وزیر عون الدولہ اور امیر ترشک جو خلافت پناہی کا خاص مصاحب تھا تکریت کے محاصرہ کو روانہ فرمائی اتفاق وقت سے مابین پسر وزیر اور ترشک اَن بَن ہو گئی۔ امیر ترشک نے اس خوف سے کہ مبادا پسر وزیر مجھے گرفتار کر لے مسعود جلال شحنہ والی تکریت سے مل کر پسر وزیر اور ان امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے والی تکریت کے حوالہ کر دیا۔ والی تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی لشکر کا حصہ کثیر دریا میں ڈوب گیا ترشک اور شحنہ نے طریق خراسان کا قصد کیا اثناء راہ میں جس قدر آبادیاں پڑیں اُن کو تاخت و تاراج کرنے لگے۔ خلافت مآب نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا یہ دونوں باغی بھاگ کھڑے ہوئے خلافت مآب نے تکریت پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا، چند دن محاصرہ کئے رہے۔ بعد ازاں دار الخلافت کی جانب مراجعت فرمائی۔ اس کے بعد ۵۴۹ھ میں خلافت مآب نے پسر وزیر وغیرہ قیدیوں کی غرض سے ایک قاصد تکریت روانہ کیا اہل تکریت نے قاصد کو بھی گرفتار کر لیا۔ تب خلافت مآب نے ان کی سرکوبی کو ایک فوج روانہ کی اہل تکریت نے مقابلہ کیا۔ خلافت مآب کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی، لشکر مرتب فرما کر ماہ صفر سنہ مذکورہ میں بذاتہ اس مہم پر تشریف لے گئے شہر تکریت پر تو پہنچتے ہی قبضہ کر لیا۔ رہ گیا قلعہ تکریت، وہ فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کر لیا۔ چند روز محاصرہ کر کے آخری ماہ ربیع الاوّل سنہ مذکور کو بے نیل مرام بغداد کی طرف مراجعت کی۔

قلعہ تکریت کا محاصرہ

بغداد پہنچ کر وزیر السلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ محاصرہ قلعہ تکریت پر روانہ کیا۔ قلعہ شکن منجنیقیں آلات حصار اور بے حد سامان جنگ مرحمت فرمایا۔ ۲۷ ربیع الثانی کو وزیر سلطنت نے قلعہ تکریت کا حصار کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ مسعود جلال شحنہ اور ترشک ایک عظیم لشکر لئے ہوئے تکریت میں آ گئے ہیں۔ انہی لوگوں کے ساتھ نقش کون بھی ہے انہی لوگوں نے ملک محمد کو قبضہ عراق پر اُبھارا تھا۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اگرچہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا مگر یہ لشکر اُسنے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا ہے علاوہ اسکے ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر اس لشکر میں ملا ہے۔

معرکہ عقر بابل

خلیفہ مقتفی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور لشکر آراستہ کر کے مقابلہ کی غرض سے کوچ کر دیا مسعود جلال شحنہ ایک چلتا پُرزہ تھا یہ سمجھ کر کہ میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکوں گا ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک مدت سے تکریت میں قید تھا، خلافت مآب کے

مقابلہ پر تیار کیا اور اپنی فوج اور ترشک لشکر کو یہ دم پٹی دی کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے اس کے ساتھ ہو کر مدعی خلافت سے لڑو جو در حقیقت سزاوار خلافت نہیں ہے۔ مقام عقر بابل میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخرکار آخری رجب کو خلافت مآب کا میمنہ شکست کھا کر بغداد کی جانب بھاگا۔ فتح مند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ خلافت مآب کے لشکر کا حصہ کثیر اگرچہ بھاگ گیا تھا مگر خلافت مآب نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے اور اپنی بقیہ فوج کو لڑاتے رہے۔

اس استقلال اور ثابت قدمی کا یہ نتیجہ ہوا کہ عجمی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ خلافت مآب کو فتح نصیب ہوئی۔ ترکمانوں کا کل مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں لونڈی، لڑکے غلام بنائے گئے۔ بقش کون مع ارسلان بن طغرل کے قلعہ مہاکین بھاگ گیا اور خلافت مآب نے یکم شعبان سنہ مذکور کو دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

مسعود جلال اور ترشک کی سرکوبی

اس واقعہ کے بعد مسعود جلال شحنہ اور ترشک نے پھر فوجیں فراہم کیں اور بہ قصد غارت گری واسط کی طرف بڑھے خلافت مآب نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلال وغیرہ کی سرکوبی پر متعین فرمایا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر دار الخلافت بغداد واپس آیا خلافت مآب نے خوش ہو کر "سلطان العراق" کا لقب عنایت کیا۔

ارسلان بن طغرل

ارسلان بن طغرل جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں بقش کون کے ساتھ قلعہ مہاکین چلا گیا تھا سلطان محمد نے یہ خبر پا کر بقش کون کو ارسلان کے حاضر کرنے کو لکھ بھیجا اتفاق یہ کہ بقش کون نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں وفات پائی اور ارسلان بقش کے بیٹے اور حسن خازن دار کے قبضہ میں رہ گیا۔ یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے پھر وہاں سے ابو البہلوان شوہر مادر سلطان محمد کے پاس جا پہنچے۔ جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ اسی ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کی آخری یادگار تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتفی نے ۵۵۱ھ میں دقوقا پر فوج کشی کی چند روز تک اس پر محاصرہ کئے رہا۔ بعد ازاں یہ خبر پا کر کہ لشکر موصل اس کی مدافعت کو آ رہا ہے۔ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شملہ ترکمانی نسل کا تھا اس کا نام ایدعدی تھا اور امیر خاص بک ترکمانی کے خاص مصاحبوں سے تھا جس روز سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بک کو قتل کیا اسی روز بخوف جان خوزستان کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پا کر کہ شملہ خوزستان کی جانب جا رہا ہے، ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی، شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے اس کو شکست دے کر اس کے سرداروں کو قید کر لیا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد ان کو رہا کر کے خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ خلافت مآب نے اس کا عذر منظور فرما لیا شملہ خوزستان کی طرف بڑھا اور اس کو ملک شاہ بن سلطان محمود کے قبضہ سے نکال کے خود حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان سنجر کا زوال

سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا صلبی لڑکا تھا۔ جس وقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۴۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں مفصل بیان کریں گے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پہ مامور کیا اور محمد بن انوش تکین کو امیر داؤد حبشی بن یوساق کی جانب سے خوارزم پہ متعین فرمایا۔ پھر جب سلطان محمد نے علم حکومت بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت و سلطنت کی بابت جھگڑا پڑا اور یہ فساد ایک مدت تک برابر جاری رہا اس وقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عطا کی کیونکہ وہ اس کا حقیقی بھائی تھا۔ چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پہ حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ سلطان محمد کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف پیدا ہوا اس وقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور معتمد علیہ تھا۔ ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دار الخلافت بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اس کو "سلطان العراق" کے لقب سے یاد کرتا بعد ازاں ترکوں میں سے خطا کا گروہ درہ ہائے کوہستان چین سے نکلا اور اس نے ماوراء النہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ[1] ملوک ترکستان سے ۵۳۶ھ میں چھین لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں ان واقعات کو بالتفصیل بیان کریں گے۔ سلطان سنجر نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی۔ ترکان خطا نے شکست دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس سے اس کے قوائے حکمرانی میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔

بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز

خوارزم شاہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع مل گیا۔ ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ بلاد ترکستان پہ قابض ہوتے

---

[1] سلاطین خانیہ افراسیاب ترکی نسل سے تھے اور مسلمان تھے ان کا مورث اعلیٰ شبین قراخاقان دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ تاریخ ابن کامل اثیر جلد ۹ صفحہ ۳۰۔

تو غز کو جو وہاں پر یادگار بقیہ سلجوقیہ تھے تنگ کر کے خراسان کی طرف نکال دیتے تھے سلجوقیہ نے اپنی شروع حکومت میں خراسان کو اپنا مستقر حکومت بنا لیا تھا اور اس پر قابض و متصرف ہوئے تھے اور ان کے بقیہ اخلاف جو غز کے نام سے موسوم تھے اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آرہے انہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جما لیا۔ پھلے پھولے اور بڑھے۔ بعد ازاں جب ان کا شور و شر بڑھا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں ان پر فوج کشی کی ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی۔ اُس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا۔ کل بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہو گئے امراء و اراکین دولت منتشر و متفرق ہو گئے۔ جو جس شہر پر پہنچا اُس کو دہ داب بیٹھا۔ ترکان خطا کو بھی زیر و زبر کرنے لگے۔ سلطان سنجر کو نظر بند کئے ہوئے تمام ملک کو لوٹتے پھرتے تھے یہی ذریعہ اُن کے لوٹ لینے اور تاخت و تاراج کرنے کا تھا رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے تا آنکہ سلطان سنجر ان کی حراست سے ۵۵۱ھ میں نکل بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کی مدافعت کی تمنا لئے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس وقت خراسان ان کے امیروں پر تقسیم ہو گیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کریں گے۔ بعد ازاں بنی خوارزم شاہ نے ان کل بلاد پر اور نیز اصفہان، رے اور صوبجات غزنہ پر بنی سبکتگین سے قبضہ حاصل کر لیا اور بجائے سلاطین سلجوقیہ کے حکمرانی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ چنگیز خاں بادشاہ تاتار نے اوائل ساتویں صدی میں ان کے دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ جہاں پر ان لوگوں کے حالات علیحدہ و جداگانہ تحریر کرنے والے ہیں ضبط تحریر میں لائیں گے۔

سلیمان شاہ اور خوارزم شاہ

سلیمان شاہ بن محمد برسوں سے اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک سنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور منابر خراسان پر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا۔ پس جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا۔ بعد ازاں ترکان غز سے مغلوب ہوا۔ بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا۔ لیکن بعد چندے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا۔ شحنہ اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا۔ تب سلیمان شاہ نے قاشان کی جانب کوچ کیا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر ایک فوج بھیجدی جس نے غریب سلیمان کو قاشان میں بھی داخل نہ ہونے دیا۔ بدرجہ مجبوری خوزستان کا رخ کیا۔ وہاں ملک شاہ نے روکا۔ غرض جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز نہ سنائی دی اور تلوار و تیروں ہی سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور سید محسن کے پاس قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد

خلافت مآب سے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہوں گا۔ اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ حصول اجازت کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور سارا کین دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ ماہ محرم ۵۵۱ھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ قاضی القضاۃ، اراکین دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی نامی افراد موجود تھے۔ سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس امر کا اقرار کیا کہ آئندہ عراق سے معترض نہ ہوگا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر خلعت دی۔ جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو وہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے باپ کے تھے اور لشکر بغداد سے تین سو سوار مرحمت فرمائے امیر قویدان والی حلہ کو طلب فرما کر اس کا امیر حاجب مقرر کیا۔

سلیمان شاہ اور سلطان محمد کی جنگ

ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور خلافت مآب کا موکب ہمایوں حلوان کی طرف روانہ ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود برادر سلیمان شاہ والی خوزستان کو خلافت مآب نے طلب کر کے سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس امر کا عہد کیا کہ سلیمان کے بعد ملک شاہ وارث تخت و تاج ہوگا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے دونوں کو مال و اسباب، زر نقد اور آلات حرب سے مدد دی۔ سب کے سب جمع ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے ایلدکز والی بلاد اران بھی انہی لوگوں میں آملا۔ جس سے ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر لگی۔ گھبرا کر قطب الدین مودود زنگی والی موصل اور اس کے نائب زین الدین کو خط لکھا اور امداد طلب کی۔ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کی چنانچہ سلطان محمد نے مع ان لوگوں کے سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کو خروج کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں فریقین نے صف آرائی کی۔ کئی روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی سارا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا۔ ایلدکز اپنے شہر بھاگ گیا۔ سلیمان شاہ نے بغداد کا راستہ اختیار کیا شہر زور ہو کر گزرا، زین الدین کوجک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی، امیر برزان نے جو زین الدین کی طرف سے شہر زور پر حکمرانی کر رہا تھا آگے بڑھ کر راستہ روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے حملہ کر دیا۔ سلیمان شاہ سے کچھ بن نہ آئی گرفتار ہو گیا۔ زین الدین نے موصل میں لا کر قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک عرضداشت کے ذریعہ سے سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

محاصرہ بغداد

سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست دی تھی کہ میرے نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے اس سے انکار کیا تھا۔ طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ سلطان محمد کو یہ امر ناگوار گزرا لشکر آراستہ کر کے ہمدان سے عراق کی جانب کوچ کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں عراق پہنچا۔ قطب الدین اور اس کے نائب زین الدین کی طرف سے لشکر موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا۔ بغداد میں اس سے بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ خواص اور عوام کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ خلافت مآب نے بھی فراہمی فوج کی جانب توجہ فرمائی۔ خطلوبرس والی واسط ایک لشکر لے کر آپہنچا۔ مہلہل نے حلہ پر قبضہ کر لیا۔ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ قلعہ بندی میں مصروف ہوا۔ موقع موقع سے دھس بند ھوائے نہریں کھدوائیں۔ مورچے قائم کئے پلوں کو تڑوا دیا۔ اور کل کشتیاں حکومت کے لئے جمع کر لیں۔ اہل بغداد غربی جانب سے وسط بغداد میں آ رہے۔ مال و اسباب محلسرائے خلافت میں رکھوا دیا گیا۔ بعد ازاں خلیفہ مقتفی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے محاصرین کی مدافعت کو نکلا۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ سلطان محمد نے دجلہ کے ساحل شرقی پر ایک پل بندھوا کر عبور کیا اور اس جانب بھی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔

سلطان محمد کی مراجعت

اب بغداد میں دو طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ محصوروں پر عرصۂ حیات تنگ ہو رہا تھا۔ رسد و غلہ کی کمی محسوس ہو چلی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ محاصروں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ باہر کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی۔ لشکر موصل آنے کو تو میدان جنگ میں آ گیا تھا، لیکن چونکہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا۔ زین الدین کو خلافت مآب سے جنگ کرنے پر ملامت آمیز خط لکھ بھیجا تھا، جنگ کرنے سے جی چرا رہا تھا اثنائے جنگ میں یہ خبر لگی کہ ملک شاہ اور ایلدکز والی بلاد ارّان اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا ہے۔ سلطان محمد یہ سنتے ہی محاصرہ سے دست کش ہو کر آخری ماہ ربیع الاوّل ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ کر گیا اور زین الدین نے موصل کی جانب معاودت کی۔

ملک شاہ اور ایلدکز کی پسپائی

سلطان محمد نے جس وقت ہمدان کا قصد کیا تھا ملک شاہ اور ایلدکز مع اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے رے چلے آئے تھے۔ اینانج شحنہ رے نے مزاحمت کی۔ لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے اینانج کو شکست دے دی سلطان محمد نے یہ خبر پا کر امیر سقمان بن قایماز کو لسرافسری ایک فوج کے اینانج کی کمک پر روانہ کیا۔ امیر سقمان ہنوز رے نہ پہنچنے پایا تھا کہ ملک شاہ

اور ایلدکز رے سے لوٹ کھڑے ہوئے تھے اور بقصد محاصرہ بغداد جا رہے تھے اثناء راہ میں امیر سقمان سے مڈبھیڑ ہوئی ایک خونریز جنگ کے بعد امیر سقمان کو شکست ہوئی سلطان محمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ملک شاہ اور ایلدکز کے تعاقب میں خوزستان کی جانب کوچ کیا حلوان میں پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ایلدکز تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اور اینانج نے بعد روانگی و واپسی ملک شاہ و ایلدکز ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اس خبر کی استماع سے سلطان محمد کے تن مردہ میں جان سی پڑ گئی اسی وقت ہمدان کی جانب معاودت کا حکم دے دیا۔ باقی رہ گئے ملک شاہ اور ایلدکز۔ ان کے رفقاء متفرق اور منتشر ہو گئے شملہ والی خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ملک شاہ اور ایلدکز کے چھکے چھوٹ گئے۔ چار و ناچار اپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

سنقر ہمدانی کی سرکشی و اطاعت

سنقر ہمدانی والی لحف نے ان جھگڑوں اور نزاعات میں سواد بغداد کو تاخت و تاراج کیا تھا اور ایک خاصا لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا۔ خلیفہ مقتفی کو جب ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی تو اس نے سنقر ہمدانی کی سرکوبی کی جانب توجہ کی، ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ میں لشکر آراستہ کر کے سنقر کی طرف بڑھا۔ لحف کے قریب پہنچ کر امیر خطلو برس نے گزارش کی "خلافت مآب یہیں قیام فرمائیں۔ یہ خادم اس مہم کو سر کر لے گا" خلیفہ مقتفی نے اس رائے کو پسند فرما کر امیر خطلو برس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر خطلو برس نے سنقر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا اور اس کو علم خلافت کا مطیع بنا کر خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور کل حالات عرض کئے۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر امیر خطلو برس اور امیر ارغش کو بلاد لحف میں جاگیریں عنایت فرما کر دار الخلافت کی جانب مراجعت کی۔

سنقر کی بغاوت اور شکست

واپسی کے بعد خلافت مآب امیر ارغش نے بلاد لحف کا قصد کیا۔ سنقر امیر ارغش کو بلاد لحف سے نکال باہر کر کے تنہا حکومت کرنے لگا۔ اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا امیر خطلو برس یہ خبر پا کر دار الخلافت بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سنقر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان امیر خطلو برس کے ہاتھ رہا۔ سنقر کو شکست ہوئی چار سو سواروں کی جمعیت سے قلعہ ماہکی کی طرف بھاگ گیا۔ جو امیر قایماز سنجری کے قبضہ و تصرف میں تھا اس کے بعد ۵۵۳ھ میں اپنی فوج کو آراستہ اور درست کر کے پھر بلاد لحف کا قصد کیا۔ امیر ارغش نے مقابلہ کیا۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار امیر ارغش کو شکست ہوئی کمال ابتری سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلافت مآب

نے یہ خبر پاکر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو آراستہ کر کے نعمانیہ کی جانب کوچ فرمایا۔ اور بطور مقدمۃ الجیش ایک فوج بسرافسری ترشک، سنقر کی سرکوبی کو روانہ کی۔ سنقر نے یہ سن کر پہاڑوں کا راستہ لیا۔ ترشک نے اس کے پس ماندہ مال و اسباب کو لوٹ کر قلعہ ماکی پر محاصرہ کر لیا۔ چندے محاصرہ کر کے بندنیجین کی طرف مراجعت کی اور ایک عرضداشت اطلاعی دار الخلافت بغداد میں بھیج دی۔

سنقر کی اطاعت

سنقر بحال پریشاں ملک شاہ کے پاس پہنچا ملک شاہ نے پانچسو سواروں سے اس کی مدد کی۔ سنقر نے پھر اپنے قلعہ اور شہر کا قصد کیا۔ ترشک نے بھی یہ سن کر خلافت مآب سے امداد طلب کی۔ خلافت مآب نے ..... ایک فوج امدادی بھیج دی۔ سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کو ترشک کے پاس بھیجا۔ ترشک نے اس سفیر کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا۔ سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا لشکر پامال ہو گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ سنقر نے زخمی ہو کر بلاد عجم میں جا کر دم لیا۔ ایک مدت تک ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں اسی ۵۵۳ھ کے اخیر میں پوشیدہ طور سے بغداد آیا اور تاج کے روبرو اپنے کو ڈال دیا خلیفہ مقتفی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

شملہ کا فرار

ہاں ۵۵۳ھ میں شملہ اور قایماز سلطانی نے اطراف بادرایا میں لشکر آرائی کی تھی لڑائی سخت اور خونریز تھی۔ قایماز کو اس جنگ میں شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں مارا گیا، خلیفہ مقتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج شملہ کے سر کرنے کو روانہ کی۔ شملہ یہ خبر پا کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلطان محمد کی وفات

سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ محاصرہ بغداد کی واپسی کے بعد سل کے مرض میں مبتلا ہوا۔ مرض نے اس قدر طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں بمقام ہمدان ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اقسنقر احمدیلی کو طلب کر کے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میرے اراکین دولت اس لڑکے کی اطاعت نہ کریں گے تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ۔ چنانچہ بعد وفات سلطان محمد، اقسنقر اس کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی

انتقال کے بعد سلطان محمد، اراکین دولت میں اختلاف پڑا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کے چچا) کو تخت نشین کیا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت و تاج کا مالک بنانے کا قصد رکھتا تھا اور کچھ لوگ ارسلان

بن سلطان طغرل کی طرف مائل تھے جو ایلدکز کے ساتھ بلاد داران میں مقیم تھا۔ اراکین دولت اسی حیص بیص میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ مع شملہ ترکمانی اور وکلائے والی فارس کے خوزستان سے اصفہان آپہنچا ابن خجندی نے سر اطاعت جھکا دیا۔ رسد و غلہ فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیام بھیجا۔ لشکر ہمدان نے انکار کا جواب دیا۔ بعد ازاں ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود ابن زنگی والی موصل کے پاس اوائل ۵۵۵ھ میں یہ پیام بھیجا کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ بدل و جان اس کی حکومت و سلطنت کے خواہاں ہیں۔ چنانچہ قطب الدین نے اس شرط سے سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کوچک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا۔ کہ تخت و تاج کا مالک سلیمان شاہ ہو، اس کی اتالیقی قطب الدین مودود زنگی کو دی جائے اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدہ وزارت عطا ہو۔ جوں ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا۔ چاروں طرف سے فوجیں جوق جوق آنے لگیں۔ زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ بلا اطلاع سلیمان شاہ موصل کی جانب مراجعت کر دی۔ زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا جس قصد سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی۔ دارالخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک شاہ کا خاتمہ

اس اثناء میں ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی۔ دارالخلافت بغداد میں کہلا بھیجا "سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانین عراق، پہلے تھے وہی پھر جاری کئے جائیں ورنہ میں پھر فوج کشی کر دوں گا" وزیر عون الدین بن ہبیرہ نے حکمت عملی سے کام لیا۔ ایک لونڈی ملک شاہ کے پاس بھیج دی جس نے زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے کل امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ شملہ نے خوزستان کی جانب معاودت کی اور ان کل بلاد پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا تھوڑے دنوں بعد لہو و لعب میں منہمک ہو گیا۔ کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ و رنگ میں اپنی اوقات صرف کرنے لگا۔ دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا۔ امراء اور اراکین دولت کی طرف ملتفت نہ ہوتا تھا۔ مسخروں، گویوں اور نقالوں سے دربار بھرا رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کردبازہ

جو مشائخ سلجوقیہ سے تھا انجام دے رہا تھا۔ یہ شخص نہایت دین دار، صاحب عقل اور با تدبیر تھا۔ امراء اور ارکین دولت اس سے اکثر سلیمان شاہ کی شکایت کیا کرتے تھے ایک روز یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحتاً نہ کچھ عرض و معروض کرنے لگا۔ سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا۔ مسخروں کو اشارہ کر دیا انھوں نے شرف الدین کو بنانا شروع کر دیا۔ شرف الدین ناراض ہو کر اٹھ کر چلا آیا۔

سلیمان شاہ کا قتل

سلیمان شاہ کو جب ہوش آیا تو شرف الدین سے عذر خواہی کی شرف الدین نے سلیمان شاہ کا عذر تو قبول کر لیا مگر آنا جانا ایک قلم بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہوا، اینانج والی رے کو اپنی کمک پہ بلا بھیجا۔ اینانج ان دنوں علیل تھا معذرت کی کہ صحت کے بعد میں مع اپنی فوج کے حاضر ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر شرف الدین تک پہنچ گئی اس سے سخت ناراضگی اور بے حد کشیدگی بڑھ گئی۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے سلطان سلیمان شاہ کو مع اس کے حاشیہ نشینوں کے اپنے مکان پہ مدعو کیا ارکین دولت تو اس سے تنگ آہی رہے تھے۔ شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو مع اس کے مصاحبوں اور وزیر ابو القاسم محمود بن عبد العزیز حامدی کے ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا۔ وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چندے قید میں رکھا۔ بعد ازاں ایک شخص کو اشارہ کر دیا اس نے گلا گھونٹ کر سلیمان شاہ کو مار ڈالا۔

ایلدکز اور اینانج کا اتحاد

اینانج والی رے کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے غارت گری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ شرف الدین نے اتابک اعظم ایلدکز کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کی بیعت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ ایلدکز بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان آپہنچا۔ اینانج محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا۔ ایلدکز نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اس کی حکومت و سلطنت کی اہل ہمدان سے بیعت لی۔ ایلدکز اس کا اتابک مقرر کیا گیا۔ اور پہلوان بن ایلدکز اس کا حاجب بنایا گیا۔ دربار خلافت میں اس واقعہ کی اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جائے۔ اور جیسا کہ سلطان مسعود کی عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے۔ خلافت مآب نے سفیر کو جواب نہ دیا اور دربار خلافت سے نہایت بے عزتی سے نکلوا دیا۔ باقی رہا اینانج والئ رے اس نے ایلدکز سے سازش کر لی اور اپنی بیٹی کا عقد پہلوان بن ایلدکز سے کر کے ہمدان چلا آیا۔ ایلدکز سلطان مسعود کے خادموں سے تھا اس کو اران اور بعض مقامات آذربائیجان کی حکومت دی گئی تھی وہ سلاطین سلجوقیہ کی کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا۔ اس نے مادر ارسلان شاہ یعنی زوجہ طغرل سے انتقال کے بعد ملک طغرل سے نکاح کر لیا تھا

جس سے پہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

معرکہ نہر اسبیرود

ایلدکز اور اینانج میں مصالحت ہو جانے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمدیلی والئ مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کو لکھ بھیجا۔ آقسنقر نے اطاعت کرنے سے انکار کیا بلکہ ایک لڑکے کا نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی بھی دی۔ یہ لڑکا اس کے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ۔ اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نوعمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی۔ اسی بنا پر ایلدکز نے ایک فوج بسر افسری اپنے بیٹے پہلوان کے لئے روانہ کی۔ یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی مراغہ کی جانب بڑھی آقسنقر نے یہ خبر پا کر ساہرمز والی خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ ساہرمز نے ایک فوج بن آقسنقر کی کمک پر بھیجدی ابن آقسنقر اور پہلوان کا نہر اسبیرود پر مقابلہ ہوا۔ پہلوان نے شکست کھا کر ہمدان کی طرف مراجعت کی اور آقسنقر مظفر و منصور مراغہ لوٹ آیا۔

محمود بن ملک شاہ کی رہائی

جس وقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں زہر سے وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروہ مع اس کے بیٹے محمود کے بلاد فارس کی طرف چلا گیا زنگی بن دکلا سلغری والی فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کے قلعہ اصطخر میں لے جا کر نظر بند کر دیا پس جب ایلدکز نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا پیام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابو المظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور والیان ملک سے سازش شروع کر دی۔ زنگی بن دکلا کو یہ کہلا بھیجا" ایلدکز پر میں فوج کشی کرنے والا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں مجھے فتح یابی حاصل ہو گئی۔ تو بہتر ہوگا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر کے اسکے نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھنا" چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت و سلطنت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کی پنج نوبتہ اس کے دروازہ پر نوبت بجنے لگی۔ اینانج والی رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی، اینانج نے اقراری جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کی جمعیت سے زنگی کی طرف کوچ کیا۔

ایلدکز اور اینانج کی جنگ و مصالحت

آقسنقر احمدیلی نے بھی خبر پا کر پانچہزار سوار زنگی کے پاس بھیجدئے رفتہ رفتہ ایلدکز کو ان واقعات کی خبر لگی ایک لشکر عظیم مرتب اور مجتمع کر کے بقصد بلاد فارس اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ اور زنگی بن وکلاء والی فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت و فرمانبرداری اور حاضری کا پیام بھیجا۔ زنگی نے رکھائی سے جواب دیدیا اور یہ کہلا بھیجا" مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے بس اس وقت اپنی جاگیر پر جا رہا ہوں جو حال میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے" خفیہ طور سے خلافت مآب اور وزارت پناہ سے امداد بھی طلب کی خلافت مآب اور وزارت پناہ نے امداد و کمک کا وعدہ کیا اور ان امراء کو جو آپ کے

خطوط بھی تحریر کئے جو ایلد کز کے ہمراہ اور اس کے مطیع تھے ایلد کز نے پہلے اینانج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ اتنے میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ زنگی نے سیرم اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی سے مزاحمت اور مقابلہ کرنے کو روانہ کیا زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دیدی تب ایلد کز نے آذربائیجان کی فوج کو طلب کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کا بیٹا کزل ارسلان آذربائیجانی لشکر لئے ہوئے آپہنچا۔ زنگی نے بھی یہ سن کر اینانج کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ مبادا بلاد شملہ والی خوزستان معرض زوال میں نہ آجائے اس مہم میں شریک نہ ہو سکا۔ ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں ایلد کز اور اینانج نے صف آرائی کی متعدد معرکے ہوئے آخر کار اینانج شکست کھا کر بھاگا۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا ایلد کز نے تعاقب کر کے اینانج کا محاصرہ کر لیا بعد ازاں دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد ایلد کز نے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

مستنجد

خلیفہ مستنجد خلفاء بنی عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی جس وقت کہ شیرازہ حکومت و خلافت مابین موصل، واسط، بصرہ، اور حلوان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

خلیفہ مقتفی کی وفات

خلیفہ مقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی۔ خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے بلا شرکت کسی سلطان کے عراق پر جب سے کہ دیلمیوں کا دور دورہ ہوا تن تنہا حکمرانی کی لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جس قدر بلاد، گورنران صوبجات کے دست برد اور تغلب سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی جس وقت اسکے مرض میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسی وقت سے اس کے حرموں کو اپنے اپنے لڑکوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہو گئی۔ مادر مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی اسکے بھائی علی کی ماں اپنے لڑکے کو مسند خلافت پر متمکن کرنیکی تدبیریں کر رہی تھی بلکہ اس غرض کو حاصل کرنیکے لئے مستنجد کے قتل کا قصد کر لیا تھا۔

مستنجد کے قتل کا منصوبہ

چنانچہ بیمار خلیفہ مقتفی کے دیکھنے کے بہانہ سے مستنجد کو بلا بھیجا اور در پردہ یہ تدبیر کر رکھی کہ محلسرائے خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دیدیں اور وہ خود اور اس کا بیٹا شمشیر بکف ہو بیٹھا تھا کہ جونہی محلسرائے خلافت میں قدم رکھے چاروں طرف سے یورش کر کے قتل کر ڈالا جائے۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر مستنجد تک پہنچ گئی۔ اپنے باپ کے خواجہ سرا کو طلب کر کے اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا اور اپنے ہمراہیوں اور فراشوں کو مسلح کر کے محلسرائے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ہی ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا۔ مستنجد کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا دوسری لونڈیاں یہ ماجرا دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مستنجد نے اپنے بھائی علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ لونڈیوں میں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ اتنے میں خلیفہ مقتفی نے وفات پائی۔

باب ۳۴

یوسف بن مقتفی مستنجد باللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ
و
الحسن بن مستنجد باللہ مستضی بامر اللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

بیعت خلافت
مستنجد نے بیعت خلافت لینے کو دربار عام منعقد کیا اولاً خاندان خلافت کے افراد نے بیعت کی سب کے پہلے اس کے چچا ابوطالب نے بیعت کرنے کو ہاتھ بڑھایا بعدازاں وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ بعدہٗ ارکین دولت اور علماء بیعت کرنے کی غرض سے پیش کئے گئے۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عون الدین کو بدستور سابق عہدۂ وزارت عطا ہوا گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبہ پر بحال رکھے گئے۔ تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کیا گیا۔ رئیس الرؤساء اور استاد دار کو خلعتیں عنایت ہوئیں قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہو کر ابو جعفر عبدالواحد ثقفی عہدۂ قضا پر مامور کیا گیا۔

امیر ترشک کا خاتمہ
۵۵۶ھ میں ترکمانوں نے اطراف بندنیجین میں سر اٹھایا جن کی سرکوبی کو مستنجد نے امیر ترشک کو بلا دلطف سے طلب فرمایا۔ امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معافی چاہی اور یہ گزارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کو بندنیجین جانے کو تیار ہے شاہی لشکر سے میری مدد کی جائے۔ خلافت مآب کو ترشک کا یہ عذر ناگوار گزرا۔ کچھ فوجیں چند امرا کی افسری میں ترشک کی سرکوبی کو روانہ کیں۔ پس ان امراء نے ترشک کے پاس پہنچ کر اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر دار الخلافت بغداد میں بھیج دیا۔

قلعہ ماہکی کی حوالگی
۵۵۶ھ میں خلافت مآب نے قلعہ ماہکی کو سنقر ہمدانی کے مملوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ سنقر ہمدانی اس قلعہ کا والی تھا اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ سنقر کے جانے کے بعد قرب و جوار کے ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے سنقر کا مملوک ان کی مدافعت نہ کر سکا خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی پندرہ ہزار دینار دے کر

قلعہ ماہکی کو سنقر کے مملوک سے لے لیا۔ سنقر کا مملوک بغداد میں آ کر قیام پذیر ہوا یہ قلعہ تا خلافت مقتدر ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکوبی اور اطاعت

۵۵۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلہ اور کوفہ میں جمع ہوا اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا۔ ارغش جاگیردار کوفہ اور قیصر شحنہ (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) معترض ہوئے۔ خفاجہ نے اس بنا پر غارت گری شروع کر دی ارغش اور قیصر نے فوجیں آراستہ کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا۔ رحبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے مصالحت کی درخواست کی ارغش اور قیصر نے انکاری جواب دیا تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا، قیصر اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ ارغش نے رحبہ میں جا کر پناہ لی۔ شحنہ رحبہ نے اس کو امن دی اور بہ حفاظت دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اس واقعہ میں اکثر حصہ لشکر شاہی کا شدت تشنگی سے میدانوں میں تباہ ہو گیا۔ باقی ماندہ کسی طرح جان بچا کر بغداد پہنچے۔ وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفاجہ کی اس حرکت ناشائستہ پر طیش آ گیا۔ لشکر آراستہ کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا، خفاجہ یہ سن کر جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے وزیر السلطنت نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچے اور معذرت نامہ لکھ کر دربار خلافت میں روانہ کیا۔ مصالحت کی درخواست کی خلافت مآب نے منظور فرمالی۔

بنی اسد کا عراق سے اخراج

چونکہ بنی اسد ساکنان حلہ نے اس سے پیشتر بے حد شورش مچا رکھی تھی علاوہ بریں زمانہ محاصرہ بغداد میں ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا یہی باعث تھا کہ خلیفہ مستنجد کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی تھی چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستنجد نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلاوطنی اور سرکوبی پر مامور فرمایا۔ یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے امیر یزدان فوجیں آراستہ کر کے دار الخلافت بغداد سے حلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابن معروف براہ دریا جنگی کشتیاں لئے ہوئے مع ایک عظیم لشکر کے آ پہنچا۔ ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا۔ خلیفہ مستنجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گزرا بذریعہ عتاب آمیز شقہ کے امیر یزدان کو شیعیت سے متہم کیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت کچھ ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آمیز شقہ کو پڑھ کر چونک پڑا۔ ابن معروف کو بلا کر خلافت مآب کا خط دکھلایا۔ دونوں نے باتفاق رائے لشکر آراستہ کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کر نکل پڑے چار ہزار بنی اسد مارے گئے، باقی ماندگان کی نسبت یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلہ میں نظر آئے گا وہ بلا تفتیش کسی امر کے قتل کر ڈالا جائے گا چوبیس گھنٹہ کے اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے چنانچہ بقیۃ السیف بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک متنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہ گیا حلہ کو

کل بلاد بنی اسد ابن معروف کو دیدئے گئے۔

واسط میں بغاوت

بصرہ امیر منکبرس کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستنجد کا آزاد غلام تھا ۵۵۹ھ میں خلافت مآب نے اس کو قتل کر کے بجائے اس کے کمشتکین کو مامور فرمایا۔ ابن سنکا برادر زادہ شملہ والی خوزستان نے اس کو مغتنمات سے شمار کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی۔ اس کے اطراف و جوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ دربار خلافت سے کمشتکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا کمشتکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابن سنکا کے طوفان بے تمیزی کو روک سکا اس سے ابن سنکا کے حوصلے بلند ہو گئے وہ واسط کی طرف بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا۔ امیر خطلوبرس اس صوبہ کا جاگیردار تھا۔ اس نے فوجیں فراہم کر کے ابن سنکا سے مزاحمت کی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اثناء جنگ میں ابن سنکا نے اُن امراء کو ملا لیا جو امیر خطلوبرس کے ہمراہ تھے پس یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر خطلوبرس کو حریف کے مقابل لاکر خود دائیں بائیں ہو گئے امیر خطلوبرس کو ابن سنکا کے ہمراہیوں نے گرفتار کر لیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن سنکا نے امیر مذکور کو ۵۶۱ھ میں قتل کرا دیا۔ بعد ازاں ۵۶۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا قصد کیا اور اس کے مشرقی حصہ کو لوٹ لیا۔ کمشتکین نے ابن سنکا کی روک تھام کرنے کو خروج کیا دونوں حریف میں لڑائی ہوئی بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی جانب کوچ کیا اہل واسط بخوف آبرو جان کانپ اُٹھے مگر ان کی خوش قسمتی سے ابن سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی شورش

۵۶۲ھ میں شملہ والی خوزستان نے بقصد عراق کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا قلعہ ماہکی تک پہنچا خلافت مآب سے صوبجات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا۔ خلافت مآب نے اس کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو ایک فوج بھیج دی اور بغاوت و سرکشی کے عواقب امور سے ڈرایا۔ شملہ نے معذرت کی کہ ایلدکز اور سلطان ارسلان شاہ نے ان بلاد کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہیں اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ، واسط اور حلہ کا مالک و حکمران تھا۔ مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے میں انہی تین شہروں کی حکومت پہ اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں۔ خلافت مآب کو شملہ کی یہ جسارت ناگوار گذری حکم صادر فرمایا ”شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے اعلانیہ ممبروں پر اس پر لعن کی جائے اور اسی وقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابو جعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں فراہم و مرتب کر کے اس سرکش و باغی کو گوشمالی دیں“۔

شملہ کی مراجعت

اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے برادر زادہ بلیج کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اس کی خبر لگ گئی۔ حملہ کر کے بلیج کو اور نیز اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ شملہ نے بیس کے مصالحت کی درخواست کی جس کا انکار کر دیا

جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد ازغش گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ نے آغاز سفر کے جو ماہ تھے اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔

شرف الدین کا عہدۂ وزارت پر تقرر

جمادی الاوّل ۵۶۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن مظفر بن ہبیرہ نے وفات پائی خلیفہ مستنجد نے اس کے پس ماندگان خاندان کو گرفتار کر لیا۔ چندے وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا۔ بعد ازاں خلافت مآب نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابوجعفر احمد بن محمد سعید معروف ابن بلدی ناظر واسط کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا چونکہ عضد الدین ابو الفرج بن دبیس رئیس الرؤساء امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت مآب نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ہمراہیوں کو معمولی معمولی فروگزاشتوں پر معقول چشم نمائی کی جائے اور عضد الدین کے کل اختیارات سلب کر لئے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بھائی تاج الدین سے نہر الملک کا حساب عہد خلافت مقتفی سے اس وقت تک کا طلب کیا۔ اسی قسم کی کارروائی اور عمال کے ساتھ بھی جو عضد الدین کے آوردہ اور ہوا خواہ تھے کی اس سے ارکین دولت کے کان کھڑے ہو گئے ہوشیاری اور دیانت داری سے کام ہونے لگا۔ بدنظمی اور خود سری جاتی رہی۔

عضد الدین اور خلیفہ میں کشیدگی

خلیفہ مستنجد کے عہد خلافت میں عضد الدین ابو الفرج ابن دبیس رئیس الرؤساء جو دار الخلافت بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا امور سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقتاً زمام حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی قطب الدین قایماز مظفری اس معاملہ میں اس کا ہم سفیر اور ہم آہنگ تھا۔ جس وقت خلافت مآب نے عہدۂ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور وزیر السلطنت کو عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا اشارہ کیا اسی وقت سے مابین وزیر السلطنت اور عضد الدین عداوت اور مخالفت کی بنا پڑی، بات بات پر وزیر السلطنت عضد الدین اور اس کے عمال سے الجھتا تھا۔ خلافت مآب بھی عضد الدین اور اس کے ہم سفیر قطب الدین کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت کو متہم کیا کرتے اور خلافت مآب کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتلایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستنجد کا قتل

۵۶۶ھ میں خلافت مآب بیمار پڑے۔ رفتہ رفتہ مرض میں شدت پیدا ہوئی۔ عضد الدین اور قطب الدین خلافت مآب کی بیدار مغزی سے تنگ آ ہی رہے تھے شاہی طبیب سے سازش کر لی اس نے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلافت مآب کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا۔ خلافت مآب کا دم گھٹ گیا۔ تھوڑی دیر میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ بعض مورخین عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ تحریر کرتے ہیں کہ خلافت مآب نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدین اور قطب الدین کے قید و قتل کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی۔ اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ پڑ گئی عضد الدین نے قطب الدین

یزدان اور اس کے بھائی تیماش کو بُلا کر وہ تحریر دکھائی اُن لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلافت مآب کو کسی حیلہ سے مار ڈالنا چاہیے چنانچہ یہ لوگ محل سرائے خلافت میں آئے اور جبراً خلافت مآب کو حمام میں لے جاکر باہر سے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب چلاّ رہے تھے مگر کوئی سنتا نہ تھا۔ یہ واقعہ ۹ ربیع الآخر ۵۶۶ھ کا ہے۔ دس سال خلافت کی۔ ماہ ربیع الثانی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوا چھپن برس کی عمر پائی۔

خلیفہ مستضی بامر اللہ کی بیعت خلافت

جس وقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ہنوز اُس نے دم توڑا نہ تھا کہ وزیر السلطنت امراء لشکر اور کل فوجیں مسلح ہو کر محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آگئیں عوام الناس کا بھی جم غفیر ان کے ساتھ تھا۔ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ عضد الدین نے اس خوف سے کہ مبادا وزیر السلطنت خلافت مآب کی موت کا یقین کر کے مبادا خاتمہ کر دے بلند آواز سے پکارا "امیر المومنین کو غش آگیا تھا اب بفضلہ اس سے نجات مل گئی ہے" وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور لشکری محلسرائے خلافت میں نہ گھس پڑیں دار الوزارت کی جانب معاودت کی۔ امراء لشکر اور نیز عوام الناس منتشر و متفرق ہو گئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پٹ محلسرائے خلافت کے دروازے بند کر لئے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے فوراً خلافت کی بیعت کر لی۔ "المستضی بامر اللہ" کا لقب دیا۔ ابو محمد کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کے وقت اس سے یہ اقرار لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کو سپرد کیا جائے۔ اس کا بیٹا کمال الدین استاد دار مقرر ہو، اور عساکر اسلامیہ کی سرداری قطب الدین قایماز کو دی جائے۔ جدید خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان کل درخواستوں کو منظور فرما لیا۔ بعد ازاں خاندان خلافت سے بیعت خاصہ لی گئی۔ اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی وفات واقع ہوئی۔ اگلے دن دربار عام میں بیعت عامہ ہوئی۔

وزیر شرف الدین کا قتل

خلیفہ مستضی مسند خلافت پر متمکن ہو کر عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ لوگوں کو انعامات دئے جاگیریں دیں اور مستحقین کو صلے دئے۔ وزیر السلطنت کو جدید خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر لگی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے اپنی غفلت اور واپسی پر نادم ہوا اگر اب یہ سب لاحاصل تھا بیعت کرنے کو بلایا گیا۔ جس وقت حاضر ہوا غلاموں نے عضد الدین کے اشارے سے سر قلم کر دیا اسی زمانہ میں خلیفہ مستضی نے قاضی ابن مزاحم کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیا یہ شخص بڑا ظالم، خود سر اور غاصب تھا۔ خلیفہ مستضی نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے جن لوگوں نے اس پر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کئے تھے ان کو ان کے حقوق دیئے ابوبکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ مقرر کیا اور ظہیر الدین کا لقب مرحمت فرمایا۔

فاطمی خلافت کا خاتمہ

خلیفہ مستضی کے شروع زمانہ خلافت میں دولت علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں گل ہوا خلفاء بنی عباس سے خلیفہ مستضی کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۷ھ میں قبل یوم عاشورہ

جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا۔ ان دنوں مصر میں خلفاء عبیدیین کا سب سے پچھلا اور آٹھواں تاجدار عاضد الدین اللہ حکومت کر رہا تھا۔ جو حافظ الدین اللہ عبد المجید علوی کے اعقاب و نسل سے تھا اس پر اس کا وزیر اس درجہ متغلب و متصرف ہو گیا تھا کہ یہ نام کا خلیفہ تھا زمام حکومت اس کے وزیر کے قبضۂ اقتدار میں تھی۔ اس وقت کرسی وزارت پر شاور جلوہ افروز تھا۔ جو چاہتا کر گزرتا ارکین دولت، امراء مملکت اور سرداران لشکر اس کے مطیع تھے خلیفہ عاضد اس کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ اتفاق وقت سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل دولت اسکندریہ سے مصر پر چڑھ آیا شاور نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر شام میں الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے پاس جا کر پناہ لی۔

وزیر شاور کی بحالی اور بد عہدی

الملک العادل نور الدین محمود سلاطین سلجوقیہ کے ممالک اور ان امراء میں تھا جو اس وقت خلافت عباسیہ کے رکن اور عماد تھے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شادی مع اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیرکوہ کے الملک العادل نور الدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر مامور تھا۔ پس جس وقت شاور نے دربار نوریہ میں حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی الملک العادل نور الدین نے ایک فوج بہ افسری امراء ایوبیہ مصر روانہ فرمائی جس کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیرکوہ تھا چنانچہ اسد الدین نے مصر میں پہنچ کر ضرغام (ابن سوار) کو جس نے شاور کے قبضہ سے اختیارات وزارت چھین لئے تھے قتل کر کے شاور کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر متمکن کیا لیکن اس بدعہد احسان فراموش نے اُس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو شام سے وقت روانگی مصر دربار نوریہ میں کیا تھا۔

شاور کی عیسائیوں سے سازش

یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے سواحل مصر و شام پر قبضہ کر لیا اور اس کے قرب و جوار کے صوبہ جات کو بھی دبا لیا تھا مصر اور قاہرہ کو آہستہ آہستہ دبانے چلے آتے تھے بلبیس اور اس کے متصل عقبہ پر انہی کا سکہ جما ہوا تھا بعض بعض محاصل اور ٹیکس بھی دولت علویہ سے وصول کر لیتے تھے غرض دولت علویہ کا چراغ عیسائیوں کی ہوس رانی کی تیز ہوا سے جھلملا رہا تھا ان امور میں عیسائیوں کو جرأت دلانے والا اور ان کے امداد دل کا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا اس خیال سے کہ مبادا اسد الدین شیرکوہ جس سے بدعہدی کی ہے عہدۂ وزارت پر مستولی اور متغلب ہو جائے۔

خلیفہ عاضد کا خاتمہ

خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا پتہ چل گیا بظاہر عیسائیوں کی زیادتی کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ میں امداد طلب کرنے کو شیرکوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سر کوبی کی غرض سے شیرکوہ کو بلا بھیجا۔ چنانچہ شیرکوہ دربار نوریہ سے رخصت ہو کر مصر آیا خلیفہ عاضد نے اس کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور سوائے ور دولت کے کل کاموں کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا۔ اس ردوبدل میں شاور نے کچھ سر اٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا شیرکوہ نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی کل بیماریوں کا علاج معقول کر دیا لیکن افسوس ہے کہ شیرکوہ نے اپنی وزارت کے ایک ہی برس بعد وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

صلاح الدین یوسف کا عہدہ وزارت پر تقرر

بہرکیف شیرکوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مامور فرمایا۔ صلاح الدین نے عہدہ وزارت پر متمکن ہو کر اصلاح حال رعایا اور انتظام امور سلطنت کی طرف توجہ کی۔ یہ اور اس کا چچا اسد الدین شیرکوہ اپنے کو الملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتا تھا جس نے اس کو اور نیز اس کے چچا کو مصر بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی۔ پس جب صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر میں جم گیا۔ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے، کل امور کے سیاہ و سفید کا اس کو اختیار کلی حاصل ہو گیا اس کا خادم قراقوش خلیفہ عاضد کے محلسرائے خلافت پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔

مصر میں عباسی خطبہ کا اجرا

اس وقت الملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے دولت عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضئی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہل مصر کی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے ڈرتے کی۔ خلیفہ مستضئی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا کہ دولت علویہ کے آثار نیست و نابود ہو گئے اور خلافت عباسیہ کا پھریرہ کامیابی کی فضا میں اُڑنے لگا۔ اسی زمانہ سے مصر میں دولت ایوبیہ کی حکومت کی بنا پڑتی ہے۔ بعد ازاں تاجداران بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ شام اور طرابلس غرب وغیرہ تک ان کی حکومت پھیل گئی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

جس وقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافت بغداد میں نامۂ بشارت روانہ کیا۔ خلافت مآب نے شادمانی کی نوبت بجوائی سارے بغداد میں چراغاں کیا گیا۔ نور الدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعتیں روانہ کیں۔ عماد الدین صندل خلیفہ مقتفی کا خادم خاص اور خلیفہ مستضئی کے محلسرائے خلافت کا داروغہ تھا۔ دمشق میں صندل کے پہنچنے پر نور الدین نے بھی بہت بڑی مسرت ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعتیں روانہ کیں۔ سیاہ پھریرے بھیجے۔ اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ جاتا ہے جو ایک مدت تک قائم رہتا ہے۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

نور الدین محمود کی سفارت

ان واقعات کے بعد نور الدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابو الفضل محمد بن عبد اللہ شہرزوری کو روانہ کیا (جو ممالک مقبوضہ نوریہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبجات مصر، شام، جزیرہ، موصل نور الدین کے قبضۂ اقتدار میں تھے اور دیار بکر، خلاط، بلاد روم قلیج ارسلان جو اس کے مطیع تھے ان کی سند حکومت کی درخواست کی۔ اور درب ہارون بلاد سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا۔ جیسا کہ اس کے باپ کو ملا ہوا تھا۔ خلافت مآب نے نور الدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے ملا

اور بہ طیب خاطر نور الدین محمود کی کل درخواستیں منظور فرمالیں۔

بنو حزن کی غارت گری

خلیفہ مستضی نے امیر یزدن کو حلہ کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور خفاجہ کو اس کی محافظت و حمایت کا ذمہ دار کیا تھا بنو حزن اور بنو کعب خفاجہ کے دو نامی گروہ حلہ میں رہتے تھے۔ امیر یزدن نے حلہ پر متصرف ہونے کے بعد بنو کعب کو حلہ کی حکومت سپرد کی اس پر بنو حزن بگڑ کھڑے ہوئے اور سواد عراق میں غارت گری شروع کر دی امیر یزدن نے اپنی فوج آراستہ کر کے بنو حزن پر چڑھائی کی۔ غضبان سردار بنو کعب مع بنو کعب کے امیر یزدن کا ہم رکاب تھا ایک روز شب کے وقت سفر کر رہے تھے کسی نے غضبان کو ایک تیر مارا جس کے صدمہ سے غضبان مر گیا غضبان کے مرتے ہی لشکر بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور محافظت سواد بدستور سابق بنی حزن کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد یزدن نے ۵۶۸ھ میں انتقال کیا۔ واسط اس کی جاگیر میں تھا خلافت مآب نے اس کے بیٹے انبامش کو مرحمت فرمایا۔ اور "علاء الدین" کا لقب عنایت کیا۔

سنکا بن احمد کا قتل

ہم اوپر عہد خلافت مستنجد میں سنکا بن احمد اور اس کے چچا شملہ والی خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات تحریر کر آئے ہیں اسی زمانہ میں سنکا قلعہ ماہکی کی طرف آیا اور اس کے مقابلہ میں ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اس میں قیام کر کے قرب وجوار کے شہروں پر متصرف و قابض ہو جائے اتنے میں خلیفہ مستضی کی خلافت کا دور آ گیا خلافت مآب نے یہ خبر پا کر دار الخلافت بغداد سے ایک فوج سنکا کی سرکوبی کو روانہ فرمائی سنکا نے جی توڑ کر مقابلہ کیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی بالآخر سنکا کو شکست ہوئی اثناء دار و گیر میں سنکا مارا گیا۔ اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا گیا جو ایک مدت تک عبرت کی غرض سے حلہ کے کنارے لٹکا رہا اور قلعہ جو اس نے بنوایا تھا مسمار کر دیا گیا۔

عضد الدین کی معزولی

قطب الدین قایماز کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس نے خلیفہ مستضی کی بیعت کی تھی خلیفہ مستضی نے اس کو اپنا کمانڈر انچیف بنایا تھا اور عضد الدین ابو الفرج ابن رئیس الرؤساء کو عہدۂ وزارت عطا کیا تھا۔ بعد چندے جب قایماز کی حکومت کا سکہ جم گیا اور کل امور کے سیاہ و سفید کا اختیار اسے کلی حاصل ہو گیا تو اس نے خلیفہ مستضی کو عضد الدین ابو الفرج وزیر السلطنت کی معزولی پر ابھارنا شروع کیا خلافت مآب سے کچھ بن نہ پڑا آخر کار ۵۶۷ھ میں وزیر السلطنت کو معزول کر دیا ۵۶۹ھ میں پھر خلافت مآب نے اس کی بحالی کا قصد کیا قایماز نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کے خلاف کارروائی کرنے کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سوار ہو گیا۔ خلافت مآب نے محلسرائے خلافت کے دروازے جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروا لئے اور قایماز کے پاس بہ نرمی و ملاطفت کہلا بھیجا "تم واپس جاؤ فتنہ و فساد سے باز آؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضد الدین کو وزارت نہ دوں گا۔" قایماز نے جواب دیا "میں اس وقت تک اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا جب تک عضد الدین بغداد سے باہر نہ کر دیا جائے گا" خلافت مآب نے بمجبوری عضد الدین کو بغداد سے نکل جانے کا حکم دیا عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین

عبدالرحیم بن اسمٰعیل سے امن کی درخواست کی شیخ موصوف نے اسکو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کر لیا چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

قطب الدین قایماز کی بغاوت

اس کے بعد قایماز اپنی چیرہ دستی سے دولت عباسیہ پر مستولی و متغلب ہو گیا۔ علاء الدین تنامش کی بہن سے عقد کر لیا۔ تنامش اور قایماز نے متفق ہو کر دولت و حکومت کی رہی سہی قوت بھی سلب کر لی تھوڑے دنوں بعد قایماز نے ظہیر الدین بن عطارہ وزیر خزانہ سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا (ظہیر الدین خلافت مآب کا خاص آوردہ تھا) قایماز نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ظہیر الدین یہ خبر پا کر بھاگ گیا تب قایماز نے اپنے امیروں اور سرداروں کو جمع کر کے خلیفہ مستضی سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس امر کا ان لوگوں سے اقرار لیا کہ محلسرائے خلافت پر حملہ کر کے ظہیر الدین کو نکال لائیں گے خلیفہ مستضی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی محلسرائے خلافت کی چھت پر تشریف فرما ہوا۔ خدام دولت وادیلاؤ امعیبتنا کا شور کر رہے تھے خلافت مآب نے بآواز بلند عوام الناس کو مخاطب کر کے ارشاد کیا "قطب الدین کا مال و اسباب تمہارا ہے اور اس کا خون ہمارا ہے دیکھو جانے نہ پائے اس کا گھر بار لوٹ لو، اس کو میرے پاس گرفتار کر لاؤ۔"

قایماز کا خاتمہ

عوام الناس یہ سنتے ہی قطب الدین کے گھر کی طرف دوڑ پڑے قطب الدین پشت مکان سے نکل بھاگا۔ عوام الناس نے اس کا گھر بار اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس غارت گری عام میں کچھ کشت و خون بھی ہوا قایماز بھاگ کر حلہ پہنچا اس کے امراء بھی اسکے پیچھے پیچھے چلے گئے خلیفہ مستضی نے اس خیال کے ماتحت کہ مبادا قایماز پھر بغداد کا قصد کرے اور اہل بغداد لحاظ و پاس سے اس کا ساتھ دیدیں شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلہ اس غرض سے روانہ کیا کہ قایماز کو بحکمت عملی حلہ سے موصل روانہ کر دیا جائے چنانچہ شیخ الشیوخ کی عاقلانہ تدبیر سے قایماز موصل چلا گیا۔ اثناء راہ میں اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو پیاس کی بیحد تکلیف اٹھانا پڑی۔ قایماز اور اکثر ہمراہیان قایماز شدت عطش سے مر گئے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ کا ہے۔

علاء الدین تنامش کا انجام

باقی رہا علاء الدین تنامش۔ وہ مدتوں موصل میں قیام پذیر رہا تا آنکہ خلافت مآب نے اس کو دار الخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور وہیں کمال عسرت سے تنگ دستی کی حالت میں مر گیا۔ اسی نے قایماز کو ان حرکات پر آمادہ و برانگیختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئے ورنہ قایماز البیانہ تھا۔ خلافت مآب نے اپنے محلسرائے خلافت کا داروغہ سنجر مقتفوی کو مقرر کیا پھر ۵۷۱ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے اس کے ابوالفضل ہبۃ اللہ بن علی بن صاحب کو متعین فرمایا۔

والئ خوزستان کی سرکشی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ والی خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم اوپر کر آئے ہیں جو آئے دن خلفاء کے عہد میں مختلف اوقات میں کرتا آیا تھا اس کے بعد شملہ نے ۵۷۰ھ میں فوت ہو گیا بجائے اس کے اس کا بیٹا متمکن ہوا۔ اتنے میں ملک شاہ بن محمود کا بھی انتقال ہو گیا۔ ملک شاہ کا بیٹا بدستور خوزستان میں ٹھہرا رہا ۵۷۲ھ میں عراق کی

جانب آیا۔ بندبجین پر شب خون مارا گیا۔ غارت گری کے دروازے کھل گئے وزیر عضد الدین ابو الفرج شاہی لشکر لے کر مقابلہ پر آیا۔ حلہ اور واسط کی فوجیں بھی تامش تکین امیر حجاج اور عز علی کے ہمراہ آپہنچیں۔ اگرچہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر پا کر انہوں نے اپنا لشکر گاہ چھوڑ دیا لشکر بغداد نے اس کو لوٹ لیا۔ ابن ملک شاہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا اپنے ہمراہیوں کو سمجھا بجھا کر پھر اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ انجام کار بغیر آخری فیصلہ کے ابن ملک شاہ اپنے مستقر حکومت کو لوٹ گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس چلی آئیں۔

وزیر عضد الدین کا قتل

ہم اس سے پیشتر وزیر السلطنت عضد الدین ابو الفرج محمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بن رئیس الرؤساء ابو القاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر آئے ہیں اس کا باپ عبداللہ خلیفہ مقتفی کے محلسرائے خلافت کا داروغہ تھا جب وہ مر گیا تو اسکے بجائے اس کا بیٹا محمد مقرر کیا گیا اور جب خلیفہ مقتفی نے وفات پائی اور خلیفہ مستنجد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے محمد کو اسکے عہدے پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی پس جب مستضئی کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اتفاق یہ کہ اس سے اور قایماز سے ان بن ہوگئی، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسی وجہ سے وہ معزول کیا گیا مگر بعد چندے خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت پر بحال فرمایا۔ آخر ۵۷۳ھ میں خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے حج کو روانہ ہوا۔ دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس میں ارباب مناصب بکثرت تھے سرزمین حجاز کی طرف کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے "فریاد" "فریاد" چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا جونہی وزیر السلطنت نے اس کی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی، وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر آرہا۔ ابن معوذ دربان شور و غل کی آواز سن کر فوراً حالات دریافت کرنے کو پہنچا، قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی۔ یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑا۔ دونوں اپنے مکان پر اٹھا لائے گئے اور اسی صدمہ سے مر گئے۔

ظہیر الدین بن عطار کا عہدۂ وزارت پر تقرر

وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر معروف بہ ابن عطار قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پس اس نے اراکین دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ مستضئی کی وفات

ماہ ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضئی بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستنجد نے جب کہ اس کی خلافت کو نو برس چھ مہینے گزر چکے تھے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔

باب ۳۵

احمد بن مستضی الناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ
و
محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

ظہیر الدین بن عطار کا انجام

ظہیر الدین بن عطار نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو مسند خلافت پر متمکن کیا اور "الناصر لدین اللہ" کا لقب دیا۔ جدید خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دس دن بعد ۱۸ ذیقعدہ کو وہ جیل خانے سے نکالا گیا تو مردہ تھا۔ لاش کو ایک مزدور کے سر پہ رکھ کر جیل سے باہر لائے۔ عوام الناس ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور کمال بے توقیری سے دجلہ میں لے جا کر بہا دیا۔ اس کے بعد مجد الدین ابو الفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرنے لگا۔

بیعت خلافت

خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا ممالک محروسہ اسلامیہ میں جدید خلیفہ کی بیعت لینے کو قاصد روانہ کئے گئے چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو پہلوان والی ہمدان، اصفہان اور رے کے پاس روانہ کیا۔ پہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کیا صدر الدین کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آیا۔ صدر الدین نے اس کے ہمراہیوں کو اُبھار دیا۔ ان لوگوں نے علانیہ کہہ دیا "اگر تم خلافت مآب کی خلافت کی بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے" پہلوان یہ سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ بمجبوری بیعت کی اور خلافت مآب کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبید اللہ بن یونس کا عروج

۵۸۳ھ میں خلافت مآب نے استاد دار مجد الدین ابو الفضل بن صاحب کو اس وجہ سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا کہ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اس کی موجودگی میں خلافت مآب کی کچھ نہ چلتی تھی علاوہ بریں اس کی ثروت اور مالداری اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ خلافت مآب کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں کچھ بھی وقعت نہ تھی یہ آگ لگائی ہوئی عبید اللہ بن یونس کی تھی جو مجد الدین کے مصاحبوں سے تھا۔ خلافت مآب نے بعد قتل مجد الدین عبید اللہ بن یونس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور "جلال الدین" کا لقب دیا اسکی کنیت ابو المظفر تھی اس کا جاہ و جلال اس حد تک بڑھا کہ کل اراکین دولت یہاں تک کہ قاضی القضاۃ بھی اسکی دربارداری کرتا تھا۔

سلجوقی حکومت کا خاتمہ

جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ہم نے ملک ارسلان شاہ بن طغرل بن محمد کو ایلدگز

کے مستولی ہونے اور اینانج والی رے کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلدگز کے واقعات کسی قدر تفصیل سے تحریر کئے ہیں بعد ازاں ۵۶۴ھ میں ایلدگز والی رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے دنوں بعد ایلدگز اتابک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں انتقال کر گیا۔ بجائے اس کے اس کا بیٹا محمد پہلوان جانشین ہوا۔ اس کا بھائی سلطان ارسلان بھی طغرل بدستور اس کی کفالت میں رہا۔ ۵۷۳ھ میں جب یہ مر گیا تو پہلوان نے اس کے بجائے اسکے بیٹے طغرل کو جانشین کیا۔ بعد ازاں ۵۸۱ھ میں پہلوان نے بھی وفات پائی، ہمدان، رے، اصفہان، آذربائیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اسی کی کفالت اور نگرانی میں تھا، پہلوان کے مرنے پر اس کا بھائی کزل ارسلان موسوم بہ عثمان حکمرانی کرنے لگا۔ چونکہ اس میں مادہ حکمرانی و سیاست قدرتی طور سے کم تھا۔ طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آیا۔ امراء و اراکین دولت اور لشکریوں کو ملا کر ایک خاصہ گروہ بنا لیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ اسی بنا پر اس سے اور کزل سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت یوماً فیوماً بڑھتی گئی کزل نے دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی جسمیں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ کے خطرات سے خلافت مآب کو ڈرایا تھا اسکے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا حسب منی خلافت مآب وعدہ کیا تھا۔

معرکہ ہمدان

طغرل نے بھی یہ خبر پاکر ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دار السلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی۔ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا مگر عہد خلافت مقتفی سے یہ تعلق جاتا رہا تھا دار السلطنت بے مرمت ہو گیا تھا خلافت مآب نے کزل کے قاصد کی عزت و توقیر کی، امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کے سفیر کو بلا جواب واپس کر دیا ان قاصدوں کی واپسی کے بعد خلافت مآب نے سلاطین سلجوقیہ کے دار السلطنت کے انہدام کا حکم صادر فرمایا جس پر نہایت تیزی سے عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابو المظفر عبید اللہ بن یونس لشکر ایک لشکر عظیم کے کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا، مقام ہمدان میں کزل کے اجتماع سے پیشتر طغرل سے مقابلہ ہوا۔ ۸ ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبید اللہ سے سخت و خونریز لڑائی ہوئی میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت گرفتار کر لیا گیا۔

طغرل کا قتل

بعد ازاں کزل کو طغرل پر فتح نصیب ہوئی کزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور استحکام و استقلال کے ساتھ کل صوبجات پر حکمرانی کرنے لگا اپنے نام کا ممبر دل پر خطبہ پڑھوایا، دروازہ پر پنجوقتہ نوبت بجوائی۔ تھوڑے دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل اپنی خواب گاہ میں قتل کر ڈالا گیا یہ نہ معلوم ہوا کہ کس نے اس کو قتل کیا۔ اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ ناصر کا تکریت اور عانہ پر قبضہ

۵۸۵ھ میں امیر عیسیٰ والی تکریت کو اسکے بھائیوں نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا خلافت مآب کو اسکی اطلاع ہوئی تو ایک فوج تکریت پر قبضہ

روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت مفتوح ہوا۔ امیر عیسیٰ کے بھائی گرفتار کر کے بغداد لائے گئے ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کی خلافت مآب نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔ اس کے بعد ۵۸۶ھ میں دربار خلافت سے ایک لشکر عانہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا گیا ایک مدت تک محاصرہ اور جنگ جاری و قائم رہی بالآخر محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر کو محاصرہ کرنے والوں کے حوالہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی حسب شرائط ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

بصرہ کا تاراج ہونا

بصرہ کی زمام حکومت طغرل مملوک خلیفہ ناصر کے قبضۂ اقتدار میں تھی بصرہ اس کی جاگیر میں تھا طغرل کی طرف سے محمد بن اسمٰعیل بنیابتہ حکومت کر رہا تھا ۵۸۸ھ میں بنی عامر بن صعصعہ بسر گروہی عمیرہ جمع ہو کر غارت گری کے ارادے سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے محمد بن اسمٰعیل نے انکی مدافعت کی غرض سے ماہ صفر سنہ مذکور میں خروج کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی اگلے دن رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار میں روزن کر دیا اور شہر میں گھس کر غارت گری شروع کر دی محلے کے محلے ویران ہو گئے اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ خفاجہ اور منتفق بہت بڑی جمعیت کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کر خفاجہ اور منتفق سے لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی طرفین کی ہزاروں جانوں کا فیصلہ ہو گیا آخر خفاجہ اور منتفق کو شکست ہوئی بنی عامر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مظفر اور منصور بصری کی جانب لوٹے اس عرصہ میں امیر بصرہ نے اہل سواد کو مجتمع کر لیا تھا۔ مگر عرب کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے، شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے عربوں نے بصرہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹ لیا اور کہیج کو آگ لگا دی۔

مویدالدین ابن قصاب کا عہدۂ وزارت پر تقرر

خلیفہ ناصر نے گرفتاری کے بعد ابن یونس قلمدان وزارت مویدالدین ابو عبداللہ محمد بن علی معروف بہ ابن قصاب کو عنایت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عطا کی تھی۔ جسوقت شملہ والئ خوزستان نے وفات پائی اور اس کے لڑکوں میں نزاع پیدا ہوئی۔

وزیر مویدالدین کا خوزستان پر قبضہ

وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے لشکر کشی کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دیدی۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں آراستہ کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی طرف کوچ کیا اہل خوزستان مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار وزیر السلطنت نے شہر تستر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا بعد ازاں کل قلعات اور شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا اور ملوک بنی شملہ کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے انتظاماً طاش تکین مجیر الدین امیر الحاج کو خوزستان پر مامور فرمایا۔ وزیر السلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالہ کر کے سنہ مذکور میں رے کا قصد کیا اس وقت رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا اس نے اس واقعہ سے قبل زنجان کے قریب قطلغ بن پہلوان کو شکست دے کر رے پر قبضہ کر لیا تھا۔

وزیر ابن قصاب کا ہمدان پر قبضہ

قطلغ نے وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر کل حالات عرض کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی طرف گیا جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیر السلطنت کی آمد کی خبر پا کر وہ رے کی طرف کوچ کر گیا وزیر السلطنت نے بلا مزاحمت و مخاصمت ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے ابن خوارزم شاہ کا تعاقب کیا جن جن شہروں کی طرف ہو کر گزرا فتح کرتا گیا تا آنکہ رے کے قریب پہنچا۔ ابن خوارزم شاہ نے رے کو بھی چھوڑ کر دامغان کا اور دامغان کو خیر باد کہکر بسطام کا راستہ لیا اور جب بسطام میں بھی عافیت کی صورت نظر نہ آئی تو جرجان میں جا کر دم لیا۔ وزیر السلطنت نے ابن خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کر رے کی جانب مراجعت کی اور رے میں پہنچکر چند دنے قیام پذیر رہا۔

قطلغ کی سرکشی و شکست

اسی اثناء میں قطلغ کو حکومت و سلطنت کی طمع نے وزیر السلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کیا رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا۔ وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ قطلغ نے بمجبوری رے سے نکل کر شہر آوہ کا راستہ لیا شحنہ آوہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف سے مامور تھا قطلغ کو آوہ میں داخل نہ ہونے دیا اور وزیر السلطنت کو اسکی خبر کر دی وزیر السلطنت نے قطلغ کے تعاقب میں رے سے آوہ کی جانب کوچ کیا اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ قطلغ نے شہر کرج کا قصد کیا ہے فوراً کرج پر پہنچکر قطلغ سے بھڑ گیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد قطلغ کو شکست دیکر ہمدان واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ

واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تنش وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا ان بلاد پر قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ وزیر السلطنت نے انکاری جواب دیا اس بنا پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کی۔ انہی واقعات کے اثناء میں وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا مگر اس کی رکاب کی فوج جو اسوقت ہمدان میں موجود تھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی اور خوب جی کھول کر لڑی مگر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا بغدادی فوج شکست کھا کر بھاگی خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

سیف الدین طغرل کا ہمدان پر قبضہ

ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ حاصل کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو ٹھہرایا۔ چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس وجہ سے صدر الدین خجندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلافت مآب نے ایک لشکر بہ افسری سیف الدین طغرل جاگیردار بلاد لحف اصفہان کی جانب روانہ فرمایا۔ سیف الدین نے اصفہان پر قبضہ کر کے اسکی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

کوکجہ کو سند امارت

قبل اس واقعہ کے خراسان کی جانب خوارزم شاہ کی مراجعت کرنے کے بعد پہلوان کے خادموں نے مجتمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا تھا۔ کوکجہ یہ خبر پا کر کہ اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے مع اپنے لشکر کے اصفہان کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ قریب اصفہان پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلافت مآب کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے یہ سن کر ٹھہر گیا، دار الخلافت بغداد میں عرضداشت مشعر اطاعت و فرمانبرداری روانہ کی اور یہ درخواست کی کر رے ساوہ

قم اور قاشان کی حکومت اس تابعدار کو عطا ہو اور اصفہان، ہمدان، زنجان اور قزوین پر خلافت مآب کا قبضہ و دخل رہے۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمالی جس سے کوکجہ کے قوائے حکمرانی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

امیر ابوالہیجاء والئی بیت المقدس کی معزولی

۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابوالہیجاء سیمیں کو جو امراء بنی ایوب کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا والی تھا، معزول کر دیا۔ امیر ابوالہیجاء ملک شام کو خیرباد کہہ کر دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی عزت افزائی کی اور ایک لشکر مرحمت فرما کر ہمدان کی روانگی کا حکم دیا۔ امیر ابوالہیجاء نے ہمدان میں پہنچ کر ازبک بن پہلوان، امیر علم اور ابن سطلمش سے ملاقات کی۔ ان لوگوں نے دربار خلافت کی مجلس شوریٰ سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن امیر ابوالہیجاء نے امیر علم کے ورغلانے سے ازبک اور ابن سطلمش کو گرفتار کر لیا۔ دربار خلافت سے امیر ابوالہیجاء پر ڈانٹ آئی اور ازبک و ابن سطلمش کی رہائی کا حکم صادر ہوا۔ ساتھ ہی رہائی پانیوالوں کی تالیف قلوب کے لئے خلعتیں بھی آئیں لیکن اس سے ان لوگوں کے دل نہ بدلے اور انہوں نے امیر ابوالہیجاء کی رفاقت ترک کر دی ابوالہیجاء کو خلافت مآب کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا ہمدان چھوڑ کر اپنے مولد قدیم اربل کا راستہ لیا اور قبل اس کے کہ اربل تک پہنچتا اثناء راہ میں جاں بحق ہو گیا۔

کوکجہ کا خاتمہ

کوکجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد بلاد جبل میں قیام اختیار کیا اس کا رفیق ایدغمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد چھوٹی صدی کے آخر میں ایدغمش نے اپنے خاص خادموں کی ایک معقول جمعیت تیار کر لی اور کوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے باغی ہو گیا کوکجہ نے اس کی گوشمالی کی جانب توجہ کی مگر کامیاب نہ ہوا اثناء جنگ میں مارا گیا ایدغمش نے اس کے کل مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن پہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر درحقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

سنجر کا جبال ترکستان پر حملہ

۶۱۲ھ میں تاش تکین امیر خوزستان نے وفات پائی خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ پر اس کے داماد سنجر کو متعین فرمایا ۶۰۳ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا قصد کیا یہ عظیم الشان پہاڑ، فارس، عمان، اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں یہاں کا والی ابوطاہر نامی ایک شخص تھا اس نے خلافت مآب کے خادم قشتمر کو پناہ دیدی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا عقد کر دیا تھا۔ قشتمر، وزیر السلطنت کی چشم نمائی سے برداشتہ خاطر ہو کر جبال ترکستان چلا آیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوطاہر مر گیا اس وقت اہل ترکستان نے قشتمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی خلافت مآب نے سنجر والی خوزستان کو قشتمر پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سنجر نے لشکر آراستہ کر کے جبال ترکستان پر حملہ کیا قشتمر نے یہ خبر پا کر کہلا بھیجا میں علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں" سنجر نے کچھ توجہ نہ کی قشتمر نے مجبوری اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا، لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ

میدان قشتمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کر بھاگا۔ اس سے قشتمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن دکلا والی فارس اور ارغنش والی اصفہان سے وغیرہ سے خط و کتابت کر کے انکو اپنا ہم آہنگ بنا لیا چنانچہ ابن دکلا اور ایدغمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشتمر کے حامی و مددگار بن گئے اس سے قشتمر کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

وزیر نصیر الدین کی معزولی

نصیر الدین ناصر مہدی علوی، رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور رکن تھا جس وقت وزیر السلطنت موید الدین ابن قصاب نے رے پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافت بغداد چلا آیا تھا خلافت مآب نے براہ قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ بعد چندے اس کو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کیا نصیر الدین نے عہدہ وزارت پا کر بحکمت عملی کل اراکین دولت کو دبا لیا اور خلیفہ ناصر کے خدام کیساتھ کج ادائی کرنے لگا۔ مظفر الدین سنقر معروف بہ وجہ السبع امیر حاج ۶۰۳ھ میں حج کرنے کو جا رہا تھا۔ مقام مرخوم میں پہنچکر حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلا بھیجا "چونکہ وزیر السلطنت بحکمت عملی خدام خلافت کو دربار خلافت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے در پردہ خلافت و حکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے اس وجہ سے یہ خادم تعمیل ارشاد سے معذور رہے" اس بنا پر خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کو معزول کر کے خانہ نشین رہنے کا حکم دیا اور کل مال و اسباب وزیر کا اس کے پاس بھیجدیا وزیر السلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دیدی اور یہ تحریر فرمایا "میں تم کو نہایت خوشی سے امان دیتا ہوں میں نے تم کو کسی خطا و تقصیر کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ تمہارے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سننے سے یہ امر وقوع میں آیا تم اپنی جان بچانے کو جہاں چاہو جا کر قیام کرو" چنانچہ وزیر السلطنت نے خلافت مآب کے سایہ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کیا۔

فخر الدین ابو البدر کی معزولی

وزیر السلطنت کی معزولی کے بعد ہی مظفر الدین امیر حجاج اور قشتمر وغیرہ واپس آئے۔ فخر الدین ابو البدر محمد بن احمد بن اسمیلنا واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا۔ لیکن اس کو کسی قسم کا تحکم و غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی زمانہ میں ابو فراس نصر بن ناصر بن مکی مداینی وزیر خزانہ نے بغداد میں وفات پائی بجائے اس کے ابو الفتوح مبارک بن عضد الدین ابو الفرج بن رئیس الرؤساء ماہ محرم ۶۰۴ھ میں متعین کیا گیا اور تھوڑے دنوں اس کی بڑی قدر و منزلت رہی لیکن آخری سنہ مذکور میں بوجہ نالائقی معزول کیا گیا۔ ماہ ربیع الاول ۶۰۵ھ میں فخر الدین ابو البدر نیابت وزارت سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا پھر بجائے اس کے مکین الدین محمد بن محمد بن بدر القمر کاتب الانشاء نائب وزیر مقرر کیا گیا اور موید الدین کا لقب دیا گیا۔

سنجر کی بغاوت

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سنجر خادم خلیفہ ناصر کو تاش تکین امیر الحاج کے بعد خوزستان کی حکومت دی گئی تھی ۶۰۶ھ میں اس کی طرف سے خلافت مآب کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ سنجر نے حاضری سے انکار کیا۔ خلافت مآب نے برہم ہو کر ایک لشکر زیر افسری موید الدین نائب وزیر اور عز الدین بن نجاح شرابی خواص خلیفہ سنجر کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ جس وقت شاہی لشکر خوزستان کے قریب پہنچا سنجر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن دکلا والی فارس کے

پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور حمایت و امداد پہ آمادہ و مستعد ہو گیا۔ اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکورہ میں خوزستان پہنچ گیا اور سنجر کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ سنجر نے انکاری جواب دیا۔ تب شاہی لشکر بقصد اتابک سعد والی شیراز ارجان کی طرف بڑھا خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا والی شیراز سنجر کی سپردگی اور واپس کرنے سے انکار کر رہا تھا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں موکب ہمایوں نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ اتابک سعد نے موید الدین اور عز الدین کے پاس سنجر کی سفارش کا خط روانہ کیا اور امان دینے کی درخواست کی موید الدین اور عز الدین نے اتابک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتابک سعد نے سنجر کو مع اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال کے موید الدین اور عز الدین، سنجر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماہ محرم ۵۹۴ھ میں دار الخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے چند دنوں کے بعد سنجر کو پابزنجیر دربار خلافت میں لا کر حاضر کیا۔ خلافت مآب اپنے دوسرے خادم یاقوت نامی کو خوزستان پر مامور فرمایا۔ بعد اس کے ماہ صفر سنہ مذکور میں سنجر کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کیا۔

منکلی اور ایدغمش

امراء بہلوانیہ میں سے ایدغمش کی دست درازی اور بلاد جبل ہمدان، اصفہان، اور رے وغیرہ پہ قابض و متصرف ہو جانے کا واقعہ آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں ان علاقوں پہ متصرف اور قابض ہو جانے سے ایدغمش کی قوت و حکومت بڑھ گئی آذربائیجان اور ارانیہ کی طرف قدم بڑھایا اس کے ہمراہی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کر ان شہروں کو محاصرے میں لے لیا۔ اسی اثناء میں امراء بہلوانیہ سے ایک دوسرا امیر منکلی نامی ۶۰۸ھ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور حکومت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے ایدغمش سے لڑ پڑا۔ افواج بہلوانیہ نے اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو برائے العین دیکھ کر اطاعت و انقیاد کی گردنیں جھکا دیں جس سے منکلی نے ان کل صوبجات پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ شمس الدین ایدغمش منکلی کا مقابلہ نہ کر سکا دار الخلافت بغداد بھاگ گیا۔ خلیفہ ناصر نے اراکین دولت کو ایدغمش کے استقبال کا حکم دیا یہ دن بڑی چہل پہل کا تھا۔

ایدغمش کا قتل

منکلی کو ایدغمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہوا اپنے بیٹے محمد کو چند امراء لشکر کے ساتھ بطور وفد دار الخلافت بغداد روانہ کیا اس وفد کے پہنچنے سے پیشتر خلیفہ ناصر نے ایدغمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۰ھ میں ایک فوج عنایت کی ایدغمش دربار خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی جانب روانہ ہوا رفتہ رفتہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلیمان کو کسی وجہ سے اس کی قوم کی سرداری سے معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی کو مامور کیا تھا۔ سلیمان نے منکلی کو ایدغمش کے آنے کی خبر کر دی۔ منکلی نے ایک فوج ایدغمش کی گرفتاری کو متعین کی۔ اس فوج نے ایدغمش کو گرفتار کر کے سر اُتار لیا۔ سارا لشکر منتشر و متفرق ہو گیا۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی۔ ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان و ارانیہ کو منکلی کی سرکوبی کو لکھا حالانکہ اس سے خلافت مآب کو بے حد ناراضگی تھی۔ جلال الدین والی قلعات اسمٰعیلیہ (بلاد عجم) کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر فرمایا کہ کامیابی کے بعد بلاد جبل کو باہم تقسیم کر لینا۔ اس انتظام پر بھی جب اس کو تشفی نہ ہوئی تو موصل، جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر فراہم کر کے

اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کر منکلی کی سرکوبی کو روانہ فرمایا اور مظفر الدین کوکبری بن زین الدین کوجک والی صوبہ اربل اور شہر زور کو مع ان کے لشکر کے منکلی کے مقابلہ پر جانے کو لکھ بھیجا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں فراہم ہو جائیں تو اسکی کمان تم اپنے ہاتھ میں لے لینا۔

منکلی کا انجام

پس جب یہ لشکر ہمدان کے قریب پہنچا منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا جو کرج سے ملا ہوا تھا۔ شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جا کر گھیر لیا مدتوں محاصرے کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا اس لڑائی میں ازبک کو شکست ہوئی میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ آیا دوسرے دن منکلی کو فتحیابی کی طمع پھر دامنگیر ہوئی فوج کو تیاری کا حکم دے کر پھر دھاوا کر دیا گھمسان لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے ہر چہار طرف سے جنگ چھیڑ دی۔ آخر کار منکلی شکست کھا کر بھاگا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ شاہی لشکر نے اس کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا جلال الدین والی قلعہ جات اسمٰعیلیہ نے حسب قرارداد سابق منکلی کے مقبوضات کا حصہ بجزہ کر لیا جو باقی رہا اس پر ازبک بن پہلوان قابض و متصرف ہوا، فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا سادہ پہنچا، شحنہ سادہ نے گرفتار کر کے سر اتار لیا۔ ازبک نے اس سر کو فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ دار الخلافت بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۲ھ کا ہے۔

ولیعہد کا انتقال

خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھی خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور لڑکوں کے محبت زیادہ تھی اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولیعہدی سے معزول کر کے اسی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا لیکن بقضائے الٰہی ۲۰ ذیقعدہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا خلافت مآب کو اسکی وفات سے اس درجہ صدمہ و رنج ہوا کہ جس کا پایاں نہیں، عام اور خاص سبھی اسکی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے مرحوم نے وقت وفات دو لڑکے یادگار چھوڑے تھے ایک کا لقب موید تھا اور دوسرے کا موفق۔ خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تستر (متعلقات خوزستان) کی طرف سند امارت عطا فرما کر روانہ کیا اور موید الدین نائب وزیر اور عز الدین کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے بعد ازاں موفق مع نائب وزیر اور شر کے ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد واپس آیا اور موید تستر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ

قبل اس کے اغلمش نے بزور تیغ و حکمت عملی بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس کی مدبرانہ چالوں سے اس کے قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینہ پر جم گئے تھے اس کے بعد ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اسکو قتل کر ڈالا خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش جانشین سلاطین سلجوقیہ کو جو صوبہ خراسان و ماوراء النہر پر مستولی ہو رہا تھا ان بلاد پر قبضہ کرنے کا شوق پیدا ہوا لشکر آراستہ کر کے اس نے فوج کشی کر دی ادھر اتابک سعد بن وکلاء والی فارس کو بھی اغلمش کے قتل ہو جانے پر یہی طمع دامنگیر ہوئی، فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا۔ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اس وقت تک اس کو خوارزم شاہ کی شکست اور آمد کی خبر نہ تھی مقام رے میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتابک کو شکست ہوئی خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا، بعدہ سادہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قزوین، زنجان اور ابہر پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اہل ہمدان نے سر اطاعت جھکا دیا۔

خوارزم شاہی فوج کی پامالی

تب اصفہان کا رخ کیا اور اس پر بھی بلاجدال و قتال قابض و مستولی ہو کے قم اور قاشان کو بھی لے لیا۔ والی آذربائیجان اور ارانیہ نے بغیر کسی تحریک کے دب کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے دارالخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا نامہ و پیام کر رہا تھا مگر دربار خلافت سے برابر انکاری جواب آرہا تھا خوارزم شاہ کو طیش آگیا دارالخلافت پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا چنانچہ ایک امیر کو حلوان کی سند امارت عطا کر کے پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت سے بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد ایک دوسرے امیر کو بھی روانہ کیا جونہی یہ لوگ ہمدان سے چلے اسقدر برف پڑا کہ تقریباً ساری فوج ہلاک ہو گئی جو باقی رہ گئے ان کو بنو برجم (ترکی) اور بنو سکارہ (کردوں) نے لوٹ مار کر پامال کر دیا۔ معدودے چند جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ ہمدان پر طالبیوں کو مامور کر کے ان کل شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دی، عماد الملک ساوی کو اس کی دولت و حکومت کا ناظم اور متولی بنایا اور اپنے ممالک مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کا خطبہ موقوف کر کے ۶۱۵ھ میں خراسان کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی معروف کا اخراج

بنی معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے ان کا سردار معلی نامی ایک شخص تھا جنگل جھاڑیوں کے قریب غربی فرات میں یہ لوگ رہتے تھے جب ان کا ظلم، فساد اور دن دہاڑے لوٹ مار حد سے متجاوز ہو گئی اور قافلہ کے قافلہ تباہ ہونے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے دربار خلافت میں شکایت کی، دربار خلافت سے شریف سعد والی واسط کے نام ان لوگوں کی سرکوبی اور جلاوطن کرنے کا حکم آیا چنانچہ شریف سعد نے تکریت، ہیت حدیثہ، انبار، حلہ، کوفہ، واسط اور بصرہ سے فوجیں فراہم کر کے بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور ان کو نہایت تیزی سے ہزیمت دے کر پامال کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ دریا میں غرق کر دئے گئے جو اس عالمگیر پامالی سے بچے وہ جلاوطن کر دئے گئے اور مقتولوں کے سر ماہ ذیقعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد بھیج دئے گئے۔

تاتاریوں کی یلغار

تاتاری ترکوں میں سے ہیں ۶۱۶ھ میں اس گروہ نے بلاد اسلامیہ کی جانب خروج کیا سرزمین چین میں طمغاج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا جو بلاد ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے اس کے بادشاہ کا نام چنگیز خاں تھا جو ترکوں کے قبیلہ تمرجی سے تھا اس نے بلاد ترکستان اور ماوراء النہر پر فوج کشی کی اور اس کو خطا کے قبضہ سے نکال کر خود قابض اور متصرف ہو گیا بعد ازاں خوارزم شاہ سے جا بھڑا تا آنکہ اس کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان اور بلاد جبل پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ بعدہٗ ارانیہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قبضہ کر کے شروان، لان اور لکز کے شہروں کی جانب رخ کیا اور مختلف گروہوں پر مستولی ہو کر بلاد قفجاق کو بھی لے لیا۔ انہی تاتاریوں کا ایک غزنی اور ان شہروں کی طرف نکل گیا جو ہندوستان، سجستان اور کرمان سے ملحق و متصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے یا کچھ زاید زمانہ میں تاتاری، دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن بیٹھے۔ خونریزی، لوٹ اور

غارت گری کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ ظلم وستم ان کے ہاتھوں سے وقوع میں آئے کہ جن سے عالم کے کان اسلف سے اس وقت تک آشنا نہیں ہوئے۔

خوارزم شاہ کی وفات

خوارزم شاہ نے ان تاتاریوں سے شکست کھا کر طبرستان کے ایک جزیرہ میں جا کر دم لیا اور وہیں ۶۱۷ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں برس جاں بحق تسلیم ہوا۔ خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی چنگیز خاں دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور بہزار خرابی ان کے پنجۂ غضب سے بچ گیا ایک مدت تک ہندوستان میں ٹھہرا رہا بعد ازاں ۶۲۲ھ میں خوزستان اور عراق کی جانب معاودت کی آذربائیجان اور ارمینیہ پر قابض ہو گیا تا آنکہ اسکو مظفر نے قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم ان واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یا دونوں حکومتوں کے بیان کریں گے پس وہ مقام ان واقعات کی تفصیل کا ہو گا۔

خلیفہ ناصر کا کردار

آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں اپنی خلافت کے سینتالیس برس خلیفہ ابو العباس احمد الناصر الدین اللہ بن خلیفہ مستضئ نے وفات پائی موت سے تین برس پہلے نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا تھا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ دوسری آنکھ کی بصارت کمزور ہو گئی تھی۔ کاروبار اور لہو و لعب میں اسکی حالتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحب فنون مختلفہ تھا۔ متعدد فنون میں اسکی تالیفات ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تاتاریوں کو قبضہ عراق پر آمادہ کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس سے اور خوارزم شاہ سے ان بن ہو گئی تھی اور آئے دن منازعت ہو رہی تھی خلیفہ ناصر اکثر لہو و لعب میں مصروف تھا کسی وقت غلہ لگایا کرتا اور کبھی کبوتر بازی میں مشغول رہتا۔ کپڑے اس قسم کے پہنتا تھا جیسے بغداد کے غنڈے پہنا کرتے تھے اور اس قسم کے کپڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی مگر یہ کہ اجازت خلیفہ سے حاصل کی جاتی، یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ سلطنت وحکومت، عالی دماغ، عالی حوصلہ، صاحب تدبیر اور ذی ہوش آدمیوں سے خالی تھی اور اور یہی امر دولت و سلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

خلیفہ ناصر کی وفات

خلیفہ ناصر کے مرنے پر اس کے بیٹے ابو نصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اور "الظاہر بامر اللہ" کا لقب دیا گیا پہلے اسی کو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولی عہد بنایا تھا بعد ازاں ولیعہدی سے اس کو معزول کر کے بوجہ میلان طبیعت اس کے چھوٹے بھائی ابو الحسن علی کی ولیعہدی کا اعلان کیا۔ اتفاق یہ کہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابو نصر کو پھر اپنا ولیعہد بنایا۔

ظاہر بامر اللہ کی بیعت خلافت

خلیفہ ظاہر نے تکمیل بیعت کے بعد عدل و انصاف سے اس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اس کے شایان شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا تھا اس سال کی شب عید میں ایک لاکھ دینار علماء کو دئے۔

اس چہل پہل کے نو مہینہ پندرہ یوم بعد خلیفہ ظاہر ابو نصر محمد نے ۱۵ رجب ۶۲۳ھ کو وفات پائی اس کا طریقہ نہایت سیدھا سادا تھا اس کے عدل و انصاف اور اس کی داد و دہش کے تذکرے اس وقت تک عوام اور خواص کی زبان پر

جاری ہیں۔ روایت کی جاتی ہے کہ اس نے قبل وفات بخط خاص ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو اراکین دولت کے روبرو پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کے پڑھنے اور اراکین دولت کو سنانے کی غرض سے ایک جلسہ کیا۔ خلافت مآب کے قاصد نے کھڑے ہو کر کہا "امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کی جائے کہ دربار خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یا یہ حکم صادر ہوا ہے اور بعد میں اس کا کوئی اثر کہیں محسوس ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اس پر عمل درآمد کرو"۔ قاصد اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا فرمان کھولا گیا تو اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ کا فرمان

آگاہ ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر مہمل اور بے کار نہیں ہے اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت پر مبنی ہے بلکہ ہم تم لوگوں کو جانچتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص اچھا کارگزار ہے۔ اس پیشتر ویرانی ملک بربادی رعایا، تخریب شریعت کی کارروائیاں جو تم سے ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور نیز براہ مکر و فریب جو جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کیا کرتے اور بیخ کنی و ہلاکت رعایا کو حق رسی و داد رسی سے تعبیر کرتے تھے ہم نے ان سب تمہارے افعال ذمیمہ و حرکات قبیحہ سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو غنیمت نہ سمجھا۔ شمار کر کے خوفناک اور مہیب شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے خلق اللہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ تم لوگ ایک ہی بات کو بالفاظ مختلفہ کہا کرتے ہو حالانکہ تم علم خلافت کے پاسبان اور معتمد علیہ ہو۔ تم لوگ اپنی خواہشات کی طرف خلافت مآب کی رائے کو مائل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو ملا جلا دیتے ہو اس سے مجبوری تمہاری رائے سے موافقت کی جاتی ہے بظاہر مطیع اور فرمانبردار ہو لیکن حقیقت میں تم حد درجہ کے نافرمان اور متمرد ہو۔ صورتاً موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہو اور حقیقتاً پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمد للہ کہ اب اللہ سبحانہ نے تمہارے خوف کو امن سے، محتاجی کو غنا سے اور باطل کو حق سے تبدیل کر دیا اور ایک ایسا فرمانبردار تم کو عنایت کیا ہے جو تمہارے عذرات کو قبول کرے گا اور اسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لے گا جو اپنی خطاؤں پر مصر ہو گا اور اپنی حرکات نامعقول سے باز نہ آتا ہو گا۔ امیر المومنین تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کا یہی مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرتے رہو اور ظلم و بے جا کارروائی سے احتراز کرتے رہو۔ امیر المومنین کو ظلم و ستم بے حد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے امیر المومنین خائف و ترساں ہیں۔ امید کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب و توفیق دے گا۔ پس اگر تم نے وہ راستہ اختیار کیا جو ملک خدا میں اس کے نائبوں اور امینوں کا ہے تو نور علیٰ نور، ورنہ یاد رکھو کہ ہلاک و تباہ ہو جاؤ گے، والسلام ؎

باب ۳۶

منصور بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

و

عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

خلیفہ ظاہر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو جعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا رویہ اختیار کیا مگر اس کے عہد خلافت میں شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا تھا خراج کم ہو کر تقریباً معدوم ہو گیا تھا۔ صوبجات کے حصہ بخرے ہو گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں ادا نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دئے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا حصہ کثیر موقوف اور تخفیف کر دیا گیا جس سے بے حد تغیرات وقوع میں آئے اسی کے زمانہ میں محمد بن یوسف بن ہود نے اندلس میں آخری زمانۂ حکومت موحدین میں دعوت عباسیہ کا اعادہ کیا تھا یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ اسی کے آخری دورِ حکومت میں تاتاریوں نے بلادِ روم کو غیاث الدین کیخسرو آخری بادشاہ بنی قلیج ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اس کے بعد بلاد ارمینیہ کے تاخت و تاراج کرنے کو بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امان طلب کی انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اسکو مقرر کیا چنانچہ یہ انکی ماتحتی و اطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا۔ آئندہ کے ان حالات کے ضمن میں واقعات تحریر کئے جائینگے۔

خلیفہ مستنصر کی وفات

خلیفہ مستنصر دار الخلافت بغداد میں انہی بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا جو گورنران صوبجات اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کے دستبرد اور قبضہ و تصرف سے بچ رہے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے اس نظام میں بھی خلل واقع ہوا تاتاریوں نے کل بلاد اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور گورنرانی صوبجات اسلامیہ اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کو زیر کر کے ان کی دولت اور حکومتوں کا نام صفحہ ہستی سے محو کر کے دار الخلافت بغداد کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے بڑھے اتنے میں خلیفہ مستنصر ۶۴۰ھ میں اپنی خلافت کا سولھواں سال پورا کر کے انتقال کر گیا۔

خلیفہ مستعصم باللہ

اس کا بیٹا عبداللہ مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ "المستعصم باللہ" کا لقب اختیار کیا۔ فقیہہ اور محدث تھا، موید الدین ابن علقمی رافضی اس کا وزیر تھا۔ اس کی نااہلیت سے دار الخلافت بغداد میں شیعہ، اہل سنت و جماعت، حنابلہ اور کل اہل مذہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے تھے، اوباشوں، جرائم پیشوں اور مفسدہ پردازوں میں آئے دن ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا کوئی فتنہ و فساد ما بین ملوک اور اکابر دولت

ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے اٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل مسدود ہو گئی تھی خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے بسر ہو رہی تھی افسران فوج کو تخفیف کر دیا تھا۔ باقی ماندہ کی تنخواہیں یوں ادا کی جاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی ان کو کسی بازار کا محصول وصول کر لینے کو کہہ دیا غرض امراء لشکر اور نیز خلافت مآب کی بدقت اوقات گزاری ہوتی تھی۔ اتفاق سے انہی دنوں دار الخلافت بغداد میں آتش فساد مشتعل ہو گئی شیعہ سنی باہم دست و گریباں ہو گئے۔

وزیر ابن علقمی کی غداری

شیعوں کا مسکن غربی بغداد مقام کرخ میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممتاز رکن تھا ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت پر ظلم و تعدی کی، خلیفہ مستعصم نے اپنے بیٹے ابو بکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی سرکوبی کو روانہ کیا اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دیا اس معاملہ میں خلافت مآب نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ اور پاس نہ کیا ابن علقمی کو یہ امر ناگوار گزرا موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا آہستہ آہستہ بحکمت عملی لشکر کے بہت بڑے حصہ کو موقوف کر دیا اور خلافت مآب پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیجی گئی ہیں اور علاوہ اس کے دار الخلافت بغداد میں رہنے سے دادگی تنخواہ میں بھی دقت ہوتی ہے ۶۵۲ھ میں ہلاکو چنگیزی تاتاری نے عراق پر فوج کشی کی رے، اصفہان اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلعات اسمٰعیلیہ پہ دھاوا کیا ۶۵۵ھ میں قلعہ موت پر چڑھائی کی اثناء راہ میں ابن صلایا والی اربل کا خط ملا جس میں ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی ملفوف تھا ابن علقمی نے ہلاکو کو دار الخلافت بغداد پہ حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔

تاتاریوں کا بغداد پر حملہ

چنانچہ ہلاکو نے بلاد اسمٰعیلیہ سے مراجعت کر کے بغداد کا قصد کیا اور امراء تاتار کو چاروں طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا وہ لوگ بھی بطور مقدمۃ الجیش کے بلاد روم کی طرف سے آنے لگے، جس وقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہنچا ایبک دوادار مقابلہ پر آیا پہلے حملہ میں تاتاری لشکر کو شکست ہوئی۔ تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا اس حملہ میں میدان جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا۔ عساکر اسلامیہ نے بغداد کی جانب معاودت کی مگر ان کے آنے سے پیشتر تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا یا یہ کہ دجلہ کا بند ٹوٹ جانے سے بغداد کے ارد گرد پانی پھیل گیا تھا جس سے لشکر اسلام بغداد میں داخل نہ ہو سکا، تاتاریوں نے تعاقب کر کے اسلامی فوج کو جی کھول کر پامال کیا، دوادار مارا گیا اور امراء جو اس کے ہمرکاب تھے قید کر لیے گئے۔

خلیفہ مستعصم کا خاتمہ

ہلاکو نے بغداد میں پڑاؤ کر دیا، وزیر ابن علقمی شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا اپنی ذات خاص کے لئے امان حاصل کی اور واپس جا کر خلافت مآب سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امان حاصل کر لی ہے آپ ہلاکو کے پاس چلئے وہ آپ کو بدستور خلافت و حکومت پر قائم رکھے گا جیسا کہ بلاد روم میں بادشاہ روم کو قائم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم مع فقہاء و قضاۃ و اراکین دولت کے ہلاکو کے پاس گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں خلیفہ مستعصم کو بورے میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا اور مستعصم گھسٹتا ہوا پامال ہو گیا۔ ابن علقمی نے خلیفہ کی نعش کو پاؤں سے کچلا اس زعم سے کہ میں اہل بیت رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

بغداد کی تباہی اور قتل عام اس کے بعد ہلاکو سوار ہو کر بغداد میں داخل ہوا۔ عام خونریزی کا حکم دے دیا ایک مدت تک غارت گری اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں اور لڑکے سروں پر قرآن لئے ہوئے گھروں سے واویلا و امصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے نکلے جن کو تاتاریوں نے بات کی بات میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا کہتے ہیں کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے تھے۔ تاتاریوں نے قصور (محلسرا ہائے) خلافت اور خزانوں پر قبضہ کر لیا اس قدر مال و اسباب لوٹا گیا کہ احاطہ تحریر اور شمار سے باہر ہے۔

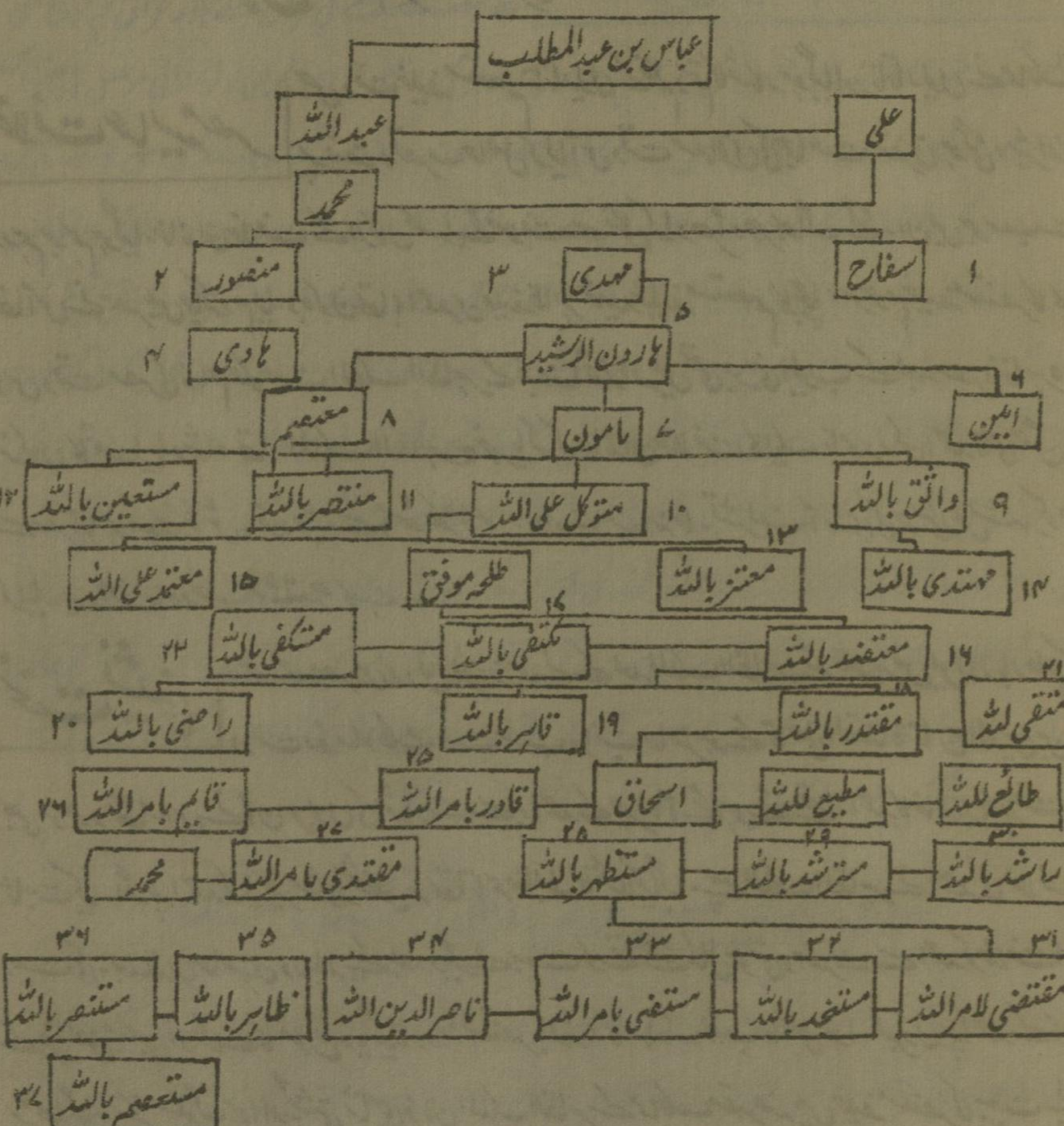
علمی ذخائر کی بربادی علمی ذخائر جو شاہی کتب خانے میں تھے دجلہ میں پھینک دیے گئے یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتی اگرچہ اور قوموں کا یہ زعم ہے کہ یہ اس کی بعینہ نظیر ہے جو مسلمانوں نے شروع زمانہ فتوحات میں اہل فارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض اس عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہو کر شاہی محلسراؤں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا لیکن اس کے ارکین دولت نے اس سے مخالفت کی۔

ہلاکو کی فتوحات فتح اور پامالی بغداد کے بعد ہلاکو نے میا فارقین کے محاصرے کو فوجیں روانہ کیں جو دو برس کے محاصرے کے بعد بزور مفتوح ہوا۔ اس کے کل حامی اور مددگار مار ڈالے گئے ان دنوں بنی ایوب میں سے ملک ناصر الدین محمد بن شہاب الدین غازی بن الملک العادل ابوبکر بن ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ والی موصل اس خوفناک غارت گری کو دیکھ کر ڈر گیا۔ نذرانے اور تحائف ہلاکو کے دربار میں بھیجے، اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا چنانچہ ہلاکو نے اس کو بحال رکھا۔ مہم میافارقین کے سر ہونے پر اربل کی طرف ہلاکو نے لشکر روانہ کیا اہل اربل نے قلعہ بندی کر لی چند سے محاصرے کر کے تاتاری لشکر بے نیل و مرام واپس آیا۔ اس کے بعد والی اربل ابن صلایہ ہلاکو سے ملنے آیا ہلاکو اس کو قتل کر کے جزیرہ، دیار بکر اور دیار ربیعہ پر مستولی اور قابض ہو گیا اسی طرح رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں میں شام کی حکومتیں کمزور ہو گئیں اور ہلاکو نے موقع پا کر چاروں طرف سے اس پر فوج کشی کر دی جیسا کہ آئندہ تحریر ہو گا۔

ہلاکو کی فتحیابی سے خلافت اسلامیہ کی حکومت جو دار الخلافت بغداد میں بنی عباس کے قبضہ اقتدار میں تھی منقرض اور معدوم ہو گئی پھر اس رسم قدیم کو ملوک ترک نے ان خلفاء کے ذریعہ سے جن کو انہوں نے پہلے خلفاء کے عقاب سے منصوب اور متمکن کیا تھا۔ دوسرے مقام پر قائم کیا اور ان کی ایک زمانہ تک حکومت مسلسل طور سے جاری رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

تعجب ہے کہ یعقوب بن اسحاق کندی فیلسوف عرب زمانہ ظہور ملت اسلامیہ عربیہ کے ضمن میں بیان کرتا ہے کہ عرب کی حکومت چھ سو ساٹھ سال میں منقرض اور ناپدید ہوئی ہے حالانکہ دولت بنی عباس جس روز سے کہ سفاح کی خلافت کی بیعت ۱۳۲ھ میں ہوئی تھی زمانہ قتل مستعصم تک جو کہ ۶۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے پانچسو چوبیس سال قائم رہی اور ان کے سینتیس خلفا نے بغداد میں خلافت کی واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

شجرہ نسب و اسماء خلفاء عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی



واضح رہے کہ بلحاظ ترتیب خلافت خلفاء کے ناموں پر نمبر لگایا گیا ہے جن ناموں پر نمبر نہیں ہے ان کو خلافت نصیب نہیں ہوئی۔ مترجم۔

احمد بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

خلافت عباسیہ مصر

جس وقت خلیفہ مستعصم تاتاریوں کے ظلم وستم کا شکار ہوگیا اور تاتاریوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کرلیا اُس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہوگئی، شیرازہ خلافت درہم برہم ہوگیا۔ خاندان خلافت کے ارکان محلسرائے خلافت سے نکل کر ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ ان میں جو سب سے بڑا تھا اُس نے مصر میں جاکر دم لیا، وہ کون تھا؟ احمد بن خلیفہ ظاہر، شہید خلیفہ مستعصم کا چچا، مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی، اس وقت مصر کی زمام حکومت الملک الظاہر کے قبضہ اقتدار میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر و قاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر پاکر کہ خاندان خلافت کا ایک نامور رکن احمد نامی حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے جوش و خروش سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ارادت مندانہ ملا۔ تشریف آوری کی خوشی میں شہر کو چراغاں کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

تخت نشینی

احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ بیرس میں دربار عام کیا ارکین دولت رؤساء ملک و ملت حسب مراتب حاضر ہوئے قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا۔ اس نے اُن عربوں کی شہادت سے جو احمد کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا۔ اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کا تکملا کیا گیا۔ پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی۔ بعدازاں حاضرین دربار یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے کمال خوشی و مسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کا موقع دیا گیا اور "المستنصر باللہ" کا مبارک لقب حاصل ہوا۔ ممبروں پر احمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا اور گشتی شاہی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے زمام حکومت الملک الظاہر کے ہاتھ میں دی اور اپنی جانب سے ایک توقیع لکھ کر عنایت فرمائی۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا۔ اراکین دولت، مشیران سلطنت اور رؤساء ملک و ملت حاضر ہوئے، الملک الظاہر نے خلافت مآب کی توقیع کو پڑھا۔ لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔ سلطان الملک الظاہر نے بطیب خاطر اس جدید خلیفہ کے لئے ارباب مناصب، اتابک، استاد دار، شرب دار، حاجب اور کاتب وغیرہ متعین فرمائے، ہر طبقہ کے آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں، خیمے فروش اور ہر طرح کے اسباب سامان آسائش فراہم کئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ صرف کئے تھے۔

خلیفہ مستنصر باللہ اور تاتاریوں میں جنگ

چند دن بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے بلاد عراق پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بہ نفس نفیس اس مہم پر جانے کی تیاری کی۔ اتنے میں صالح بن لولو، والی موصل آ پہنچا اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا تھا۔ الملک الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس کرا دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ جدید خلیفہ مع صالح کے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے روانہ ہوا۔ الملک الظاہر بھی مشایعت کی غرض سے شہر سے باہر آیا اور آخر کار الظاہر بھی ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہنچا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے اپنے امیروں میں سے دو امیر بغرض امداد ان کے ساتھ روانہ کئے اور یہ حکم دیا کہ ان کی معیت میں فرات تک جانا تاتاریوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ فوجیں مرتب کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے دونوں گروہوں کی ایک مقام پر مڈبھیڑ ہوئی۔ تاتاریوں نے اپنے پُر زور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو ایسا کمزور کر دیا کہ لڑنے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی سب کے سب میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے خلیفہ احمد بھی انہی لوگوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔ تاتاری لشکر اس مہم سے فارغ ہو کر موصل کی جانب بڑھا۔ سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا، بالآخر بزور تیغ مفتوح کر لیا اور قتل و غارت گری کرتا ہوا موصل میں گھس پڑا صالح غریب بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

احمد بن ابو علی حسن حاکم بامر اللہ ۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

خلیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندان خلافت کے ایک دوسرے فرد کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا اہل ہو۔ آئندہ وروند سے استفسار کر رہا تھا کہ دفعتہً بغداد سے ایک شخص مصر میں وارد ہوا جو اپنے کو نسباً راشد بن مسترشد کی طرف منسوب کرتا تھا۔ صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں نسابہ مصر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابو علی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسیہ سلیمانیہ اس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابو بکر کا۔ ابو بکر بیٹا ہے علی کا، علی بیٹا ہے احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ انتہی کلام صاحب حماۃ۔

احمد کے آباء میں مابین اس کے اور خلیفہ راشد بامسترشد کے کوئی اور شخص خلیفہ نہیں ہوا۔ الغرض الملک الظاہر نے اس کے ہاتھ پر خلافت اسلامیہ کی بیعت کی اور "الحاکم بامر اللہ" کا لقب دیا اس نے اپنی طرف سے امور خاصہ اور عامہ کے سفید و سیاہ کا اختیار الملک الظاہر کو عنایت کیا۔ ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سکہ پر اس کا نام مسکوک کیا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت سے بیرس میں الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت

میں رہا۔ بعد اس کے صالح قلاؤن اور اس کے بیٹے اشرف کا دورِ حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال سے برس میں ٹھہرا رہا۔ پھر الملک الناصر محمد بن قلاؤن کا دور دورہ ہوا۔ اسی کے حکمرانی کے زمانہ میں خلیفہ حاکم نے ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔

سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ ۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ

حاکم کا جانشین اس کا بیٹا ابو الربیع سلیمان ہوا۔ اور "المستکفی باللہ" کا لقب اختیار کیا بدستور قدیم اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا ۷۰۲ھ میں خلیفہ سلیمان، الملک الناصر محمد کے ساتھ دو بار تاتاریوں سے لڑنے کو نکلا ۷۳۶ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے سوءِ ظنی پیدا ہوئی گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا ایک برس تک کسی سے ملنے جلنے نہ دیا بعدہٗ مکان پہ آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دی۔ بعد چندے پھر کشیدگی نے ترقی کی۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو ۷۳۸ھ میں قوص کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں دو برس بعد ۷۴۰ھ میں قبل وفات الملک الناصر مستکفی مرگیا۔

ابراہیم بن محمد واثق باللہ ۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ

مستکفی نے خلافت سے پہلے اپنے بیٹے احمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا پس وفات کے بعد مستکفی، احمد کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد "الحاکم بامر اللہ" کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولیعہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا معزول کر کے اس کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا۔ اور "الواثق باللہ" کا لقب دیا۔

احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی ۷۴۱ھ تا ۷۵۳ھ

اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہوگیا لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غلط تصور کر کے واثق کو خلافت سے معزول کیا اور احمد کی خلافت کی پھر بیعت کی اور "الحاکم بامر اللہ" کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۷۴۱ھ کا ہے پھر ۷۵۳ھ میں اس نے بھی وفات پائی۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۵۳ھ تا ۷۶۳ھ

تب اس کا بھائی ابو بکر خلیفہ بنایا گیا اور "المعتضد باللہ" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ دس برس خلافت

کر کے ۷۶۳ھ میں رحلت پائی۔ اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر سرفراز کیا گیا اور "المتوکل علی اللہ" کا لقب دیا گیا۔ ۷۷۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے کو روانہ ہوا ترکوں نے بد عہدی کی۔ بدامنی اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوری سلطان اشرف مصر واپس آیا، امراء ترک نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور نیز خلافت کے بیعت کرنے کو طلب کیا۔ خلیفہ متوکل نے انکاری جواب دیا۔ اس بناء پر ایبک نامی ایک شخص نے جو امراء ترک سے تھا اور ان دنوں قاہرہ میں حکومت و سلطنت پر مستولی ہو رہا تھا۔ ۷۷۹ھ میں اس رنجش کے تحت جو اس کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہو گئی تھی خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اس کے برادر عم زاد زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اراکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر متمکن کیا۔ تاآنکہ قرطہ ترکمانی کا واقعہ بغاوت پیش آیا۔ قرطمہ ترکمانی، مصری لشکر کا ایک سردار تھا مفسدین کی سازش سے قرطہ ۷۸۵ھ میں الملک الظاہر ابو سعید برقوق کے مقابلہ پر آگیا، غمازوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ جڑ دیا کہ قرطہ نے خلیفہ متوکل کی سازش سے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے غیر مطمئن ہو کر عزیب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

محمد بن ابراہیم واثق باللہ ۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ و زکریا بن ابراہیم ۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

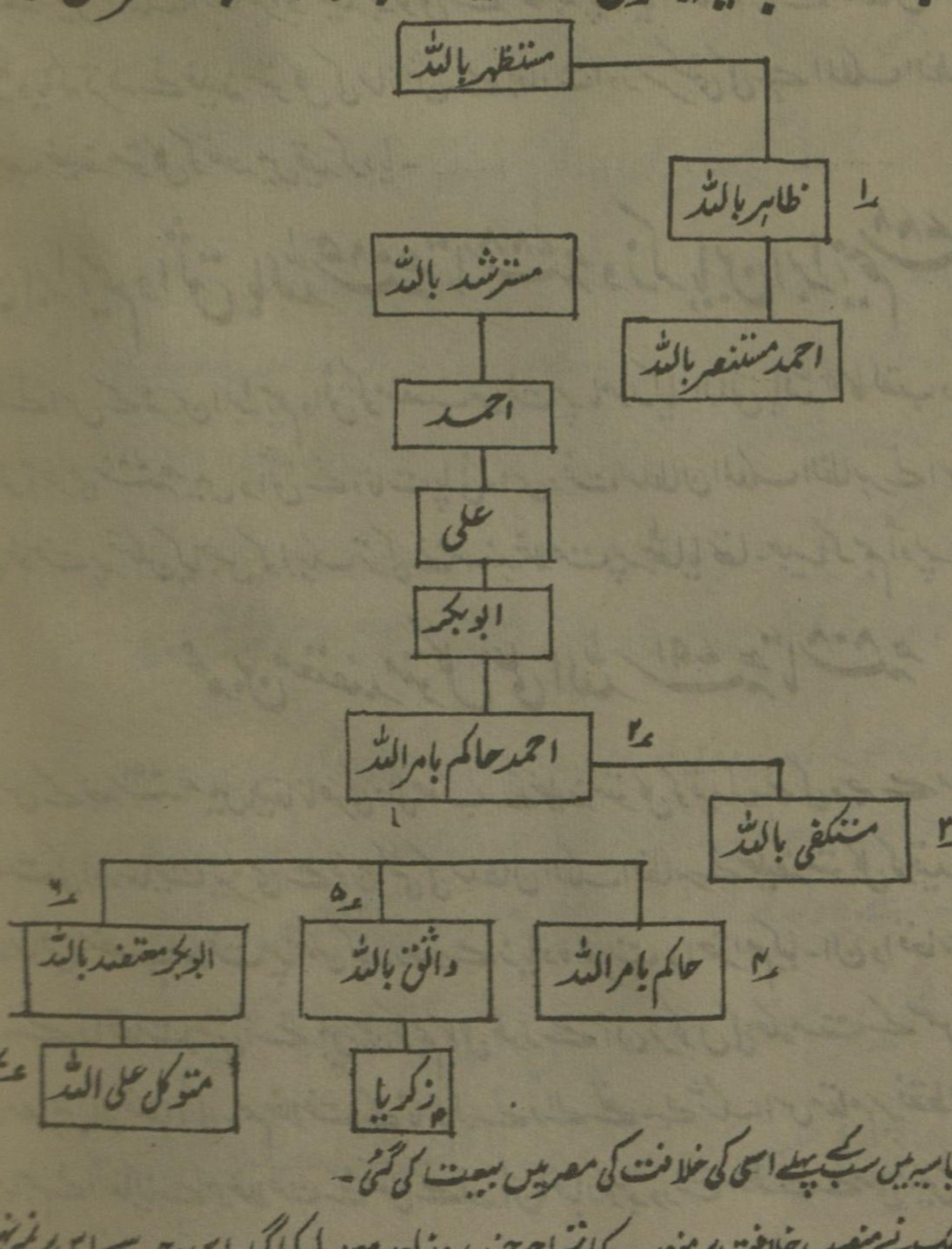
بجائے اس کے عمر بن ابراہیم واثق کو منصب خلافت پر مامور کیا "الواثق باللہ" کا لقب دیا تقریباً تین برس زندہ رہ کر آخری ۷۸۸ھ میں واثق نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو مسند خلافت پر متمکن کیا جس کو ایبک ترکی نے مسند خلافت پر بٹھایا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ

اس کے بعد ۷۹۱ھ میں بیتغا ناصری والی حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور نہایت تیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کیا اور حد سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان واقعات کے سلسلے میں بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کو ہم کامل طور سے ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کے قائم کرنے والے تھے بے شک اس مقام پر فقط انہی حالات کے لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے اور ان اخبار کو جو دولت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے نظر انداز کر دیا ہے۔

منصب خلافت یہ خلفاء منصب خلافت پر رسم خلافت کے پورا کرنے، فرائض مذہبی کی بہ طریق شریعت ادائی و ارکان خاندان وغیرہ کو خطابات دینے کے لئے ہوتے تھے اور بوجہ کمال ایمان اور فرطِ محبت، بغرض ایفاء شروط امامت بہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ ملوک ہند کیا جس قدر بلادِ مختلفہ میں اسلامی سلاطین تھے وہ برابر انہی خلفاء سے اور نیز ان سے جو پیشتر گزر چکے تھے خطابات اور سندات حکومت حاصل کیا کرتے تھے یہ معاملات، ملوک بنی فلاں وغیرہ کے ذریعہ و توسط سے جو مصر میں تھے پیشوا ہوا کرتے تھے اور وہ ان درخواستوں کو خلافت مآب کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے تھے خلعت سندِ حکومت اور خطاب وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ ان لوگوں کی جو منصبِ خلافت کے قائم رکھنے والے تھے امداد و تائید کیا کرتے بمن اللہ و فضلہ۔

شجرہ انساب خلفاء عباسیہ جنہوں نے خلافت بغداد کے بعد مصر میں خلافت کی



۱ء خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی کی خلافت کی مصر میں بیعت کی گئی۔

ء اس کو ایبک نے منصب خلافت پر منصوب کیا تھا جو چند روز بعد معزول کیا گیا۔ اس وجہ سے اس پر نمبر نہیں لگایا۔

سیرت محمدیہ

مصنفہ:۔ سرسید احمد خاں۔ بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
لارڈ سر ولیم میور کی مشہور و معروف کتاب لائف آف محمدؐ
کا مدلل اور مبسوط جواب صفحات ۵۲۰ سفید کاغذ مجلد قیمت ۱۵

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ

مصنفہ:۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین۔ ترجمہ:۔ علامہ عبد الحمید نعمانی
مصر کے یگانہ اور بے ہمتا مورخ و ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین
نے خالص تاریخی واقعات و حقائق کی روشنی میں مستند ترین
ماخذوں کو سامنے رکھ کر تاریخی واقعات کی ترتیب دی ہے
تاریخ کے اس سب سے زیادہ المناک حادثۂ کربلا پر جس نے تاریخ
اسلام کا رخ موڑ دیا اتنی محققانہ اور غیر جانبدارانہ کتاب نہیں لکھی گئی۔
صفحات ۵۷۶ سفید کاغذ مجلد، قیمت بیس روپے

ابوبکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ

مصنفہ:۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری۔ مترجم:۔ شاہ حسن عطا ایم اے
تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ شاید تاریخ انسانی کا ایک اہم ترین اور
نازک ترین زمانہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کا زمانہ
خلافت ہے۔ ۱۱ھ کے ماہ ربیع الاول میں حضور سرور کائنات
فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسکے بعد حضرت ابوبکر
صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور صرف دو سال چند ماہ کی خلافت کے بعد حضرت
فاروق اعظمؓ نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور ذی الحجہ ۲۳ھ میں ایک
آتش پرست کے ہاتھ سے نماز میں بحالت سجدہ شہید ہوگئے۔ اس طرح صرف
تیرہ سال کے قلیل عرصہ میں خلافت صدیقی و فاروقی کے دونوں دور
گزر گئے۔ ذرا ان تیرہ برسوں کے حالات کا تفصیل کے ساتھ
مطالعہ کیجئے۔ صفحات ۲۴۰ مجلد، قیمت ۱۰ روپے پچھتر پیسے

تاریخ الخلفاء

مصنفہ: الامام الحافظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ
ترجمہ:۔ اقبال الدین احمد
۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
۹۰۳ھ تک تقریباً نو سو سال کی مختصر مگر نہایت مکمل اور مستند تاریخ
الخلفاء نہ صرف خلفائے راشدین، خلفائے بنی امیہ (دمشق) خلفائے
بنی امیہ (اندلس) خلفائے عباسیہ (بغداد اور قاہرہ) کے احوال
پر مشتمل، بلکہ عبیدی خلفائے افریقہ اور فاطمی خلفائے مصر کی تاریخ
بھی اس کتاب میں موجود ہے اسی کے ساتھ ساتھ ہر زمانے کے
اہم حوادث و واقعات اور تمدنی حالات کا بھی ایک بہت بڑا حصہ
اس اہم کتاب میں بیان کر دیا گیا ہے۔
بڑی سائز۔ صفحات ۵۲۰ اعلیٰ سفید کاغذ۔ قیمت ۱۵ روپے

حضرت عمرو بن العاص، فاتح مصر

مصنفہ: محمد فرج مصری۔ مترجم شیخ محمد احمد
حضرت عمرو بن العاصؓ اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا تذکرہ
کئے بغیر اسلام کی تاریخ مکمل ہو ہی نہیں سکتی ان کا شمار اسلام کے
صف اول کے سپہ سالاروں اور سیاستدانوں میں ہوتا ہے کافی
حصہ اسلام کی مخالفت میں صرف کرنے کے بعد جب عرب کا یہ
"عقلمند زرین لسان" حلقہ بگوش اسلام ہوا تو آنحضرت نے اس کی
عزت افزائی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور غزوہ ذات السلاسل
کی قیادت ان کے سپرد کی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی عظمت کا
اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ
اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی ان کی فوج
میں شامل تھے۔

صفحات ـــــ ۴۴۶ ـــــ مجلد
قیمت ـــــ بارہ روپے

الطبقات الکبریٰ

مصنّفہ :- علامہ عبدالوہاب الشعرانی کا اُردو ترجمہ

طبقات الاولیاءؒ

از :- سید عبدالغنی وارثی مرحوم

اولیائے کرام کے حالات اور ان کی مبارک زندگیوں پر مشتمل مشہور و معروف کتاب امام عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ کی تصنیف "الطبقات الکبریٰ" کا اردو ترجمہ" اولیائے کرام کا تذکرہ خود ایک ولی کامل اور اپنے عہد کے مشہور شیخ و مرشد کے قلم سے اولیائے کرام کے احوال پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں، عربی فارسی اور اردو میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن بہت ہی کم کتابیں ایسی ہیں جن کو طبقات شعرانی کی سی مقبولیت حاصل ہو چکی ہو اس کی ایک بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ عقیدت مند اور ارباب قلم نے تذکرہ اولیاء تو لکھ دیا مگر وہ خود اس کوچہ کے راہرو نہ تھے اور یہ مثل کبھی غلط نہیں ہو سکتی کہ

ولی را ولی می شناسد

اولیائے کرام کو صحیح طور پر پہچان لینا صرف اسی کا کام ہے جو خود بھی ولی ہو، امام شعرانی خود ایک مرشد کامل اور شیخ وقت اور صاحب دل بزرگ اور علوم مروجہ میں بھی ایک بلند مقام رکھتے ہیں اس لئے وہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کی کیفیت تقریباً وہی ہوتی ہے کہ "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" اس کتاب کا اردو ترجمہ جناب مولوی عبدالغنی صاحب مرحوم سابق اکاؤنٹنٹ جنرل دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے کیا ہے جو خود لذت آشنائے علم و لایت تھے انتہائی احتیاط کیساتھ اور نہایت ہی سلیس اور فصیح ترجمہ کیا ہے۔ بڑی سائز صفحات ۷۰۰، خوبصورت گردپوش قیمت سولہ روپے

زُبدۃ البخاری

مع متن عربی

از :- حضرت امام بخاریؒ - ترجمہ : آغا رفیق بلند شہری

امیر المومنین فی الحدیث امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری المتوفی ۲۵۶ھ کی شہرہ آفاق کتاب الجامع الصحیح جسے عرف عام میں صحیح بخاری یا صرف بخاری شریف کہا جاتا ہے کس مرتبہ کی کتاب ہے اسکے لئے کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے مختصر یہ کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ اسی مجموعہ احادیث نبویہ کو حاصل رہا ہے اور ہمیشہ حاصل رہے گا۔

زبدۃ البخاری پوری کتاب بخاری شریف ہے جس میں سے اسناد کا حصّہ حذف کر کے صرف اصل حدیث شریف کو اسی ترتیب و تبویب کے ساتھ اکٹھا کر دیا گیا ہے جو خود امام بخاری نے قائم کی ہے اور وہ ساری حدیثیں اس میں آگئی ہیں جو بخاری شریف میں مروی ہیں۔ اس طرح یہ مجموعہ بے مثال جلیل القدر علمائے حدیث کے علاوہ عام اہل علم کے لئے بھی قابل استفادہ اور سرمایہ رشد و ہدایت ہو گیا ہے اسے پڑھئے اپنی اولاد کو پڑھائیے اور حرز جان بنا کر اپنے پاس رکھئے اسمیں قرآن مجید کی تفسیر خود زبان رسالت سے ملیگی اسمیں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آثار صحابہ کرام مسائل شرعیہ جہاد فی سبیل اللہ اور احکام اسلام سب کچھ موجود ہیں ایک مسلمان کیلئے کتاب و سنت ہی سب کچھ ہے اور یہ کتاب سنت نبوی کا سب سے زیادہ مستند اور سب سے وسیع مجموعہ ہے اردو ترجمہ جناب آغا رفیق بلند شہری کا کیا ہوا ہے اور پورے احساس دین اور ذمہ داری کیساتھ کیا ہوا اور بالکل صحیح ترجمہ ہے۔ بڑی سائز صفحات ۵۱۲ خوشنما گردپوش قیمت ———— پندرہ روپے

تاریخ فلاسفۃ الاسلام

مصنف :- محمد لطفی جمعہ

ترجمہ :- ڈاکٹر میر ولی الدین ایم اے پی-ایچ-ڈی

یہ کتاب عرب دانشور محمد لطفی جمعہ کی تصنیف ہے جس میں کندی فارابی، بوعلی سینا، امام غزالی، ابن ماجہ ابن طفیل - ابن رشد، ابن خلدون اور اخوان الصفا، ابن عربی، ابن مسکویہ، ابن ہیثم جیسے یکتائے روزگار کے حالات پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ ان کے افکار و خیالات پر مفصل بحث کی گئی ہے ترجمہ نہایت ہی سلیس اور رواں دواں ہے۔

بڑی سائز - صفحات ۳۲۰ - سفید کاغذ مجلد خوبصورت رنگین گردپوش - قیمت آٹھ روپے

علم الکلام اور الکلام

مصنفہ :- علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمان مفکرین نے دقیق سے دقیق مسائل پر کس طرح غور کیا اور کیا کیا فکری جولانیاں دکھائیں یہ صرف علم الکلام کی تاریخ ہی پڑھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں - علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بہت بڑے محقق ادیب اور ماہر علم الکلام تھے اس پر دنیا کی ایک بہترین کتاب لکھی ہے اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں علم کلام کی پوری تاریخ شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہے اور دوسرے حصہ میں آج کی عقلیات کو سامنے رکھکر ایک جدید کلام مرتب کیا گیا ہے یہ کتاب ہر پڑھے لکھے شخص کے پاس ہونی چاہیئے آپ بھی پڑھئے اور دیکھئے کہ ان دو حصوں میں علم کا کتنا وسیع خزانہ مصنف مرحوم نے اکٹھا کر دیا ہے دونوں حصے یکجائی صفحات ۳۶۸ بڑی سائز مجلد، قیمت ۱۱/۰

دعوتِ اسلام

مصنفہ : سر تھامس - مترجم :- مولوی عنایت اللہ دہلوی

یہ کتاب تیرہ سو سال کی پوری اسلامی تاریخ پر حاوی ہے اور ابتدا سے لے کر تیرھویں صدی تک اسلام کے پھیلنے کی جیتی جاگتی تصویر ہے پوری شان عالمانہ اور مکمل تحقیقی مواد کا بیمثال مجموعہ - یہ کتاب ایک عرصہ سے نایاب تھی ہم نے اس کو بہترین کتابت و طباعت سے مزین کر کے شائع کیا ہے - کتاب صورت و معنی دونوں حقیقتوں سے جاذب نظر اور دلکش ہے - بڑی سائز - صفحات ۳۵۲ مضبوط رنگین گردپوش —— قیمت - گیارہ روپے

صنم خانۂ عشق

مصنفہ :- حضرت امیر مینائی

امیر مینائی کا کلام دل میں اُتر جانے والی کیفیت اور ذہنوں کو گرما دینے والی حرارت کا امتزاج ہے - ان کی غزلوں میں شباب کی سُرخی بھی ہے اور حُسن کی رعنائی بھی، وہ اپنی رومانیت، فکر تصوّف، شاعرانہ ندرت و سلامت کے حسین شاہکاروں سے لبریز ہیں -

اس مجموعہ کو خرید کر آپ اپنے ذاتی کتب خانے میں ایک بیش بہا کتاب کا اضافہ کریں گے -

بڑی سائز صفحات ۲۲۰ رنگین خوش نما گردپوش

بہترین طباعت

عُمدہ کتابت

قیمت —— نو روپے نوے پیسے

صحابیات

مصنّفہ :۔ علّامہ نیاز فتح پوری
مدیر رسالہ "نگار"

آفتاب رسالت جب طلوع ہوا تو اس کی ضیا باریوں نے انسانی زندگی کے ہر ظلمت کدہ کو روشن کیا۔ مردوں کی سیرتیں اور کردار بدل گئے۔ صحرا نشینان عرب ممالک قیصر کسریٰ کے حاکم بن گئے۔ عورتیں جو دنیا میں ایک ذلیل محقر مخلوق شمار کی جاتی تھیں۔ گھر کی پروردگار اور خاندان کی نگہبان قرار پائیں۔

اس کتاب میں اُردو زبان کے مشہور صاحب طرز ادیب جناب نیاز فتحپوری نے ایسی ۵ خواتین کا مکمل تذکرہ لکھا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان سے دین و دنیا کا علم سیکھا۔ ان میں آپ کی ازواج مطہرات، بنات طیّبات اور دیگر رشتہ دار خواتین شامل ہیں ــــ بڑی سائز صفحات ۲۷۲ رنگین خوشنما گردپوش۔ قیمت :۔ سات روپے پچھتر پیسے

انسانِ کامل

مصنّفہ : سید عبدالکریم الجیلی۔ مترجم :۔ مولانا فضل میراں

قرآن کریم اور احادیث نبوی کی تفسیر و تشریح کی روشنی میں علم تصوف کے اسرار و رموز، احوال و ظروف، کنایات، حکایات اور حقائق و معارف کا وہ گرانمایہ خزینہ جو تا قیصین و کاملین کے لئے پیر کامل اور رہنما کے فرائض انجام دینے میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

صفحات ۴۵۰۔ بڑی سائز۔ قیمت :۔ گیارہ روپے

ہزار سال پہلے

از :۔ علامہ مناظر احسن گیلانی

جزیرہ نمائے پاک و ہند، اسلامی ممالک اور چین کے تہذیبی و تمدنی حالات کا مجموعہ جو چوتھی اور پانچویں صدی کے سیاحوں نے مشاہدہ کیا اور اپنے سفرناموں اور تالیفات میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

عام طور پر یہ قدیم مصنفین شہروں اور علاقوں کا مختصر طور پر ذکر کرتے ہوئے واتفاقی انداز میں وہاں کے کچھ کچھ حالات بیان کر جاتے ہیں مثلاً فلاں قسم کا غلّہ دیکھا، فلاں طرح کا پھل نظر آیا۔ پکارتے ہیں فلاں نام کو یہ لوگ اس طرح بگاڑ کر تلفظ کرتے تھے وغیرہ وغیرہ مولانا مرحوم نے اس قسم کے بیانات سے اسوقت کی پوری تصویر تیار کر دی اور ایسی عمدہ تصویر کہ سارے خدوخال واضح نظر آنے لگے۔

یہ کتاب بے انتہا دلچسپ اور بہت ہی معلومات افزا کتاب ہے ایک مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔

مجلد، رنگین گردپوش صفحات ۴۰۳۔ قیمت چار روپے پچاس پیسے

نظام الملک طوسی

مصنفہ :۔ مولانا عبدالرزاق کانپوری

خواجہ حسن نظام الملک طوسی عالم اسلام کا پہلا وزیر اعظم جس نے اسلامی آئین کی تدوین کی۔ اس اہم تذکرہ میں عمر خیام نیشاپوری اور حسن بن صباح بانی فرقہ باطنیہ کے مفصل اور مستند حالات درج ہیں زیر نظر کتاب معلومات کا خزینہ ہے ــــ بڑی سائز صفحات ۵۶۰، مجلد

قیمت۔ پندرہ روپے

وہ کتابیں جن کے بغیر کوئی لائبریری مکمل نہیں کہلا سکتی

تاریخ الاسلام، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی
تین حصے ۵۴/-
زاد المعاد، حافظ ابن قیم حصہ اول ۱۱/-
زاد المعاد حصہ دوم ۹/۷۵
زاد المعاد حصہ سوم ۱۵/-
زاد المعاد حصہ چہارم ۱۲/-
تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین السیوطیؒ ۱۵/-
حضرت عثمانؓ و علیؓ ڈاکٹر طٰہٰ حسین ۲۰/-
حضرت ابوبکر اور حضرت فاروق اعظمؓ ۷/۷۵
خلافت بنو امیہ، محمد ہاشم ندوی حصہ اول ۱۲/-
خلافت بنو امیہ حصہ دوم ۱۲/-
حضرت امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی
مصنفہ مناظر احسن گیلانی ۱۲/-
تاریخ فاطمین مصر ڈاکٹر زاہد علی حصہ اول ۱۰/۵۰
تاریخ فاطمین مصر حصہ دوم ۱۰/۷۵
حضرت ابوذر غفاریؓ، مناظر احسن گیلانی ۶/-
تاریخ غرناطہ، مولوی احمد اللہ حصہ اول ۱۲/-
" " حصہ دوم ۱۲/-
فتوح البلدان - البلاذری ترجمہ ابوالخیر مودودی
حضرت عمرو بن العاص محمد احمد پانی پتی ۱۲/-
زبدۃ البخاری اردو ترجمہ معہ عربی متن ۱۵/-
الادب المفرد - حضرت امام بخاری ۱۱/-
ترجمہ: عبدالقدوس ہاشمی ۸/۰۰
الطبقات الکبریٰ، طبقات الاولیاء ۱۶/-

از علامہ عبدالوہاب شعرانی ترجمہ مولوی عبدالغنی ۱۲/۹۰
تاریخ فلاسفۃ الاسلام ڈاکٹر میر ولی الدین ۹/-
فلسفہ اسلام، ڈی اولیری ۷/۷۵
حیات امام ابن القیم، عبدالعظیم، عبدالسلام
شرف الدین ۱۶/۰۰
دعوت اسلام - ڈاکٹر آرنلڈ
ترجمہ - عنایت اللہ دہلوی ۱۱/-
سفینۃ الاولیاء، داراشکوہ ۷/۷۵
صحابیات علامہ نیاز فتح پوری ۷/۷۵
انسان کامل، عبدالکریم الجیلی اردو ترجمہ ۱۱/-
فقہ الاسلام - حسین احمد الخطیب
ترجمہ پروفیسر رشید احمد ارشد ۱۵/-
اسلامی معاشیات، مناظر احسن گیلانیؒ ۱۵/-
تاریخ تمدن اسلام - جرجی زیدان حصہ اول ۱۰/-
" " " حصہ دوم ۱۰/-
مغلیہ دور حکومت - خافی خاں
حصہ اول ۱۱/-
مغلیہ دور حکومت خافی خاں حصہ دوم ۹/-
" " " حصہ سوم ۱۵/-
" " " " حصہ چہارم ۱۵/-
تاریخ فیروز شاہی - شمس سراج ۸/۲۵
شاہجہان کے ایام اسیری اور عہد اورنگ زیب
سفرنامہ ڈاکٹر برنیر ۱۶/-
اقبال نامہ جہانگیری محمد معتمد خاں ۷/۷۵

مآثر عالمگیری محمد ساقی مستعد خاں ۱۴/-
سفرنامہ ابن بطوطہ دو حصے ۱۳/-
البرامکہ عبدالرزاق کانپوری ۱۱/-
نظام الملک طوسی ۱۵/-
عبدالرزاق کانپوری ۱۲/-
سیاست نامہ نظام الملک طوسی ۷/-
عہد لارڈ مونٹ بیٹن، کیمبل جانسن ۱۲/-
صنم خانۂ عشق امیر مینائی ۹/۹۰
الدین القیم مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
تذکرہ شاہ ولی اللہ
مولانا مناظر احسن گیلانی ۴/۵۰
گلشن بے خار، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ ۹/-
فلسفۂ عجم علامہ اقبال اردو ترجمہ ۴/-
مکاتیب امام غزالی، ظہوری ۳/۷۵
داستان کربلا عبدالرحمٰن صدیقی ۴/-
تاجدار دو عالمؐ ۶/-
عبدالرحمٰن عزام بے ۶/-
تجدید دین کامل مولانا عبدالباری ندوی ۹/۵۰
تجدید معاشیات
مولانا عبدالباری ندوی ۹/۷۵
تجدید تصوف و سلوک
مولانا عبدالباری ندوی ۸/۲۵
تجدید تعلیم و تبلیغ
مولانا عبدالباری ندوی ۶/-